سلطان الہند عطائے رسول

خواجہ خواجگان حضرت معین الدین حسن سنجری چشتیؒ کی مکمل سوانح عمری

سیرتِ خواجہ غریب نوازؒ

ساحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم قادری

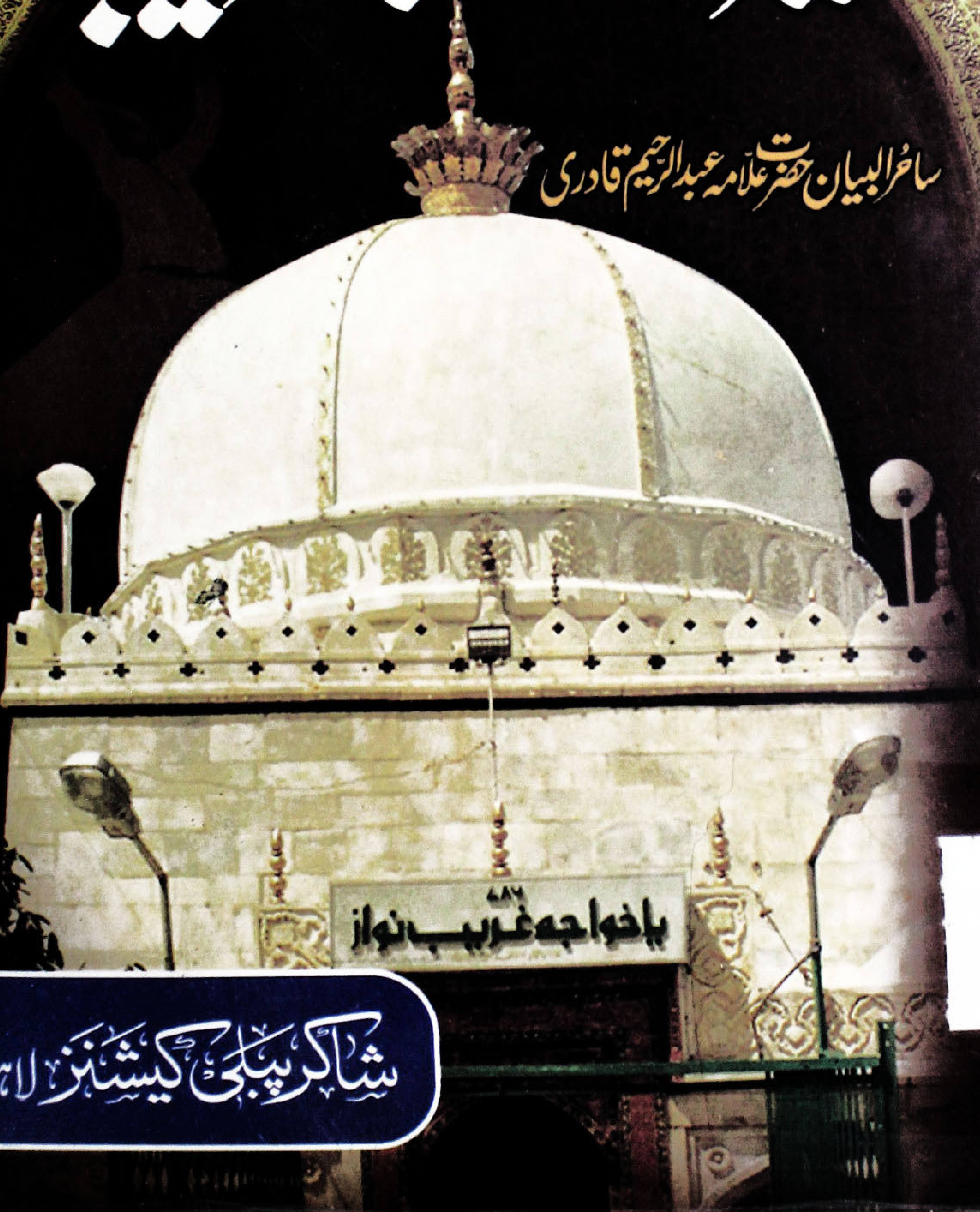

شاکر پبلی کیشنز لاہور

Marfat.com

سلطان الہند عطائے رسول
خواجہ خواجگان حضرت معین الدین حسن سنجری چشتیؒ کی مکمل سوانح عمری

سیرت خواجہ غریب نوازؒ

ساحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم قادری

DATA ENTERED

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

Marfat.com

جملہ حقوقِ ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

سیرت خواجہ غریب نواز

2-97.692
665
1 5 3 4 7 1

باہتمام ملک محمد شاکر

سن اشاعت اگست 2016ء

طابع اشتیاق اے مشتاق پرنٹرلاہور

قیمت =/375 روپے

ملنے کا پتہ

شبیر برادرز اردو بازار لاہور فون: 042-7246006	**نظامیہ کتاب گھر** نبیہ سنٹر، اردو بازار لاہور 0301-4377868	**احمد بک کارپوریشن** اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5558320

مکتبہ بابا فرید چوک چٹی قبر، پاک پتن شریف	**اسلامک بک کارپوریشن** اقبال روڈ نزد کمیٹی چوک راولپنڈی 051-5536111	**مکتبہ قادریہ** داتا دربار مارکیٹ لاہور 042-37226193	**معراج کتب خانہ** اندرونی بوہڑ گیٹ ملتان 0323-7210125

تنبیہ

ہمارے ادارے کا نام بغیر ہماری تحریری اجازت بطور ملنے کا پتہ، ڈسٹری بیوٹر، ناشر یا تقسیم کنندگان وغیرہ میں نہ لکھا جائے۔ بصورت دیگر اس کی تمام تر ذمہ داری کتاب طبع کروانے والے پر ہوگی۔ ادارہ ہذا اس کا جواب دہ نہ ہوگا اور ایسا کرنے والے کے خلاف ادارہ قانونی کاروائی کا حق رکھتا ہے۔

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

Marfat.com

مخلصین اہل سنت

ان مخیّران دین وملت کے اسمائے گرامی جن کے تعاون کے بغیر اس کتاب کی طباعت واشاعت ناممکن تھی۔

جناب حاجی فتح محمد صاحب قادری
جناب حاجی محمد سلیم صاحب قادری کلاتھ مرچنٹ
جناب حاجی محمد سلیم صاحب قادری ریڈیمیڈ مرچنٹ
جناب حاجی علی احمد صاحب قادری
جناب حاجی منور رضا صاحب نوری
جناب حاجی اسرار الحق صاحب (بپو)
جناب حاجی محمد عارف خاں صاحب
جناب جمال احمد بیگ صاحب قادری
جناب شیخ محمد عمر صاحب قادری
جناب لئیق احمد صاحب پریل بمبئی
جناب حاجی محمد ایوب صاحب انصاری
جناب حاجی نصیر الدین صاحب ایڈوکیٹ
جناب حاجی محمد خورشید خاں صاحب مرحوم
جناب حاجی محمد رفیق صاحب
جناب حاجی لطیف الرحمان صاحب
جناب حاجی شریف احمد بیگ صاحب
جناب حاجی عبدلعزیز خاں صاحب
جناب سید راشد علی صاحب
جناب ظہیر احمد خاں صاحب
اور ایک اہل خیر

مولیٰ تعالیٰ بطفیل نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان حضرات کے کاروبار میں ترقیاں عطا فرمائے اوران کے والدین نیز ان کے خاندان کے جملہ مرحومین اور ساتھ ساتھ میرے والدین کریمین واہلیہ مرحومہ اور خاندان کے جمیع مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

دعا گو

عبدالرحیم قادری

Marfat.com

فہرست مندرجات

انتساب ۱۶
منقبت ۱۷
تکمیل آرزو......مصنف کے قلم سے ۱۸
مقدمہ.........مولانا محمد میکائیل ضیائی ۲۱
پدری نسب نامہ ۹۵
مادری نسب نامہ ۹۷
نگاہ اولیں ۹۹
آپ کے عہد کے سیاسی حالات ۱۰۸

مشائخ طریقت ۱۱۴

آفتاب رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۱۷
حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ۱۲۰
حضرت خواجہ حسن بصری قدس سرہٗ ۱۲۱
حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید ۱۲۲
حضرت خواجہ فضیل بن عیاض ۱۲۲
حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم ۱۲۶
حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ ۱۲۸
حضرت خواجہ امین الدین ہُبیرہ ۱۲۹
حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری ۱۳۰
حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی ۱۳۲
حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی ۱۳۳
حضرت خواجہ ابومحمد ابدال چشتی ۱۳۴
حضرت خواجہ ناصرالدین چشتی ۱۳۵
حضرت خواجہ مودود چشتی ۱۳۶
حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی ۱۳۷
حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ ۱۳۸

ہندوستان میں اسلام کے عظیم مبلغ ۱۴۳

اجمیر شریف کا تاریخی منظر نامہ ۱۵۳
آپ کا مقدس خاندان ۱۵۸
والد ماجد سید غیاث الدین حسن ۱۵۹
جد امجد خواجہ سید کمال الدین طاہر ۱۶۱
والد ماجد کی شادی ۱۶۱
جائے ولادت ۱۶۲
چشتی اور اجمیری سے شہرت ۱۶۳
نسب نامۂ پدری ۱۶۵
نسب نامۂ مادری ۱۶۵
سرکار غوث اعظم سے قرابت ۱۶۶
حلیہ شریف ۱۶۶

Marfat.com

آفتاب ولایت کی جلوہ نمائی ۱۶۷
قطعۂ تاریخ ولادت ۱۶۸
شکم مادر میں کلمۂ طیبہ کا ورد ۱۶۸
اقطاب وابدال کی مبارک باد ۱۶۹
آپ کا اسم گرامی ۱۶۹
مقبول عام خطابات ۱۶۹
مقدس القاب ۱۷۰
شیر خوارگی کے زرّیں واقعات ۱۷۰
غریب نوازی کا رقت آمیز واقعہ ۱۷۱
لہو ولعب سے دوری ۱۷۱
تعلیم کا آغاز اور والد ماجد کا انتقال ۱۷۲
والدۂ ماجدہ کا انتقال ۱۷۲
بھائی اور بہن ۱۷۲
مختلف اقوال ۱۷۳
ترکۂ پدری ۱۷۳
غیبی معاونین ۱۷۴
ایک مجذوب کی نگاہ التفات ۱۷۴
منزل کی تلاش ۱۷۵
منزل مقصود کی جانب پہلا قدم ۱۷۶
دو رہزنوں سے ملاقات ۱۷۶
میزبان ضعیفہ ۱۷۸
ایک قافلے کی قسمت جاگی ۱۷۸
قوم غز اور سرکار خواجہ غریب نواز ۱۷۸
غزوں کو نصیحت ۱۷۹
سرکار خواجہ سمرقند میں ۱۸۰
نماز تراویح کی امامت ۱۸۱
نور قرآن کا ظہور ۱۸۱
مولانا حسام الدین مدنی کی پیش کش ۱۸۱
مولانا عبداللہ خوارزمی سے اکتساب فیض ۱۸۲
سرکار غوث اعظم کی خدمت میں ۱۸۳
حج وزیارت کے سفر پر ۱۸۳
شہر حرم میں خطابت کی دھوم ۱۸۴
سفر بسوئے دوست ۱۸۵
مرشد کامل کی خدمت میں ۱۸۵
اسفار کی اجمالی ترتیب ۱۸۶
خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت کی تفصیل ۱۸۷
خرقۂ خلافت ۱۸۹
کلاہ چہار ترکی ۱۹۰
چراغ سے چراغ روشن ہوگیا ۱۹۱
ارشاد غوث پاک کی تعظیم ۱۹۲
مجاہدہ اور کسب فیض کے لئے سفر ۱۹۳
احساس ندامت سے گوشہ نشینی ۱۹۴
خوف وخشیت سے ہڈیوں کا ڈھانچہ ۱۹۵
غیرت والی آنکھیں ۱۹۵
تبلیغ دین اور تقسیم فیض کے لئے سفر ۱۹۶
حاکم سبزوار کا واقعہ ۱۹۶
ایک حکیم وفلسفی کا حلقہ بگوش ہونا ۱۹۷
حرم کعبہ میں غیبی بشارت ۱۹۹

Marfat.com

عطائے رسول اجمیر مقدس تک	۲۰۰
بیداری میں رسول کائنات کی زیارت	۲۰۱
ہندوستان میں تشریف آوری	۲۰۲
آپ کے عہد کا ہندوستان	۲۰۴
ملتان میں ورود	۲۰۵
قتل کا ناپاک و ناکام ارادہ	۲۰۶
ملتان میں مدت قیام	۲۰۷
اجمیر کے راجہ اور راج ماتا پر ہیبت	۲۰۷
تاراگڑھ پر ہوَن	۲۰۷
راج ماتا کا بزدلانہ خطاب	۲۰۸
اجے پال جوگی کا جوابی خطاب	۲۰۹
سرکار خواجہ کے لئے جاسوسی	۲۱۰
جادوئی تصور سے صورت گری	۲۱۰
تصویروں کی مدد سے ناکہ بندی	۲۱۱
رام پرکاش ضیاء الرحمان ہوگیا	۲۱۱
ملتان سے لاہور کی طرف	۲۱۲
لاہور میں تشریف آوری	۲۱۳
لاہور سے دہلی	۲۱۴
ایک قصبہ میں قیام	۲۱۵
خواجہ قطب کی بلند پروازی	۲۱۵
روحانی حصار	۲۱۶
دہلی میں ورود	۲۱۷
سمانا میں آپؒ کے خلاف سازش	۲۱۸
کھانے سے زہر باہر	۲۱۸
ماں اور بیٹے کی خودکشی	۲۱۹
آنندنرائن جوگی جنت کی آغوش میں	۲۲۰
سادھوؤں کے ایک منچلے گروہ کو سبق	۲۲۱
سرکار خواجہ کا قافلہ اجمیر میں	۲۲۲
بیٹے کو ماں کی نصیحت	۲۲۲
پرتھوی راج کا غرور	۲۲۲
دوران سفر سیکڑوں لوگوں کا قبول اسلام	۲۲۳
غوری لشکر ہندوستان میں	۲۲۳
اجمیر مقدس میں سرکار خواجہ کا پہلا قدم	۲۲۵
اونٹ بیٹھے رہ گئے	۲۲۶
اناساگر تالاب یا حوض مرتضوی	۲۲۶
تبلیغی مشن کا آغاز	۲۲۷
حملے کی ناکام کوشش	۲۲۸
مہنت رام دیو کا قبول اسلام	۲۲۸
اناساگر کوزے میں	۲۳۰
اجے پال خواجہ کے قدموں میں	۲۳۱
خشک کنویں اور تالاب جل تھل	۲۳۳
کھڑاؤں سے پٹائی اور سدھار	۲۳۳
عالم ملکوت کی سیر	۲۳۴
قیامت تک کی زندگی	۲۳۵
مستقل جگہ پر قیام	۲۳۶
راجہ کے ملازم کو مرید نہیں کیا	۲۳۷
پرتھوی راج کا زوال	۲۳۷

Marfat.com

ہندوستان کی حکومت غوری کے حوالے ۲۳۹
راجہ کی دھمکی ۲۴۰
اسلامی لشکر کی فتح ۲۴۰
بدلہ لینے کی تیاریاں ۲۴۱
دوسری خوں ریز جنگ ۲۴۳
سلطان غوری خواجہ کی بارگاہ میں ۲۴۵
ہندوستان میں مسلم اقتدار ۲۴۶
میر خنگ سوار کی شہادت ۲۴۷
سلطان غوری کی شہادت ۲۴۷
عہد خواجہ کے مسلم بادشاہ ۲۴۷
حضرت گنج شکر پر التفات وکرم ۲۴۹
حضرت خواجہ عثمان کی تشریف آوری ۲۵۱
حضرت شیخ سعدی سے ملاقات ۲۵۲
ایک غریب کسان کی دل جوئی ۲۵۴
قطب صاحب کی مقبولیت ۲۵۵
دین اسلام کی اشاعت ۲۵۷
سرکار خواجہ کی تبلیغی جدوجہد ۲۵۸
نبوی تبلیغ کا حسین عکس ۲۶۰
مکمل نظام تبلیغ کی تشکیل ۲۶۱

اخلاق وعادات ۲۶۳

غریب پروری ۲۶۳
دنیا سے بے نیازی ۲۶۳
فیاضی ودریادلی ۲۶۴
سادگی ۲۶۴
پڑوسی کا خیال ۲۶۵
مریدین ومعتقدین سے محبت ۲۶۶
عفوو بردباری ۲۶۷
تواضع وانکساری ۲۶۸
درویشوں کے ساتھ حسن سلوک ۲۶۸
پردہ پوشی ۲۶۹
خوف خدا ۲۶۹
اتباع سنت ۲۶۹
محبت رسول ۲۷۰
مرشد کی تکریم ۲۷۱
نماز ۲۷۲
خواجہ غریب نواز اور سماع ۲۷۴
سماع ایک مختلف فیہ مسئلہ ۲۷۵
حضرت چراغ دہلی کا نظریہ سماع ۲۷۵
سماع کے شرائط ۲۷۷
ریاضت ومجاہدہ ۲۷۸
عشق خدا ۲۷۹
شان جلال وجمال ۲۷۹
آپ سے عقیدت اور خلوص ۲۸۰
آپ کی فیض رسانی ۲۸۰
استغراقی کیفیت ۲۸۲
لباس مبارک ۲۸۲
گزر اوقات ۲۸۳
سفر کی حالت میں ۲۸۳

Marfat.com

آپ کا وصال اور عمر شریف	۲۸۳
حضرت قطب الاقطاب کا بیان	۲۸۵
نائب النبی فی الہند	۲۸۷
محافل سماع تبلیغ کا موثر ذریعہ	۲۸۸
قاسم گنجینۂ معرفت	۲۸۹
اسلام کیسے پھیلا	۲۸۹
پرتھوی راج کی اولاد	۲۹۰
اردو زبان کی ابتداء	۲۹۰
ازدواجی زندگی	**۲۹۲**
آپ کی شادی	۲۹۲
اولاد امجاد	۲۹۳
حضرت خواجہ فخر الدین	۲۹۳
حضرت خواجہ حسام الدین	۲۹۴
حضرت بی بی حافظ جمال	۲۹۴
حضرت خواجہ ضیاء الدین	۲۹۴
علمی تصنیفات	**۲۹۵**
انیس الارواح	۲۹۷
کشف الاسرار	۲۹۸
کنز الاسرار	۲۹۸
رسالۂ آفاق وانفس	۲۹۹
رسالۂ تصوف منظوم	۲۹۹
حدیث المعارف	۲۹۹
رسالۂ وجودیہ	۲۹۹
رسالہ درکسب نفس	۲۹۹
شعر و سخن	۲۹۹
دیوانِ معین	۳۰۰
حیرت انگیز کرامات	**۳۰۲**
خانۂ کعبہ کا طواف	۳۰۲
مظلوم نوازی	۳۰۳
نگاہوں سے اوجھل ہو گئے	۳۰۳
موت سے رہائی	۳۰۳
آگ نہ جلا سکی	۳۰۴
بھوکے پر رحم	۳۰۴
چھ روٹیاں	۳۰۵
ماں کے شکم سے بچہ بول اٹھا	۳۰۵
ہاتھی پتھر کا	۳۰۶
کعبہ دکھا دیا	۳۰۷
دست غیب	۳۰۷
دہلی کا بادشاہ	۳۰۷
لاینحل مسائل کا حل	۳۰۸
برص سے نجات مل گئی	۳۰۸
لڑکا ہو گیا	۳۰۸
غیب کی خبر	۳۰۹
مردہ درخت سرسبز ہو گئے	۳۰۹
دشمن درویش ہو گیا	۳۰۹
گائے زندہ ہو گئی	۳۱۰
بدکار ولی ہو گیا	۳۱۰
بچھیا نے دودھ دیا	۳۱۰

Marfat.com

کچھ کرامات کا خلاصہ	۳۱۱

بعد وصال تصرفات روحانی ۳۱۳

شان بندہ نوازی	۳۱۳
حضرت گنج شکر کی اصلاح	۳۱۴
حضرت بابا فرید کی خصوصی نماز	۳۱۵
سلام کا جواب	۳۱۶
شہنشاہ جہانگیر کی منت	۳۱۶
آپ کی نذر	۳۱۷
مصافحہ کے لئے ہاتھ باہر	۳۱۷
پان کی گلوری	۳۱۸
ایک وہابی دربار خواجہ میں	۳۱۹

پیر بھائی، خلفاء اور خدام ۳۲۰

حضرت شیخ محمد ترک نارنولوی	۳۲۰
حضرت خواجہ فخر الدین گردیزی	۳۲۰
حضرت قاضی قدوہ	۳۲۲
حضرت حاجی رومی	۳۲۶
سید معین الدین	۳۲۶
سلطان شمس الدین التمش	۳۲۶
حضرت قاضی دانیال قطری	۳۲۷
شیخ عبداللہ رازی	۳۲۷
شیخ صفی الدین ابراہیم رازی	۳۲۸
حضرت سید عرب	۳۲۸
شیخ نجم الدین صغریٰ	۳۲۸

مشاہیر خلفاء ۳۲۹

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی	۳۲۹
دیگر خلفاء	۳۴۳
سرکار خواجہ کی معنوی اولادیں	۳۴۹

بعض ہم عصر مشائخ ۳۵۱

شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی	۳۵۱
شیخ شہاب الدین عمر سہروردی	۳۵۲
حضرت شمس الدین تبریزی	۳۵۲
شیخ سعدی شیرازی	۳۵۲
مولانا جلال الدین رومی	۳۵۳
حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ	۳۵۳
حضرت شیخ وجیہ الدین ابو حفص	۳۵۴
شیخ عبدالخالق غجدوانی	۳۵۴
شیخ محمد عارف ریوگیری	۳۵۴
حضرت شیخ تاج الدین عبدالرزاق	۳۵۵
حضرت سید احمد کبیر رفاعی	۳۵۵
حضرت شیخ محی الدین ابن عربی	۳۵۵
حضرت شیخ نظام الدین گنجوی	۳۵۶
حضرت شیخ فرید الدین عطار	۳۵۶
حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی	۳۵۶
حضرت شیخ اوحد الدین کرمانی	۳۵۷
حضرت شیخ جلال الدین تبریزی	۳۵۷
حضرت عمار یاسر	۳۵۷

Marfat.com

حضرت امام فخر الدین رازی	۳۵۸	علامہ مفتی محمد برہان الحق صاحب	۳۸۶
حضرت خواجہ علاء الدین غجدوانی	۳۵۸	خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی	۳۸۷
غلامانہ حاضریاں	۳۵۹	محبوب العلماء مفتی محمد محبوب اشرفی	۳۸۹
حضرت بوعلی شاہ قلندر	۳۶۰	حضرت علامہ سید حسن میاں صاحب	۳۹۱
مولانا فخر الدین زراوی	۳۶۱	بلبل ہند حضرت مفتی محمد رجب علی	۳۹۵
حضرت زندہ شاہ مدار	۳۶۱	رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری	۳۹۶
حضرت شیخ سلیم چشتی	۳۶۲	سلطان شہاب الدین غوری	۳۹۹
حضرت مجدد الف ثانی	۳۶۲	سلطان شمس الدین التمش	۴۰۰
حضرت شیخ عبداللہ	۳۶۳	سلطان محمود خلجی	۴۰۰
حضرت میر ابوالعلا اکبرآبادی	۳۶۴	سلطان ظفر خاں	۴۰۰
حضرت میر سید محمد ترمذی کالپوی	۳۶۴	شہزادہ بہادر خاں	۴۰۱
حضرت میر سید احمد ترمذی کالپوی	۳۶۴	شیر شاہ سوری	۴۰۱
شیخ فخر الدین فخر دہلوی	۳۶۵	سلطان جلال الدین اکبر	۴۰۲
حضرت حاجی حافظ وارث علی شاہ	۳۶۵	شہباز خاں	۴۰۴
حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری	۳۶۶	سلطان نور الدین جہانگیر	۴۰۵
اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی	۳۶۸	سلطان شہاب الدین شاہجہاں	۴۰۶
صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی	۳۷۰	شہزادی جہاں آرا بیگم	۴۰۷
شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں	۳۷۱	سلطان محی الدین اورنگ زیب	۴۰۹
حضرت مولانا مفتی محمد محبوب علی خاں	۳۷۳	لارڈ کرزن وائسرائے ہندوستان	۴۰۹
سید العلماء حضرت علامہ سید آلِ مصطفےٰ	۳۷۵	شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ	۴۱۰
حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز	۳۷۶	نواب حامد علی خاں والی رامپور	۴۱۰
مجاہد ملت حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن	۳۷۸	میر عثمان علی خاں نظام حیدرآباد	۴۱۰
مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفےٰ رضا	۳۸۱	مہاراجہ گوبند سنگھ والی ریاست دتیا	۴۱۱
امین شریعت حضرت مفتی رفاقت حسین	۳۸۴	مہاراجہ سرکشن پرشاد حیدرآباد	۴۱۲

Marfat.com

آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو	۴۱۳	حلال غسل کا اجر	۴۲۳
موہن داس کرم چند گاندھی	۴۱۳	حرام غسل کا وبال	۴۲۴
مولانا محمد علی جوہر	۴۱۳	راہ شریعت پر چلنے والوں	۴۲۴
جوش ملیح آبادی	۴۱۳	نماز ایک امانت ہے	۴۲۴
مولانا حسرت موہانی	۴۱۴	حقوق نماز کی ادائیگی	۴۲۴
ملفوظات	۴۱۵	حکایت	۴۲۵
پہلی مجلس	۴۱۶	دین کا ستون ہے	۴۲۶
نماز قرب خداوندی کا ذریعہ	۴۱۶	قیامت کے دن حساب کے مقامات	۴۲۷
پیر کی خدمت کی برکتیں	۴۱۷	**تیسری مجلس**	۴۲۸
دو فرشتوں کا نزول	۴۱۷	نماز کی ادائیگی میں تاخیر پر افسوس	۴۲۸
انگلیوں کا خلال	۴۱۸	نماز کے لئے مسنون اوقات	۴۲۹
اعضائے وضو کا تین بار دھونا	۴۱۹	حکایت	۴۳۰
با وضو سونے کے فوائد	۴۱۹	جس کی نماز نہیں اس کا ایمان نہیں	۴۳۰
دائیں اور بائیں ہاتھ کے کام	۴۱۹	صدقہ کے فوائد	۴۳۱
مسجد میں بیل	۴۲۰	جھوٹی قسم کھانے کا وبال	۴۳۱
عارف باللہ	۴۲۰	حکایت	۴۳۱
نماز فجر کے بعد مصلے پر بیٹھا رہنا	۴۲۰	حکایت	۴۳۱
ابلیس لعین کو مایوسی	۴۲۱	**چوتھی مجلس**	۴۳۲
حکایت	۴۲۱	محبت صادق	۴۳۲
عارف کی منزل	۴۲۲	محبت صادق پر مکالمہ	۴۳۳
دوسری مجلس	۴۲۲	قبرستان میں قہقہہ	۴۳۴
غسل جنابت	۴۲۲	حکایت	۴۳۴
جنبی کا منہ اور پسینہ پاک ہے	۴۲۳	حکایت	۴۳۵

Marfat.com

حکایت	۴۳۵	خانۂ کعبہ کو دیکھنا	۴۴۶
حکایت	۴۳۶	پیرو مرشد کی زیارت	۴۴۷
حکایت	۴۳۶	حکایت	۴۴۷
حکایت	۴۳۷	فائدہ	۴۴۷
قبرستان میں کھانے پینے والا ملعون ہے	۴۳۸	**چھٹی مجلس**	۴۴۸
حکایت	۴۳۸	قدرت خداوندی کے عجائب	۴۴۸
حکایت	۴۳۹	اصحاب کہف کو دعوت ایمان	۴۴۸
مسلمانوں پر ظلم نہیں کرنا چاہیے	۴۳۹	تیس سال سے غائب لڑکا واپس	۴۴۹
ذکر الٰہی کا اثر دل پر	۴۴۰	اندھیرے اور اجالے کا فرشتہ	۴۵۰
منافقوں کا تیسرا گروہ	۴۴۰	ہوا اور پانی کا فرشتہ	۴۵۰
حکایت	۴۴۰	کوہِ قاف کا فرشتہ	۴۵۱
حکایت	۴۴۱	کوہِ قاف اور اس کے پیچھے	۴۵۱
پانچویں مجلس	۴۴۲	گائے کے سر پر پہاڑ	۴۵۲
پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے	۴۴۲	خانۂ کعبہ کو دکھا دیا	۴۵۲
والدین کا چہرہ دیکھنا	۴۴۲	**ساتویں مجلس**	۴۵۳
حکایت	۴۴۲	سورۂ فاتحہ کے فضائل	۴۵۳
حکایت	۴۴۳	حکایت	۴۵۴
قرآن پاک کی طرف دیکھنا	۴۴۴	بد اعتقادی کا نتیجہ	۴۵۵
حکایت	۴۴۴	سورۂ فاتحہ کے سات نام	۴۵۵
قرآن پاک دیکھنے سے بینائی بڑھتی ہے	۴۴۵	سات حرفوں سے خالی	۴۵۶
حکایت	۴۴۵	سات آیتوں کی حکمت	۴۵۶
علمائے کرام کی زیارت کرنا	۴۴۵	حروف کی تعداد کے رموز	۴۵۷
حکایت	۴۴۶	دریا پار کر گئے	۴۵۸
		آٹھویں مجلس	۴۵۹

نماز قضائے حاجات	۴۵۹	حاصل عشق الٰہی	۴۷۱
نویں مجلس	۴۶۱	**گیارھویں مجلس**	۴۷۲
منازل سلوک	۴۶۱	عارف کا توکل	۴۷۲
حکایت	۴۶۱	حضرت ابراہیم خلیل کا توکل	۴۷۲
منزل عشق	۴۶۲	سونے چاندی کی قدر و قیمت	۴۷۳
حکایت	۴۶۲	اوصاف الٰہی سے متصف	۴۷۳
حکایت	۴۶۳	محبت الٰہی	۴۷۴
عشق کا درجہ کمال	۴۶۳	مدعیانِ عشق	۴۷۴
حکایت	۴۶۳	**بارھویں مجلس**	۴۷۵
حکایت	۴۶۴	موت کی حقیقت	۴۷۵
کرامات کا مظاہرہ	۴۶۴	دل کی تخلیق کا مقصد	۴۷۵
جنت یا خالق جنت	۴۶۵	حضرت خواجہ قطب کو خلافت	۴۷۵
دسویں مجلس	۴۶۶	حضرت خواجہ قطب کی دہلی روانگی	۴۷۶
صحبت کی تاثیر	۴۶۶	چند نصیحتیں	۴۷۶
حکایت	۴۶۶	سرکار خواجہ کے وصال کی خبر	۴۷۷
عارف باللہ	۴۶۷	سرکار خواجہ کے جامع ارشادات	۴۷۸
حکایت	۴۶۸	**مکتوبات گرامی**	۴۸۰
حضرت ابوبکر شبلی	۴۶۸	مکتوب اول	۴۸۱
حکایت	۴۶۹	مکتوب دوم	۴۸۱
حکایت	۴۶۹	مکتوب سوم	۴۸۳
درویشی کی تعریف	۴۷۰	مکتوب چہارم	۴۸۴
حکایت	۴۷۰	مکتوب پنجم	۴۸۵
حکایت	۴۷۰	مکتوب ششم	۴۸۹

Marfat.com

مکتوب ہفتم	۴۸۹
مکتوب ہشتم	۴۹۰
کلمہ کی حقیقت	۴۹۱
نماز کی حقیقت	۴۹۱
روزہ کی حقیقت	۴۹۲
زکوٰۃ کی حقیقت	۴۹۳
حج کی حقیقت	۴۹۴
تاریخی عمارتیں اور آثار مبارکہ	۴۹۶
روضۂ منورہ	۴۹۷
مسجد صندل خانہ	۴۹۹
جامع مسجد شاہجہانی	۵۰۰
حوض جامع مسجد	۵۰۱
اولیاء مسجد	۵۰۱
اکبری مسجد	۵۰۱
بلند دروازہ	۵۰۲
عثمانی دروازہ	۵۰۲
نقار خانۂ عثمانی	۵۰۳
نقار خانۂ شاہجہانی	۵۰۳
سماع خانہ	۵۰۴
خانقاہ	۵۰۴
حوض شاہی	۵۰۵
صحن چراغ	۵۰۵
لنگر خانہ	۵۰۵
بڑی دیگ	۵۰۶
چھوٹی دیگ	۵۰۶
دیگوں کی مرمت	۵۰۶
جنتی دروازہ	۵۰۷
بیگمی دالان	۵۰۷
توشہ خانے	۵۰۸
حجرۂ بی بی حافظ جمال	۵۰۸
حجرۂ حور النساء	۵۰۹
احاطۂ نور	۵۰۹
چار یاری	۵۰۹
احاطۂ چمیلی	۵۱۰
ارکاٹی دالان	۵۱۰
عبادت خانۂ مستورات	۵۱۱
احاطۂ کوچک سنگ سفید	۵۱۱
نظام سقہ کی قبر	۵۱۱
جھالرہ	۵۱۲
شاہی گھاٹ	۵۱۲
مقبرہ شاہ قلی خاں	۵۱۳
ڈھائی دن کا جھونپڑہ	۵۱۳
قلعۂ تارا گڑھ	۵۱۴
گنج شہداء	۵۱۵
سولہ کھمبا یا شیخ علاء الدین کا مزار	۵۱۵

Marfat.com

چلہ بابا فرید گنج شکر	۵۱۵	سرکار غوث اعظم کی بارگاہ میں نذر عقیدت	۵۲۸
احمد بختیار اور سجادگان کے مزارات	۵۱۶	**عقیدت کے مہکتے**	
مقبرہ خواجہ حسین اجمیری	۵۱۶	**پھول (منقبتیں)**	
ایک بالشت کی چھتری	۵۱۶	علامہ سید آل مصطفےٰ میاں صاحب	۵۲۹
تاریخی چھتری	۵۱۶	علامہ برہان الحق صاحب قادری	۵۳۰
بجلی گھر	۵۱۷	علامہ مفتی محمد رجب علی صاحب قادری	۵۳۱
امیر تاغان وامیر ترغان	۵۱۷	علامہ محمد صابر القادری نسیم بستوی	۵۳۲
کچھ یادگار چلے	۵۱۸	ساحر البیان علامہ عبدالرحیم قادری	۵۳۳
چلہ حضرت خواجہ غریب نواز	۵۱۸	سلطان الہند کی بارگاہ میں استغاثہ	۵۳۴
چلہ سالار غازی	۵۱۸	قطعہ تاریخ اشاعت	۵۳۷
چلہ خواجہ بختیار کاکی	۵۱۹	نظم در مدح مصنف	۵۳۸
چلہ شادی دیو	۵۱۹	مآخذ و مراجع	۵۳۹
بڑے پیر صاحب کا چلہ	۵۲۰		
چلہ مدار صاحب	۵۲۰		
چلہ عبداللہ بیابانی	۵۲۰		
چلہ ناتواں شاہ	۵۲۱		
چلہ بی بی حافظ جمال	۵۲۱		
چلہ بابا فرید گنج شکر	۵۲۱		
عثمانی چلہ	۵۲۲		
آستانہ پاک پر حاضری بدعت یا...	۵۲۳		
تبرکات سرکار خواجہ	۵۲۶		
مناجات بدرگاہ رب العالمین	۵۲۶		
مناجات کا اردو منظوم ترجمہ	۵۲۷		

Marfat.com

انتساب

عالم اسلام وسنیت کی ممتاز ومقدس ترین شخصیت، علم شریعت وطریقت کے سنگم، اہل سنت و جماعت کے عظیم پیشوا، مرشدی ومولائی، تاجدار علم ومعرفت شہزدۂ اعلیٰ حضرت، شیخ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں صاحب **حضور مفتی اعظمِ ہند** بریلوی

مجدد مائۃ حاضرہ قدس سرہٗ العزیز

جن کی نسبت غلامی پر

اکابر علماء ومشائخ فخر وناز کرتے ہیں۔ جن کی عظمتوں کا پرچم صبح قیامت تک لہراتا رہے گا جن کے تقویٰ وطہارت کا چرچا رہتی دنیا تک جاری رہے گا جن کی غلامی اپنے حق میں سعادت دارین سمجھتا ہوں اور اپنی اس حقیر کاوش کو آپ کی بابرکت ذات گرامی کی طرف منسوب کرتے ہوئے فخر وسعادت محسوس کرتا ہوں

☆

ان کا ادنیٰ غلام

عبدالرحیم قادری

Marfat.com

منقبت

درشان سلطان الہند عطائے رسول سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز
از: استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

مئے سرجوش درآغوش ہے شیشہ تیرا
بے خودی چھائے نہ کیوں پی کے پیالہ تیرا

خفتگانِ شبِ غفلت کو جگا دیتا ہے
سالہا سال وہ راتوں کا نہ سونا تیرا

ہے تری ذات عجب بحرِ حقیقت پیارے
کسی تیراک نے پایا نہ کنارا تیرا

جور پامالیِ عالم سے اسے کیا مطلب
خاک میں مل نہیں سکتا کبھی ذرہ تیرا

کس قدر جوشِ تحیر کے عیاں ہیں آثار
نظر آیا مگر آئینے کو تلوہ تیرا

گلشنِ ہند ہے شاداب کلیجے ٹھنڈے
واہ اے ابرِ کرم روز برسنا تیرا

کیا مہک ہے کہ معطر ہے دماغِ عالم
تختۂ گلشنِ فردوس ہے روضہ تیرا

تیرے ذرے پہ معاصی کی گھٹا چھائی ہے
اس طرف بھی کبھی اے مہر ہو جلوہ تیرا

تجھ میں ہیں تربیتِ خضر کے پیدا آثار
بحر و بر میں ہمیں ملتا ہے سہارا تیرا

پھر مجھے اپنا درِ پاک دکھادے پیارے
آنکھیں پُرنور ہوں پھر دیکھ کے جلوہ تیرا

کرسی ڈالی تری تختِ شہِ جیلاں کے حضور
کتنا اونچا کیا اللہ نے پایا تیرا

بشر افضل ہے ملک سے تری یوں مدح کروں
نہ ملک خاص بشر کرتے ہیں مجرا تیرا

جب سے تونے قدمِ غوث لیا ہے سر پر
اولیا سر پہ قدم لیتے ہیں شاہا تیرا

محیِ دیں غوث ہیں اور خواجہ معین الدیں ہیں
اے حسن کیوں نہ ہو محفوظ عقیدہ تیرا

Marfat.com

تکمیل آرزو

مصنف کے قلم سے

یہ بتانا میں ضروری نہیں سمجھتا ہوں کہ سلطان الہند عطائے رسول خواجہ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مجھے کتنی عقیدت ومحبت ہے بلکہ اس حقیقت کا اعتراف میں اپنے لئے سعادت مندی وفیروز بختی تصور کرتا ہوں کہ پاک پروردگار اور اس کے محبوب نامدار آقائے دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مختصر سی زندگی میں مجھ حقیر فقیر سے چند ایسے کام لے لئے جنہیں میں اپنے لئے توشۂ آخرت سمجھتا ہوں اور جن پر مجھے فخر وناز ہے انہیں کاموں میں سے ایک کام زیر مطالعہ کتاب ''سیرت خواجہ غریب نواز'' کی تالیف وترتیب ہے۔ میں نے ''سیرت غوث اعظم'' کے زمانۂ ترتیب میں ہی یہ ارادہ کرلیا تھا کہ اس کے بعد ''سیرت خواجہ غریب نواز'' ضرور ترتیب دوں گا مگر اس کے بعد کارہائے دنیا نے اس طرح گھیرا کہ اس کی طرف کوئی توجہ ہی نہ ہو سکی۔ جب ''سیرت غوث اعظم'' منظر عام پر آئی اور خاص وعام ہر طبقے میں مقبولیت کے بام عروج پر پہونچی تو کچھ احباب ومخلصین نے اپنی دلی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے مطالبہ کیا کہ ''سیرت خواجہ غریب نواز'' جلد از جلد منظر عام پر لانے کی کوشش کروں۔ پھر بھی میں مصروفیتوں کے جال سے باہر نہیں نکل سکا۔ اچانک کچھ ایسا ہوا جیسے کسی نے میرا رخ دیگر کاموں سے ہٹا کر اس طرف موڑ دیا اور میں اس کی تیاری میں مصروف ہوگیا جس سے میں نے یہ محسوس کیا کہ خود سرکار خواجہ غریب نواز کے فیض روحانی نے مجھے مہمیز کیا اور میرے ناتواں قلم کو اس سنگلاخ اور ناہموار سرزمین پر رواں دواں کردیا یا بقول اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ یہی کہا جا سکتا ہے کہ:

Marfat.com

اے رضا ہر کام کا اک وقت ہے

اور شاید اس کام کے لئے یہی وقت متعین تھا اسی لئے اس مشکل ترین کام میں ہر طرف سے آسانیاں ہی آسانیاں پیدا ہوتی چلی گئیں۔ جس طرف قدم بڑھائے بغیر کسی رکاوٹ کے آگے بڑھتے ہی چلے گئے۔ اس کام کے سلسلے میں نے متعدد مقامات کے سفر بھی کئے اجمیر شریف پہونچ کر آستانہ پاک پر بھی حاضری دی اور وہاں کے خدام سے بھی رابطہ قائم کیا کچھ قیمتی معلومات ان حضرات کے ذریعہ بھی فراہم ہوئیں جس کے لئے میں ان مقدس شہزادوں کا بھی شکر گزار ہوں۔ اس سلسلے میں اگر میں ادیب عصر فاضل جلیل حضرت مولانا قاری محمد میکائیل صاحب ضیائی کا تذکرہ نہ کروں تو حق ناشناسی اور احسان فراموشی ہوگی کہ اتنی جلدی اس کتاب کی تیاری ان کے بغیر ناممکن اور دشوار ہی نہیں بلکہ محال تھی، کل جمع کردہ مواد پر مولانا نے نظر ثانی فرمائی اور ترتیب وتہذیب کی منزلوں سے گذارنے میں میرا ہاتھ بٹایا اور از اول تا آخر میرا ساتھ دیا اور مزید برآں ایک طویل وبسیط مقدمہ لکھ کر شامل کتاب کیا جو نہایت علمی وتحقیقی مواد پر مشتمل ہے اور اپنی جگہ خود ایک کتاب کی حیثیت رکھتا ہے جس سے اس کتاب کی اہمیت وافادیت میں قابل قدر اضافہ ہوگیا ہے مولا تعالیٰ مولانا کے قلم میں اور زیادہ قوت وسرعت عطا فرمائے۔ (آمین) ساتھ ہی میں ان تمام مخلصین کا بھی شکر گزار ہوں جنہوں نے اس سلسلے میں میری کسی بھی طرح سے مدد ومعاونت کی ہے یا مفید مشوروں سے نوازا ہے۔

اس موقع پر سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی سیرت وسوانح پر مشتمل بہت سی کتابوں کا مطالعہ کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اردو زبان میں تو چند ہی کتابیں سامنے آئیں یا فارسی کتابوں کے ترجمے۔ اور اس موضوع پر کتابیں زیادہ تر فارسی زبان میں ہی دیکھنے میں آئیں مگر ان کتابوں کی اشاعت بھی اب نہ ہونے کی وجہ سے وہ عام دسترس سے باہر ہیں اور اردو زبان میں جو کتابیں ہیں ان میں دو ایک کے علاوہ مکمل اور تفصیلی سوانح حیات نہ ہو کر ایک اجمالی سوانحی خاکہ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں میں نے کوشش کی ہے کہ اردو زبان میں سرکار خواجہ غریب نواز کے حالات زندگی پر یہ کتاب امتیازی اور انفرادی

Marfat.com

حیثیت کی حامل ہو جو قاری کے ذوق مطالعہ کی تسکین کا سامان فراہم کر سکے، اور سرکار خواجہ غریب نواز سے منسلک عقیدت مندوں کے جذبات اور عشق و محبت کی بے چینیوں کو مزید شعلہ بداماں کر سکے۔ میں اس جدوجہد میں کامیابی کی کس منزل پر ہوں اس کا صحیح اندازہ اس کے قارئین اور مبصرین ہی لگا سکتے ہیں میں تو اتنا جانتا ہوں کہ بارگاہ غریب نواز میں اگر یہ کتاب مقبولیت کا شرف حاصل کر لے تو پھر کسی سند کی مزید کوئی حاجت نہیں اور آثار و قرائن سے اس بارگاہ میں اس کی قبولیت کا مجھے یقین ہو چکا ہے۔ فالحمدلله ولرسوله علیٰ ذالك

خاک پائے سرکار خواجہ

عبدالرحیم قادری

کانپور

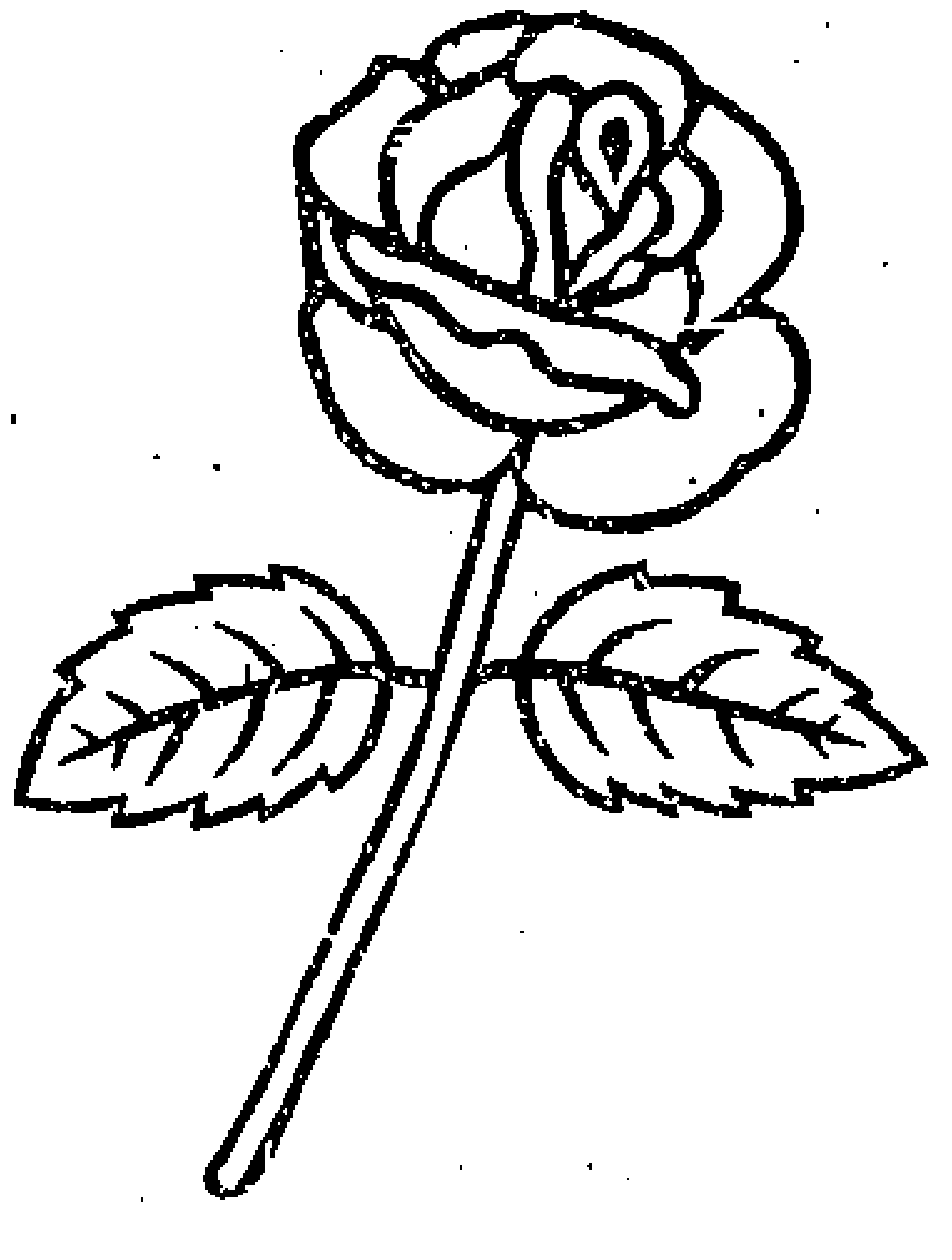

Marfat.com

مقدمہ

مولانا محمد میکائیل ضیائی

قدیم ہندوستان (جس میں موجودہ ہندوستان کے علاوہ شری لنکا، بنگلہ دیش، پاکستان اور افغانستان کا معتد بہ حصہ شامل تھا) میں اسلام اور مسلمانوں کا وجود سرکار خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دم قدم سے ہے۔ اگر چہ اول الانبیاء ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا نزول ہندوستان میں ہی ہوا اور اسی سرزمین پر اللہ وحدہٗ لاشریک کا نام لینے والے انسان کی تخلیق اور نشو ونما کا آغاز ہوا نیز اللہ تعالیٰ کی وحدت، عظمت اور کبریائی کا ڈنکا بجانے والے اسی ملک سے دنیا کے مختلف حصوں اور گوشوں میں پھیلے اور آباد ہوئے مگر حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بعد سے نبی آخرالزماں خاتم پیغمبراں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کا عرصہ ہزاروں سال پر طویل ہونے کے سبب اور بندگانِ خدا کو راہِ راست پر قائم رکھنے اور ان کی ہدایت و رہنمائی کے لئے دیگر انبیاء و رسل کا ورود مسعود اِس ملک میں نہ ہونے کی وجہ سے توحید و خدا پرستی کے اجالے کفر و بت پرستی کے اندھیروں میں تبدیل ہو گئے تھے نتیجہ کے طور پر پورا ملک کفر و شرک کی آماجگاہ بن گیا تھا۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اور اعلانِ نبوت کے بعد، سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی اِس ملک میں تشریف آوری سے قبل اللہ کے بہت سے مخلص بندے علماء، فضلاء، صوفیاء، مجاہدین، فاتحین اور مبلغین اللہ کی وحدانیت

Marfat.com

رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت اور اسلام کی حقانیت وصداقت کا پیغام عام وتام کرنے کے لئے ہندوستان آئے۔ گویا عرب میں اسلام کا سورج طلوع ہوتے کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں بھی اس کی روشنی پھیلی۔ مگر سید الانبیاء فخر کون ومکاں سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے جب حضرت سرکار خواجہ غریب نواز یہاں تشریف لائے تو اس کفرستان کا نقشہ ہی بدل گیا۔ یعنی ملک کے گوشے گوشے اور چپے چپے میں آپ کی تبلیغ، تعلیم اور تربیت کے اجالے پھیل گئے، کفر وشرک کی تاریکیاں چھٹ گئیں اور اسلام وایمان کی قندیلیں روشن ہوگئیں۔ اسی لئے اس ملک کو حضرت آدم کا ہندوستان ہونے کے ساتھ ہی ''خواجہ کا ہندوستان'' ہونے کا شرف بھی حاصل ہے بلکہ امتدادِ زمانہ کے سبب عام ہندوستانی اسے خواجہ کا ہندوستان ہی کہتا، مانتا اور تسلیم کرتا ہے۔

تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار خواجہ غریب نواز کے بے پناہ احسانات سے غیر منقسم ہندوستانی مسلمانوں کی گردنیں بوجھل ہیں۔ ہم جس قدر بھی اللہ تعالیٰ، اس کے رسول، سرکار خواجہ غریب نواز اور ان کے مقدس خلفائے کرام کے لئے احسان مندی اور تشکر کا اظہار کریں کم ہے۔

سرکار خواجہ غریب نواز سے پہلے ہندوستان میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے کام بہت سے مسلم مجاہدین، اسلامی حکمراں، علماء، صوفیاء اور بزرگانِ دین نے بحسن وخوبی انجام دیئے، مسلم مجاہدین اور اسلامی حکمرانوں میں محمد بن قاسم، امیر سبکتگین، محمود غزنوی اور ان کے بیٹے سلطان مسعود غزنوی کے نام آج بھی تاریخ کی پیشانی کے جھومر ہیں۔ اس کی تفصیل کے لئے تاریخ کی کتابوں کا مطالعہ کافی ہے یہاں نہ اس کا موقع ہے نہ گنجائش۔

ہندوستان میں غزنوی خاندان کی حکومت کم وبیش دوسو سال رہی اور شمال مغربی ہندوستان کے اکثر علاقے اس کے زیرِ نگیں رہے جس کے نتیجے میں ان علاقوں

۱۹۵۳۷۶

Marfat.com

میں بالخصوص اور ہندوستان کے دیگر علاقوں میں بالعموم جلد ہی اسلامی معاشرے کی تشکیل ہوگئی اور اسے کافی تقویت حاصل ہوئی۔ جگہ جگہ سیکڑوں مساجد مدارس تعمیر ہوئے، عربی وفارسی زبانوں کی نشرواشاعت ہوئی اور لاہور جلد ہی ایک اسلامی شہر بن گیا۔ محمد عوفی نے اپنے تذکرہ ''لباب الالباب'' میں ایک خاص باب ''فضلائے غزنی ولاہور'' کے عنوان سے باندھا ہے جس میں وہاں کے شعراء، علماء اور صوفیاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:

> ''ان شعراء میں ابوالفرج رونی (م ۴۸۴ھ) اور مسعود سعد سلیمان (م ۴۹۱ھ) مشہور ہیں''۔

اور آخر الذکر نے تو عربی وفارسی کے علاوہ ایک ہندی دیوان بھی یادگار چھوڑا ہے جس کا ملا عبدالقادر بدایونی (م ۱۰۰۴ھ) نے اپنی کتاب ''منتخب التواریخ'' میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ گویا ان کے زمانے میں وہ دیوان موجود تھا۔ اسی زمانے میں لاہور میں شیخ حسین زنجانی، حضرت داتا گنج بخش ہجویری صاحبِ ''کشف المحجوب''، شیخ اسمٰعیل محدث، مولانا مسعود لاہوری، ملتان میں شاہ یوسف گردیزی (م ۵۴۷ھ) اُچ میں صفی الدین گازرونی (م ۳۹۸ھ) شاہ کوٹ میں سلطان سخی سرور (م ۵۷۷ھ)، اجمیر میں حضرت میراں سید حسین مشہدی، سید سالار مسعود غازی اور حضرت سید عبداللہ ملہم شہید وغیرہ اسلام کے مبلغین اور مجاہدین گزرے ہیں جنہوں نے تذکیر وتبلیغ کے فرائض انجام دے کر اپنے اپنے علاقوں میں اسلام کا بول بالا کیا۔ انہیں حضرات کی کوششوں اور قول وعمل کی یکسانیت سے قومیں اور قبیلے مشرف باسلام ہوئے۔

Marfat.com

پہلی صدی ہجری سے چھٹی صدی ہجری تک کے

اہم علماء، مبلغین و مجاہدین

متذکرہ بالا بزرگانِ دین میں سے بعض کے احوال اور تذکرے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں بقیہ حضرات کے حالات دستیاب نہ ہو سکے اس لئے صرف ان کے اسمائے گرامی کے ذکر پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

مولانا ابو حفص ربیع محدث بصری

محمد ابن قاسم کے دور میں صاحب تذکرہ مولانا ابو حفص ربیع محدث بصری بن صبیح السعدی البصری نے اس دیار میں قدم رنجہ فرمایا۔ آپ تبع تابعین اور کامل محدثین میں سے ہیں۔ حضرت حسن بصری اور حضرت عطاء رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آپ نے حدیثیں روایت کی ہیں اور آپ کے راوی حضرت سفیان ثوری اور حضرت وکیع بن مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ آپ بڑے عابد و زاہد اور مجاہد تھے آپ کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ ملت اسلامیہ کے سب سے پہلے مصنف ہیں ۱۶۰ھ میں ملک سندھ میں رحلت فرمائی اور وہیں آپ کا مزار پر انوار ہے۔ (تذکرۂ علمائے ھند)

شیخ محمد اسمٰعیل محدث لاہوری

حضرت شیخ محمد اسمٰعیل محدث لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عظیم محدث، مفسر اور بخارا کے سادات کرام میں سے ہیں۔ سلطان محمود غزنوی کے عہد حکومت یعنی ۳۹۵ھ کے اواخر میں لاہور تشریف لا کر متوطن ہوئے علوم تفسیر و حدیث و فقہ کے ماہر اور ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ آپ کی شخصیت وہ ہے جو علم تفسیر و حدیث لے کر لاہور میں پہلے

Marfat.com

پہل آئی اور بحیثیت واعظ بھی لاہور میں آپ کی پہلی ذات تھی جو یہاں وعظ و نصیحت اور اسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے لب کشا ہوئی۔آپ کی زبان میں اتنی تاثیر تھی کہ آپ کی مجلس وعظ میں ہزاروں افراد مشرف باسلام ہوتے تھے۔۴۴۸ھ میں آپ کی وفات ہوئی اور شہر لاہور میں مدفون ہوئے۔

میراں سید حسین مشہدی

حضرت میراں سید حسین مشہدی عرف خنگ سوار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کا مزار اجمیر شریف کے قلعۂ تاراگڑھ پر مرجعِ عوام وخواص ہے۔۳۹۱ھ میں سلطان محمود غزنوی کی حکومت درغزنی کے دور میں مجاہدین اسلام کی ایک جماعت کے ساتھ اسلام کی ترویج واشاعت کے لئے ہندوستان آئے۔آپ کے والد ماجد کا نام سید محمد ابراہیم محدث مشہدی اور والدۂ ماجدہ کا نام بی بی ہاجرہ بنت سید محمد حامد مکی ہے اور چند واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب پدری ومادری حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تک پہونچتا ہے۔آپ کے آباء واجداد مدینہ منورہ سے آکر مشہد مقدس میں آباد ہو گئے تھے۔ آپ سخاوت وشجاعت،فصاحت وبلاغت اور علم وفضل وکمال وکرامت کے جامع اور خوش خُلق وخوش جمال گویا ہمہ صفت موصوف تھے۔آپ کے ساتھ ہندوستان آنے والوں میں صاحب کشف وکرامت بزرگ حضرت روشن علی درویش کے علاوہ حضرت ابوطیب محدث،سید شہاب الدین،سید تقی الدین اور سید نقی الدین وغیرہ کے اسمائے گرامی قابلِ ذکر ہیں۔

حضرت سید عبداللہ ملہم شہید

حضرت سید عبداللہ ملہم شہید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سید سالار ساہو کے عہد میں اجمیر شریف میں مقیم تھے۔صاحبِ علم وفضل اور حاملِ زہد وتقویٰ ہونے کے

Marfat.com

ساتھ ساتھ مجاہد فی سبیل اللہ بھی تھے۔ حضرت سید سالار مسعود غازی رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی استاد تھے۔ آپ تھوڑی سی فوج لے کر اجمیر شریف سے روانہ ہوئے اور بدایوں پہونچ کر وہاں راجہ بدایوں کی کثیر اور طاقت ور فوج سے مقابلہ کیا اور بہادری سے جنگ کرتے ہوئے ۴۳۹ھ میں شہید ہو گئے۔ آپ کا مزار پاک بدایوں شریف میں ہے۔

حضرت سید سالار مسعود غازی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ آپ سلطان محمود غزنوی کے لشکر ... اور سرداروں میں سے ہیں۔ اوائل اسلام میں ہندوستان میں بہت سی فتوحات کیں آپ نے بہرائچ میں درجۂ شہادت حاصل کیا۔ خوارق و کرامات شہادت کے بعد ظاہر ہوئیں۔

بعض قول کے مطابق سلطان محمود غزنوی نے اجمیر فتح کرنے کے بعد آپ کے والد گرامی سید سالار ساہو کو اجمیر کا حاکم مقرر کیا چنانچہ اجمیر ہی میں ۲۱ر رجب یا ۲۱ر شعبان ۴۰۵ھ میں سید سالار مسعود غازی کی ولادت ہوئی آپ علوی سادات میں سے ہیں آپ کا سلسلۂ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تک پہونچتا ہے۔ آپ کی والدۂ ماجدہ کا نام ستر معلیٰ تھا۔ آپ سلطان محمود غزنوی کے خواہر زادے بھی ہیں۔ سولہ سال کی عمر میں آپ امیر لشکر بنائے گئے۔ آپ نے محمود غزنوی کے ہمراہ ملتان فتح کرنے کے بعد دہلی اور سترکھ کو فتح کیا پھر بہرائچ آکر شہید ہوئے۔ (صولت افغانی ص ۹۷، غزانامہ ص ۴۳، ۶۴)

اجمیر شریف میں جہاں آپ کی ولادت ہوئی تھی آج بھی وہ جگہ سید سالار مسعود غازی کے چلے کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کا مزار مبارک بہرائچ شریف میں فیض بخش عام ہے۔ (سفینۃ الاولیاء)

Marfat.com

حضرت میر عماد الدین خلجی

حضرت سید سالار مسعود غازی کی فوج میں بہت سے مجاہدین اور اولیاء کاملین شریک تھے انہیں میں سے میر عماد الدین خلجی بھی تھے جو جائس کی جنگ میں سپہ سالار بنائے گئے تھے۔ جناب قاضی عبدالرحیم انصاری جائسی نے اپنی کتاب "جغرافیہ وتواریخ جائس" میں لکھا ہے کہ:

"سید سالار مسعود غازی جب فتوحات کرتے ہوئے اودھ پہونچے تو سترکھ سے اطراف وجوانب میں فوجیں روانہ کیں"۔

حاشیہ میں ان مقامات میں سے کچھ کے نام بھی درج کئے ہیں مثلاً:۔

"بنارس، غازی پور، مبارک پور، ہمیر پور، ٹانڈہ، مئو، قاضی طیب، الٰہ آباد، فتحپور، ہسوا، فیض آباد، ایودھیا، بہرائچ، مہوبا، گوپامئو، کڑا مانک پور، ڈلمئو، ردولی اوزاودیانگر (جائس) وغیرہ"۔

حضرت داتا گنج بخش لاہوری

حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ ابوالفضل بن حسن الختلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں وہ شیخ حصری کے مرید اور وہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ آپ نے شیخ ابوالقاسم گرگانی، شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ بہت سے مشائخ کو دیکھا ہے۔ آپ مذہباً حنفی تھے، غزنی کے رہنے والے تھے جلاب اور ہجویر شہر غزنی کے دو محلوں کے نام ہیں ایک محلے سے دوسرے محلے میں آپ منتقل ہوگئے تھے۔ آپ کی والدہ کی قبر غزنی ہی میں واقع ہے۔ ایک مسجد کی تعمیر آپ نے خود کرائی تھی جس کی محراب

Marfat.com

دوسری مساجد کی بہ نسبت جنوب کی طرف جھکی ہوئی ہے۔ روایت ہے کہ اس زمانے کے علماء نے اس محراب کے ٹیڑھا ہونے سے متعلق اعتراض کیا تھا ایک دن آپ نے سب کو جمع کیا، امامت فرمائی اور بعد نماز سب کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ''دیکھو کعبہ کس طرف ہے'' تمام حجابات درمیان سے اٹھے ہوئے تھے اور کعبہ سامنے نظر آرہا تھا۔ آپ کی قبر اسی مسجد کی موافق سمت میں ہے۔ آپ کا پورا خاندان زہد و تقویٰ کے لئے مشہور تھا۔ آپ کی تصانیف بے شمار ہیں ''کشف المحجوب'' زیادہ مشہور و مقبول ہے۔ کسی کو اس کتاب پر کوئی کلام نہیں۔ یہ کتاب طالبان حق کے لئے کامل رہنما اور کتب تصوف میں ایک مرشد کامل کی حیثیت رکھتی ہے۔

آپ کے خوارق و کرامات بے شمار ہیں۔ بارہا آپ نے تجرید و توکل کے ساتھ سفر کیا ہے۔ کافی سیر و سیاحت کے بعد اس زمانے کے دارالسلطنت لاہور میں آکر سکونت اختیار فرمالی۔ ۴۵۴ھ یا ۴۵۶ھ اور تذکرۂ علمائے ہند کے مطابق ۴۶۵ھ میں آپ کا وصال ہوا قبر مبارک لاہور کے مغربی قلعہ میں واقع ہے۔ (تذکرۂ علمائے ہند، سفینۃ الاولیاء)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے آستانے پر سرکار خواجہ غریب نواز نے عقیدت مندانہ حاضری دی اور اکتساب فیض کیا ہے وہاں ایک مقام حضرت خواجہ غریب نواز کے چلہ کے نام سے آج بھی متعارف و مشہور ہے، آستانہ پاک پر ایک شعر آج بھی کندہ ہے جو زبان زدِ خاص و عام ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ یہ شعر حضرت خواجہ غریب نواز نے وہاں سے رخصت ہوتے وقت کہا تھا وہ شعر یہ ہے:

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

Marfat.com

مولانا مسعود لاہوری

حضرت مولانا مسعود لاہوری بن سعد بن سلیمان لاہوری کا اصل وطن ہمدان ہے۔آپ کے والد سعد بن سلیمان ہمدان سے سلطنت غزنویہ کے عہد میں لاہور تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار کر کے سلطان ابراہیم کے ملازم ہو گئے۔رفتہ رفتہ ترقی کرتے ہوئے عالی منصب پر فائز ہوئے۔آپ کے صاحب زادے مولانا مسعود اس زمانے کے بڑے علماء سے اکتساب علوم کر کے لائق و فائق ہو گئے۔طبع موزوں کے سبب بڑے خوبصورت اشعار بھی کہتے تھے۔سیف الدین محمود بن ابراہیم کے ہم نشین تھے۔۵۱۵ھ تک بقیدِ حیات رہے۔عربی،فارسی اور ہندی کے صاحبِ دیوان شاعر تھے فارسی کے دیوان ہندوستان و ایران میں دستیاب ہیں مگر عربی اور ہندی کے دیوان نایاب ہیں۔

ہندوستانیوں کے مسیحائے اعظم

یہ سچ ہے کہ اس کفرستان ہند میں اسلام کا چراغ حضرت سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ العزیز کی تشریف آوری سے پہلے ہی جل چکا تھا جس کی قدرے تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے مگر نائب النبی،سلطان الہند،عطائے رسول،خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس برصغیر کے محسن اکبر اور مسیحائے اعظم ہیں کہ یہاں اسلام کی دلکش بہاریں آپ ہی کی دعوت و تبلیغ اور رشد و ہدایت کا نتیجہ ہیں۔

سرکار خواجہ غریب نواز چھٹی صدی ہجری (۵۸۶ھ یا ۵۸۸ھ) میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے ہندوستان تشریف لائے اور اپنی کرامت آثار تبلیغ اور کیمیا اثر نگاہ سے اس کفرستان کو اسلام کے نور سے روشن و منور کر دیا۔

آپ کی ہندوستان میں آمد سے پہلے بہت سے مجاہدین اسلام اور علماء و صوفیاء

Marfat.com

کرام اشاعت اسلام کی خاطر ہندوستان آئے اور اپنے اپنے حلقۂ اثر میں انہوں نے اسلام کا بول بالا بھی کیا مگر ان کی جدوجہد کے اثرات ان کے ہی علاقوں تک محدود رہے بالخصوص ہندوستان کے شمال مغربی خطوں سندھ، لاہور، کابل، ٹھٹھہ اور بلوچستان وغیرہ شہروں اور قصبات میں اس کے گہرے اثرات مرتب ہوئے جس کے زیر اثر آج بھی ان علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

سرکار غریب نواز کی انفرادیت

جس طرح نبی اکرم خاتم پیغمبراں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد سے قبل دنیا میں بے شمار انبیائے کرام و رسولان عظام تشریف لائے مگر ان کے حلقے اور علاقے محدود تھے اس لئے ان کی تبلیغ اور رشد و ہدایت کے اثرات بھی محدود رہے۔ لیکن جب خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جلوہ گری ہوئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی پیغام رسانی کا ایک عالمی نظام قائم فرمایا جس کے اثرات پوری دنیا میں مرتب ہوئے اور وہ قیام قیامت تک باقی رہیں گے۔ بلاتشبیہ سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبل ہندوستان میں بے شمار مبلغین اسلام کی آمد ہوئی اور سبھوں نے اپنی اپنی حیثیت اور بساط کے مطابق تبلیغی کارنامے انجام دیئے۔ سیاسی، علمی، عملی اور روحانی ہر ممکن طریقۂ کار کو اپنا کر یہاں تک کہ اپنی جانیں گنوا کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی جدوجہد کی اور اس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی رہے مگر جب سرکار خواجہ غریب نواز کے مبارک قدم اس دھرتی پر آئے تو آپ کے تبلیغی مساعی کے اثرات ہندوستان کے ہر خطے اور گوشے تک پہونچے۔ آپ کے خلفاء و متوسلین ملک کے جس حصے میں پہونچ گئے وہاں اسلام کا بول بالا ہو گیا۔ کفر کی تاریکیاں کافور ہوئیں اور اسلام کے اجالوں کا سمندر موجزن ہو گیا۔ آپ سے پہلے متعدد مسلمان فاتحین نے ملک کے مختلف علاقوں پر قبضہ و اقتدار حاصل کیا مگر آپ کی دعاؤں کی برکت سے پہلی بار آپ کے

Marfat.com

عہد مبارک میں دہلی اور اجمیر کے ایوانوں میں مسلمانوں کی باضابطہ مکمل حکومت کا پرچم لہرایا۔ ابوالفضل آپ کے متعلق لکھتا ہے:

''عزلت گزیں باجمیر شد وفراواں چراغ برافروخت واز دم کبرائے اوگروہا گروہ بہرہ برگرفتند۔'' (آئین اکبری ص ۲۷۰)

ترجمہ:۔ آپ نے اجمیر میں گوشہ نشینی اختیار کی، اسلام کے چراغ خوب جلائے اور آپ کے دم قدم سے گروہ در گروہ لوگوں نے اکتساب فیض کیا۔

''سیر الاولیاء'' کے مصنف امیر خورد کرمانی (م ۷۷۰ھ) رقم طراز ہیں:

''وکرامت دیگر آنکہ مملکت ہندوستان تا حد برآمدن آفتاب ہمہ دیار کفر وکافری وبت پرستی بود ومتمردان ہند ہر یکے دعویٰ انا ربکم الاعلیٰ می کردند وخدائے راعزوجل شریک می گفتند وسنگ وکلوخ ودار ودرخت وستور گاؤ سرگیں ایشاں راسجدہ می کردند وبہ ظلمت کفر قفل دل ایشاں مظلم ومحکم بود............ بوصول قدم مبارک آں آفتاب اہل یقیں کہ بحقیقت معین الدین بود ظلمت ایں دیار بہ نور اسلام روشن ومنور گشت۔'' (سیر الاولیاء ص ۴۷)

ترجمہ: دوسری کرامت یہ ہے کہ اس آفتاب کے طلوع ہونے (خواجہ غریب نواز کی ہندوستان میں آمد) سے قبل پورے ہندوستان میں کفر وبت پرستی کا رواج عام تھا اور ہند کا ہر سرکش ''انا ربکم الاعلیٰ'' (میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں) کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا شریک کہتا تھا وہ پتھر، ڈھیلے، گھر، درخت، چوپایوں، گائے اور ان کے گوبر کو سجدہ کرتے تھے اور کفر کی تاریکی سے ان کے دلوں کے تالے اور بھی مضبوط ہو رہے تھے........ اہل یقین کے اس آفتاب کے مبارک قدموں کی برکت سے جو درحقیقت معین الدین (دین کے معین ومددگار) تھے اس ملک کی تاریکی اسلام کے نور سے جگمگا اٹھی۔''

Marfat.com

آپ کی نگاہ ولایت جس پر پڑ جاتی اس کے دل کی دنیا بدل جاتی رہزن آتا رہبر بن جاتا، قاتل آتا محافظ بن جاتا، سرکش آتا غلام بن جاتا، کافر آتا مسلمان بن جاتا، فاسق آتا متقی بن جاتا، دشمن آتا حاشیہ بردار بن جاتا اور جادوگر آتا تو تائب ہوکر عامل قرآن بن جاتا۔

سب سے بڑے انقلاب کے بانی

ہندوستان کے سب سے بڑے سماجی انقلاب کا یہ بانی ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں ایک پھٹے پرانے تہبند میں لپٹا بیٹھا رہتا تھا۔ پانچ مثقال سے زیادہ کی روٹی کبھی میسر نہ آتی لیکن سوز دروں کی اثرانگیزی اور نگاہ کی طلسماتی تاثیر کا یہ عالم تھا کہ ایک نظر جس پر ڈال دیتے اس کی زندگی سے گناہوں کے جراثیم دم توڑ کر فنا ہوجاتے اور معصیت کے سوتے ہمیشہ کے لئے خشک ہوجاتے۔ رسالہ ''احوال پیران چشت'' کے یہ جملے آج بھی ان کی اس کرامت کا اعلان کررہے ہیں:

''نظر شیخ معین الدین بر فاسقے کہ افتادے درزماں تائب شدے وباز معصیت نہ کردے۔''

ترجمہ: حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی نگاہ جس فاسق پر پڑ جاتی وہ اسی وقت توبہ کرلیتا اور پھر کبھی گناہ کے قریب نہیں پھٹکتا۔

آپ کے قدوم میمنت لزوم کی برکت سے یہ کفرستان ہند تکبیر ورسالت کی دل نواز صداؤں سے گونج اٹھا اس مرد درویش کی چھوٹی سی مجلس رشد وہدایت کی آفاقی اور ہمہ گیر تحریک بن گئی۔ کفروشرک کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہزاروں باشندگان ہند اسلام کے اس چشمۂ شیریں کی جانب دوڑنے لگے اور کفر کے مجسمے جامِ ہدایت پی پی کر اسلام کی سرمستیوں سے سرشار ہونے لگے۔

سرکار خواجہ غریب نواز کی فیض بار مجلس اور ان کی انقلاب آفریں اسلامی تحریک

Marfat.com

پر روشنی ڈالتے ہوئے ''خزینۃ الاصفیاء'' کے مصنف غلام سرور لاہوری لکھتے ہیں:

''ہزار در ہزار صغار و کبار بخدمت آں محبوب کردگار حاضر شدہ مشرف بہ شرف اسلام و ارادت آں حضرت شدند بحدے کہ چراغ اسلام در ہند بطفیل ایں خاندان عالی شان روشن گشت۔''

(خزینۃ الاصفیا جلد اول ص ۲۵۹)

ترجمہ: ہزاروں ہزار چھوٹے بڑے افراد اس خدا کے محبوب (سلطان الہند) کی بارگاہ میں آتے اور مشرف بہ اسلام اور ان کے مرید و معتقد ہو جاتے یہاں تک کہ اسلام کا چراغ ہندوستان میں اسی بلند پایہ خاندان کی برکت سے روشن ہوا۔

حضرت سرکار خواجہ غریب نواز نے ہندوستان میں بلاشبہ کفر شکن تحریک برپا کی تھی۔ جو کام ہزاروں تلواریں اور فوج و سپاہ نہ کر سکیں وہ ایک عارف باللہ کی خاموش اور خلاقی تحریک نے کر دکھایا۔ ایک فارسی شاعر نے اس کی بڑی اچھی تصویر کشی کی ہے:

از فیض او بجائے کلیسا و بت کدہ — در دار کفر مسجد و محراب و منبر است
آنجا کہ بود نعرۂ فریاد مشرکاں — اکنوں خروش نغمۂ اللہ اکبر است

سرکار خواجہ کی مقبولیت اور تبلیغی اثرات

سرکار خواجہ غریب نواز کی مقبولیت اور ان کے تبلیغی اثرات پر تبصرہ کرتے ہوئے ٹی، ڈبلیو، آرنلڈ لکھتا ہے:

''رفتہ رفتہ بہت سے لوگ خواجہ صاحب کے معتقد ہو گئے اور انہوں نے بت پرستی چھوڑ کر اسلام قبول کر لیا اب خواجہ صاحب کی شہرت

Marfat.com

ہر طرف ہوگئی اور بالآخر ہندوؤں کے گروہ کے گروہ ان کی خدمت میں حاضر ہوکر مسلمان ہوگئے۔ مشہور ہے کہ جس وقت خواجہ صاحب دہلی سے اجمیر جارہے تھے تو راستے میں سات سو ہندوؤں کو انہوں نے مسلمان کیا۔" (تاریخ مسلمانان پاکستان و بھارت جلد اول ص ۲۳۲)

شیخ ابوالفضل علامی نے لکھا ہے کہ:

"خواجہ بزرگ کے اجمیر میں قیام کرنے کی وجہ سے لوگ گروہ کے گروہ مسلمان ہوئے۔" (آئین اکبری جلد دوم ص ۲۰۷)

خواجہ مبارک العلوی لکھتے ہیں کہ:

"حضرت خواجہ کے قدم مبارک کی برکت سے یہ علاقہ اسلام کے نور سے منور ہوگیا۔" (سیر الاولیاء ص ۴۷، سفینۃ الاولیاء از داراشکوہ قادری ص ۱۲۸)

میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ "سبع سنابل" میں حضرت سرکار خواجہ غریب نواز کی بافیض نگاہ کی تاثیر بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"اور شیخ کی نظر جس پر پڑ جاتی ولی اللہ ہو جاتا۔" (سبع سنابل ص ۴۳۵)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ جو مقبولیت حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔ جو ان کے مزار پر جاتا ہے ان پر فریفتہ اور دیوانہ ہو جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔؟ حضرت شاہ صاحب نے قدرے توقف کے بعد یہ حقیقت بردوش جواب عنایت فرمایا:

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ بلاشبہ عشق و عرفان کے اعلیٰ

Marfat.com

مقام پر فائز تھے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب سرکار خواجہ غریب نواز کے فیضان روحانی (جو خود ان پر ہوا) کو بیان فرماتے ہیں:

"حضرت خواجہ معین الدین کو میں نے خواب میں دیکھا کہ گھر میں بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک چراغ روشن ہے لیکن اس کی بتی حرکت کی محتاج تھی تاکہ تازہ ہو کر روشنی پھیلا سکے مجھے انہوں نے اس خدمت پر مامور فرمایا چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد اپنی خاص نسبت مجھے عنایت فرمائی اور اس واقعہ کی تعبیر بھی اجازت طریقہ تھی۔"

(انفاس العارفین ص ۱۰۸)

حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری کا ارشاد

خاتم الاکابر حضرت علامہ سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قادری برکاتی مارہروی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

"غوث اعظم کا ارشاد ہے "قدمی ھذہ علیٰ رقبة کل ولی اللہ" "میرا یہ قدم اللہ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔ یہ کلمات حق حضرت نے اللہ کے حکم سے بحالت ہوش ارشاد فرمائے۔ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ مقولہ جمہور اولیاء اللہ کی تصانیف کے ذریعہ ہم تک پہونچا ہے خصوصاً خواجۂ بزرگ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بالاتفاق سارے اولیائے ہند سے زیادہ شرف و بزرگی رکھتے ہیں اور فضیلت میں سب سے ممتاز ہیں انہوں نے جب حضور غوث اعظم کا یہ مقولہ سنا تو اسی وقت خواجۂ بزرگ پر کیفیت طاری ہوئی اور اسی حال میں ارشاد فرمایا "وہ نور کا قدم میرے سر آنکھوں پر۔" (سراج العوارف ص ۳۹۔۴۱)

اس واقعہ سے جہاں حضرت غوث اعظم کی عظمت کا پتہ چلتا ہے وہیں حضرت

Marfat.com

غریب نواز کے بلند پایہ مقام ولایت و روحانیت کا ناقابل شکست ثبوت بھی فراہم ہوتا ہے۔ سرکار خواجہ غریب نواز ان دنوں نوجوان تھے اور خراسان کی کسی پہاڑی کے غار میں ریاضت و مجاہدہ فرما رہے تھے۔" (الشیخ عبدالقادر بحوالہ سراج العوارف ص ۴۳)

سرکار خواجہ غریب نواز نے اپنی روحانی قوتوں، دعوت و تبلیغ کی مسلسل کوششوں اور اپنے باکمال خلفاء کی مخلصانہ جگر کاویوں سے ہندوستان کے چپے چپے کو نور اسلام سے روشن و منور کر دیا۔ آپ برصغیر میں سلسلہ چشتیہ کی خشت اول اور مربی اعلیٰ ہیں آپ ہی کے دم قدم سے برصغیر میں چشتیہ سلسلے کی خوشبو پھیلی اور اس کا گوشہ گوشہ معطر و معنبر ہو گیا۔ ہندوستان میں اشاعت اسلام کا اہم کارنامہ انجام دینے والے سلسلہ چشتیہ کے صوفیاء و مشائخ ہیں اور ان اساطین چشت کے شہنشاہ و تاجدار سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز ہیں۔

سلسلہ چشتیہ اور اس کے بانی

برصغیر میں سلسلہ چشتیہ کے بانی کی حیثیت سے سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی سنجری متعارف ہیں اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سلسلہ چشتیہ کی ترویج و اشاعت سب سے زیادہ آپ ہی کے وجود مسعود سے ہوئی لیکن اس سلسلے کے حقیقی بانی حضرت شیخ الشیوخ شیخ ابو اسحاق شامی چشتی (م ۳۲۹ھ یا ۳۳۰ھ) ہیں۔

چشت خراسان کے ایک مشہور شہر کا نام ہے وہاں جو اہل دل اور ارباب طریقت نے رشد و ہدایت اور اصلاح و تربیت کا مرکز قائم کیا۔ وہ نظام تربیت و ہدایت اس مقام کی نسبت سے سلسلہ چشتیہ کہلانے لگا اس نظام کے مرشد و مقتدا شیخ ابو اسحاق شامی تھے اور انہوں نے ہی سب سے پہلے اپنے نام کے ساتھ اس نظام تربیت کی

Marfat.com

نسبت سے لفظ "چشتی" لکھنا شروع کیا۔ بعض روایات کے مطابق آپ کا مولد و مسکن بھی شہر چشت تھا ممکن ہے کہ اپنے وطن مالوف کی نسبت سے آپ نے چشتی لکھنے کی ابتدا کی ہو۔ مولانا رحیم بخش اپنی تصنیف "شجرۃ الانوار" میں لکھتے ہیں:

"وآں دو مقام اند یکے شہریست درمیان ولایت خراسان قریب
ہرات و چشت دوم دیہست در ولایت ہندوستان درمیان اوچ وملتان
وخواجۂ خواجگان چشت در چشت خراسان بودہ اند۔"

ترجمہ: چشت نام سے دو مقام ہیں ایک شہر ہے جو ہرات کے قریب خراسان میں ہے اور دوسرا ہندوستان میں اوچ اور ملتان کے درمیان ایک گاؤں ہے (جو اب پاکستان میں ہے) خواجگان چشت خراسان والے چشت کے تھے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی نے منقبت غوث اعظم عبدالقادر جیلانی میں اسی خراسان والے چشت کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

مزرع چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

حضرت شیخ ابو اسحاق چشتی شامی

حضرت شیخ ابو اسحاق شامی چشتی مشائخ کبار میں سے گزرے ہیں آپ کا لقب شریف الدین تھا آپ کی ولادت ملک شام میں اور تعلیم و تربیت چشت میں ہوئی مزار مبارک بھی شہر عکہ میں ہے جو مملکت شام میں ہی واقع ہے۔ (نفحات الانس ص ۵۵۸)

روایت ہے کہ آپ مرید ہونے کے ارادے سے ملک شام سے شیخ المشائخ حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ کی بارگاہ میں بغداد پہونچے حضرت خواجہ نے

Marfat.com

دریافت کیا ''تمہارا نام کیا ہے۔''؟ آپ نے جواب دیا ''مجھے ابو اسحاق شامی کہتے ہیں''۔ پھر حضرت نے فرمایا:

''آج سے لوگ تمہیں ابو اسحاق چشتی کہیں گے چشت اور اس علاقے کے لوگ تم سے رہنمائی پائیں گے اور جو تیرے سلسلۂ ارادت میں داخل ہوگا اس کو بھی قیامت تک لوگ چشتی کہیں گے''۔

(مراۃ الاسرار ص ۳۷۱)

حلقۂ ارادت میں داخل فرما کر تربیت کے بعد حضرت شیخ علو دینوری نے آپ کو چشت بھیج دیا آپ نے وہاں جا کر ایک مرکز تربیت قائم فرمایا جہاں سے سلسلۂ چشتیہ کا آغاز اور اس کا فروغ ہوا۔ ''نفحات الانس'' میں ہے کہ:

''شیخ ابو اسحاق شامی چشت تشریف لے گئے اور وہاں حضرت خواجہ احمد ابدال کو جو چشت کے مشائخ کبار میں سے ہیں اپنی صحبت اور تربیت سے مستفیض فرمایا اور یہ سلسلہ آپ کی حیات طیبہ تک جاری وساری رہا''۔ (نفحات الانس)

صاحب ''مراۃ الاسرار'' آپ کی ایک خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی مکاشفات کے پوشیدہ رکھنے میں بے حد کوشش فرماتے تھے اس لئے آپ نے صورت صحو اختیار کر رکھی تھی تا کہ عوام آپ کے کمالات سے مطلع نہ ہوں اور صوفیائے کرام کے نزدیک یہ مقام بہت بلند ہے''۔

(''مراۃ الاسرار'' بحوالہ ''سیر الاولیاء'' ص ۳۷۴)

Marfat.com

ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ

ہندوستان میں سلسلۂ چشتیہ کی آمد سرکار خواجہ غریب نواز کی ذات پاک سے منسلک ہے اور آپ کے ورود مسعود سے ہی اس سلسلے کا فیضان یہاں جاری ہوا۔ آپ نے اپنی حکمت عملی، جاں گسل جہد و جہد، خداداد طاقت وقوت، کشف وکرامات اور تصرفات وتائید غیبی کے ذریعہ اسلام کا نور پھیلایا اور اصلاح حال وتزکیۂ نفس کا حیرت انگیز کارنامہ بھی انجام دیا۔ آپ کے کردار وعمل کی خوشبو سے پورا ملک معطر ہوگیا اور آپ کے گرد جاں نثاروں کا ہجوم رہنے لگا آپ نے اپنے خلفاء ومریدین کی ایک ایسی جماعت تیار کی جس کے افراد ملک کے مختلف حصوں میں جا کر اپنے مرشد کی نیابت کے فرائض انجام دینے لگے جس کے نتیجے میں پورے ملک میں اسلام کی اشاعت اور سلسلۂ چشتیہ کا فروغ نہایت تیز رفتاری سے ہونے لگا یہی وجہ ہے کہ آج چشتیت اور ہندوستان ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم کی حیثیت سے مشہور ومتعارف ہیں اگرچہ آپ کے عہد میں آپ کے پیر بھائی اور مریدین وخلفاء کے علاوہ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں بڑے بڑے علماء ومشائخ موجود تھے اور اپنے اپنے انداز میں دین کی اشاعت کے فرائض انجام دے رہے تھے مگر ان کے مساعی ان کے آس پاس کے علاقوں تک محدود تھے پھر بھی ان بزرگوں کی خدمات بھی لائق ستائش ہیں۔ ذیل میں ہم ان معاصر بزرگوں میں سے چند کے اسمائے گرامی درج کر رہے ہیں۔

Marfat.com

سرکار خواجہ غریب نواز کے عہد کے

علماء، مشائخ اور مجاہدین

(۱)......... حضرت شیخ مبارک عرف ماسکو شہید ۵۹۸ھ میں زنجان (ایران) سے ہندوستان آمد اور جاجمؤ کانپور میں شہادت۔

(۲)............. حضرت قاضی سراج الدین عرف دادا میاں ۵۹۹ھ میں زنجان (ایران) سے ہندوستان آمد اور جاجمؤ کانپور میں انتقال (یہیں آپ کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے)

(۳)........ سید صدر الدین قنوجی ۶۰۴ھ میں قنوج میں مقیم ہو کر علمی و دینی خدمات کی انجام دہی میں مصروف تھے۔ (تذکرۂ علمائے ہند)

(۴)......... شیخ ابو العباس نہاوندی نہاوند سے ہندوستان آمد ۶۴۳ھ میں انتقال، مزار مبارک دہلی میں حضرت قطب صاحب کے قدموں میں ہے۔ (سفینۃ الاولیاء)

(۵)........ خواجہ عماد الدین بلگرامی ۶۱۴ھ سے قبل راجہ بلگرام کو اپنی روحانی طاقت سے شکست دے کر اسلام کا بول بالا کیا۔

(۶)........ حضرت سید محمد صغریٰ ۶۱۴ھ میں بلگرام کے راجہ سے مقابلہ آرائی کر کے اس پر فتح پائی ۶۴۵ھ میں وصال فرمایا اور وہیں مزار مقدس ہے۔ (یاد حسن ص ۷۶)

(۷)......... مولانا حسن صغانی لاہوری لاہور میں ۵۷۷ھ میں ولادت ہوئی ۶۱۵ھ میں بغداد جا کر مقیم ہوئے ۶۵۰ھ میں وصال فرمایا اور مکہ معظمہ میں مدفون ہوئے۔

(۸)............. مولانا یعقوب شافعی سنجری سنجر سے نہر والہ (گجرات) میں الف خاں

Marfat.com

سنجر کے ساتھ آ کر مقیم ہوئے آپ کی نگرانی میں سلطان سنجر نے ایک مسجد تعمیر کروائی جس کی تکمیل ۶۵۵ھ میں ہوئی۔

(۹)......حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی آپ کا ذکر سلاسل طریقت کے ضمن میں آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱۰)......حضرت مخدوم شاہ اعلیٰ جاجموی آپ کی ولادت ۵۷۰ھ میں زنجان (علاقہ ایران) میں ہوئی۔ ۵۹۹ھ کے آغاز میں دہلی پہونچے پھر وہاں سے جاجمو کانپور پہونچ کر راجہ جاج سے جنگ کر کے فتح حاصل کی۔ ۶۵۹ھ میں وصال ہوا اور وہیں آپ کا آستانہ فیض بخش عام ہے۔

(۱۱)..........صوفی حمید الدین ناگوری آپ کا وصال ۶۷۳ھ میں ہوا مزار مبارک شہر ناگور (راجستھان) میں ہے (تذکرہ علمائے ہند)

(۱۲)........سید قطب الدین محمد حسنی کڑاوی ۵۸۱ھ میں غزنی میں پیدا ہوئے سلطان قطب الدین التمش کے عہد سلطنت میں دہلی تشریف لائے ۶۷۷ھ میں کڑا (مانک پور) میں آپ کا وصال ہوا اور وہیں مزار مبارک ہے۔

(۱۳)........حضرت مخدوم علی مہائمی آپ کے آباء واجداد مدینہ طیبہ سے ہجرت کر کے ہندوستان کے ساحل سمندر پر آ کر مقیم ہو گئے تھے۔ آپ کا وصال ۸۳۵ھ میں ہوا ماہم بمبئی میں آپ کا آستانہ فیض بخش عام ہے۔

(۱۴)........مولانا عماد الدین غوری آپ کے بعض اسلاف شہاب الدین غوری کے ساتھ ہندوستان پہونچے۔ علمی ودینی بیش بہا خدمات انجام دیں۔

Marfat.com

سب سے اونچا تاج انہیں کا

گزشتہ صفحات میں ابتدائے اسلام سے سرکار خواجہ غریب نواز کے عہد اور اس سے متصل بعد کے عہد تک کے علماء و مشائخ کا تذکرہ کیا گیا جن میں ایک سے بڑھ کر ایک صاحبان علم و فضل اور زہد و تقویٰ، ولایت و کرامت، سخاوت و شجاعت اور خلوص وللہیت کے عدیم المثال پیکر تھے اور اپنے اپنے دائرۂ عمل میں سخت سے سخت مشکلات اور اذیتوں کا سامنا کر کے بلکہ بعض صورتوں میں اپنی جانیں نثار کر کے اسلام کی ترویج واشاعت کا اہم فریضہ انجام دیا جس کے اثرات آج بھی ان کے مخصوص علاقوں میں محسوس کئے جا سکتے ہیں مگر ان سب کی سرداری و شہنشاہی قدرت کی طرف سے حضرت خواجہ غریب نواز کے نام مقدر تھی اس لئے ملکی سطح پر ہی نہیں بلکہ عالمی پیمانے پر سرکار خواجہ غریب نواز کے تبلیغی مشن کی کامیابی کی دھوم ہے اور ہر خوش عقیدہ مسلمان کے دل میں بغیر کسی رد و قدح کے سرکار غریب نواز کی عقیدت ہزار جلوہ سامانیوں کے ساتھ راسخ ہے جو قیامت تک اسی طرح قائم و دائم رہے گی اور تمام علماء و مشائخ اور اولیائے کرام و صوفیائے عظام کی گردنیں اجمیر شریف کے شہرہ آفاق اور آسماں صفت آستانے کی طرف ہمیشہ خم رہیں گی۔

سلسلۂ چشتیہ کی مقبولیت

سرکار خواجہ غریب نواز اپنے جلال و جمال کے امتزاج کے ساتھ اجمیر کی تاریخ ساز دھرتی پر ہندوستانی لوگوں کے دلوں کی صفائی ستھرائی میں مصروف تھے تو دوسری

Marfat.com

طرف ملک کے مختلف حصوں میں آپ کے ہم عصر علماء ومشائخ اور صوفیائے کرام (جن میں آپ کے پیر بھائی اور خلفاء بھی شامل ہیں) اپنے اپنے طریقۂ کار سے اسلام کی اشاعت وترویج کی کوششوں میں ہمہ تن منہمک تھے۔ سلسلۂ چشتیہ کے علاوہ دیگر سلاسل طریقت کے بزرگان دین بھی اپنے مرشدان کرام کے احکام وارشاد کی تعمیل وتکمیل میں اپنی علمی، عرفانی اور روحانی قوتیں صرف کر رہے تھے مگر ہندوستان میں آنے والے تمام سلاسل تصوف (جن کا تذکرہ آگے آئے گا) میں جو شہرت ومقبولیت سلسلۂ چشتیہ کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کو میسر نہ ہوسکی البتہ امتداد زمانہ کے سبب اس کا زور کم ہونے کے بعد اس ملک میں سلسلۂ قادریہ کو عروج حاصل ہوا باقی تمام سلسلے ضمنی اور ذیلی حیثیت سے اپنی زندگی کا ثبوت پیش کر رہے ہیں۔

سلسلۂ چشتیہ کی مقبولیت کے دو بڑے اسباب بتائے جاتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ چشتی بزرگوں نے حاکمان وقت سے اپنے روابط نہیں رکھے بلکہ عوام کے پس ماندہ طبقوں سے گہرا تعلق قائم کیا۔ سلاطین تغلق کے زمانے تک سہروردی سلسلے کے بزرگوں کو قصر سلطانی میں اتنا اثر ورسوخ حاصل تھا کہ وہ نہ صرف حاجت مندوں کی عرضیاں لے کر بادشاہ کو پیش کر دیتے تھے بلکہ حضرت رکن الدین ملتانی نے اپنا رسوخ استعمال کر کے محمد تغلق کے ہاتھوں ملتان کو قتل عام سے بچالیا تھا۔ مگر چشتیہ سلسلے کے بزرگ اس کے برعکس ان پریشان حال، درماندہ اور حاجت مندوں کے لئے دعاء اور تعویذ ہی پر قناعت کرتے تھے اس کی نوبت تقریباً نہیں آتی تھی کہ وہ کسی کے لئے بادشاہ وقت سے سفارش بھی کریں اس طرح ابتداء میں اس خانوادے کے بزرگوں نے تصنیف وتالیف سے بھی احتراز کیا۔ چنانچہ اگر حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ العزیز نے فرمایا کہ:

"ہمارے مشائخ میں سے کسی نے کوئی کتاب نہیں لکھی"

تو اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ چشتی بزرگوں نے تصوف کے نظریاتی

Marfat.com

مباحث پر ایسی کوئی تصنیف نہیں چھوڑی جیسی مرصاد العباد، قوت القلوب، کشف المحجوب، التعرف، عوارف المعارف یا آداب المریدین وغیرہ ہیں اور اس کا سبب یہ ہے کہ چشتی بزرگوں نے تصوف کو سراسر "حال" سمجھا اور اس میں "قال" کو دخل نہیں دیا وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ تصوف تمام تر عمل ہے اس کا فلسفے کی طرح شرح و بیان میں آنا مشکل ہے اور جو کچھ قید الفاظ میں آئے گا وہ تصوف نہیں ہوگا۔

خواجہ غریب نواز کا آفاقی نظام تبلیغ

جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ ہندوستان میں سرکار خواجہ غریب نواز سے قبل بھی بہت سے بزرگ تشریف لائے جنہوں نے تبلیغ واشاعت دین کی قابل قدر خدمات انجام دیں لیکن ان کی جدوجہد کے اثرات زیادہ تر سندھ و پنجاب تک محدود رہے جہاں مسلمانوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ وہ کوئی ملک گیر نظام تبلیغ قائم نہ کر سکے اور نہ تعلیم وتربیت یافتگان کی کوئی ایسی جماعت تیار کر سکے جو ان کے بعد اس دعوت کو آگے بڑھاتی۔ سرکار خواجہ غریب نواز کی خدمات کو ان پر کئی وجوہ سے فضیلت حاصل ہے۔

پہلی وجہ: سرکار خواجہ غریب نواز سلسلۂ چشتیہ کے بزرگ تھے۔ آپ کے یہاں شریعت کی پابندی پر سب سے زیادہ زور دیا جاتا تھا۔ شریعت کی پابندی کے بغیر کسی صاحب کمال کا کمال مقبول ومحمود نہیں خواہ وہ ہوا میں اڑے، پانی پر چلے، آگ میں کود پڑے اور دامن کو آنچ نہ آنے دے۔ سرکار خواجہ کے نزدیک کسی بزرگ کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ اس کی کوئی بات شریعت کے خلاف نہ ہو۔

آپ کی تعلیمات میں ذکر الٰہی، تلاوت کلام پاک، عشق رسول، اتباع سنت، قیام صلوٰۃ، کثرت صوم، زیارت خانۂ کعبہ (حج)، خدمت والدین، تعظیم ومحبت بزرگان دین وعلمائے کرام اور خدمت مرشد کو خاص اور بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ آپ نے اہل دنیا کو ترک دنیا کی تعلیم نہیں دی بلکہ دنیا میں احکام الٰہی کے مطابق زندگی

Marfat.com

گزارنے کا سلیقہ سکھایا۔

دوسری وجہ :آپ کے لئے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبلیغی واصلاحی کوششوں کے لئے مرکز کے طور پر ایک ایسے مقام کا انتخاب فرمایا جو ایک ہندو راجہ کی راجدھانی تھا۔ جہاں اس وقت تک اسلام کی روشنی کی کوئی شعاع پہونچی تھی نہ اس وقت تک وہاں اسلامی حکومت کے قدم جمے تھے اس وجہ سے جو مصائب ومشکلات پیش آئیں ان کا آپ نے نہایت ثابت قدمی سے مقابلہ کیا اور آپ ہی کے مساعی سے اسلام کی روشنی مسلمانوں کے حدود مملکت یعنی سندھ، پنجاب اور دہلی وغیرہ سے نکل کر ہندوستان کے گوشے گوشے میں پہونچ گئی اور اس طرح اسلام کا دائرہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

تیسری وجہ :آپ کا طریقہ تبلیغ وہدایت بھی ہندوستان کی مخصوص فضا کے مطابق تھا۔ ہندوستانی سماج میں ذات پات کی تقسیم تھی، پیشے عزت وذلت کی بنیاد تھے۔ سرکار خواجہ نے اسلامی تعلیمات کا جو رخ ان کے سامنے سب سے پہلے پیش کیا وہ یہ تھا کہ تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے، مخلوق خدا کی خدمت کرنا خدا کے نزدیک بلند درجے کا کام ہے۔ عزت وذلت کا معیار پیشہ یا ہماری قائم کی ہوئی سماجی حد بندیاں نہیں بلکہ عزت اور بڑائی کا معیار نیکی اور شرافت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت دار وہ ہے جو لوگوں میں سب سے زیادہ نیک ہو۔ کسی شخص کو محض ذات یا رنگ روپ یا کسی خاص پیشے کی وجہ سے دوسرے پر فضیلت حاصل نہیں۔ مسلمان بھائی بھائی ہیں انسانیت کا احترام اور ہر مذہب وملت کے بزرگوں کی عزت کرنا اعلیٰ درجہ کا اخلاق ہے۔ آپ نے بتایا کہ مذہب کسی خاص طبقے کی جاگیر نہیں۔ مذہب انسانیت کی صلاح وفلاح کا ذریعہ ہے اور ہر شخص کو حق حاصل ہے کہ اس کی تعلیمات کو سیکھے اور اس پر عمل کرے جس طرح خدا کی نعمتیں عام ہیں زمین کی وسعتوں میں سب کے لئے گنجائش ہے سورج سب کو روشنی دیتا ہے، ہوا سب کو پہونچتی ہے، چاند ستارے سب کے لئے ہیں اسی

Marfat.com

طرح اللہ کی محبت تمام مخلوق کے لئے ہے پس جو اس سے محبت کرتا ہے خدا اس سے محبت کرتا ہے جو اس کے آگے سر جھکاتا ہے خدا اسے دنیا میں عزت دیتا اور اس کا سر بلند کرتا ہے۔

سرکار خواجہ سب سے پہلے لوگوں کو ان عالم گیر سچائیوں کی طرف مائل کرتے تھے، انسانیت کی خدمت، مخلوق خدا سے محبت عفو و درگزر، لوگوں کے حقوق کا احترام اور ان کی پاس داری اور ظلم و فساد سے گریز وغیرہ اس کے ساتھ وہ اسلامی تعلیمات میں سے توحید، رسالت، اخوت اسلامی اور مساوات وغیرہ کی خصوصیات ان کے ذہن نشین کرائے۔ یہی تعلیم لوگوں کے اسلام قبول کرنے کا سبب بن جاتی تھی اس کے بعد احکام اسلامی کی تعلیم اور ان پر عمل کرنے کی تلقین فرماتے اور ساتھ ہی ساتھ اصلاح و تربیت کا سلسلہ جاری رہتا۔

یہ طریقۂ تبلیغ ایسا فطری تھا کہ جب ایک مرتبہ کوئی شخص عقیدت کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہو جاتا تو اس کا قدم پیچھے نہیں ہٹتا تھا اور ناممکن تھا کہ وہ اسلام کی صداقت و حقانیت پر ایمان نہ لے آئے چنانچہ آپ کی کوششوں سے ہزار ہا غیر مسلم مشرف بہ اسلام ہوئے جن کی قسمت میں کفر لکھا تھا، جن کے دلوں پر مہریں لگی ہوئی تھیں ان کے لئے تو اسلام قبول کرنا ممکن نہ تھا لیکن وہ بھی آپ کی تعلیمات اور آپ کے اخلاق و سیرت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کے وصال کو تقریباً آٹھ سو برس گزر چکے ہیں لیکن مختلف مذہبوں اور ملتوں کے لوگ آپ سے یکساں عقیدت رکھتے ہیں اور آپ کا مزار بلا تفریق مذہب و ملت عوام و خواص۔ ہندوؤں اور مسلمانوں کا مرجع عقیدت ہے۔

چوتھی وجہ: آپ نے اپنی تعلیم و تربیت سے ایک ایسی جماعت تیار کر دی جس نے تبلیغ و اشاعت اسلام اور اصلاح امت کی دعوت کو ہمیشہ زندہ رکھا اور ہندوستان کا چپہ چپہ اسلام کی روشنی سے منور کر دیا۔ آپ نے کم و بیش پچھتر ۷۵ خلفاء کو اپنی نیابت

Marfat.com

کے لئے چالیس جن میں سے صرف اجمیر شریف میں ۲۲، دہلی میں ۵، ملتان اور قندھار میں سلسلہ وار گیارہ، لاہور، قنوج، احمد آباد، بہار اور بنگال میں آپ کا ایک ایک نائب خلیفہ آپ کی نیابت کے لئے موجود تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی مختلف مقامات پر آپ نے اپنے خلفاء متعین فرمائے تاکہ ملک بھر میں تبلیغ کا نظام قائم ہو سکے۔

پانچویں وجہ: سرکار خواجہ غریب نواز کو سلطان الہند کی حیثیت سے ہندوستان بھیجا گیا تھا اور یہ کہ روحانی تصرفات کو کسی ایک خطے اور ملک کے کسی ایک گوشے میں محدود نہیں رکھ سکتے تھے آپ کے سامنے تو پورا کفرزار ہندوستان تھا۔ چنانچہ آپ نے ہندوستان میں تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے ایک مستقل نظام قائم کر دیا اس نظام میں مرکزی حیثیت دارالخیر اجمیر شریف کو حاصل تھی اس کے تحت دوسرے مراکز بھی قائم تھے۔

شمالی ہند میں دہلی اسلام کا سب سے بڑا مرکز تھا۔ دہلی میں آپ کے چہیتے خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہ العزیز اور بداؤن میں آپ کے خلیفہ شیخ حمید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رشد و ہدایت کے کاموں میں مصروف تھے۔ وسطی ہند میں ناگور اہم مرکز تھا جہاں آپ کے مشہور خلیفہ صوفی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ منصب رشد و ہدایت پر فائز تھے۔ مغربی ہند میں لاہور اور ملتان بڑے مرکز تھے۔ لاہور میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ کی خدمت و ہدایت کے لئے مشغول تھے حضرت گنج شکر اگرچہ آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت اور ان کے خلیفہ تھے لیکن انہوں نے سرکار خواجہ سے بھی فیض حاصل کیا تھا ملتان میں حضرت شیخ وجیہ الدین آپ کے خلیفہ تبلیغ و اشاعت دین میں مصروف تھے۔ جنوبی ہند میں احمد آباد اور شمالی ہند میں قنوج بھی اہم مقامات تھے احمد آباد میں حضرت شیخ شمس الدین اور قنوج میں شیخ نصیر محمد یمنی اور شیخ احمد جونپوری آپ کے خلفاء موجود تھے۔ بنگال میں شیخ جلال الدین تبریزی رشد و ہدایت اور تبلیغ و اشاعت اسلام میں مصروف تھے۔ حضرت شیخ جلال الدین تبریزی پہلے شیخ

Marfat.com

ابوسعید تبریزی سے بیعت تھے پھر حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی صحبت سے فیض اٹھایا اس تعلق کی بنا پر انہیں حضرت خواجہ صاحب سے دلی ارادت تھی وہ ہندوستان تشریف لائے تو ملتان ہوتے ہوئے دہلی پہونچے اور دہلی سے بنگال کا رخ کیا۔ بنگال کا علاقہ اس وقت تک سرکار خواجہ نے کسی کو تفویض نہیں کیا تھا اس لئے ان کا وہاں جانا اسی نظام رشدو ہدایت کی پابندی تھی جو سرکار خواجہ نے ہندوستان کے لئے ترتیب دیا تھا۔ راجپوتانہ میں بیانہ (بھرت پور) کا علاقہ سید معین الدین کو تفویض کیا اجمیر میں خود سرکار خواجہ اپنے درجنوں خلفاء اور سیکڑوں مریدین کے ساتھ موجود تھے۔ آپ کے گرد ہمیشہ بڑے بڑے اولیاء ومشائخ کا مجمع رہتا اور یہ علاقہ انوار وتجلیات الٰہی سے ہمیشہ جگمگاتا رہتا تھا۔

یہاں ہر مرکز سے صرف ایک خلیفہ کا نام لیا گیا ہے جبکہ ایک ایک مرکز میں بیک وقت آپ کے کئی کئی بلند مرتبہ خلفاء موجود تھے اور انہوں نے اس سلسلے کو پورے ہندوستان میں پھیلا دیا تھا۔ اور سرکار خواجہ کا یہ نظام آپ کے بعد تقریباً دو صدیوں تک پورے شباب پر رہا اور اس سے ملک کے گوشے گوشے میں اسلام کی تبلیغ واشاعت اور سلسلۂ چشتیہ کا فروغ ہوتا رہا۔ ملک کے مختلف حصوں (شہروں، قصبوں اور دیہاتوں) میں چشتی بزرگوں کی مشہور ومعروف خانقاہیں اور ان کے بافیض آستانے اس بات کی شہادت کے لئے کافی ہیں۔ چنانچہ سرکار خواجہ غریب نواز کے فیوض وبرکات کا سلسلہ آج بھی جاری ہے اور برصغیر ہندوپاک کے ہر علاقے میں سلسلۂ چشت اہل بہشت کا کوئی نہ کوئی بزرگ ہمیشہ ہر زمانے میں موجود رہا ہے اور یہ نظام ہندوستان وپاکستان تک ہی محدود نہیں غزنی میں خواجہ محمد یادگار خرم، ہرات میں شیخ وجیہ الدین خراسانی اور قندھار میں خواجہ سبز یادگاری آپ کے خلفاء ومجاز تھے ان بزرگوں کا سلسلہ آج تک تمام عالم اسلام میں پھیلا ہوا ہے۔

Marfat.com

دیگر سلاسل طریقت

ہندوستان میں تصوف کے دو خانوادوں نے سب سے پہلے نفوذ کیا، سہروردی سلسلہ ملک کے مغربی علاقوں میں خاصا مقبول ہو چکا تھا اور اس کے مبلغین شمالی ہندوستان کی طرف بھی بڑھتے آ رہے تھے لیکن چشتیہ سلسلے کا فروغ سرکار خواجہ معین الدین حسن سنجری قدس سرہٗ کے قدوم میمنت لزوم کے ساتھ ہوا اور آپ نے مغربی سرحدوں سے آگے بڑھ کر ہندوستان کے قلب میں اپنے مشن کی تبلیغ کی اور اجمیر کو ہمیشہ کے لئے روحانیوں کا قبلہ وکعبہ بنا دیا۔ سہروردی سلسلے کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے چشتی سلسلے کے بزرگوں نے بھی فیض حاصل کیا تھا اور ان کی بلند پایہ تصنیف ''عوارف المعارف'' تو کہنا چاہئے اہل تصوف کی رہنما کتاب تھی اور یہ ان چند کتابوں میں سے ایک ہے جن میں ایک تو قرآن وسنت کی روشنی میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ تصوف محض عجمی اور غیر اسلامی چیز نہیں ہے بلکہ یہ دین کی روح کا نام ہے، دوسرے اس کے تمام نظری مباحث پر پوری وضاحت سے لکھا گیا ہے۔ علمائے ظاہر نے اہل تصوف کے خلاف جو محاذ تیار کیا تھا اسے ''عوارف المعارف'' اور ''کشف المحجوب'' جیسی کتابوں نے بیت عنکبوت سے زیادہ کمزور بنا دیا اور لے دے کے صرف ایک سماع کا مسئلہ ایسا رہ گیا تھا جس پر وہ محضر تیار کر سکتے تھے۔ سہروردی بزرگوں نے تصوف کے نظری مباحث پر خوب خوب لکھا اور یہ سلسلہ بعد میں کئی صدیوں تک جاری رہا۔

سلسلۂ سہروردیہ و دیگر سلاسل طریقت مثلاً سلسلۂ قلندریہ، سلسلۂ قادریہ، سلسلۂ نقشبندیہ، سلسلۂ طیفوریہ اور سلسلۂ فردوسیہ کی ہندوستان میں آمد، ان سلاسل کے اہم مشائخ اور بانی ومنتہی کی قدرے تفصیل ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

سلسلہ سہروردیہ

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ سلسلہ سہروردیہ چھٹی صدی ہجری میں ہندوستان میں آیا۔ اس کے لانے والے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں۔ حضرت سرکار خواجہ غریب نواز کی ہندوستان تشریف آوری سے کچھ پہلے حضرت زکریا ملتانی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل کر کے ملتان تشریف لائے جو ہندوستان میں اس سلسلے کے بانی ہیں۔

سہرورد

س اور پہلی راء کے ضمہ کے ساتھ ''سُہرورد'' ایک شہر کا نام ہے چنانچہ ''بہجۃ الاسرار'' اور ''حاشیہ مواہب'' وغیرہ میں یہی ہے۔ اور ''تاریخ ابن خلکان'' وغیرہ میں راء کے فتحہ کے ساتھ ''سُہرَورد'' لکھا ہے۔ عراق عجم کے زنجان کے نزدیک ایک شہر اس نام سے آباد ہے۔ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی اسی شہر کے رہنے والے تھے اسی نسبت سے آپ سہروردی کہے جاتے تھے۔ آپ کے سہروردی ہونے کے سبب یہ سلسلہ بھی سہروردیہ کے نام سے مشہور ومتعارف ہو گیا۔

شیخ شہاب الدین سہروردی

سلسلہ سہروردیہ کے بانی حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی ہیں۔ آپ کا نام عمر بن محمد البکری، لقب شیخ الشیوخ اور کنیت ابو حفص ہے۔ آپ کے والد کا نام شیخ محمد قریشی سہروردی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے۔ قطب زماں، غوث جہاں، عالم عامل، فاضل کامل اور پیشوائے

Marfat.com

شریعت وطریقت تھے۔ مذہب شافعی رکھتے تھے متاخرین بغداد میں آپ بہت مشہور ہوئے۔ ارباب طریقت دور ونزدیک سے طریقت کے مسائل ومعاملات میں آپ سے رجوع کرتے تھے۔ اپنے چچا حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی کے مرید وخلیفہ تھے اور حضور غوث اعظم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت واجازت سے بھی مشرف ہوکر بڑے فوائد حاصل کیے تھے۔ حضرت غوث اعظم نے آپ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا تھا "یا عمر انت آخر المشھورین فی العراق "اے عمر! تم عراق کے متاخرین میں سب سے زیادہ مشہور ہوگے۔ (انتصاح عن ذکر اهل الصلاح)

حضرت شیخ الشیوخ خود فرماتے ہیں کہ:

"ایام جوانی میں میں علم کلام میں مشغول تھا اور اس کی چند کتابیں میں نے یاد کر رکھی تھیں میرے عم محترم اس سے منع فرماتے تھے۔ ایک دن عم محترم مجھے حضور غوث اعظم کی خدمت بابرکت میں لے گئے اور مجھ سے فرمایا کہ ایسے شخص کی بارگاہ میں حاضر ہو رہے ہو جس کا دل خدائے پاک کی خبر دیتا ہے تو ان کے دیدار کی برکتوں کے منتظر رہو۔

جب میں حاضر بارگاہ ہو کر بیٹھ گیا تو شیخ ابوالنجیب نے کہا حضور! یہ میرا بھتیجہ (برادرزادہ) علم کلام میں مشغول ہے ہر چند میرے منع کرنے کے باوجود اس سے باز نہیں آتا۔ حضور غوث الثقلین نے فرمایا۔ تو نے کون کون سی کتابیں یاد کر رکھی ہیں میں نے کہا فلاں فلاں کتاب۔ آپ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر رکھا۔ خدا کی قسم ان کتابوں کا ایک لفظ بھی میری یادداشت میں محفوظ نہ رہا اللہ تعالیٰ نے اس کے تمام مسائل میرے دل ودماغ سے فراموش کر کے مجھے علم لدنی سے معمور فرمادیا۔ حضرت شیخ الشیوخ فرماتے ہیں کہ مجھے جو کچھ حاصل ہوا ہے وہ شیخ عبدالقادر جیلانی کی برکت ہے"۔

Marfat.com

آپ کے مشاہیر خلفاء میں حضرت نورالدین مبارک غزنوی، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی۔ شیخ نجیب الدین مرعشی شیرازی، شیخ حمیدالدین ناگوری اور مشہور ترین مریدوں میں حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمہم اللہ ہیں۔

آپ کی ولادت رجب ۵۳۹ھ میں ہوئی اور وفات ۶۳۲ھ میں۔ آپ کا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔ آپ کی تصانیف میں "عوارف المعارف" بہت مشہور و مقبول ہے۔ (انتصاح)

شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی

حضرت شیخ خواجہ بہاءالدین زکریا ملتانی قدس سرہ العزیز حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ کے کامل ترین خلیفہ اور مرید ہیں۔ آپ ہندوستان میں سلسلۂ سہروردیہ کے پہلے بزرگ ہیں جن کی ذات سے اس ملک میں سلسلۂ سہروردیہ کو کافی فروغ حاصل ہوا۔

آپ کا نام نامی زکریا، کنیت ابومحمد اور لقب بہاءالدین ہے۔ آپ کے والد ماجد حضرت وجیہ الدین ابن کمال الدین علی شاہ القرشی الاسدی ثم الملتانی ہیں۔ آپ ملتان کے قدیمی باشندے تھے علوم ظاہر و باطن، فقہ و حدیث اور اصول و فروع میں کامل و مکمل اور اپنے عہد کے قطب و غوث اور اکابر اولیائے ہند میں سے تھے۔ آپ حنفی المذہب تھے۔ علوم ظاہری کی تحصیل و تکمیل کے بعد پندرہ سال تک درس و تدریس کے ذریعہ لوگوں کو علوم سے بہرہ ور کیا ہر روز آپ سے ستر طلباء استفادہ کرتے تھے آپ صاحب کشف و کرامات اور بڑے درجات کے حامل تھے۔ حج و زیارت حرمین طیبین سے واپسی پر بغداد شریف حاضر ہوئے اور حضرت شیخ الشیوخ سے مرید ہو گئے اور اسی موقع پر آپ کے پیر و مرشد نے آپ کو اجازت و خلافت سے بھی نوازا۔ پھر آپ شیخ الشیوخ سے رخصت و اجازت لے کر ملتان میں آ کر مقیم ہو گئے۔

Marfat.com

روایت ہے کہ حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی کا حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر سے بڑا گہرا لگاؤ تھا یہ بھی قول ہے کہ دونوں خالہ زاد بھائی تھے۔(سفینۃ الاولیاء، انتصاح)

آپ کی ولادت باسعادت رمضان المبارک کی شب قدر ۵۶۶ھ میں اور بعض قول کے مطابق ۵۷۸ھ میں قلعہ کوٹ میں ہوئی اور وفات ۷ رصفر بروز پنجشنبہ بعد نماز ظہر اور بعض قول میں ۱۷ رصفر ۶۶۶ھ کو ایک سو سال کی عمر میں ہوئی۔ ملتان میں آپ کا مزار مبارک مشہور و معروف اور مرجع خلائق ہے۔(سفینۃ الاولیاء، انتصاح، تذکرۂ علمائے ہند)

قاضی حمید الدین ناگوری

آپ کا نام محمد ابن عطا ہے قاضی حمید الدین کے نام سے مشہور و متعارف ہیں آپ شمس الدین التمش کے دور حکومت میں تھے۔ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے۔ لیکن ان پر وجد و سماع کا مشرب غالب تھا۔ ہندوستان کے متقدمین مشائخ میں سے تھے علوم ظاہر و باطن کے جامع تھے۔ گویا سلسلۂ سہروردیہ کی دوسری شاخ ہندوستان میں آپ کے ذریعہ آئی۔ آپ کی بہت سی تصانیف ہیں عشق وولولہ کی زبان میں بات کرتے تھے ان میں سے ایک ''طوالع شموس'' ہے جو اسمائے حسنیٰ کے فضائل پر مشتمل ہے۔ ۶۰۵ھ میں آپ کا وصال ہوا مزار مبارک دہلی میں واقع ہے۔(تذکرۂ علمائے ہند)

Marfat.com

سلسلۂ قلندریہ

شیخ عبدالعزیز مکی

اس سلسلے کے بانی اور اصل حضرت شیخ عبدالعزیز مکی المعروف بہ عبداللہ علم بردار قلندر قدس سرہٗ ہیں اور آپ ہی سے منسوب سلسلے کو سلسلۂ قلندریہ کہا جاتا ہے۔ آپ اصحاب صفہ میں سے ایک صحابی رسول اور حضرت صالح علیہ السلام کے نبائر میں سے ہیں۔ آپ سرکار کی تشریف آوری سے قبل ہی ظہور نبوی کے منتظر تھے۔ آپ کو سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بلا واسطہ شرف بیعت حاصل ہے اور حضرت صدیق اکبر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بھی اجازت وخلافت کی فضیلت حاصل ہے۔ آپ کی عمر شریف بعض قول کے مطابق ایک ہزار سال اور بعض قول کے مطابق چھ سو سال ہے۔(انتصاح عن ذکر الصلاح)

سید نجم الدین غوث الدہر

سلسلۂ قلندریہ کی ایک شاخ آپ کے ذریعہ ہندوستان آئی۔ آپ کی ولادت ۶۳۷ھ میں ہوئی آپ کے دادا سید مبارک غزنوی قدس سرہٗ شیخ الشیوخ عمر سہروردی قدس سرہٗ کے خلیفہ تھے جن کو شیخ نے ہدایت وارشاد کے لئے غزنی بھیجا تھا اور پھر وہاں سے ہندوستان تشریف لے آئے تھے۔

سید نجم الدین غوث الدہر قدس سرہٗ سند المجذ وبین حضرت سید خضر رومی قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ تھے جن کو حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ نے

Marfat.com

حضرت سید خضر رومی کے پاس بھیجا تھا کہ تمہارا حصہ ان کے پاس ہے چنانچہ آپ روم پہونچے اور وہاں ان سے اکتساب فیض کیا کافی عرصے تک آپ اپنے مرشد کے ساتھ سیر وسیاحت میں رہے۔

آپ کا وصال ۸۴۷ھ میں ہوا تقریباً دوسو سال کی عمر پائی آپ کا مزار مبارک چندلا حوض کے پاس کوہ مانڈو میں ہے ''اصول المقصود'' کے مطابق آپ کی قبر ریاست مالوہ میں نونہرہ گھاٹی سے متصل گڑھ مانڈو اور موضع مالچہ کے قریب ہے جہاں سلطان شہاب الدین غوری کا محل اور ایک بڑا حوض ہے۔ اسی کی مغربی سمت میں آپ کا مزار مبارک ہے اور مشرقی سمت میں سلطان کا محل ہے اس حوض کو چندلا تالاب بھی کہتے ہیں اور بعض کے بقول وہ تالاب بی بی باندی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

حضرت بوعلی شاہ قلندر

ہندوستان میں سلسلۂ قلندریہ کی دوسری شاخ کے منتہیٰ حضرت شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر قدس سرہٗ ہیں۔ آپ حضرت سید خضر رومی کے مرید، خلیفہ وجانشین سید بحری قلندر قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ ہیں بعض قول کے مطابق حضرت بوعلی شاہ قلندر حضرت مولانا شمس الدین تبریزی اور مولانا جلال الدین رومی قدس سرہما کے بھی فیض یافتہ ہیں۔ آپ خود ایک مکتوب میں فرماتے ہیں کہ:

''در روم مولانا شمس الدین تبریزی ومولانا جلال الدین رومی رسیدہ ام وازایشاں نوازش یافتہ بہ پانی پت آمدہ مقیم گشتم''۔

آپ کا مزار مبارک پانی پت (ہریانہ) میں ہے۔

حضرت سید خضر رومی قلندر

ہندوستان میں سلسلۂ قلندریہ کے محرک ومنتہائے اول حضرت سید خضر رومی قلندر قدس سرہ العزیز حضرت شاہ عبدالعزیز مکی قلندر کے خلیفہ تھے۔ آپ ہندوستان

Marfat.com

کے شہر دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی قدس سرہٗ نے آپ کو اپنا خرقہ پیش کیا جبکہ حضرت سید خضر رومی عمر میں خواجہ قطب الدین بختیار کا کی سے تقریباً ایک سو سال سے بھی زیادہ بڑے تھے اس لئے حضرت سید خضر رومی نے فرمایا کہ اے لوگو! دیکھو یہ بچہ مجھ سے کھیل رہا ہے حضرت خواجہ قطب الدین نے فرمایا کہ یہ میں اپنی طرف سے نہیں کر رہا ہوں بلکہ مجھے جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کر رہا ہوں پھر آپ نے حضرت خواجہ قطب صاحب سے سلسلۂ چشتیہ کی اجازت وخلافت، خرقہ اور کلاہ وغیرہ قبول کئے۔

آپ کی عمر بعض قول کے مطابق چھ سو سال ہے لیکن سید شاہ باسط علی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کے بقول حضرت سید خضر رومی کی ولادت پانچویں صدی کے آغاز میں اور وصال ۱۳؍رجب ۷۵۰ھ میں ہوا جس سے آپ کی عمر قریب ساڑھے تین سو سال ثابت ہوتی ہے آپ کا مزار ہندوستان کے اس شہر میں بتایا جاتا ہے جہاں سلطان شمس الدین التمش کے بھانجے غانجی شہید کا مزار ہے لیکن ''مناقب الاصفیاء'' کے مطابق آپ کا مزار روم میں ہے۔

سلسلۂ قادریہ

شیخ عبدالقادر جیلانی

سلسلۂ قادریہ کے بانی اور اس کی اصل سید الافراد تاجدار بغداد سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث اعظم بغدادی قدس سرہ العزیز کی ذات بابرکات ہے۔ پوری دنیا کا کون سا مسلمان ہے جو آپ کی شخصیت، فضائل وکمالات اور مراتب

Marfat.com

ومناصب سے واقف نہیں۔ آپ کی ولادت باسعادت ۴۷۰ھ یا ۴۷۱ھ میں اور وصال ۵۶۱ھ یا ۵۶۲ھ میں ہوا۔ آپ کا مزار پرانوار شہر بغداد کے باب الشیخ میں فیض بخش خاص وعام ہے۔ آپ ہی کے نام نامی سے منسوب سلسلہ قادریہ کہلاتا ہے اور اسی نام سے دنیا میں مشہور ومعروف ہے ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ کی متعدد شاخیں آئیں جن سے یہاں اس سلسلے کو کافی فروغ حاصل ہوا۔ سلسلۂ چشتیہ کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑا دوسرا سلسلہ سلسلۂ قادریہ ہی ہے اس کی متعدد شاخوں اور ان کے بانیوں کا ذکر ذیل میں ملاحظہ کیجئے۔

قاضی سراج الدین زنجانوی

سراج الاولیاء حضرت قاضی سراج الدین زنجانوی قدس سرہ حضرت ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی سے بیعت وخلافت کا شرف رکھنے کے ساتھ ساتھ حضرت غوث اعظم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ سے بھی خلافت واجازت کے حامل تھے۔ ۵۹۹ھ میں ہندوستان تشریف لائے مگر یہاں آکر جاجمو (کانپور) کے راجہ جاج سے جنگ وجہاد میں مشغول ہو گئے اور تھوڑے ہی دنوں میں آپ کا وصال ہو گیا اس لئے سلسلے کے فروغ کا موقع آپ کو میسر نہ آسکا۔ جاجمو کانپور میں ہی آستانۂ حضرت دادا میاں کے نام سے آپ کا آستانہ مرجع خلائق ہے۔

سید نورالدین مبارک غزنوی

ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ کی اشاعت کا کام انجام دینے والے پہلے بزرگ حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی قدس سرہ العزیز ہیں۔ آپ مرید وخلیفہ ہیں حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہٗ کے اور حضرت شیخ الشیوخ سلسلۂ قادریہ کے بلاواسطہ مجاز ہیں حضور غوث اعظم عبدالقادر جیلانی بغدادی کے۔

Marfat.com

حضرت شیخ الشیوخ کے ذریعہ جہاں ایک طرف سلسلۂ سہروردیہ کو فروغ حاصل ہوا وہیں دوسری طرف سلسلۂ قادریہ نے بھی آپ کی ذات کے توسط سے کافی فروغ پایا۔

حضرت سید نورالدین مبارک غزنوی کا سن وصال ۶۳۲ھ یا ۶۴۷ھ ہے مزار مبارک دہلی میں حوض شمسی کے نزدیک جانب شرق میں واقع ہے۔ آپ شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی کے خواہرزادہ (بھانجے) بھی ہیں۔ شیخ الشیوخ نے ہدایت وتربیت کے بعد آپ کو خلافت واجازت سے نواز کر ہدایت وارشاد کے لئے بغداد سے غزنی بھیج دیا پھر آپ دہلی تشریف لے آئے یہاں سلطان شمس الدین التمش نے دہلی کا شیخ الاسلام مقرر کردیا چنانچہ آپ میر دہلی کے نام سے مشہور ہوئے۔

حضرت شیخ محمد غوث جیلانی

ہندوستان میں تصوف اور روحانیت کے ذریعہ اسلامی انقلاب پیدا کرنے کے لئے قادری بزرگوں میں حضرت شیخ محمد غوث جیلانی بھی تھے۔ جنہوں نے مسند رشد وہدایت پر جلوہ افروز ہوکر لوگوں کو کفر وشرک اور فسق وفجور کے اندھیرے سے نکال کر سنت وشریعت اور طریقت وروحانیت کے اجالوں میں پہونچادیا۔ آپ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ کے ہم عصر تھے آپ کا قیام اُچ میں رہا اور وہیں آپ کا مزار مبارک بھی ہے ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ کی دوسری شاخ آپ کے ذریعہ آئی۔

حضرت شیخ بہاء الدین قادری انصاری

سلسلۂ قادریہ کی تیسری شاخ حضرت شیخ بہاء الدین انصاری شطاری قادری قدس سرہ العزیز کے ذریعہ ہندوستان میں آئی۔ کتاب ''وفیات الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ شیخ بہاء الدین ابن ابراہیم ابن عطاء اللہ انصاری قادری حسینی شطاری صاحبِ حالات وجامع

Marfat.com

کرامات وبرکات تھے۔آپ کا وطن اصلی ''جند'' مضافات سرہند تھا کسی بادشاہ کی استدعا پر آپ سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی کے عہد میں دہلی آکر مقیم ہوئے پھر وہاں سے دیار دکن کا رخ کر کے شہر بیدر میں سکونت اختیار فرمائی۔آپ قادری تھے اور مشرب شطاری رکھتے تھے۔آپ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس میں سلسلۂ قادریہ کی طرف اپنی نسبت کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔امیر المؤمنین حضرت علی مرتضٰی کرم اللہ وجہہ سے حضرت غوث اعظم شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:''ولقن لابنه السعيد عبد الرزاق البغدادى ولقن الشيخ عبد الرزاق شيخا بعد شيخ الیٰ شيخی ومرشدی السيد احمد الجيلی القادری الشافعی فشيخی لقننی وارشدنی كلمة التوحيد وجميع الاذكار والبسنی الخرقة القادرية فی الحرم الشريف تحاه باب الكعبة واجازنی اجازة مطلقة بان اجيز من يستجيزنی واُلقِّن واُلبِسُ من يستلقن منی''۔

(حضرت سیدنا غوث اعظم نے) اپنے سعادت مند بیٹے حضرت سید عبدالرزاق بغدادی کو تلقین کی اور شیخ عبدالرزاق نے ایک شیخ کے بعد ایک شیخ کو میرے شیخ ومرشد حضرت سید احمد جیلانی شافعی تک پھر میرے شیخ نے مجھ کو تلقین کی اور کلمۂ توحید وجملہ اذکار کی تعلیم دی اور حرم شریف میں خانۂ کعبہ کے دروازے کے سامنے مجھ کو خرقۂ قادریہ پہنایا اور مجھے ایسی مطلق اجازت عطا فرمائی کہ میں اسے اجازت دوں جو مجھ سے اجازت چاہے اور اسے تلقین کروں اور خرقہ پہناؤں جو مجھ سے تلقین اور خرقہ پہننا چاہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے بھی ''اخبار الاخیار'' میں آپ کا ذکر اسی طرح کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ حضرت شیخ بہاء الدین انصاری قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت، اجازت، خلافت اور تربیت کا شرف حضرت سید احمد

Marfat.com

جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل تھا جن کا مزار مبارک بغداد معلیٰ میں ہے۔

"کشف المتواری" میں ہے کہ حضرت شیخ بہاء الدین قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ بہت تھے۔ان میں سے ایک شیخ محمد ابن شیخ ابراہیم ملتانی جو آپ کی وفات کے بعد شہر بیدر میں اپنے پیر کے سجادہ نشین ہوئے اور ایک حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو سیدنا غوث اعظم کے نبائر میں سے ہیں اور جن کا مزار پاک دہلی میں حضرت نظام الدین اولیاء کے آستانے کے احاطہ میں حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب الگ ایک کمرے میں ہے۔فی زمانہ جو سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ کا فروغ بہت تیزی سے ہوا اور ہو رہا ہے جو صرف ہندوستان میں ہی نہیں بلکہ دنیا کے ہر اس خطے میں جہاں بھی مسلمان آباد ہیں اس سلسلے سے بیعت وارادت اور عقیدت ومحبت رکھنے والے کثیر تعداد میں موجود ہیں وہ سلسلۂ قادریہ کی اسی شاخ کا فیضان ہے۔

حضرت شیخ بہاء الدین قدس سرہٗ کو خوشبو سونگھنے پر ایسی کیفیت طاری ہو جاتی تھی کہ ہلاکت کے قریب پہونچ جاتے تھے اس لئے آپ کے وصال کا سبب بھی خوشبو ہی بنی ۔آپ کافی کمزور ہو گئے تھے اور اسی حالت نقاہت میں کسی نے خوشبودار چیزوں کا مرکب "غالیہ" لاکر آپ کے سامنے رکھ دیا اس کی خوشبو ملتے ہی آپ پر کیفیت طاری ہوئی اور اسی عالم میں ۱۱رذی الحجہ ۹۲۱ھ کو آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی ۔مزار پاک دکن کے ایک قصبہ دولت آباد میں ہے (جواب صوبہ مہاراشٹر میں ہے) جہاں آپ شیخ بہاء الدین لنگوٹ بند انصاری کے نام سے بھی مشہور ہیں۔

ہندوستان میں سلسلۂ قادریہ کو سب سے زیادہ فروغ آپ کی ذات بابرکات سے ہوا۔(عمدۃ الصحائف فی اھل الکشف والمعارف ازمولوی محمد عبدالکریم حنفی قادری)

Marfat.com

حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری

سلسلۂ قادریہ کی چوتھی شاخ ہندوستان میں حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعہ پہونچی۔ آپ سلسلۂ قادریہ شطاریہ میں حضرت حاجی حمید رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ ہیں۔ ابتدائی زمانے میں آپ بارہ سال تک کوہ چنار (ولایت حلب) کے دامن میں سخت ترین ریاضتیں کرتے رہے پہاڑوں کے دامن میں رہائش اختیار کر کے درختوں کے پتے کھاتے رہے۔ ہمایوں بادشاہ آپ سے بڑی عقیدت رکھتا تھا ان کی حکومت کے زوال کے بعد شیر شاہ سوری درپۓ آزار ہو گئے تو شیخ نے دکن کا رخ کیا جہاں کے سلاطین آپ کے حلقۂ اعتقاد میں آ گئے۔ حضرت شیخ وجیہ الدین گجراتی بھی آپ کے مطیع ومنقاد ہو گئے۔ ۹۶۶ھ میں شیخ گوالیاری گجرات سے آگرہ آ گئے اور اکبر بادشاہ کو اپنی عقیدت کے دھاگے میں پرو لیا مگر جلد ہی یہ بادشاہ بھی سازشوں کا شکار ہو کر منحرف ہو گیا۔ ان کی صحبت بیرم خاں اور شیخ گدڑی کو راس نہیں آئی۔ رنجیدہ ہو کر شیخ گوالیار تشریف لے آئے جہاں ایک خانقاہ تعمیر کروائی۔ آپ بڑے متواضع اور منکسر المزاج تھے ہر ملاقاتی کا کھڑے ہو کر استقبال کرتے تھے اپنی زبان پر کبھی لفظ ''من'' (میں) نہیں لائے۔ اپنے کو ہمیشہ فقیر ہی کہتے یہاں تک کہ غلہ تقسیم کرتے وقت فرماتے کہ اتنے میم نون (من) غلہ فلاں کو دے دو۔ اسّی سال کی عمر پا کر ۹۷۰ھ میں رحلت فرمائی۔ گوالیار میں ہی آپ کا آستانہ مشہور ومعروف ہے۔
(تذکرۂ علمائے ہند)

Marfat.com

سلسلۂ نقشبندیہ

حضرت خواجہ بہاء الدین محمد

سلاسل طریقت میں سلسلۂ نقشبندیہ بھی کافی اہمیت رکھتا ہے اس سلسلے کے بزرگوں نے بھی ہندوستان میں صلاح وفلاح اور رشد وہدایت کے اہم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے ہیں۔ اس سلسلے کے بانی حضرت شیخ خواجہ بہاء الدین محمد ابن محمد بخاری المعروف بہ نقش بند رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

''رسالۂ بہائیہ'' جو حضرت شیخ کے مقالات پر مشتمل ہے اس میں تحریر ہے حضرت شیخ فرماتے ہیں کہ ''میں اور میرے والد کم خواب بافی اور نقش بندی کے شغل میں مشغول تھے یہی ہمارا مشغلہ اور پیشہ تھا اسی سبب سے لوگ مجھے نقش بند کہتے ہیں۔ ''سفینۃ الاولیاء'' اور ''الانتباہ'' وغیرہ میں بھی اسی طرح لکھا ہے البتہ ''لطائف اشرفی'' میں نقش بندی کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے آپ کو ''بزرگی کی صورت گری کرنے والا'' کہا گیا ہے۔ کہ یہ مقام ان کو حاصل تھا یا معلوم ومعبود کا تصور کرنا جو کیفیت اس سے حاصل ہوتی ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت محرم ۷۱۸ھ اور بعض قول کے مطابق ۷۲۸ھ میں حضرت خواجہ علی رامیتنی کے عہد میں ہوئی بچپن ہی سے ولایت، ہدایت اور کرامت کے انوار وآثار آپ کے روئے انور سے صاف ظاہر تھے۔ آداب طریقت کی تعلیم حضرت امیر کلال رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہوئی دادا پیر حضرت خواجہ محمد بابا سماسی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اکتساب فیض کیا اور روحانی تربیت حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمۃ

Marfat.com

اللہ علیہ سے پائی آپ کا وصال ۳؍ربیع الاول شب دوشنبہ ۷۹۱ھ میں ہوا مزار مبارک قصبہ عارفاں میں ہے جو شہر بخارا سے ایک فرسنگ کی دوری پر واقع ہے۔ (انتصاح)

حضرت خواجہ باقی باللہ

ہندوستان میں سلسلۂ نقش بندیہ کے مرکز و منتہیٰ حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہٗ ہیں "طبقات" میں ہے کہ آپ کا آبائی وطن سمرقند ہے، آپ کی ولادت کابل میں ہوئی آپ اویسی تھے حضرت خواجہ احرار کی روحانیت سے آپ نے تربیت پائی ریاضات و مجاہدات اور حصول کمالات کے بعد حضرت خواجہ احرار کے روحانی اشارے کے مطابق مولانا خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلۂ ارادت سے منسلک ہوگئے۔ بیعت کے بعد تین دن دولت و نعمت حاصل کر کے وہاں سے رخصت ہوگئے اور امکنگ (مضافات سمرقند) سے روانہ ہو کر آپ دہلی تشریف لے آئے۔

آپ کا وصال ۲۵؍جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ میں ہوا مرقد مبارک محلہ کنجشک گیراں نزد قدم رسول دہلی میں واقع ہے آپ کو عمر کل چالیس سال ملی مگر اتنے ہی عرصے میں آپ نے ہندوستان میں بے شمار لوگوں کی ہدایت و رہنمائی فرمائی اور بہت سے لوگوں کو اجازت و خلافت سے نوازا جس کے نتیجے میں پورے ملک میں سلسلۂ نقشبندیہ کے بے شمار بزرگان دین کے آستانے مرجع خلائق ہیں اور آج بھی اس سلسلے سے منسلک افراد بڑی تعداد میں ہندوستان میں پائے جاتے ہیں۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے مشہور ترین خلیفہ ہیں۔

Marfat.com

سلسلۂ طیفوریہ

حضرت خواجہ بایزید بسطامی

ہندوستان میں اسلام کی ترویج واشاعت کی خدمات انجام دینے والے بزرگان دین میں سلسلۂ طیفوریہ سے منسلک شخصیات بھی شامل ہیں اس سلسلہ کو نسبت حاصل ہے حضرت طیفور شامی المعروف بہ خواجہ بایزید بسطامی کی ذات والاصفات سے۔ ''تاریخ ابن خلکان'' میں ہے کہ آپ کا نام طیفور بن عیسیٰ ابن آدم ابن عیسیٰ ابن علی البسطامی قدس سرہ السامی ہے۔ ''صاحب المعجم البلدان'' کہتے ہیں کہ بسطام ایک بڑا دیہات ہے جس کی نسبت سے آپ بسطامی کہلاتے ہیں۔ آپ کا لقب سلطان العارفین اور نام طیفور بن عیسیٰ ہے۔ آپ کے دادا آتش پرست تھے جو اسلام کے شرف سے مشرف ہو گئے تھے۔ آپ کا اصل وطن بسطام ہے۔ صاحب ''تذکرۃ الاولیاء'' لکھتے ہیں کہ ''آپ نے ایک سو تیرہ پیروں کی خدمت کی ہے انہیں میں سے حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں۔ حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ بایزید ہمارے درمیان ایسے تھے جیسے ملائکہ میں حضرت جبرئیل امین۔ سلسلۂ طیفوریہ آپ ہی سے منسوب ہے۔ اس طریقۂ سلوک کی بنیاد سکر وغلبہ پر ہے۔ آپ کا وصال ١٥ رشعبان ٢٦١ھ میں ہوا مزار مبارک بسطام میں ہے۔ آپ کی عمر ایک سو چھپیس سال ہوئی۔ واضح ہو کہ یہی سلسلہ آگے بڑھ کر دو حصوں میں منقسم ہو گیا جس کی ایک شاخ سلسلۂ نقش بندیہ اور دوسری سلسلۂ مداریہ کے نام سے جانی جاتی ہے۔ سلسلۂ طیفوریہ ایک طریقے سے حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ تک پہونچتا ہے اور ایک طریقے سے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جاتا ہے۔ (انتصاح)

سلسلۂ طیفوریہ کی نقشبندی شاخ حضرت سید خضر رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذریعہ ہندوستان آئی جن کا تذکرہ سلسلۂ قلندریہ کے تحت گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے

Marfat.com

اور سلسلۂ مداریہ حضرت بدیع الدین قطب المدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ذریعہ آئی۔

شاہ بدیع الدین قطب المدار

حضرت قطب المدار کی ولادت ۳۰۰ھ اور بقول بعض ۲۵۰ھ میں ہوئی آپ کی جائے پیدائش دریائے نیل سے تین منزل کے فاصلے پر ایک موضع ہے۔ بعض قول کے مطابق آپ کے والد کا نام علی حلبی تھا جیسا کہ شاہ حبیب اللہ قنوجی اپنی کتاب ''مناقب الاولیاء'' میں لکھتے ہیں کہ ''آپ کے والد علی حلبی اور والدہ خاص ملک تھیں۔ شاہ موصوف نے بچپن میں ہی حلب چھوڑ کر فقراء کی صحبت اختیار کر لی اور طرح طرح کی ریاضتوں میں منہمک ہو گئے تھے۔ پھر حضرت طیفور شامی بایزید بسطامی قدس سرہٗ کی خدمت سے استفادہ کیا۔ کتاب ''قیومی'' سے منقول ہے کہ ''حضرت شاہ مدار کے والد کا نام بندگی شاہ علی اور والدہ کا نام بی بی خاص ملک اور لقب بی بی حاضرہ تھا۔ حضرت شاہ مدار قریش خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ کی ولادت موضع چنار میں ہوئی جو ولایت حلب میں واقع ہے۔

آپ نے اپنے وطن علاقہ حلب (شام) سے مکۂ معظمہ اور پھر مدینۂ منورہ پہنچ کر سرکار کے روضۂ پاک کی زیارت کی یہاں تک کہ خود سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہ کمال رحمت آپ کا ہاتھ پکڑ کر حقیقی اسلام کی تلقین فرمائی اور حضرت علی مرتضیٰ کی روحانیت کے سپرد فرمایا پھر حضرت شاہ مدار سرکار کے حکم کے مطابق نجف اشرف کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں کام پورا ہونے کے بعد پھر مکہ آ گئے۔ پھر چند دنوں کے بعد غیبی حکم سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ الغرض حضرت شاہ مدار اجمیر کے راستے (سرکار خواجہ غریب نواز کے آستانۂ پاک پر عقیدت مندانہ حاضری دیتے اور اکتساب فیض کرتے ہوئے) اطراف و جوانب کی سیر کرتے ہوئے شہر کالپی پہونچے اور دریا کے کنارے واقع ایک مسجد میں قیام فرمایا۔ وہاں کے حاکم کی بے توجہی

Marfat.com

کے سبب جونپور کا سفر اختیار کیا اور فرمایا کہ قادر خاں والیِ کالپی (ولد سلطان محمود نبیرۂ سلطان فیروز شاہ دہلی) اپنی فکر کرے۔

حضرت شاہ مدار نے مختلف ملکوں کی سیر کرنے کے بعد ہندوستان کو اپنا مسکن بنایا اور یہاں بھی متعدد شہروں کا دورہ کیا کالپی شریف سے جونپور اور لکھنؤ وغیرہ اور دیگر شہروں کے دوروں کا پتہ چلتا ہے آخر میں آپ نے اپنا وطن مکن پور (کانپور اور قنوج کے درمیان ایک قصبہ) کو بنایا جہاں آپ کی خانقاہ اور آخری آرام گاہ آج بھی مرجع خلائق ہے۔

صاحب ''انتصاح'' کے بقول آپ کی ولادت ۶۱۵ھ میں ولایت شام میں ہوئی اور وصال ۱۸ / جمادی الاولیٰ ۸۴۰ھ میں سلطان ابراہیم شرقی کے عہد سلطنت میں ہندوستان میں ہوا آپ کی عمر دو سو پچیس سال ہوئی ہے بعض قول کے مطابق آپ کی ولادت شہر حلب ملک شام میں یکم شوال دوشنبہ کے دن صبح صادق کے وقت ۴۴۲ھ میں ہوئی۔

سلسلۂ فردوسیہ

شیخ ابوالنجیب فردوسی

یہ سلسلہ حضرت شیخ ابوالنجیب فردوسی سے منسوب ہے اور آپ ہی اس سلسلے کے بانی و مرکز ہیں۔ فردوسی فردوس سے منسوب ہے جو حلب سے متصل دمشق کے نزدیک ایک موضع ہے وہی آپ کا وطن اصلی بھی ہے۔ اسی وطنی نسبت سے آپ اپنے نام کے ساتھ فردوسی لکھنے لگے اور پھر یہ نسبت آپ کے نام کا جزو بن گئی۔ آپ سے طریقت کا ایک سلسلہ جاری ہوا جو سلسلۂ فردوسیہ کے نام سے متعارف ہوا ہندوستان

Marfat.com

میں یہ سلسلہ حضرت بدرالدین سمرقندی اور آپ کے مرید و خلیفہ حضرت شیخ رکن الدین فردوسی کے ذریعہ داخل ہو کر پروان چڑھا ذیل میں اختصار کے ساتھ دونوں بزرگوں کے حالات پیش کئے جا رہے ہیں۔

شیخ بدرالدین سمرقندی

حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری (مخدوم بہاری) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور ''سیر الاولیاء'' میں ہے کہ ''آپ حضرت شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے اور شیخ نجم الدین کبریٰ سے بھی آپ کی ملاقات تھی۔ ''سیر الاولیاء'' ہی میں ہے کہ آپ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء کی مجلس سماع میں حاضر رہ کر سماع سنتے تھے۔ نہایت ہی خوبصورت اور نیک سیرت تھے جب حضرت شیخ بدرالدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا تو آپ کو لوگوں نے سنگولہ (دہلی) میں دفن کر دیا'' خزینۃ الاصفیاء'' میں ہے کہ جب آپ سمرقند سے ہندوستان تشریف لائے تو حضرت خواجہ شیخ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت صحبت سے بھی مستفیض و مستفید ہوئے یہاں تک کہ آپ ہی کے خلفاء میں شمار ہونے لگے! آپ کی وفات ٧١٦ھ میں ہوئی طویل عمر پائی اور دہلی ہی میں سکونت پذیر رہے۔ (انتصاح)

شیخ رکن الدین فردوسی

حضرت شیخ رکن الدین فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ بدرالدین سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ اپنے پیر و مرشد کے وصال کے بعد سجادۂ مشیخت پر جلوہ افروز ہوئے۔ ہندوستان میں سلسلۂ فردوسیہ آپ ہی کے ذریعہ پھیلا جو بھی اپنے آپ کو سلسلۂ فردوسیہ سے منسلک سمجھتا ہے وہ آپ ہی سے منسوب ہے۔ دہلی میں قیام تھا۔ سلطان معز الدین کیقباد نے کیلوکھری میں ایک شہر آباد کیا تھا

Marfat.com

آپ اس شہر سے نکل کر دریا کے کنارے ایک جھونپڑی بنا کر قیام پذیر ہو گئے۔ آپ کا وصال ۷۲۴ھ میں ہوا۔ مزار مبارک دہلی میں ہے۔ حضرت شیخ نجیب الدین فردوسی (مزار دہلی) مخدوم بہاری حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری (مزار منیر بہار شریف) حضرت شیخ مظفر بن شمس بلخی (مزار در عدن) حضرت شیخ حسین بن معز شمس بلخی (مزار در بہار) وغیرہ اجلۂ اولیائے کرام اسی سلسلے سے منسلک ہیں۔

سلسلۂ چشتیہ کی انفرادیت

گزشتہ صفحات میں ہندوستان میں سرگرم عمل متعدد سلاسل طریقت کی آمد اور ان سے منسلک اہم شخصیات کا تذکرہ کیا گیا جس سے یہ اندازہ لگانا آسان ہو گیا کہ سلسلۂ قادریہ کی دو شاخوں اور سلسلۂ نقش بندیہ کے علاوہ تمام سلاسل طریقت سرکار خواجہ غریب نواز کے عہد میں یا آپ کے عہد سے متصلاً بعد کے عہد میں ہی ہندوستان میں داخل ہوئے خصوصاً سہروردی سلسلہ تو آپ کے سائے کی طرح ہندوستان میں تقریباً آپ کے ساتھ ساتھ آیا مگر سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سلسلۂ چشتیہ کا ایسا روشن چراغ بن کر تشریف لائے کہ اس آفتاب چشتیت کے سامنے تمام سلاسل ستاروں کی طرح اپنی روشنی بکھیرنے میں ناکام رہے نتیجہ کے طور پر تمام سلاسل اپنے حامل بزرگوں کے آس پاس کے علاقوں تک سمٹ کر رہ گئے اور پورے ملک میں صرف چشتیہ سلسلے کا ہی تسلط واقتدار قائم ہو گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ چشتی سلسلے کے بزرگوں نے تصوف کی نظری صورت کو چھوڑ کر اس کی عملی شکل پر اپنی توجہ مرکوز رکھی اور انہیں اپنا پیغام عام کرنے میں جو کامیابی ملی اس کا راز یہی تھا۔

''فوائد الفواد'' میں ہے کہ ایک دن ایک نوجوان اپنے ایک ہندو دوست کو لے کر حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں آیا اور اس کا تعارف

Marfat.com

کراتے ہوئے کہا ''ایں برادر من است''۔ حضرت نے اس نوجوان سے پوچھا کہ ''تمہارے اس بھائی کو اسلام کی طرف بھی کچھ رغبت ہے یا نہیں''۔؟

اس نے کہا کہ ''میں اسے مخدوم کی خدمت میں لے کر اسی لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کی نگاہ کی برکت سے یہ مسلمان ہو جائے''۔

حضرت نظام الدین اولیاء کی آنکھیں نم ہو گئیں اور فرمایا:

''ایں قوم را چنداں بگفتہ کسے دل نگردد اما صحبت صالح بیابد
امید باشد کہ ببرکت صحبت او مسلمان شود''۔

(اس قوم پر کسی کے کہنے سننے کا کوئی اثر نہیں ہوتا ہاں اگر کسی صالح کی صحبت نصیب ہو جائے تو امید ہوتی ہے کہ اس کی برکت سے مسلمان ہو جائے)

یہ واقعہ ''فوائد الفواد'' میں ۴ ر رمضان ۷۱۷ھ کی مجلس کے بیان میں ضمناً آ گیا ہے لیکن یہ چشتی صوفیاء کے مشن کو سمجھنے کے لئے نہایت اہم اور قابل غور نکتہ ہے۔ خود حضرت کا یہ سوال کرنا کہ ''ایں برادر تو ہیچ میل بہ مسلمانی دارد'' دعوت حق سے گہرے قلبی لگاؤ کو ظاہر کرتا ہے اور جب اس لڑکے نے دعا کی درخواست کی تو آپ کا چشم پُر آب ہو جانا قرآن کے اس فرمان کی نہایت گہری اور اصلی عملی ترجمانی ہے کہ ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئك ھم المفلحون (پ ۴ آیت ۳۴)

(تم میں سے ایک جماعت ایسی ہو جو لوگوں کو بھلائی کی دعوت دے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ بامراد ہیں۔)

اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دعوت اسلام کی روح کو ان بزرگوں نے کس طرح سمجھا تھا حدیث شریف میں ہے کہ ''الدین نصیحة'' دین خیر خواہی کا نام ہے اور یہی وہ سچی خیر خواہی ہے جو حضرت نظام الدین اولیاء کو اس موقع پر نم دیدہ کر دیتی ہے۔ آپ نے تبلیغ دین کا اصول بھی بتا دیا کہ جس خیر کی طرف تم کسی کو بلا رہے ہو اس کا نمونہ خود بن کر دکھاؤ تب دعوت الی الخیر کا حق ادا ہوگا۔ قرون وسطیٰ میں علمائے سو کا کردار جو کچھ بھی رہا ہو لیکن جو صاحب کردار علمائے شرع تھے انہوں نے بھی خوب

Marfat.com

سمجھ لیا تھا کہ ہندوستان میں دعوت دین کے لئے تصوف ہی کی ضرورت ہے بحث و مناظرے کی نہیں۔

سرکار خواجہ غریب نواز کے ایک ہم عصر عالم دین حضرت مولانا رضی الدین حسن صغانی رحمۃ اللہ علیہ صاحب ''مشارق الانوار '' (جن کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں کیا جا چکا ہے) بہت مشہور و ممتاز محدث اور عالم دین تھے ان کے معاصر علماء میں کوئی بھی علم حدیث وفقہ میں ان کا ہم پایہ نہ تھا وہ ان معدودے چند علماء میں سے تھے جنہوں نے اس زمانے میں بغداد اور حجاز پہونچ کر حدیث کی سماعت کی تھی۔ حضرت نظام الدین اولیاء نے ''فوائد الفواد'' میں ان کی تعریف میں بہت کچھ فرمایا ہے۔ ان کی تالیف ''مشارق الانوار '' آج بھی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے اور حدیث کی مستند کتابوں میں شمار کی جاتی ہے۔ علامہ صغانی کی ایک اور تالیف ''مصباح الدجی'' بھی تھی۔ چنانچہ مولانا جب ناگور پہونچے تو انہوں نے ایک محفل میں ایک ہی نشست میں پوری ''مصباح الدجی'' کی قرأت کر ڈالی۔ سماعت کرنے والوں کا بڑا بھاری مجمع تھا جس میں قاضی حمید الدین ناگوری اور قاضی کمال الدین جیسے فضلاء بھی استفادہ کے لئے موجود تھے۔

تربیت تصوف

مولانا صغانی خوب بڑا سا عمامہ باندھتے تھے جس کی چھور آگے کی طرف لٹکی ہوتی تھی۔ بہت لمبی چوڑی آستینوں کا کرتہ ہوتا تھا۔ یہ اس زمانے کے علماء کی ہیئت تھی۔ یہیں ناگور کے ایک صاحب نے مولانا سے بہت اصرار کیا کہ میں آپ سے کچھ ''علم تصوف'' سیکھنا چاہتا ہوں۔ مولانا نے کہا کہ یہاں تو مجھے بالکل فرصت نہیں ہے لوگ حدیث کی سماعت کے لئے جمع ہوتے ہیں اور اتنا وقت نہیں بچتا کہ تمہیں علم تصوف سکھاؤں البتہ اگر تمہیں ایسی ہی خواہش ہے تو میرے ساتھ چلو جب ہم غریب مسلمانوں

Marfat.com

کے علاقے میں پہونچیں گے جہاں علم حدیث وفقہ کے طلب گاروں کا اتنا ہجوم نہیں ہوگا میں تمہیں اطمینان سے علم تصوف سکھاؤں گا چنانچہ مولانا اور علم تصوف کے طالب علم ناگور سے نکل کر جالور کی طرف چل پڑے گجرات کی سرحد کے شروع ہوتے ہی مولانا نے اپنی لمبی آستینوں والا کرتہ اور بڑا عمامہ لپیٹ کر ایک بقچے میں رکھا اور کوتاہ آستینوں کا درویشوں والا لباس زیب تن کیا سر پر کلاہ پاؤں میں جوتے کی جگہ کھڑاؤں آ گئیں ایک مٹی کا آبخورہ پانی پینے کے لئے لے لیا اور نماز نوافل پڑھتے ہوئے سفر کی منزلیں طے کرنے لگے۔ جب اس طرح کئی دن گزر گئے تو اس طالب علم تصوف نے کہا کہ ''مولانا آپ نے فرمایا تھا کہ مجھے کچھ علم تصوف سکھائیں گے اسی امید پر میں گھر بار چھوڑ کر آپ کے ساتھ لگ گیا ہوں مگر آج اتنے دن ہو گئے آپ نے ایک بات بھی نہیں سکھائی''۔ مولانا فرمانے لگے کہ ''میاں علم تصوف ''قال'' نہیں ''حال'' ہے جیسے میں عبادت کر رہا ہوں اور عام لوگوں سے برتاؤ کر رہا ہوں بس ویسے ہی تم بھی کئے جاؤ یہی ''علم تصوف'' کہلاتا ہے۔

اسلام کی اصل تعلیم

مولانا اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم اور محدث گزرے ہیں اس دور کے جید علماء ان کی صحبت سے استفادہ کرتے تھے لیکن وہ بھی یہ نکتہ اچھی طرح سمجھے ہوئے تھے کہ یہ معقولی اور منقولی بحثیں، یہ مناظرے اور مکابرے، یہ فلسفہ اور منطق، یہ مسئلے اور تاویلیں صرف اسلام کے ظاہر کو پیش کر سکتی ہیں اس کی روح کو اور بھی خفی اور بے اثر بنا دیتی ہیں، اسلام کی اصل تعلیم وہی ہے جسے صوفیاء اپنے عمل سے پیش کر رہے ہیں اسی نے ہندوستان میں اسلام کو فروغ دیا اور دلوں کو جوڑنے کا کام کیا ہے۔ چنانچہ مولانا صغانی بھی جب غیر مسلم اکثریتی علاقوں میں جاتے ہیں تو صوفیاء کا لباس زیب تن کر لیتے ہیں اور اپنا چوغا تہہ کر کے رکھ دیتے ہیں۔

Marfat.com

تصوف کی سہروردی اور چشتی تشریح

سہروردی سلسلے کے بزرگوں نے تصوف کی نظری سطح پر تشریح وتفسیر کی اور اس کے علمی وفلسفیانہ پہلوؤں پر کتابیں تصنیف کیں جن سے دوسرے سلسلے والوں نے بھی فائدہ اٹھایا مگر اپنے خانقاہی نظام عمل میں انہوں نے دین اور دنیا کے جام وسنداں کو ایک توازن کے ساتھ یکجا رکھنا چاہا اور حاکمان وقت پر بھی اثر انداز ہونے کی کوشش کی اس لئے ان کی خانقاہیں زمان ومکان کے اعتبار سے محدود ہو کر رہ گئیں جبکہ چشتیوں کی خانقاہیں چھوٹے چھوٹے دیہات وقصبات تک میں پہونچ گئیں اور عوام کے دلوں میں ان کے لئے گھر بن گئے۔ اس دین ودنیا کی آمیزش سے پیدا ہونے والے تضاد کو ابتداء ہی میں محسوس کر کے چشتی صوفیاء نے ''ترک'' کے فلسفے پر زور دیا اور اپنے مریدوں کو اس کی تربیت دینے کے لئے ''چہار ترکی'' کلاہ پہنانی شروع کردی ان کا کہنا تھا کہ:

''مرد عالی نشود تا ترک دنیا نگیرد''

اور اس ترک کا پھل یہ تھا کہ جب دہلی کے شیخ الاسلام کو حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کی مقبولیت اور ہر دل عزیزی سے حسد ہونے لگا اور ان کی شکایت پر سرکار خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ:

''قطب الدین تم میرے ساتھ اجمیر چلو میں نہیں چاہتا کہ میرے کسی جانشین کی وجہ سے کسی کو تکلیف پہونچے''۔

اور حضرت بختیار کاکی اپنے مرشد کے حکم کی تعمیل میں دہلی کو خیر باد کہہ کر جانے لگے تو آپ کو رخصت کرنے کے لئے ہزار ہا مرد عورتیں بوڑھے اور بچے گریہ وزاری کرتے ہوئے آپ کے پیچھے پیچھے شہر پناہ سے باہر تک نکل آئے۔ اس ہجوم میں بوڑھا بادشاہ التمش بھی موجود تھا سب کی یہ حالت دیکھ کر حضرت خواجہ بزرگ نے قطب صاحب کو اپنے ساتھ اجمیر لے جانے کا ارادہ فسخ کر دیا۔

Marfat.com

ملک گیری کے ذریعہ اسلام کی اشاعت

ہندوستان میں جہاں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی آمد اور آپ کے قائم کردہ جامع نظام تبلیغ سے یہاں اسلام کا بول بالا ہوا وہیں مسلم فاتحین کے جذبۂ جہاد اور زبردست اسلامی افواج کی جنگی حکمت عملی سے بھی ہندوستان میں اسلام کی جڑیں مضبوط ہوئی ہیں چنانچہ اس سلسلے میں کفرستان ہند بالخصوص اجمیر میں۔ آپ نے زبردست نبرد آزمائی کی اور جہاں تک روحانی طاقت سے انہیں زیر کرنا مناسب سمجھا آپ نے اپنی باطنی اور غیبی قوتوں کا مظاہرہ فرمایا لیکن جب دیکھا کہ پرتھوی راج اپنی سلطنت، حکومت، شوکت وسطوت، لاؤ لشکر اور فوجی وافرادی قوتوں کے زعم میں اخلاقی وسماجی حدیں پار کرنے کی کوششوں میں مصروف ہے تو سرکار غریب نواز نے اپنی روحانی قوت کا سہارا لے کر ارشاد فرمایا "پرتھوی راج رازندہ گرفتار کردہ بہ لشکر اسلام دادیم"، یعنی پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کر کے اسلامی لشکر کے حوالے کر دیا۔ اور ادھر شہاب الدین غوری (جو اس سے قبل ایک جنگ میں شکست کھا کر واپس جا چکے تھے) نے عالم خواب میں دیکھا کہ کوئی بزرگ انہیں حکم دے رہا ہے کہ تم ہندوستان پر حملہ کرو فتح تمہارا انتظار کر رہی ہے۔

چنانچہ سلطان شہاب الدین غوری نے ہندوستان آ کر تراوڑی کے میدان میں پرتھوی راج سے زبردست جنگ کر کے اسے شکست فاش دی اور اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی جو ہندوستان میں اسلام کی اشاعت میں مددگار ثابت ہوئی ۳/شعبان ۶۰۲ھ ۱۲۰۶ء کو اس خدا ترس، عادل اور فیاض بادشاہ کو ایک باطنی نے غزنی جاتے ہوئے شہید کر دیا۔ ان کے بعد قطب الدین ایبک نے یہاں کی حکومت سنبھالی۔ سلطان قطب الدین ایبک کا زیادہ وقت ملکی فتوحات اور جنگی مہمات میں گزرا اس وجہ سے اس کے عہد میں علمی سرگرمیاں محدود پیمانے پر رہیں پھر بھی بہاء الدین اوشی (م ۶۰۷ھ) جمال

Marfat.com

الدین محمد اور حمید الدین وغیرہ فضلاء اور شعراء اس کے دامن دولت سے وابستہ رہے اور ان کے عہد کا نامور مورخ حسن نظامی نیشاپوری صاحب "تاج المآثر" ہندوستان کا پہلا مورخ ہے۔ قطب الدین کے دور کا ایک دوسرا نامور مصنف مبارک شاہ معروف بہ فخر مدبر ہے جس نے "بحر الانساب" کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھ کر قطب الدین ایبک کے حضور میں پیش کی۔ ۶۰۷ھ میں قطب الدین ایبک اس دنیا سے رخصت ہو کر عالم جاودانی کی طرف روانہ ہو گئے۔

سلطان شمس الدین التمش

قطب الدین ایبک کے بعد اس کا صحیح جانشین سلطان شمس الدین التمش ہوا جو اس سے قبل بدایوں کا صوبیدار رہ چکا تھا۔ بدایوں شمالی ہند کا ایک مشہور شہر ہے جسے قطب الدین ایبک نے ۵۹۱ھ میں فتح کیا اس کے صوبیداروں میں شمس الدین التمش کے علاوہ رکن الدین بھی رہے ہیں جو بعد کو تخت دہلی پر بھی متمکن ہوئے۔ فتح بدایوں کے بعد وہ شہر مسلمانوں کا مرکز بن گیا جہاں اس زمانے میں ایک مدرسہ معزیہ، ایک عظیم الشان جامع مسجد اور عیدگاہ وغیرہ تعمیر ہوئیں۔ آخر الذکر دونوں عمارتیں آج بھی مسلمانوں کی گزشتہ عظمت واقتدار کی نوحہ خواں ہیں۔ غرض اس زمانے میں بیرون ہند سے بہت سے علماء وصلحاء بدایوں آ کر سکونت پذیر ہوئے جن کے سبب وہ شہر آج مدینۃ الاولیاء کہلاتا ہے۔ ان میں خواجہ عرب بخاری (شیخ نظام الدین اولیاء کے نانا) خواجہ حسن رسن تاب (مرید قاضی حمید الدین ناگوری) خواجہ بدر الدین موئے تاب (برادر خواجہ حسن رسن تاب) شیخ حسام الدین ملتانی (خلیفہ صدر الدین عارف ملتانی) خواجہ علاء الدین اصولی (استاذ شیخ نظام الدین اولیاء) جیسے اکابر صوفیاء اور مولانا رضی الدین حسن صغانی صاحب "مشارق الانوار" (م ۶۵۰ھ) شہاب الدین مہمرہ (مشہور شاعر) اور خواجہ زین الدین دانشمند جیسے علماء خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔

Marfat.com

سلطان التمش کی دینداری اور علم نوازی

التمش نے ۲۶ سال حکومت کی، سرکار خواجہ کے وصال کے سال (۶۳۳ھ میں) انتقال کیا۔ یہ بادشاہ بڑا دیندار، عابد، زاہد اور درویش دوست تھا نماز مسجد میں باجماعت ادا کرتا تھا۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی (م ۶۳۳ھ) کی خدمت میں اکثر حاضر رہتا تھا۔ التمش کے زمانے میں دہلی میں علماء، فضلاء، صوفیاء اور مشائخ کی تعداد میں خاصا اضافہ ہوا اور بڑی تعداد میں لوگ ترکستان، ایران اور ماوراء النہر سے ترک وطن کر کے ہندوستان پہونچے، کیونکہ اس زمانے میں کفار مغول نے تباہی مچا رکھی تھی ان علاقوں میں لوگوں کے جان و مال بالکل محفوظ نہ تھے اور ان کے لئے ہندوستان ہی سب سے بڑی پناہ گاہ تھی اور پھر شمس الدین التمش ان پناہ گزینوں کی بڑی مدد اور قدر کرتا تھا اور یہ لوگ بھی دہلی کی ثقافتی اور علمی زندگی کو خوب خوب رونق اور آراستگی بخشتے تھے۔

التمش کی فیاضی وقدر افزائی نے دہلی کو علماء، فضلاء، صوفیاء اور مشائخ کا مرکز بنا دیا تھا۔ تاج الدین سنگریزہ، امیر روحانی، ناصری اور بہاء الدین علی جیسے شعراء، قاضی حمید الدین (م ۶۴۱ھ)، حاجی مجد الدین، فخر الملک عطائی، قاضی منہاج سراج، مولانا جمال الدین بسطامی، نور الدین مبارک غزنوی جیسے علماء وفضلاء موجود تھے اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، شیخ جلال الدین تبریزی، شیخ بدر الدین غزنوی اور قاضی قطب الدین کاشانی جیسے صوفیاء اور مشائخ رشد وہدایت کے ہنگامے برپا کیے ہوئے تھے۔ علماء اور فضلاء کے قیام کی وجہ سے ہندوستان کے بعض مرکزی شہر جیسے اوچ، دہلی، بدایوں اور لکھنوتی وغیرہ میں مرکزی مدارس قائم ہو گئے تھے جہاں علماء تدریس کے فرائض بڑی ذمہ داری سے انجام دیتے تھے ان مدارس کے قیام میں سلطان شمس الدین التمش نیز دوسرے امراء کی سرپرستی اور معارف پروری شامل تھی۔ سلطان شمس الدین التمش کے

Marfat.com

دور میں بدایوں اور منڈاور (ضلع بجنور) میں عالی شان مسجدیں، عیدگاہیں اور حوض تعمیر ہوئے جو آج تک اس کی دینداری اور اسلام دوستی کی گواہی دے رہے ہیں۔

سلطان رکن الدین

شمس الدین التمش کے بعد ان کا منجھلا بیٹا رکن الدین تخت نشیں ہوا اگرچہ اس کی حکومت چند ماہ سے زیادہ نہ رہی مگر اس کی معارف پروری اور شعراء نوازی نے اس کو بقائے دوام بخش دیا۔ تاج الدین سنگریزہ اور شہاب الدین مہمرہ اس کے دامن دولت سے وابستہ رہ کر انعام واکرام سے مستفیض ہوئے۔ اس کے بعد اس خاندان میں ناصر الدین محمود (م ۶۶۴ھ) اور غیاث الدین بلبن (م ۶۸۶ھ) قابل ذکر حکمراں گزرے ہیں۔ اول الذکر نہایت دیندار، متقی، زاہد، عابد، سخی، عدل پرور، شب بیدار اور بردبار حکمراں تھا۔ درویشانہ زندگی بسر کرتا تھا یہاں تک کہ اپنے ذاتی مصارف قرآن کریم کی کتابت کے ذریعہ پورے کرتا تھا۔ صوفیاء اور مشائخ کا عقیدت مند اور علماء کا قدرداں تھا۔ قاضی منہاج سراج نے اپنی مشہور کتاب ''طبقات ناصری'' اسی سلطان کے نام معنون کی ہے۔.......... غیاث الدین بلبن بڑی شان وشوکت اور جاہ وجلال کا مالک تھا لیکن صوفیاء کا معتقد اور علماء کا قدرداں تھا اس کے عہد میں برہان الدین محمود (م ۶۸۷ھ)، نجم الدین عبدالعزیز، شیخ سراج الدین ابوبکر، شرف الدین دلوالجی، برہان الدین بزاز، قاضی رکن الدین سامانوی، علامہ کمال الدین زاہد، شمس الدین خوارزمی اور فخر الدین ناقلہ وغیرہ وہ علمائے کرام تھے جن کے نام تاریخ کے صفحات میں بقائے دوام کا درجہ رکھتے ہیں۔ ۶۸۹ھ مطابق ۱۲۹۰ء میں دہلی کا یہ پہلا حکمراں خاندان ختم ہوگیا۔

Marfat.com

سیاسی اور روحانی طاقتوں کا اجتماع

سرکار خواجہ غریب نواز کی دعاؤں کی برکتوں سے ہندوستان میں مستقل مسلم حکومت کی تشکیل نے اس ملک کی کایا ہی پلٹ دی۔ ہر شعبۂ زندگی میں زبردست انقلاب آیا اور ملک کو سیاسی استحکام حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ مذہبی و اسلامی عوامل کو بھی دوام و استقلال نصیب ہوا مسلمانوں کی بہت سی نوآبادیاں قائم ہوئیں۔ صنعت و حرفت کے میدان میں نمایاں ترقی ہوئی۔ خانقاہیں، مقبرے، سرائیں، نہریں، کنویں اور پل وغیرہ تعمیر ہوئے دہلی میں قطب مینار، قوۃ الاسلام اور علائی دروازہ جیسی عالی شان عمارتیں وجود میں آکر مسلمانوں کے وجود کی علامتیں بنیں۔

یہ تو سیاسی اثر و اقتدار کے نتائج تھے اس کے علاوہ صوفیاء اور روحانی تصرفات کے حامل بزرگوں کی مقدس جماعت نے ہندوستان میں جو اصلاح و تبلیغ کے عظیم کارنامے انجام دیئے وہ آج بھی تاریخ کے اوراق کی زینت بنے ہوئے ہیں ان اکابر صوفیاء میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی، قاضی حمید الدین ناگوری، شیخ حمید الدین صوفی سوالی، شیخ جلال الدین تبریزی، بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، حضرت نظام الدین اولیاء، حضرت بوعلی شاہ قلندر، شیخ صدر الدین ملتانی اور شیخ رکن الدین ابوالفتح وغیرہ خاص طور سے قابل ذکر ہیں اور ان سب کے قائد و سرخیل سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

گویا سیاسی اور روحانی دونوں طاقتیں جب مجتمع ہو کر ایک دوسرے کی معاون و مددگار ہو گئیں تو ہندوستان میں اسلام کو انتہائی سرعت کے ساتھ فروغ حاصل ہونے لگا

Marfat.com

اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے ملک میں مسلمانوں کی تعداد بے شمار ہوگئی اور ملک کے ہر گوشے میں اسلام کے پرچم لہرانے لگے۔ آج کا غیر منقسم ہندوستان گزشتہ مبلغین ومجاہدین بطور خاص سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی بے مثال جدوجہد اور قربانیوں کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

تمام اولیائے ہند کے سردار

جس طرح غوث اعظم سیدنا محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے ''قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ'' فرما کر پوری دنیا کے تمام اولیائے کرام پر من جانب اللہ اپنی فوقیت وبرتری کا اظہار فرمایا اور اس زمانے کے تمام اولیائے کرام نے اپنی گردنیں خم کر کے حضور غوث پاک کو اپنا آقا ومولیٰ تسلیم کیا اسی طرح ہندوستان میں سرکار خواجہ غریب نواز کا منصب ومرتبہ تمام اولیائے ہند سے اعلیٰ وبالا ہے۔ خود سرکار خواجہ غریب نواز نے اس بلندی وبرتری کا اظہار فرمایا ہو یا نہ فرمایا ہو مگر ہندوستان کے تمام علماء وصوفیاء اس بات کے معترف ہیں کہ خواہ وہ کسی سلسلۂ طریقت سے منسلک ہوں سرکار خواجہ غریب نواز عوام وخواص اور سیاسی نمائندوں کے لئے تو شہنشاہ کا درجہ رکھتے ہی ہیں تمام اولیائے کرام وعلمائے دین کے لئے بھی آپ قائد ورہنما اور سرخیل وسردار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہندوستان کی مشہور قادری خانقاہ، خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف کے سابق سجادہ نشین، معتبر عالم دین اور ادیب ومفکر سید العلماء حضرت علامہ الحاج سید شاہ آل مصطفیٰ میاں قادری برکاتی نے سرکار خواجہ کی بارگاہ میں اپنی بے پناہ عقیدت اور منہ بولتی حقیقت کا اظہار واعتراف کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

تیرے پایہ کا نہ ہم نے کہیں پایا خواجہ
ہند کے سارے ولی تیری رعایا خواجہ

Marfat.com

سیرت وسوانح سرکار خواجہ غریب نواز

سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز سید معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جتنی عظیم وجلیل شخصیت ہے اتنے عظیم وجلیل پیمانے پر آپ کی سیرت وسوانح پر مشتمل کوئی تفصیلی اور مستند کتاب آج کی مروجہ اردو زبان میں منظر عام پر نہیں ہے۔ چشتی سلسلے کے ممتاز بزرگوں میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اور حضرت نظام الدین اولیاء قدس سرہما کے کچھ حالات وواقعات ہمیں مل جاتے ہیں جن سے چشتی خانقاہوں کے نظام اور بزرگوں کی تعلیمات کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ لیکن سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز کے بارے میں تاریخ اور تذکرے ہمیں بہت ہی کم معلومات فراہم کرتے ہیں اور بعد کے زمانے میں کچھ روایات کے اضافوں نے اس تھوڑے سے تاریخی مواد کو بھی مبہم بنادیا ہے۔

سیر الاولیاء

پروفیسر محمد حبیب صاحب نے اپنے ایک مضمون میں یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ خواجہ صاحب کے حالات میں قدیم ترین کتاب ”سیر الاولیاء“ ہے جو فارسی زبان میں حضرت خواجہ اجمیری کے وصال کے تقریباً سوا سو برس بعد مرتب ہوئی ہے اس میں جو معلومات درج ہیں ان پر کچھ اضافہ شیخ جمالی دہلوی مولف ”سیر العارفین“ نے کیا ہے جو سہروردی سلسلے کے بزرگ تھے اور عہد ہمایوں بادشاہ میں سیر وسیاحت کی غرض سے بھی نکلے تھے اور خواجہ بزرگ کے وطن اصلی ”سیستان“ بھی پہونچے تھے انہوں نے حضرت خواجہ اور آپ کے خاندان وغیرہ کے بارے میں کچھ مواد وہاں کی مقامی روایتوں سے بھی فراہم کیا ہوگا“۔

Marfat.com

طبقات ناصری

عہدِ وسطیٰ کے بعض مورخوں کی رائے میں آپ کا تذکرہ سب سے پہلے ''طبقات ناصری'' میں پایا جاتا ہے جو ۶۵۸ھ مطابق ۱۲۲۰ء کی تصنیف ہے اس کے مصنف قاضی منہاج سراج جورجانی ہیں جو ۵۸۹ھ میں پیدا ہوئے تھے اور اجمیر، سوالک، ہانسی، سرسی وغیرہ علاقے رائے پتھورا کی شکست کے بعد ۵۸۸ھ میں فتح ہوئے تھے اس سے اگلے سال ۵۸۹ھ میں قطب الدین ایبک نے پہلے میرٹھ پھر دہلی کو فتح کیا تھا ۶۲۱ھ میں وہ ایک سفارت لے کر قہستان گئے تھے اور وہاں سے واپس آنے کے بعد ۶۲۴ھ میں مدرسہ فیروزی اوچھ کے نگراں مدرس بنا دیئے گئے وہ ۶۲۵ھ میں التمش کے لشکر کے ساتھ دہلی آ گئے تھے اس لئے اگر سرکار خواجہ سے ان کی ملاقات ہوئی تو اس کا زمانہ ۶۲۵ھ سے ۶۳۳ھ کے درمیان آٹھ سال کا عرصہ ہو سکتا ہے جب وہ لشکر شاہی میں شامل ہو کر ہندوستان کے مختلف علاقوں میں گھوم رہے تھے مگر انہوں نے سرکار خواجہ سے اپنی ملاقات کا حال واضح اور راست انداز میں کہیں نہیں لکھا ہے۔

سیر الاولیاء کا عہد تالیف

''سیر الاولیاء'' کی تالیف فیروز تغلق کے زمانے میں ہوئی ہے اور اس کے آخر میں جو ایک تاریخ درج ہے اس سے فیروز شاہ تغلق کی تاریخ وفات ۷۸۹ھ برآمد ہوتی ہے اس سے یہ اندازہ کرنا دشوار نہیں ہے کہ امیر خورد اس وقت تک باحیات تھے اور انہوں نے کتاب کی تالیف سے فارغ ہونے کے بعد بھی ۲۵۔۳۰ برس تک اس پر نظر ثانی اور اضافے کا کام جاری رکھا ہے۔

سرور الصدور

ایک تحقیق کے مطابق سرکار خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

Marfat.com

حالات وملفوظات میں سب سے قدیم اور اہم ماخذ ''سرور الصدور'' ہے جو آج تک شائع نہیں ہوسکی ہے اور جس کے قلمی نسخے بھی اب نایاب ہونے کی حد تک کمیاب ہیں ''سرور الصدور'' میں سرکار خواجہ غریب نواز کے مشہور ومعروف خلیفہ حضرت شیخ حمید الدین ناگوری علیہ الرحمہ کے بارے میں ان کے فرزند شیخ عزیز الدین کی روایات بھی ہیں اور خود شیخ فرید الدین نے بھی اپنے مشاہدات ومعلومات درج کئے ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شیخ حمید الدین سوالی نے حج بھی کیا تھا اور سرکار خواجہ معین الدین غریب نواز قدس سرہٗ کی خانقاہ میں امامت کے شرف سے بھی مشرف تھے خود سرکار خواجہ بھی ان کی اقتدا میں نماز ادا فرماتے تھے کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ کوئی شخص کچھ پوچھنے یا وضاحت طلب کرنے کے لئے آجاتا تو سرکار خواجہ اسے حمید ناگوری کی طرف بھیج دیتے۔

قدیم ترین ماخذ

غرض یہ کتاب (سرور الصدور) سرکار خواجہ غریب نواز اور ان کے ایک جلیل القدر خلیفہ حضرت شیخ حمید الدین صوفی ناگوری کے حالات وملفوظات کا سب سے اہم اور قابل اعتبار ماخذ ہے اس میں ایک کتاب ''شرف الانوار'' کا بھی حوالہ ملتا ہے جس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ بھی شیخ ناگوری کے ملفوظات پر مشتمل تھی اور فصل اور نوع کے عنوان سے مختلف فصول وابواب میں تقسیم کرکے لکھی گئی تھی اب ناپید ہوچکی ہے اگر کہیں اس کا نسخہ دستیاب ہوجائے تو اس میں بھی سرکار خواجہ غریب نواز اجمیری کے بارے میں قیمتی معلومات فراہم ہوسکتی ہیں اور یہ حضرت کے حالات میں ''سرور الصدور'' سے بھی قدیم ترین ماخذ ہوگی۔

سیرتِ خواجہ غریب نواز

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی سیرت وسوانح پر مشتمل مذکورہ قدیم

Marfat.com

وقدیم ترین فارسی واردو کتابوں کومرکز وماخذ بنا کر ملک کے مشہور ومعروف عالم دین اور مقرر ومصنف ساحرالبیان حضرت علامہ عبدالرحیم صاحب قادری نے ''سیرت خواجہ غریب نواز'' کے نام سے ایک معیاری اور ضخیم کتاب مرتب کی ہے جواس موضوع پراردوزبان میں موجود کتابوں میں یقیناً فوقیت اوراعتبار کا درجہ حاصل کرے گی۔

اس موضوع پرقدیم ماخذ جوپرانے ذخائر کتب میں کہیں کہیں آنکھوں کونور و سرور بخشنے کے لئے دستیاب ہوجاتے ہیں۔ پہلی بات تو یہ کہ ان میں سے زیادہ تر فارسی زبان میں ہونے کی وجہ سے سرکار خواجہ غریب نواز کے عام عقیدت مندوں کوتسکین قلب ونظر کا سامان فراہم نہیں کرسکتے اوراردوزبان میں سرکار خواجہ کی سیرت کے نام پرجوکتابیں عام طور پردستیاب ہیں وہ یا تو مختصر، اجمالی اور نامکمل ہیں یا جن کتابوں کو اطمینان بخش کہا جاتا ہے وہ عام دسترس سے باہر ہیں انہیں اسباب وعلل اور محرکات نے ساحرالبیان حضرت علامہ عبدالرحیم صاحب قادری رضوی کواس بات پر اکسایا اور کچھ مخلص علماء واحباب نے بھی اکثر وبیشتر اس خواہش کا اظہار کیا کہ ''سیرت غوث اعظم'' کی طرز پرسیرت خواجہ غریب نواز کی ترتیب وتدوین کا کارنامہ اگر آپ انجام دے دیں تو پوری جماعت اہل سنت اس بارقرض سے سبک دوش ہوجائے گی۔

واضح ہو کہ سیدالافراد، تاجدار بغداد، مرجع الاولیاء غوث اعظم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت وسوانح پرمشتمل ''سیرت غوث اعظم'' مولانا موصوف کی مقبول ومشہور ترین تصنیف ہے جوایک عرصۂ دراز سے لوگوں کے دل ونگاہ کی طمانیت وتسکین کا ذریعہ بنی ہوئی ہے۔

قادری سلسلہ اورسرکارخواجہ غریب نواز

یوں تو ہندوستان کے جتنے اولیائے کرام ہیں خواہ وہ کسی بھی سلسلۂ طریقت سے منسلک ہوں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کواپنا مرجع ومرکز عقیدت تسلیم کرتے

Marfat.com

آئے ہیں اور آپ کی بارگاہ میں غلامانہ حاضری دے کر اکتساب فیوض و برکات کرتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ آج بھی حسب دستور جاری و ساری ہے بلکہ قادری سلسلے کے مشائخ اور بزرگوں نے ہمیشہ آپ کے سامنے اپنی گردنیں خم رکھی ہیں یہ الگ بات ہے کہ خود سرکار خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور غوث پاک سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی اور آپ سے شرف ملاقات حاصل کر کے آپ نے استفادہ و استفاضہ بھی کیا ہے بلکہ حضور غوث پاک سے اپنی گہری عقیدت و وابستگی کا اظہار اپنے اشعار کے ذریعہ آپ نے یوں کیا ہے:

یا غوث معظم نور ہدیٰ　　مختار نبی مختار خدا
سلطان دو عالم قطب علیٰ　　حیراں ز جلالت ارض و سما
گر داد مسیح بہ مردہ رواں　　دادی تو بہ دین محمد جاں
ہمہ خلق معین الدیں گویا　　بر حسن و جمالت گشتہ فدا

ترجمہ: اے عظمت والے غوث، اے ہدایت کی روشنی، اے نبی کے مختار اور خدا کے مختار، اے دونوں عالم کے سلطان، بلند مرتبہ قطب! آپ کی جلالت و بزرگی سے زمین و آسمان حیرت زدہ ہیں۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انسان کے مردہ جسم میں جان ڈالی ہے تو آپ نے دین محمدی کو زندہ و تابندہ کیا ہے۔ پوری دنیا آپ کو محی الدین کہتی ہے اور آپ کے حسن و جمال پر والہ و شیدا ہے۔

اور دوسری جگہ سرکار خواجہ غریب نواز ارشاد فرماتے ہیں:

گویم زکمال تو چہ غوث الثقلینا　　محبوب خدا ابن حسن آل حسینا
سر در قدمت جملہ نہادند و گفتند　　تاللہ لقد آثرك اللہ علینا

(شرح حدائق بخشش)

Marfat.com

اس کے علاوہ تاریخ شاہد ہے کہ حضور غوث اعظم کے فرمان ''قدمی ھذہ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ '' سن کر سرکار خواجہ غریب نواز نے اپنی گردن عقیدت خم کر کے جواباً ارشاد فرمایا تھا'' بل علیٰ عینی ورأسی '' اے غوث پاک! آپ کے قدم میری گردن ہی پر نہیں بلکہ میرے سر اور آنکھوں پر ہیں۔ جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ سرکار خواجہ غریب نواز کو سرکار غوث اعظم سے کس قدر عقیدت ومحبت تھی کیونکہ سرکار خواجہ غریب نواز جانتے تھے کہ پوری دنیا میں معرفت وولایت کے اپنے زمانے کے سب سے بڑے خزانے کے مالک ومختار حضور غوث اعظم ہی ہیں وہ جسے چاہیں ولایت کا اعلیٰ سے اعلیٰ منصب عطا فرمادیں اور جسے چاہیں اس منصب سے اتار کر قید معزولی میں ڈال دیں۔ لیکن ہندوستان کے تمام بزرگوں بالخصوص قادری سلسلے کے مشائخ نے ہمیشہ سرکار خواجہ غریب نواز کو اپنا مرکز عقیدت ہی مانا ہے بلکہ ہندوستان میں دینی ودنیاوی تمام نعمتوں کے تقسیم کار کی حیثیت سے آپ کو نائب رسول اور نائب غوث اعظم تسلیم کیا ہے اس وجہ سے بھی قادریوں کے دلوں میں آپ کی ذات بابرکات سے گہری عقیدت ووابستگی ہونا لازمی امر ہے۔ چنانچہ قادریوں کو اس بات کا زیادہ حق پہونچتا ہے کہ سرکار خواجہ غریب نواز سے اظہار عقیدت ومحبت کریں اور ان کے گن گائیں۔

قادری مہمان چشتی

یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ ہندوستان سرکار خواجہ غریب نواز اور یہاں کے چشتی بزرگوں کا ہے اس لئے کہ اس کفرزار ہند میں اسلام کا چراغ روشن کر کے اسے وطن کا درجہ دینے کا کارنامہ سرکار خواجہ غریب نواز اور آپ کے خلفاء ومریدین نے ہی انجام دیا ہے اس لئے اس ملک کو چشتیوں کا ہی وطن ہونے کا شرف حاصل ہے اور دیگر سلاسل کے اس ملک میں بعد میں آنے کی وجہ سے ان سلاسل کے بزرگوں کو چشتی بزرگوں کا مہمان ہونے کا فخر حاصل ہے۔ اس وقت چونکہ غیر منقسم ہندوستان ہی نہیں بیرونی ممالک میں

Marfat.com

بھی چشتی سلسلے کے علاوہ قادری سلسلہ ہی عروج پر ہے اور بڑے بڑے علماء، مشائخ اور بزرگان دین کے علاوہ عام مسلمانوں کی کثیر تعداد انہیں دو سلسلوں سے وابستہ ہے اس لئے یہ کہنا زیادہ موزوں اور مناسب ہوگا کہ ہندوستان میں قادری حضرات چشتی حضرات کے مہمان ہیں اور مہمان سے میزبان کی عزت وشرافت بھی جڑی ہوتی ہے اور حکم شرع بھی یہی ہے کہ مہمان کو خوش رکھو اس کی عزت کرو کہ وہ تمہارے لئے رحمت وبرکات کا ذریعہ ہیں۔ لہٰذا دونوں کو ایک دوسرے سے برکات وحسنات کے حصول کی کوشش کرنی چاہئے نہ کہ ان کے زائل کرنے کی۔ آپس میں میل محبت کے ساتھ شیر وشکر ہوکر ہی دین وسنیت اور شریعت وطریقت کے مسائل حل کیے جاسکتے ہیں۔ چنانچہ ایک قادری عالم دین نے سرکار خواجہ غریب نواز کی معتبر، مستند، مؤقر اور ضخیم سوانح حیات لکھ کر اس فارمولے پر عمل کرنے کی پہل کی ہے۔ سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے حضرت خاتم الاکابر سیدنا ابوالحسین احمد نوری مارہروی قدس سرہٗ کے مناقب میں کیا ہی خوب فرمایا ہے:

قادریت ہے چشتیت سے بہم
نگ دو پلکا ہے احمد نوری

اس شعر میں دونوں سلسلوں کے اتحاد اور اس اتحاد سے ایک دوسرے کی قدر و قیمت میں چار چاند لگنے کی طرف کتنا حسین اشارہ ہے۔

ایک اعتراض اور اس کا جواب

آج کے بعض متعصب چشتی عام قادریوں اور بالخصوص امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ احمد رضا خاں قادری برکاتی فاضل بریلوی قدس سرہٗ پر طعن وتشنیع کی زبان دراز کرتے ہیں اور یہ لایعنی اعتراض کرتے ہیں کہ "قادری لوگ غوث اعظم اور اعلیٰ حضرت کی ہی تعریف وتوصیف کرتے ہیں کسی اور کو خاص طور پر سرکار خواجہ

Marfat.com

غریب نواز کو کچھ نہیں سمجھتے نہ ان کا تذکرہ کرتے ہیں"۔

بعض لوگ یہاں تک کہتے ہیں کہ........... "خود اعلیٰ حضرت نے خواجہ غریب نواز سے اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار نہیں کیا ہے نہ تو کبھی اجمیر شریف میں حاضری دی ہے اور نہ ہی پوری "حدائق بخشش" میں کہیں ایک شعر بھی خواجہ خواجگان کی مدح وثنا میں موجود ہے تو ان کے معتقدین اگر انہیں کے نقش قدم پر چل کر ایسا کرتے ہیں تو اس میں کیا تعجب ہے"۔؟

اس قسم کی باتیں کرنے والے یقیناً یا تو عصبیت وحسد کا شکار ہیں یا ذہن وفکر کی وسعت اور شعور وآگہی کی بیش بہا دولت سے محروم ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا تو اس عظیم ذات وشخصیت کا نام ہے جس نے ہندوستان میں سرکار خواجہ غریب نواز کے لائے ہوئے مشن کو سکرات ونزع کے عالم سے نکال کر صحت وتوانائی کی دولت سے نوازا ہے۔ یہ اعلیٰ حضرت ہی کا احسان وکرم ہے کہ آج ہندو بیرون ہند اولیائے کرام اور بزرگان دین کے آستانے، خانقاہیں اور مزارات نہ صرف صحیح وسلامت ہیں بلکہ روشن وتابناک اور ان کے متعلقین شاد وآباد ہیں۔ اسی کتاب "سیرت خواجہ غریب نواز" میں آپ کو اس بات کا بھی ثبوت ملے گا کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنی بے پناہ علمی ودینی مصروفیات کے باوجود سرکار خواجہ غریب نواز کی آستاں بوسی کے لئے دوبار اجمیر شریف میں حاضری دی ہے وہاں آج بھی موجود "خانقاہ رضویہ" اس بات کی شہادت کے لئے کافی ہے۔ اس خانقاہ کے بانی اور آستانہ غریب نواز کے خادم سید حسین علی صاحب وکیل جاورہ اعلیٰ حضرت کے مرید وخلیفہ تھے آپ کے صاحبزادے مولوی سید احمد علی صاحب رضوی حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ کے خلیفہ تھے تمام اکابر علمائے اہل سنت کا قیام زیادہ تر آپ ہی کے مہمان خانے میں ہوا کرتا تھا۔

اب رہی یہ بات کہ اعلیٰ حضرت نے سرکار خواجہ غریب نواز کی شان میں کوئی منقبت نہیں کہی تو اس سے یہ نتیجہ نکالنا کہ اعلیٰ حضرت کو سرکار خواجہ غریب نواز سے

Marfat.com

عقیدت نہیں تھی یہ بھی وسعت قلبی کے فقدان کو ظاہر کرتا ہے۔ اگر اسے بنیاد بنالیا جائے کہ جن کی شان میں قصیدہ یا منقبت کے اشعار نہیں کہے گئے ان سب سے اعلیٰ حضرت کو عقیدت نہیں تھی تو پوری ''حدائق بخشش'' کا مطالعہ کر لیجئے آپ کو پتہ چل جائے گا کہ اس میں کتنے حضرات کی شان میں مدحیہ اشعار ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں حمد ومناجات اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نعتیں عشق ومحبت میں ڈوب کر کہی گئی ہیں اور چونکہ آپ سلسلۂ قادریہ میں بیعت تھے اس لئے حضور غوث اعظم کی عقیدت ومحبت میں ایسے مستغرق ہوئے کہ کسی اور کی شان میں کچھ کہنے اور لکھنے کا یارا ہی نہ رہا۔ ہاں ذرا اس سے باہر آئے تو اپنے پیرو مرشد سیدنا شاہ آلِ رسول احمدی قادری برکاتی مارہروی، مرشد تربیت حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قادری برکاتی مارہروی اور اس بارگاہ تک پہونچانے والے محسن حضرت تاج الفحول علامہ عبدالقادر۔ بدایونی علیہم الرحمۃ والرضوان کی شان میں کچھ منقبتیں کہیں گویا اعلیٰ حضرت کو ان چند حضرات کے علاوہ اسلام کی جتنی عظیم شخصیتیں ہیں جن میں انبیاء کرام، صحابہ، تابعین، شہداء، ائمۂ مجتہدین، محدثین اور بے شمار اکابر اولیائے کرام شامل ہیں کسی سے عقیدت ومحبت نہیں تھی۔؟ بات یہ نہیں ہے بلکہ سیدنا اعلیٰ حضرت سیدنا غوث اعظم اور اپنے مرشدان عظام کے تصور میں ایسے گم ہوئے کہ کسی اور کی طرف دیکھنے اور توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ اس کے لئے آپ نے اپنے برادر عزیز استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ کو تیار کر دیا اور کہا اے حسن! میں تو عشق رسول اور محبت غوث اعظم میں ایسا محو ومستغرق ہوں کہ کسی اور کی طرف دیکھنے کی مجھے فرصت ہی نہیں ہے سلطان الہند خواجۂ خواجگان کی بارگاہ میں نذر عقیدت پیش کرنے کے لئے تم منقبت لکھو۔ چنانچہ انہوں نے ایسی منقبت لکھی جو بارگاہ غریب نواز میں یقیناً مقبول ہوگئی جس کا مطلع:

خواجۂ ہند وہ دربار ہے اعلیٰ تیرا
کبھی محروم نہیں مانگنے والا تیرا

Marfat.com

آستانۂ غریب نواز پر مکتوب ومنقوش ہے اور عرس پاک کے موقع پر تھوڑی دیر میں پورے اجمیر مقدس میں ہی نہیں بلکہ الیکٹرانک میڈیا کے توسط سے پوری دنیا میں گونجتا ہے نیز شیدایان وفدایان خواجہ کی زبان پر یہ شعر اور اس منقبت کے دوسرے اشعار اکثر و بیشتر جاری رہتے ہیں۔ استاذ زمن حضرت علامہ حسن رضا خاں صاحب بریلوی علیہ الرحمہ کی یہ مقبول عام منقبت بھی زیر تذکرہ کتاب ''سیرت خواجہ غریب نواز'' کے ابتدائی صفحات میں موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت اور عظمت خواجہ غریب نواز

یہ ایک المیہ ہے کہ ہندوستان کی اکثر خانقاہوں کے موجودہ پیر صاحبان کو اعلیٰ حضرت اور بریلی شریف کی شہرت ومقبولیت ایک آنکھ نہیں بھا رہی ہے حالانکہ اعلیٰ حضرت کا ان سب کو احسان مند ہونا چاہئے کہ آپ ہی کی علمی وفکری کاوشوں اور جدوجہد کے نتیجے میں آج تمام خانقاہوں کے گنبد ومینار سلامت ہیں اور وہاں عرس، فاتحہ اور نذر و نیاز کی ہماہمی اور عقیدت مندوں اور زائرین کا میلہ سا لگا رہتا ہے جس کے سہارے مزورین وخدام عیش وفراخ دستی کی زندگی گزار رہے ہیں جبکہ جاننے والے جانتے ہیں کہ ان کے پاس دعویٰ ''پدرم سلطان بود'' کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ بے پڑھے لکھے اور تصوف کے جھوٹے دعویدار، لوگوں میں اپنی بڑائی ثابت کرنے کے لئے اور اپنی پیری مریدی کی دکان چمکانے کے لئے اعلیٰ حضرت جیسی شخصیت پر الٹے سیدھے الزامات جڑ دیتے ہیں جن کا کوئی سر پیر ہی نہیں ہوتا۔

یہ درست ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی مدح میں اشعار نہیں کہے لیکن آپ کی تصنیفات کا مطالعہ کرنے والوں کو معلوم ہے کہ سیدنا اعلیٰ حضرت نے جہاں کہیں دیکھا کہ سرکار خواجہ غریب نواز یا دوسرے بزرگوں کی شان وعظمت پر کیچڑ اچھالنے کی کوشش کی جارہی ہے تو اعلیٰ حضرت نے ان کا

Marfat.com

بھرپوردفاع کرکے مضبوط اور روشن دلیلوں کے سہارے ان کی عظمت واہمیت اور شان و وقار کی صیانت وحفاظت کی پوری ذمہ داری نبھائی ہے۔ ذیل میں اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی تصنیفات سے کچھ اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں جن سے سرکار خواجہ غریب نواز سے آپ کی عقیدت پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہورہی ہے۔

فتاویٰ رضویہ جلد ششم ص ۱۸۷ پر درج ایک سوال اور اس کا جواب بلفظہٖ نقل ہے ملاحظہ کیجئے جس کے لفظ لفظ سے عظمت وشان سرکار خواجہ ٹپک رہی ہے۔

''مسئلہ:۔ از سرکار اجمیر مقدس لنگر گلی، مسئولہ حکیم غلام علی صاحب ۶ر شوال ۱۳۳۹ھ .... ''اگر کوئی مولوی اپنے مدرسے کے دروازے پر، خلافت کے بورڈ پر، خلافت کی ٹوپی پر اور خلافت کی رسید پر فقط اجمیر لکھے تو کیا اجمیر کے ساتھ لفظ شریف نہ لکھنا اور اصلی نام غلام معین الدین پر غلام نہ لکھنا خلاف عقیدۂ اہل سنت ہے یا نہیں''۔؟

الجواب:۔ اجمیر شریف کے نام پاک کے ساتھ لفظ شریف نہ لکھنا اور ان تمام مواقع میں اس کا التزام کرنا اگر اس بنا پر ہے کہ حضور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جلوہ افروزی، حیات ظاہری ومزار پُر انوار کو (جن کے سبب مسلمان اجمیر شریف کہتے ہیں) وجہ شرافت نہیں جانتا تو گمراہ بلکہ عدو اللہ (اللہ کا دشمن) ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ''من عادیٰ لی ولیا فقد آذنته بالحرب'' اور اگر یہ ناپاک التزام بربنائے کسل وکوتہ قلمی ہے تو سخت بے برکتا اور فضل عظیم وخیر جسیم سے محروم ہے۔ کما افاده الامام المحقق محی الدین ابو زکریا قدس سرہٗ فی الترضی اور اگر اس کا مبنیٰ وہابیت ہے تو وہابیت کفر ہے اس کے بعد ایسی باتوں کی کیا شکایت؟!

ماعلی مثله بعد الخطاء

Marfat.com

اپنے نام سے لفظ غلام کا حذف اگر اس بنا پر ہے کہ حضور خواجۂ خواجگان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعنہم کا غلام بننے سے انکار واستکبار رکھتا ہے تو بدستور گمراہ اور بحکم حدیث مذکور عدو اللہ ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنم۔ قال تعالیٰ الیس فی جھنم مثوی للمتکبرین اور اگر بربنائے وہابیت ہے کہ غلام اولیاء بننے والوں کو مشرک اور غلام محی الدین وغلام معین الدین نام رکھنے کو شرک جانتا ہے تو وہابیہ خود زندیق بے دین کفار مرتدین ہیں وللکافرین عذاب مھین"۔ واللہ تعالیٰ اعلم

مجدد اعظم اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ سے سوال کیا گیا کہ حضرت غوث پاک قدس سرہٗ کو دستگیر اور حضور خواجہ معین الدین سنجری قدس سرہٗ کو غریب نواز کے لقب سے پکارنا جائز ہے یا نہیں"۔؟

اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت کے ارشاد کا اقتباس ملاحظہ کیجئے۔!

"حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ضرور دستگیر ہیں اور سلطان الہند معین الحق والدین ضرور غریب نواز.......... حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں "بعد از رحلت ایشاں روز عید بزیارت مزار ایشاں رفتہ ودر اثنائے توجہ بمزار التفات تمام روحانیت مقدسہ ایشاں ظاہر گشت زکمال غریب نوازی نسبت خاصہ خود را بحضرت خواجۂ احرار منسوب بود مرحمت فرمودند"۔ واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رضویہ جلد یازدہم ص ۴۳۔۴۴)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا اپنی مؤقر تصنیف "حیات الموات فی بیان سماع الاموات" میں فرماتے ہیں:

"متعصبان طائفہ حضرت خواجہ اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بت غریب نواز کہنے سے چڑھتے ہیں"۔ (حیات الموات ص ۱۵۸)

Marfat.com

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے ایک مقام پر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے حضرت امیر ابوالعلیٰ اکبر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ دل آویز تاثرات بھی نقل فرمائے ہیں:

''بہ مزار فائز الانوار حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ متوجہ بودند واز آنجناب دلربایہا یافتند وفیضہا گرفتند''۔ (فتاویٰ رضویہ)۔

یعنی حضرت خواجہ غریب نواز کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے اور اس سے دلوں کی تسکین اور فیوض حاصل کیے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے والد گرامی حضرت علامہ نقی علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آداب دعاء پر مشتمل ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ''احسن الوعاء لآداب الدعاء'' ہے جسے ''فضائل دعاء'' کے نام سے ''رضا اسلامک مشن'' بریلی شریف نے شائع کیا ہے۔ جس میں دعاء کے آداب وطرق اور اس کی قبولیت کے لئے مخصوص اوقات اور مقدس مقامات کا بالتفصیل ذکر کیا ہے اس پر اعلیٰ حضرت نے ''ذیل الدعاء لاحسن الوعاء'' کے نام سے کچھ تشریحات اور اضافے کیے ہیں۔ حضرت علامہ نقی علی خاں قدس سرہٗ نے ص ۴۹ سے ۳۴ تک دعاء کی قبولیت کے ۲۳ متبرک مقامات کا ذکر کیا ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے ان پر اکیس مقامات کا اضافہ کیا ہے۔ گویا کل چوالیس مقامات مقدسہ ہیں جہاں یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص نیت کے ساتھ دعاء کرنے سے مومنوں کی دعاء قبول ہوتی ہے۔ ان چوالیس مقامات کا ذکر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت نے ۳۹ ویں نمبر پر مزار پاکِ حضرت معین الحق والدین غریب نواز اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا ہے جہاں ہر نیک وجائز دعاء مقبول بارگاہ الٰہی ہوتی ہے۔

یہ تو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قدس سرہٗ کے وہ ارشادات عالیہ ہیں جو آپ کی تصنیفات کے سرسری مطالعہ سے سامنے آئے گہرائی اور گیرائی کے ساتھ مطالعہ کرنے

Marfat.com

پر اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی کتابوں میں اور بھی نہ جانے کیسے کیسے قیمتی ارشادات ہیں جن سے سرکار خواجہ غریب نواز سے آپ کی گہری وابستگی اور قلبی لگاؤ کا اظہار ہوتا ہے۔

رہی عام قادری علماء و عوام کی بات تو زیر تذکرہ کتاب میں اس موضوع پر بھرپور روشنی ڈالی گئی ہے اور بہت سے قادری مشائخ و علماء کی بارگاہ خواجہ غریب نواز میں غلامانہ حاضری اور اظہار عقیدت کے واقعات درج کئے گئے ہیں اس کے علاوہ آج بھی اہل سنت و جماعت کی وہ کون سی دینی و علمی محفل، مجلس، جلسہ یا کانفرنس ہے جہاں سرکار خواجہ غریب نواز کا نثر و نظم میں تذکرہ نہیں ہوتا۔ حضرت ساحر البیان علامہ عبد الرحیم صاحب قادری نے اس کتاب کو مرتب و مدون کر کے قادریوں کے سر سے بے بنیاد الزامات کا بوجھ بہت حد تک ہلکا کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔

ساحر البیان علامہ عبد الرحیم قادری

''سیرت خواجہ غریب نواز'' کے مؤلف و مرتب ساحر البیان حضرت علامہ عبد الرحیم صاحب قادری ہندوستان کے نامور علمائے اہل سنت میں شمار کئے جاتے ہیں تقریباً گزشتہ چالیس برسوں سے ملک کے گوشے گوشے میں آپ کی خطابت کی دھوم ہے۔ آپ کا وطن اصلی اترولہ ضلع گونڈہ (موجودہ ضلع بلرام پور) ہے مگر اوائل عمر میں ہی کانپور آگئے اور یہیں تکمیل علوم دینیہ کے بعد مستقل قیام اور رہائش اختیار کر لی اور کانپوری ہو کر رہ گئے۔ اپنی جماعت کے اکابر علماء و مشائخ کے ساتھ جلسوں اور کانفرنسوں میں شرکت اور خطابت کا آپ کو شرف حاصل ہے۔ تاجدار اہل سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ سے بیعت و خلافت سے مستفیض ہیں۔ آپ نے عرصہ پہلے کئی کتابیں تصنیف کی تھیں جن میں المعجزات، سید الانبیاء اور سیرت غوث اعظم بہت مشہور و مقبول ہوئیں۔ آپ کا ایک مکتبہ ''مکتبۂ رحیمیہ'' کے نام سے قائم تھا جس

Marfat.com

کے ذریعہ آپ نے اپنی جماعت کے متعدد مصنفین کی کتابیں شائع کیں اور نعتیہ و منقبتی مجموعے بھی چھاپے۔ پورے ملک میں مکتبۂ رحیمیہ کی اپنی ایک پہچان تھی مگر حضرت ساحرالبیان کی توجہ اس طرف سے کم ہوگئی اس لئے نہ تو مزید تصنیف و تالیف کا کام ہوسکا اور نہ طباعت و اشاعت کا۔ مگر حسب ضرورت و مطالبات اپنی تصنیفات کی اشاعت کرتے رہے۔ پہلے تو صرف اردو میں اور لیتھو کی کتابت و طباعت تھی مگر جب کتابیں عام طور پر آفسیٹ پر چھپنے لگیں اور مسلمانوں میں ہندی داں افراد کی تعداد زیادہ ہونے لگی تو آپ نے نئی کتابت اور آفسیٹ کی دیدہ زیب طباعت کے ساتھ اپنی کتابیں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا۔ اس سلسلے کی پہلی کڑی ''سیرت غوث اعظم'' اور ''المعجزات'' ہے جو نئی کتابت و طباعت کے ساتھ ہندی اور اردو دونوں زبانوں میں نئے گیٹ اپ کے ساتھ منظر عام پر آئی۔

''سیرت غوث اعظم'' کی شہرت تمام اور مقبولیت دوام کے سبب گزشتہ کئی برسوں سے حضرت ساحرالبیان سے فرمائشیں کی جارہی تھیں کہ سرکار خواجہ غریب نواز کی سیرت پر بھی ایک کتاب اسی طرز پر لکھ دیں جس طرز پر ''سیرت غوث اعظم'' لکھی ہے۔ دینی، دنیاوی، سماجی اور خانگی مصروفیتوں کے سبب لوگوں کی اس خواہش کو صرف نظر کرتے رہے مگر سرکار خواجہ غریب نواز کو بھی شاید یہی منظور تھا اس لئے آپ کو اس طرف متوجہ ہونا پڑا اور ایک عظیم و ضخیم کتاب تیار ہوکر منظر عام پر آگئی۔

سرکار خواجہ غریب نواز کی سیرت و سوانح پر فارسی زبان میں بہت سی کتابیں موجود ہیں اور بہت سی کتابیں ایسی ہیں جن میں اکابر اولیاء کرام کے حالات ہیں اور سرکار خواجہ غریب نواز کا بھی تفصیلی ذکر ہے مگر اردو زبان میں منظر عام پر قابل ذکر کوئی کتاب نہیں ہے۔ ان تمام کتابوں کو سامنے رکھ کر اگر ''سیرت خواجہ غریب نواز'' کا مطالعہ کیا جائے تو یقیناً اس کتاب میں انفرادیت ملے گی کچھ مواد کے اعتبار سے اور کچھ انداز تحریر و ترتیب کے لحاظ سے۔ اس کتاب کا مطالعہ کریں اور سرکار خواجہ غریب

Marfat.com

نواز سے اپنی عقیدت ووابستگی کا رشتہ مضبوط کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے فیوض وبرکات سے اپنے دل ودماغ اور ایمان وعمل کو روشن ومنور کریں۔

مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہمیں اور آپ کو اپنے اسلاف اور بزرگوں کے کردار وعمل اور سیرت وسوانح کا مطالعہ کرنے اور ان کے نقوش قدم پر چل کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا وآخرت میں ہر لمحہ ان کے دامان کرم سے وابستہ رکھے۔ آمین

محمد میکائیل ضیائی
صدر نعت اکیڈمی
استاذ الجامعۃ العربیہ احسن المدارس قدیم
خطیب وامام مسجد مولوی محمد عابد
طلاق محل کانپور

Marfat.com

سرکار خواجہ غریب نواز کا پدری نسب نامہ

حضور خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آپ کی صاحب زادی

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سید الشہداء سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

آپ کے صاحب زادے

سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا نجم الدین طاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا احمد حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا خواجہ کمال الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا خواجہ غیاث الدین حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا خواجہ معین الدین حسن غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

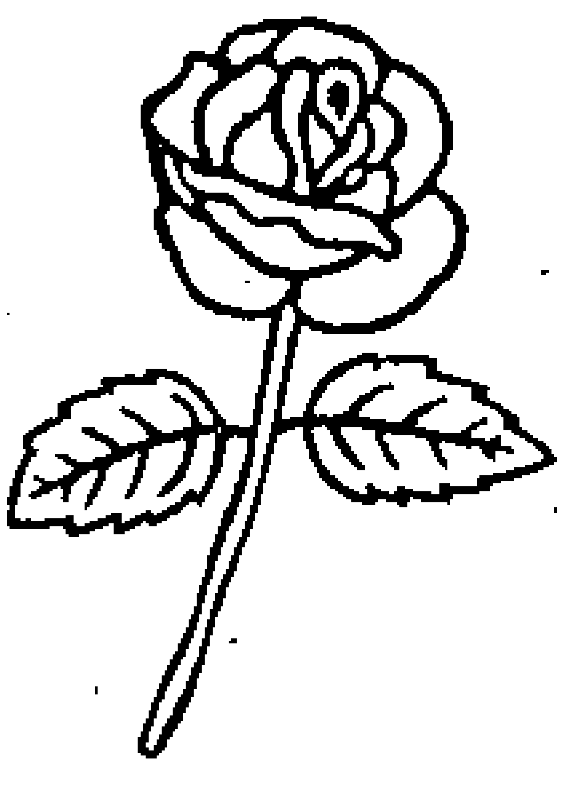

Marfat.com

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا مادری نسب نامہ

حضور خاتم النبیین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

آپ کی صاحب زادی

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا زوجہ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا حسن مثنیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا موسیٰ الجون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا عبداللہ صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا موسیٰ ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا ابوبکر داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

Marfat.com

آپ کے صاحب زادے

سیدنا محمد شمس الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا یحیٰ زاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا عبداللہ الحنبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا داؤد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کی صاحب زادی

حضرت سیدہ ام الورع رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ کے صاحبزادے

سیدنا خوانہ معین الدین حسن غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سیدنا ابو صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے صاحب زادے

سیدنا حضرت محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

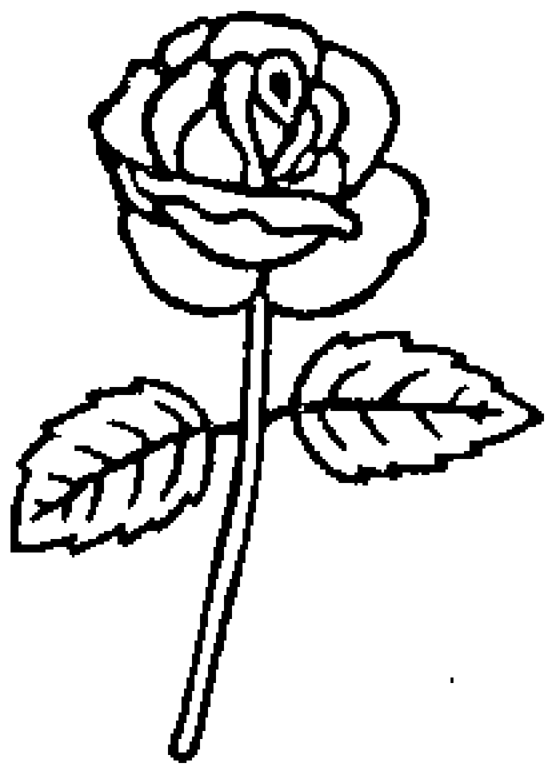

Marfat.com

نگاہِ اوّلیں

لغت میں اگر چہ "ولی" کے معنی قریب، پیرو، متصرف، مددگار، فرماں روا، دوست اور موسمِ بہار کی دوسری بارش کے ہیں اور بعض کے نزدیک جب یہ لفظ "اللہ" کے ساتھ ملا کر بولا جاتا ہے یعنی "ولی اللہ" تو اس کے معنی اللہ کے قریب، احکامِ الٰہی کے پیرو، اللہ کی طرف سے مختار و متصرف، اللہ کی طرف سے ضعیفوں کے مددگار، کشورِ زہد و اتقا کے فرماں روا، اللہ پر سب کچھ قربان کرنے والے دوست اور خدا کے بندوں کے لئے موسمِ بہار کی بارش کی طرح فائدہ مند کے ہیں۔ ہمیں لغوی معنوں کے علاوہ یہاں یہ دیکھنا ہے کہ اس خدائی خطاب "اولیاء اللہ" کی جو پہچان اللہ کے محبوب اعظم شہنشاہِ دو عالم فخرِ آدم و بنی آدم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے احادیث کریمہ میں بیان فرمائی ہے وہ کس گروہ پر صادق آتی ہے۔

حدیث میں اولیاء اللہ کی یہ شناخت بتائی گئی ہے کہ نہ وہ آپس میں رشتہ داری کے سبب ملیں گے نہ ان کے درمیان دنیا ہوگی جسے آپس میں تقسیم کریں بلکہ وہ مختلف شہروں اور جدا جدا قبائل کے ہونے کے باوجود ان کی بنائے محبت محض ذاتِ باری تعالیٰ ہوگی، سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمودہ پہچان فقراء، مشائخ اور صوفیائے کرام کے گروہ پر صادق آتی ہے۔ یہی وہ حضرات ہیں جو بلا کسی دنیاوی لالچ کے بلکہ دنیاوی مال و زر لٹا کر اپنے مرشد سے صرف خدا کے لئے محبت کرتے ہیں حالانکہ ایک کسی شہر کا ہوتا ہے اور دوسرا کسی مقام کا، ان میں آپس میں نہ دنیاوی حرص دامن گیر ہوتی ہے نہ وہ کسی دنیاوی رشتے سے ملتے ہیں، نہ ہم وطن یا قرابت دار ہونے کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں بلکہ ان کی محبت خدا کے لئے ہوتی ہے، چنانچہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رشتۂ محبت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ، حضرت ابراہیم ابن ادہم بلخی رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق حضرت فضیل ابن عیاض رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور اس قسم کے بہت سے اولیاء اللہ کا انس اپنے پیرانِ عظام کے ساتھ

Marfat.com

تائید میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

اس گروہ اولیاء اللہ کے حضرات وہ مقدس حضرات ہیں جو عشق و محبت کے تعلق کے ساتھ فنا فی الشیخ، فنا فی الرسول اور فنا فی اللہ ہو جاتے ہیں اور ذات مطلق میں اپنی ہستی گم کر دیتے ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور جب مجھ سے وہ کوئی چیز مانگتا ہے تو میں اسے ضرور ضرور دیتا ہوں جب کسی بندۂ خاص کو یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو اس کی نظر فیض اثر جس پر پڑ جاتی ہے وہ بھی ولی ہو جاتا ہے اور جو کچھ یہ زبان سے فرما دیتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے، جس بیمار کو یہ ہاتھ سے چھو لیتے ہیں وہ شفایاب ہو جاتا ہے جس کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں وہ مامون و محفوظ ہو جاتا ہے جس کے ہاتھ سے ان کا دستِ ید اللٰہی مس ہو جاتا ہے وہ فیضیاب اور بابرکت ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے لوگ اولیاء اللہ کی ایک نظرِ کرم کے جویاں، ان کے ارشادات سننے کے مشتاق اور ان کے ہاتھ پاؤں سے اپنے ہاتھ، سر، آنکھ اور ہونٹوں سے مس کر کے برکاتِ خداوندی حاصل کرتے ہیں اور مرید کرتے وقت یہ حضرات مرید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کان میں کچھ کہہ کر نظر سے نظر ملا کر اور اپنا لعاب دہن بذریعۂ شربت وغیرہ چکھا کر برکاتِ باطنی اور تصفیۂ قلب سے مستفیض فرماتے ہیں۔ بایں وجہ بعدِ وصال بھی لوگ اولیاء اللہ کے مزارات سے ہاتھ مس کر کے، ہونٹوں سے چوم کر، آنکھوں سے لگا کر اور مزار سے مس شدہ چادر کو سر پر رکھ کر برکات حاصل کرتے ہیں۔

گروہِ اصفیاء میں مسلّم الثبوت اولیاء اللہ حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت بایزید بسطامی، شیخ ابوالحسن خرقانی، حضرت فریدالدین عطار، سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی، غوثِ اعظم حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی، حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی، حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض، حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور دوسرے ہزاروں اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہیں اور اسی پاک گروہ میں سے حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری رضی

Marfat.com

اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔آپ نے بھی محض خدا کے لئے بمصداق احادیث کریمہ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے رشتۂ محبت جوڑا حالانکہ پیرومرشد متصل نیشاپور قصبہ ہارون کے رہنے والے تھے اور حضرت خواجہ غریب نواز سنجری تھے مگر آپس میں رشتۂ محبت ایسا استوار ہوا کہ دنیاوی دولت، رشتہ داری اور وطن کے تعلقات سے بالاتر ہوگیا۔دنیاوی دولت لٹا کر، رشتہ داروں کی مفارقت اختیار کرکے، وطن کو خیرباد کہہ کر مرشد کی خدمت اختیار کی۔آپ کی دید سے خدا کی یاد ظہور پذیر ہوتی تھی بلکہ بعض مریدین تو آپ کے روئے انور کی دید کو نور ایزدی کی دید سمجھتے تھے۔آج بھی آپ کا ذکر خدا اور رسول کے ذکر کے ساتھ آتا ہے،آپ کے ذکر سے خدا اور رسول کی طرف رغبت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔دربار ایزدی کا برگزیدہ فرد ہی سمجھ کر لوگ آپ کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے اور آج تک آپ کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لئے آتے ہیں آپ کے فیضِ ولایت سے ہزاروں بندگانِ خدا منزلِ ولایت پر فائز ہوگئے،آج تک ہورہے ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا۔آپ ہی نے ہندوستان میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نیابت وجانشینی کے فرائض بحسن وخوبی انجام دے کر سلطان العارفین، سلطان الہند، نائب رسول اللہ فی الہند اور اولیائے ہندوستان کا سرتاج بننے کا شرف پایا۔بالآخر یدِ قدرت نے بعد وصال آپ کی پیشانی اطہر پر بخطِ نور "ھٰذَا حَبِیْبُ اللّٰہِ مَاتَ فِیْ حُبِّ اللّٰہ" لکھ کر اللہ کے دوست اور حبیب ہونے کی اور اللہ کی محبت میں جان قربان کرنے کی مہر ثبت کرکے آپ کی ولایت کی تصدیق فرمائی۔

آپ کی ذات والاصفات ان حضرات میں سے ایک ہے جو میدانِ قیامت میں عرشِ الٰہی کے سامنے موتیوں کی مسند پر بیٹھے ہونگے اور "لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ" کے مطابق تمام خوفناک مناظر سے وہ بے خوف ہونگے اور بمصداق "وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ" ہر غم والم سے آزاد وبے پرواہ ہونگے بلکہ جب ان سے محبت کرنے والا انہیں نظر آئے گا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس کھڑا کرلیں گے اگر فرشتے کچھ کہیں گے تو ان سے فرمائیں گے "یہ ہمارے چاہنے والے اور پیرو ہیں اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں ہم سے وعدہ ہے ھٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَایَشْقٰی جَلِیْسُھُمْ" یہ لوگ دنیا میں ہمارے ہم نشیں تھے لہٰذا یہاں بھی ہمارے پاس رہیں

Marfat.com

گے۔

آپ ہی جیسے مقدس حضرات کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں ان کی آنکھ بن جاتا ہوں، میں ان کی زبان بن جاتا ہوں، میں ان کا ہاتھ بن جاتا ہوں وغیرہ وغیرہ چنانچہ آپ کی نظر کیمیا اثر جس پر پڑ جاتی تھی وہ ولی ہو جاتا تھا بلکہ پتھر تک طور کے پتھروں کی طرح جل کر خاکستر ہو جاتے تھے۔ آپ جیسا فرما دیتے ویسا ہی ظہور میں آتا۔ شمس الدین التمش کو برسوں پہلے آپ نے ہندوستان کا بادشاہ فرمایا تھا اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ راجہ پرتھوی رائے کے لئے آپ نے فرمایا کہ ہم نے اسے مسلمانوں کے ہاتھوں زندہ گرفتار کرا دیا۔ آخر کچھ عرصہ بعد ایسا ہی ہوا۔ جو آپ کے ہاتھوں پر بیعت ہو جاتا وہ خدا رسیدہ ہو جاتا۔

آپ پر دربار ایزدی سے جو خاص الخاص انعامات و اکرامات ہوئے ہیں ان کے مکمل راز دار تو آپ خود ہی ہیں مگر آپ کی ولادت، وفات اور حیات مقدسہ کے بعض حالات سے چند مخصوص انعامات کا قدرے اندازہ ضرور ہو جاتا ہے چنانچہ خواجۂ ہند کا دور وسط میں عالم ناسوت کو زینت بخشنا ایک طرف قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کرتا ہے تو دوسری طرف دور آخر کے لئے شمعِ ہدایت ہے جس کی روشنی میں اہالیانِ عالم بالخصوص باشندگان ہند کے قلوب نور اسلام سے منور نظر آتے ہیں اور برکات صوری و معنوی سے آج تک فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اس زریں عہد میں قرونِ اولیٰ کی ضیا پاشی حجاز سے پھیل کر ایشیائی ملکوں کو اسلام کے ساتھ ساتھ علوم ظاہر و باطن اور انوار طریقت و معرفت سے منور کر چکی تھی۔ فارس و عراق، روم و شام، خراسان و افغانستان، خیوا و بخارا، سیستان و کرمان اور سندھ و پنجاب میں روحانیت کا دورِ عروج تھا۔ ایشیا کے اسی خطے میں مشہور عالم مشائخ و درویش تعلیمات روحانی و تصرفات باطنی سے بارشِ عرفان کر رہے تھے۔ فقر کا ہلالِ نو بدر کمال ہو چکا تھا، آفتاب روحانیت کی گرم بازاری نصف النہار پر تھی۔ بغداد میں غوث اعظم دستگیر، شیخ شہاب الدین سہروردی، خواجہ ابو نجیب سہروردی اور دوسرے بہت سے کاملین روحانی فیوض اور قلبی نور کے خزانے لٹا رہے تھے۔ مشہد میں شیخ فرید الدین عطار، خوارزم میں شیخ نجم الدین کبریٰ، تبریز

Marfat.com

میں شیخ شمس الدین، استر آباد میں شیخ ناصر الدین، کرمان میں شیخ اوحد الدین، ہارون میں خواجہ خواجگاں خواجہ عثمان ہارونی چشتی قُدِّسَتْ اَسْرَارُھُمْ اور دوسرے سیکڑوں مایۂ ناز مشائخ ودرویش ایشیا کے اس چمنستان پر گلہائے معرفت برسا رہے تھے اور گلہائے علم وعمل کی خوشبو پھیلا کر لازوال شہرت حاصل کر رہے تھے یہ وہ حضرات ہیں جن پر دنیائے فقر جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے جو خصوصیات آپ کو عطا فرمائیں وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ اس عالم میں جلوہ فرما ہوتے ہی آپ نے سرزمینِ تخت گاہِ جمشید پر قدم رکھا۔ متصل سنجر اصفہان ہی وہ مقام ہے جہاں جمشید کا مشہور عالم تخت آج تک بچھا ہوا ہے اور جس کی مدح خوانی شاعروں کے دیوان کی زینت بنی ہوئی ہے۔ سرزمین تخت گاہ جمشید میں آپ کی ولادت مبارکہ گویا قدرت کا اشارہ تھا کہ ہم نے دنیاوی تخت شاہی کو دینی بادشاہ کے قدموں میں بچھا دیا۔

وسطِ ایشیا میں آپ کا نشوونما ہونا قدرت کا کنایہ ہے کہ وہ سرزمین جو مادی جنگی قوت کا مرکز بنی ہوئی تھی اب روحانی قوت کے شہنشاہ کی پابوسی کرے۔ اوائلِ عمر میں اگرچہ بظاہر آپ باغ میں آب پاشی کر رہے تھے مگر بہ باطن چمنِ اسلام کو آب رحمت سے سیراب کر رہے تھے۔ آغازِ شباب میں قیامِ سمرقند و بخارا سے ثابت ہے کہ قدرت نے آپ کو ایشیا کی صدر نشینی عطا فرمائی اور قلب ایشیا میں قرآن خوانی کی بابرکت آواز سے چاروں طرف نور اسلام اور روحانی روشنی کی شعاعیں پھیلائیں۔

قدرت نے آپ کا مستقر اول اس مقام کو بنایا جو علوم ظاہر و باطن کا مرکز تھا اس وقت بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں دور دراز کے طالبان علم آ کر مستفیض ہو رہے تھے اور اسی مقدس شہر میں طالبان معرفت اطراف و جوانب سے وارد ہو کر اپنی روحانی پیاس بجھا رہے تھے۔ مصلحت خداوندی تھی کہ علمائے ظاہر، مشائخ و درویش اور بادشاہ فقر سے روشناس ہوں۔ آپ کی سیاحت میں درپردہ مشیت ایزدی تھی کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ سے لے کر سمرقند و بدخشاں تک اور دہلی و اجمیر سے لے کر تبریز و دمشق تک سرزمین ایشیا آپ کے قدوم مبارک

Marfat.com

سے برکت حاصل کرے۔ تمام ممالک کے لوگ آپ کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوں اور یہ طول و عرض آئندہ نسلوں کے لئے روحانیت کی آماجگاہ رہے۔ دوران سیاحت اگرچہ بظاہر آپ تیروکمان سے پرندوں کا شکار فرمارہے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ بباطن آپ انسانی قلوب پر فتح حاصل کر رہے تھے ثبوت میں مسلمانان ہند کی کثیر تعداد پیش کی جاسکتی ہے۔

بہت سی خصوصیات میں سے آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ دربار رسالت سے آپ کو شریعت وطریقت اور معرفت کے لئے وہ ملک ملا جہاں بت پرستی یونان کی ہم پلہ تھی بلکہ ہندوستان ہی وہ ملک ہے جہاں دنیا کی توہم پرستی ختم ہو جانے کے سیکڑوں برس بعد بھی اب تک یہ سلسلہ جاری ہے، آپ ہی نے سب سے پہلے شمالی ہندوستان میں آکر پرچم اسلام وروحانیت بے تیغ وتفنگ بلند فرمایا بلاخوف تیروشمشیر، دشمنان اسلام کے نرغے میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح تشریف فرما ہوئے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی طرح حسن سلوک اور صلح کاردیہ اختیار کر کے ہندوستان میں تبلیغ اسلام کی خدمات بحسن وخوبی انجام دیں اور اقتدار اسلام قائم فرمایا۔

آپ کی ذات گرامی آفتاب سے زیادہ روشن اور ماہتاب سے زیادہ جاذب قلوب وروح ہے۔ ہندوستان کا چپہ چپہ آپ کے فیوض باطنی اور درس ظاہری سے معمور ومزین ہے۔ اہالیان ہند اپنے محسن اعظم کے احسانات کو آٹھ صدیاں گزر جانے کے باوجود بھی نہیں بھولے ہیں آج تک لاکھوں کی تعداد میں لوگ غیر منقسم ہندوستان کے گوشے گوشے سے آکر آپ کی چوکھٹ پر سر نیاز جھکاتے ہیں، فیوض صوری ومعنوی کے لئے دامن دل پھیلاتے ہیں، قربان ہو ہو کر اظہار تشکر کرتے ہیں اور عدل وانصاف، عجز ونیاز، حلم وتواضع، پاک بازی وپاک باطنی، صدق وراست گفتاری، علم وعمل، مخلوق پروری، انسان نوازی، فرض شناسی، عشق ومحبت، مساوات ویگانگت اور خداشناسی وخدارسی کا درس حاصل کرتے ہیں۔

آج سے تقریباً نوصدی پہلے پیوندار کپڑوں میں ملبوس، چند ماشے سوکھی روٹی کھانے والا، فقیرانہ زندگی بسر کرنے والا ایک انسان ہندوستان میں مسافرانہ طور سے وارد ہوتا ہے اور اہالیان ہند کے قلوب کو مسخر کر لیتا ہے اس کے پاس نہ توپ ہوتی ہے نہ تلوار، نہ

Marfat.com

فوج نہ خزانہ مگر وہ تیغ انصاف چلا کر، فوج اخلاقیات پھیلا کر، گنج عرفان وصداقت لٹا کر نہ صرف ہندوستان وسلاطین ہندوستان پر روحانی فتح حاصل کر لیتا ہے بلکہ بیرون ہند بھی اپنی لازوال روحانی قوت کا سکہ بٹھا دیتا ہے۔ چین وجاپان، روس وترکستان، عرب وشام، افغانستان وایران اور عراق وسیستان میں اس کے عقیدت مند آج بھی نظر آتے ہیں اور افریقہ ومصر، ہالینڈ وفرانس اور یورپ کے دوسرے ممالک سے اس کے روضۂ اقدس کی زیارت کرنے کے لئے آتے ہیں۔

کون جانتا تھا کہ مسکین صورت، خرقہ پوش اور غریب الوطن انسان کی گدڑی میں لعلوں سے زیادہ قیمتی خزانہ موجود ہے یہ انسان وہ کامل واکمل انسان ہے جو ہزاروں کو صدق وصفا کا راستہ بتائے گا، اکثر کو زاہد وعابد بنائے گا اور اس کا درس انسانیت بتصرفات روحانی ہمیشہ جاری رہے گا۔

آخر وہ دن آیا کہ آفتاب ہدایت نے افق ہندوستان پر جلوہ گر ہو کر اپنی شعاعوں سے ملک کا کونہ کونہ منور کر دیا۔ یہاں آپ کو سکونت کے لئے ملک کا وہ صوبہ ملا جو حجاز سے بدرجۂ اتم مشابہت رکھتا ہے۔ راجپوتانہ کی ریگستانی سرزمین، پانی کی کمیابی، اونٹوں کی سواری اور پہاڑوں کا جابجا وقوع ہمارے اس دعوے کی تصدیق کرتے ہیں، حضرت خواجہ نے جو درس انسانیت باللسان، بالقلم اور بالقلب دیا ہے اس کا نمونہ پہلے آپ نے خود بن کر دکھایا ہے۔ جو کچھ فرمایا اسکا عملی ثبوت اپنے کردار سے دیا، جو لکھا اس کا مصداق پہلے خود بنے، جو بیان کیا اس کا مشاہدہ اپنے اعمال وافعال سے کرایا یعنی جو کہا وہ کر کے دکھایا۔

آپ نے نہ صرف تہذیب واخلاق کی تعلیم دی بلکہ فقر ودرویشی کا بھی وہ اونچا سبق دیا جو اپنی مثال آپ ہے، کہیں ریاضات ومجاہدات سے تزکیۂ نفس کا درس دیا ہے تو کہیں اوراد ووظائف سے خدا کی یاد میں مصروف رہنے کی ہدایت فرمائی ہے کہیں ذکر واذکار سے تصفیۂ قلب کی تعلیم دی ہے تو کہیں پاس انفاس کی تلقین فرمائی ہے کہیں سلطان الاذکار کی طرف اشارہ کیا ہے تو کہیں قلب جاری ہونے کی طرف کنایہ فرمایا ہے کہیں شغل شمسی کا ذکر کیا تو کہیں شغل ماہتابی کے متعلق بیان فرمایا ہے کہیں ماہتاب در آفتاب کا شغل تلقین کیا ہے تو

Marfat.com

کہیں آفتاب در ماہتاب کا طریقہ سکھایا ہے۔

آپ کی تعلیمات میں عالم ناسوت وملکوت کی اصلیت اور عالم جبروت ولاہوت کی حقیقت، بے ہمہ وباہمہ کی کیفیت اور سفر وحضر کی منزل کا حال واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور ''ہمہ از اوست ہمہ اوست''، عشق وغنا، خلوص عبادات، توحید حقیقی، وحدت الوجود، شاہد و مشہود اور فنافی البقا کی حقیقت کو آشکارا فرمایا گیا ہے۔

کس کو معلوم تھا کہ وہ پیکر استغنا جو ایام جوانی ہی میں اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے ایک دن ہندوستان میں آکر باطن سلطانی کرے گا بڑے بڑے اولوالعزم سلاطین اس کی چوکھٹ پر سر نیاز جھکائیں گے، اہل دُول خاک بوسی کریں گے، صاحب حکومت اس کے محکوم بنیں گے، اہل اللہ اس کے نقش قدم پر چلیں گے، اہل معرفت اس کی خاک پا کو آنکھوں سے لگائیں گے۔ آخر وہ وقت بھی آیا کہ خاک نشین نے تخت نشینوں پر حکم رانی کی، غریب نوازی میں خدا کی شان نظر آئی، خدا کے بندے نے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کیا قدمے، سخنے، درمے ان کی امداد کر کے شرف جاں نثاری عطا فرمایا۔

آپ کی جاذبیت صرف ہندوستان تک ہی محدود نہ رہی بلکہ کسی نے خراسان سے آکر شرف قدم بوسی حاصل کیا تو کسی نے سیستان سے، کبھی کوئی ایرانی حلقہ بگوش ہوا تو کبھی کسی افغانی نے سر ارادت جھکایا آخر وہ وقت آیا کہ بمنشائے قضا وقدر آپ نے اپنی آخری خواب گاہ کے لئے وہ شہر پایا جو بلحاظ جائے وقوع مکۂ معظمہ کی مثال اور بلحاظ مکانیت مدینۂ منورہ کے مشابہ ہے۔ آپ کی شراب الفت کے متوالے آج بھی نشۂ محبت میں مخمور نظر آتے ہیں کوئی آپ کے آستانے پر زر لٹا رہا ہے کوئی گریہ وبکا میں مبتلا ہے کوئی مدہوش ہے کوئی سرشار ہے کوئی حضرت خواجہ کا نام لے لے کر اشکبار ہے۔ آپ جس قدر مخلوق میں عزیز ہیں اسی قدر بارگاہ ایزدی میں محبوب ہیں اہل محبت کے لئے آپ کے روضے کی دید ہی عید ہے اللہ نے جو شرف قبولیت آپ کو بخشا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے تمام اولیائے ہند آپ کے زیر نگیں ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ ''جو خالق سے محبت کرتا ہے مخلوق اس سے

Marfat.com

محبت کرنے پر مجبور ہے" اس سلسلۂ محبت نے ایسے اعلیٰ مدارج حاصل کیے کہ آپ دربار ایزدی میں مقبول اور محبوب ہو گئے مخلوق نے آپ کی روح پرفتوح کے وسیلے سے اپنی دلی مرادیں حاصل کیں ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے آپ کے آستانے پر نچھاور کیے، قیمتی عمارات تعمیر کیں، مواضعات وقف کیے، آپ کے سوانح حیات مرتب کیے مناقب لکھے، آپ کے نام سے بعض مقامات کو منسوب کیا اور آپ کے آستانے پر حاضری دینے کو اپنی سعادت سمجھا۔

اس موقع پر آپ کی اس درویشانہ خصوصیت کا اظہار بھی بے محل نہ ہوگا کہ آپ سے کثیر تعداد میں کرامتوں کا ظہور ہوا ممکن ہے کہ یورپ اور مغرب کے مقلدین اس کو افسانہ نگاری سمجھیں مگر انہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یورپ کے جس مورخ نے بابر کے حالات لکھے ہیں اس نے بابر کی یہ کرامت بھی لکھی ہے کہ اس نے اپنے بیمار فرزند ہمایوں کا طواف کیا، بیٹے کے عوض اپنی جان دے دی اور ہمایوں تندرست ہو گیا۔ لہٰذا اگر ایک عام مسلمان بادشاہ کی کرامت کو لکھا اور اس پر یقین کیا جا سکتا ہے تو ایک دیندار درویش کی کرامتیں لکھنے کو کس طرح مورخین کے طریقے کے خلاف کہا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ قریب قریب تمام مذہبی پیشواؤں سے مافوق العادات واقعات رونما ہوتے رہے ہیں جن کا تذکرہ مقدس مذہبی کتابوں میں جابجا آیا ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مردے زندہ کرنے، بیماروں کو شفایاب کرنے کے معجزے ظہور پذیر ہوئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عصا کے اژدہا بننے کا معجزہ ظہور میں آیا اور سرکار خاتم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لوگوں کو بکثرت صاحب کرامت بنانے کا معجزہ منصۂ شہود پر آیا۔ اسی طرح قریب قریب تمام بانیان مذاہب اور پاک لوگوں سے آج تک برابر کرامتیں ظہور میں آتی رہی ہیں اس لئے سوائے لامذہب لوگوں کے اور کسی مذہب والے کو کرامت سے انکار کا کوئی موقع حاصل نہیں ہے۔ صرف کرامت ہی وہ طرۂ امتیاز ہے جس سے اللہ تعالیٰ عوام اور خواص کا فرق نمایاں کرتا ہے بہ الفاظ دیگر کرامت دربار ایزدی میں قبولیت کی ایک ایسی پہچان ہے جو اسبابی دنیا اور مادی قوتوں سے بالاتر ہے یہ جب کسی ولی سے رونما ہوتا ہے تو کرامت کہلاتی ہے، جب نبی سے ظہور پذیر ہو تو معجزہ کہتے ہیں اور جب کسی دوسرے مذہب والے سے ظاہر ہو تو یہ اصطلاح

Marfat.com

شریعت اسلام اسے استدراج کہتے ہیں۔

آپ کی مکمل خصوصیات کا عرفان تو آپ ہی جیسا مکمل انسان حاصل کرسکتا ہے مگر اس موقع پر جو کچھ پیش کیا گیا ہے ''مشت نمونہ از خروارے'' کے مصداق ہے لہٰذا ہم اعتراف عجز کرتے ہوئے اسی پر اکتفا کرتے ہیں وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہٖ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ۔

آپ کے عہد مبارک کے سیاسی حالات

چھٹی صدی اور اوائل ساتویں صدی ہجری کا دور ایشیائی ملکوں میں اسلام کے لئے پرخطر تھا فرقۂ باطنی کے مقلدین نے شام وعراق اور فارس وغیرہ میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا خدا کے بندوں کو انتہائی بے دردی سے ذبح کر رہے تھے ان کا اعتقاد تھا کہ غیر فرقہ والے کو خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں قتل کرنا مباح ہے یہ اسلام اور مسلمانوں پر ڈاکے اور چھاپے مار رہے تھے اللہ کی مخلوق ان کے مظالم سے تنگ آ گئی تھی ان کی قوت اتنی بڑھ گئی تھی کہ خلفائے وقت تک ان کی لگائی ہوئی فساد کی اس آگ کو بجھانے سے قاصر تھے تھوڑے ہی عرصے میں یہ لوگ ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے تھے ان کے خفیہ کارگزاروں کو فدائین کہا جاتا تھا انہوں نے بڑے بڑے امرائے سلجوقیہ کو خاک وخون میں ملا دیا۔ چھٹی صدی ہجری کے دور وسط میں قوم غزان کا گروہ اپنی تیغ ظلم سے خون کی ندیاں بہا رہا تھا خراسان کے علاقوں میں ایسے وحشیانہ طریقے سے قتل عام ہوا کہ رعایا کے دل لرز گئے نیشاپور اور مشہد مقدس بے رحمی کے ساتھ لوٹ لئے گئے عمارات ومساجد تک جلا دی گئیں جو لوگ مسجدوں میں پناہ گزیں ہوئے انہیں بھی تہ تیغ کر دیا گیا ہر طرف لاشوں کے انبار نظر آتے تھے اس گروہ

Marfat.com

نے ترکوں کو زیروزبر کیا علماء وفضلا تک ان ظالم حملہ آوروں کے ہاتھوں شہید ہونے سے محفوظ نہ رہ سکے حضرت محمد یحیٰ فقیہ نے بھی اسی فتنے میں شہادت پائی۔ آخر کار بے دین تاتاریوں نے چنگیز خاں کی سرکردگی میں ساتویں صدی ہجری کے اوائل میں ان کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور تقریباً ایک سال کے عرصے میں ملک کے اس سرے سے اس سرے تک کے مالک بن بیٹھے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ بھی انہیں تاتاریوں کی تیغ ظلم سے ۶۱۸ھ میں شہید ہوئے۔

قانون قدرت کے مطابق اس دور ظلمت میں ایک ایسے مجسمہ اخلاق، پیکر اسلام، آفتاب ہدایت اور سراپا نور ایمان کی ضرورت تھی جس کی باطنی قوت اور روحانی تصرفات سے اسلام کی حفاظت کی جا سکے اس منشائے قدرت کو پورا کرنے کے لئے محسن اعظم، مصلح کبیر حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ چھٹی صدی ہجری کے تیسویں سال رونق بخش خطۂ اصفہان ہوئے آپ نے نہ صرف بباطن اپنی ایمانی اور روحانی قوت سے اسلام کو باطل کے نرغے سے بچایا بلکہ اپنے تصرفات باطنی سے ظلمت کدۂ ہندوستان میں علم ہدایت بلند کر کے کشور معرفت کے ساتھ ساتھ بظاہر بھی اسلامی حکومت قائم کر دی آپ ہی کے قدوم کی برکت سے کفرستان ہند اسلام کا چمنستان ہوا۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ ہی کے تصرفات باطنی سے شکست خوردہ شہاب الدین غوری کو پرتھوی راج پر فتح نصیب ہوئی اور ہندوستان میں اسلامی قلمرو کی بنیاد پڑی۔

عالم اجسام میں شہنشاہ کشور باطن کے تشریف فرما ہوتے ہی اسلامی نظام ظاہر میں تبدیلی واقع ہوتی ہے اسی سنہ میں خلیفۂ راشد معزول کیا جاتا ہے اور اس کی جگہ پر ابوعبداللہ مستظہر المقتفی بغداد میں مسند خلافت پر متمکن ہوتا ہے ابھی شہنشاہ عرفان کو اس عالم میں تشریف فرما ہوئے صرف دو ہی سال گزرے تھے کہ معزول خلیفہ راشد اور ملک داؤد فارس وخرستان پر قبضہ کرنے کے لئے خوارزم شاہ کے ساتھ عراق کا قصد کرتے ہیں سلطان مسعود تلوار اور نیزہ لئے ان کے استقبال کو نکلتا ہے یہ لوگ منتشر ہو جاتے ہیں ملک داؤد فارس چلا جاتا ہے خوارزم شاہ اپنے دارالحکومت کی جانب لوٹتا ہے۔ راشد اصفہان کا راستہ اختیار کرتا ہے اثنائے راہ میں چند خراسانی بہ ہمراہی غلام ۵۳۲ھ میں اس کا خاتمہ کر دیتے ہیں

Marfat.com

مقام شہرستان میں اصفہان کے باہر اس کو دفن کیا جاتا ہے فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوتی ہے یہاں تک کہ بغداد سے جو غلاف کعبہ ہر سال جایا کرتا تھا وہ بھی اس سال نہیں گیا ایک فارسی سوداگر اٹھارہ ہزار مصری دینار کے صرفہ سے یہ خدمت بجالاتا ہے اس سوداگر کی آمدورفت اسی ملک ہندوستان میں تھی جو شہنشاہ اقلیم معرفت کو اپنی آغوش میں لینے کے لئے ہاتھ پھیلائے بے چینی سے انتظار کر رہا تھا ۵۴۳ھ کے ماہ ربیع الاول میں سلطان مسعود وارد بغداد ہو کر چند قسم کے محصول معاف کر کے رعایا کی دعائیں لیتا ہے جب معلم ایشیا اپنی عمر کے پندرھویں سال میں علم ظاہر حاصل کرنے کے لئے سمرقند و بخارا کے سفر میں ہوتا ہے اس زمانے میں خلیفہ مقتفی قلمدان وزارت یحیٰ کے سپرد کرتا ہے خراسان کا حکمراں ملک سنجر سلجوقی رے کی جانب کوچ کرتا ہے اسی سنہ یعنی ۵۴۴ھ میں ملک شاہ ابن سلطان محمود عراق واپس آتا ہے اور سلطان مسعود وارد بغداد ہوتا ہے جب مصلح ایشیا سمرقند و بخارا میں تحصیل علم کر رہا تھا ان ایام میں برکیارق کے عہد سلطنت اور امارت سلطان سنجر میں قطب الدین محمد ابن نوشگین ملقب بلقب خوارزم شاہ خوارزم (خیوا) میں حکومت کر رہا تھا ابھی مصلح ایشیا کو سمرقند و بخارا میں آئے ہوئے چار سال ہی گزرے تھے کہ خراسان میں غزان نے فتنہ برپا کرنا شروع کر دیا یہ لوگ ناصر الدین ملقب بہ معزالدین ابن جلال الدین ملک شاہ یعنی سلطان سنجر کا فوجی اڈہ لوٹ کر اس کو قید کر لیتے ہیں جب معلم اسلام پانچ سال تک تحصیل علم کے بعد سمرقند و بخارا سے اپنی قلبی پیاس بجھانے کے لئے مرشد کی تلاش میں براہ خراسان عراق و عرب کا سفر کر رہا تھا اس زمانے میں غزان سلطان سنجر کو نظر بند کئے ہوئے خراسان کو لوٹتے پھر رہے تھے امراء وارا کین دولت منتشر ہو گئے تھے جو جس شہر میں پہونچتا تھا اسے داب لیتا تھا اس زمانے میں اس سرزمین سے گزرنا خطرے سے خالی نہ تھا آخر سلطان سنجر ۵۵۱ھ میں احمد حاکم ترمذ کی سعی سے گورخاں والیِ ترکستان کی قید سے نکل کر بھاگا اور ۵۵۲ھ میں ترکوں کی مدافعت کی تمنا لئے ہوئے اس جہاں سے رخصت ہوا اس وقت سے خراسان اس کے امیروں میں تقسیم ہو گیا بعد ازاں بنی خوارزم شاہ نے کل بلاد اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا اور صوبہ جات غزنہ بھی انہی سبکتگین سے لے لئے اس طرح سلاطین سلجوقیہ کی جگہ پر یہ

خاندان برسر حکومت آ گیا۔

جب تاجدار ولایت ہارون میں خواجۂ عالمیاں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ العزیز کے دست حق پرست پر بیعت اول کرنے کے بعد ڈھائی سال تک مصروف مجاہدہ رہ کر خرقۂ خلافت سے مشرف ہوا اور ۵۵۵ھ میں وارد بغداد ہو کر مشائخ سے ملاقات کی بقول ابن خلدون اسی سنہ کے ماہ ربیع الاول میں خلیفہ مقتفی نے چوبیس سال چار ماہ عہدۂ خلافت پر متمکن رہنے کے بعد وفات پائی اور خلیفہ مستنجد کی خلافت کا دور شروع ہوا اسی سنہ میں محمد بن سلجوق اصفہان کا حاکم تھا۔

۵۵۷ھ میں سیاح عالم نے استر آباد، ہرات، سبزوار، قلعۂ شادماں، ملتان، لاہور، غزنی، بلخ اور سمرقند وغیرہ کی سیاحت شروع فرمائی انہیں ایام میں علاء الدین جہاں سوز کا انتقال ہو چکا تھا اور قوم غزان نے افغانستان میں کچھ عرصہ کے لئے غوری وغزنی حکومت کو مٹا کر ایران کا رخ کیا تھا بعد از اں علاء الدین کے بھتیجے غیاث الدین سام نے قوم غزان سے ۵۶۹ھ میں غزنی واپس لے لیا اور دو سال بعد ہرات بھی لے لیا۔

جب ۵۶۱ھ میں سلطان الہند بار اول وارد ہند ہوا اس زمانے میں لاہور کا حکمراں غزنوی خاندان کا آخری تاجدار خسرو ملک بن خسرو شاہ برسر حکومت تھا۔

۵۶۲ھ میں "سیروافی الارض" پر عمل کرتے ہوئے آپ نے اپنا طویل سفر ختم کیا اور ہندوستان سے واپس ہوئے اور بغداد میں قدم رنجہ فرما کر اپنے مرشد گرامی سے بیعت دوم کی اور ۵۶۳ھ سے ۵۸۲ھ تک پیرو مرشد کے ہم رکاب سفر سمرقند و بخارا، بدخشاں وسیستان، شام وکرمان اور حرمین شریفین وغیرہ میں رہا۔ اس بیس سال کے عرصے میں خلیفہ مستنجد نے ۵۶۶ھ میں وفات پائی اور اس کی جگہ پر مستضی خلیفہ ہوا، خلیفہ مستضی کے شروع زمانے میں دولت علویہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ مصر میں گل ہو گیا اور محرم ۵۶۷ھ میں عباسی خلیفہ مستضی کا جامع مسجد مصر میں خطبہ پڑھا گیا ذیقعدہ ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستضی بامر اللہ کی وفات ہوئی اور الناصر لدین اللہ کی خلافت کا دور شروع ہوا، اس کے دور خلافت میں فخر آدم خلیفۃ اللہ کا جانشین مرشد کے ہمراہ بیس سال سیاحت کر کے ۵۸۲ھ میں وارد بغداد ہوا اور بعد حصول

Marfat.com

خلافت بعمر باون سال شیخ اعظم اپنے مرشد سے رخصت ہوکروارد اوش واصفہان ہوا قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی کو شرف مریدی بخشا اسی سنہ میں بھلوان نے وفات پائی جو ہمدان، رے، آذربائیجان اور آرامیہ وغیرہ میں حکومت کرتا تھا۔

جب شہاب الدین غوری لاہور پر قبضہ کر چکا تھا اور سلطنت غزنویہ غوری خاندان میں منتقل ہوگئی تھی اس وقت ۵۸۳ھ میں سلطان العارفین نے مع قطب الاقطاب اوش سے سفر حرمین اختیار کیا اور بعد زیارت حرمین ۵۸۵ھ میں مدینہ منورہ سے ہندوستان کا رخ کیا اسی زمانے میں خلیفہ ناصر نے سلاطین سلجوقیہ کے دارالخلافت کے انہدام کا حکم صادر کیا اور اپنے وزیر جلال الدین ابن یونس کو کزل کی کمک پر ۵۸۴ھ میں روانہ کیا طغرل اور عبداللہ سے سخت لڑائی ہوئی آخر ۵۸۷ھ میں طغرل قتل کردیا گیا اس کے قتل سے سلاطین سلجوقیہ کا چراغ گل ہوگیا۔

مدینہ منورہ سے روانہ ہونے کے بعد اہالیان ہند کے محسن اعظم نے ۵۸۶ھ میں وارد اجمیر ہوکر ظلمت کدۂ ہندوستان کو نور اسلام کی روشنی اور ضیائے معرفت سے منور فرمایا اس وقت رائے پتھورا اجمیر میں حکمراں تھا جہاں ہنود کی آبادی تھی، بکثرت مندر تھے، ہندوانے رسم ورواج تھے، دھوتی کا پہناوا تھا، ریگستان میں سفر کے لئے اونٹ کی سواری یا بیل گاڑی تھی، ناہموار پہاڑی علاقوں میں گھوڑے پر سفر کیا جاتا تھا، غرباء ومساکین پیدل سفر کرتے تھے، مارواڑ میں پانی کی قلت تھی، زبان مارواڑی تھی۔ ابھی روحانی بادشاہ کو اجمیر آئے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ تصرفات باطنی نے اپنا کام کرنا شروع کردیا ۵۸۸ھ یا ۵۸۹ھ میں شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج پر فتح پائی اور قلعۂ سرستی، ہانسی، سمانا، کہرام، اور اجمیر اسلامی اقتدار کے سائے میں آگئے اس طرح اسلامی دور کا آغاز ہوا اللہ کی عبادت کے لئے مساجد تعمیر ہوئیں اسلامی مراسم نے رواج پائے ۵۸۹ھ میں دہلی پایۂ تخت بنا، اندھیرے اجالے سے بدل گئے فارسی، بھاشا اور مارواڑی کے اختلاط سے ایک نئی زبان عالم وجود میں آئی جس کا نام بعد میں اردو پڑا جو آج ساری دنیا میں چھائی ہوئی ہے اسلامی فتوحات ترقی پذیر ہوئیں بقول ”تاریخ تراب“ بیانہ، گوالیار، نہروالہ، گجرات، بدایوں، کالپی اور صوبہ بہار

Marfat.com

وغیرہ اسلامی حکومت میں شامل ہوئے۔

روحانی تاجدار ہند کی حیات ظاہری میں سلطان شہاب الدین کے فتحیاب ہونے کے بعد بطور باج گزار سلطانی ۵۸۹ھ تک گووندراج نے اجمیر میں راج کیا اس کے بعد اس کے چچا ہری راج نے اس سے اجمیر چھین لیا پھر قطب الدین ایبک ۶۰۲ھ سے ۶۱۷ھ تک تخت دہلی پر متمکن رہا قطب الدین ایبک کے بعد اس کے بیٹے آرام شاہ نے چند ماہ حکومت کی پھر شمس الدین التمش نے سریر حکومت پر جلوس کیا اسی نیک، متقی، پرہیزگار، عبادت گزار اور انصاف پسند بادشاہ کے عہد میں رونق جہاں فخر ہندوستان حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی قدس سرہٗ العزیز اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور سرزمین اجمیر کو اپنی آخری آرام گاہ بننے کا شرف عطا فرمایا "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ"

ہرگز نہ میرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

Marfat.com

سرکارخواجہ غریب نوازکے

مشائخ طریقت

قدست اسرارھم

حضور نبی اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلم کی ذات گرامی مظہر انوارالٰہی آئینۂ اسرار خداوندی سرچشمۂ شریعت وطریقت اورمرکز رشدوہدایت ہے انہیں کے نور سے دین ودنیا کی ہر محفل اور توحیدورسالت کی ہر بزم آراستہ ،پیراستہ اورنورعلیٰ نور ہے اورصبح قیامت تک اس شمع فروزاں کی روشنی دلوں کی دنیا میں پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گررہے گی گویا کہ:

یک چراغے است دریں خانہ کہ از پرتو آں
ہرکجامی نگری انجمنے ساختہ اند

احمد مختار،حبیب پروردگار،نبوت ورسالت کے تاجدارامام ابراروا خیار حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وجود مسعود ہی حقیقت میں شجر طریقت ومعرفت ہے اور دنیا بھر کے تمام اولیاء، صلحاء اورصوفیاء اسی کی شاخیں ہیں آپ کو اللہ عزوجل نے علم وعرفان کا ایسا سمندر بنایا جس کی نہریں صحابیت ،امامت ،قطبیت ،غوثیت اورولایت کی شکل میں عہد رسالت سے جاری ہوکر رہتی دنیا تک رواں دواں رہیں گی۔

حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعطائے الٰہی وحکم خداوندی طریقت ومعرفت کا مقدس ومتبرک خرقہ سیدنا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کوعنایت فرمایا اوراس نورانی وعرفانی سلسلے کو وسیع ودراز کرنے کے لئے دس مقرب وبرگزیدہ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کوشرف بیعت سے مشرف فرمایا جن کے اسماء مبارکہ حسب ذیل

Marfat.com

ہیں:

۱-حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲-حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۳-حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۴-حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۵-حضرت سیدنا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۶-حضرت سیدنا زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۷-حضرت سیدنا ابوعبیدہ ابن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۸-حضرت سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۹-حضرت سیدنا سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰-حضرت سیدنا عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہی وہ مبارک جماعت ہے جس کے دسوں افراد کو سرورِ کونین سلطان دارین سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی زندگی میں ہی جنت کی بشارت وخوش خبری دے دی تھی اور دنیا و آخرت کی بے شمار لازوال اور قابل رشک نعمتوں سے نوازا تھا ان مقدس صحابۂ کرام کو ”عشرۂ مبشرہ“ کے مبارک خطاب سے یاد کیا جاتا ہے۔ امام عشق ومحبت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان دسوں خوش نصیب حضرات کا ذکر اپنے مشہور زمانہ سلام ”مصطفےٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام“ میں اس طرح کیا ہے:

وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا

اس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام

خصوصیت کے ساتھ تمام مراکز طریقت میں حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سلاسل بیعت جملہ سلسلوں میں افضل و برتر ہیں اور یہی سلسلے رائج وجاری بھی ہیں۔ سلسلۂ نقشبندیہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جاری ہوا اور سلسلۂ چشتیہ، قادریہ اور سہروردیہ

Marfat.com

ودیگر سلاسل حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت سیدنا امام زین العابدین اور آپ کے خلیفۂ خاص حضرت سیدنا حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جاری ہوا۔

سلطان الہند عطائے رسول سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلسلۂ چشتیہ سے تعلق رکھتے تھے آپ کی ذات سے اس سلسلے کو شہرت ودوام حاصل ہوئی۔ ذیل میں آپ کے مشائخ طریقت کے اسمائے مبارک درج کیے جارہے ہیں:

۱۔حضور اکرم سید عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم	وصال ۱۱ھ
۲۔امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ	وصال ۴۰ھ
۳۔حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	وصال ۱۱۱ھ
۴۔حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ	وصال ۱۷۷ھ
۵۔حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ	وصال ۱۸۷ھ
۶۔حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ	وصال ۲۶۱ھ
۷۔حضرت خواجہ سدیدالدین حذیفہ مرعشی رضی اللہ عنہ	وصال ۲۵۲ھ
۸۔حضرت خواجہ امین الدین ابوہبیرہ بصری رضی اللہ عنہ	وصال ۲۸۷ھ
۹۔حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ	وصال ۲۹۹ھ
۱۰۔حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رضی اللہ عنہ	وصال ۳۲۹ھ
۱۱۔حضرت خواجہ ابو احمد ابدال چشتی رضی اللہ عنہ	وصال ۳۵۵ھ
۱۲۔حضرت خواجہ ابو محمد بن احمد ابدال چشتی رضی اللہ عنہ	وصال ۴۱۷ھ
۱۳۔حضرت خواجہ ناصر الدین ابویوسف چشتی رضی اللہ عنہ	وصال ۴۵۹ھ
۱۴۔حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رضی اللہ عنہ	وصال ۵۲۷ھ
۱۵۔حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی رضی اللہ عنہ	وصال ۵۷۴ھ
۱۶۔حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ	وصال ۶۰۷ھ

("لمعات خواجہ" مصنفہ: جناب معین الدین احمد چشتی قادری وجناب شمس الحق صاحب شمس بریلوی بحوالۂ نیس ڈائجسٹ کانپور سلطان الہند نمبر)

Marfat.com

مرکز ولایت کل آفتاب رسالت

سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

رسولوں میں رسول ایسے کہ فخر انبیاء ٹھہرے
حسینوں میں حسیں ایسے کہ محبوب خدا ٹھہرے

حضور پرنور، شافع یوم النشور، مالک کل، ہادیِ سبل، ختم الرسل، فخر امم، تاجدار عرب وعجم، آفتاب رسالت، ماہتاب نبوت، سرور کائنات، فخر موجودات، سید الاصفیاء، امام الاولیاء، شہنشاہ خاتمیت، مظہر شان احدیت، باعث ایجاد خلق، محسن اعظم، سراپا رحمت ورافت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۱۲ ربیع الاول شریف عام الفیل میں دوشنبہ مبارکہ کے دن جلوہ افروز عالم ہوئے۔ اس سراج منیر پر ہم دل وجان سے قربان کہ جس کی ضوفشانیوں نے ہمارے قلوب کو روشن ومنور کر دیا جس کے نور سے ہماری روح مصفیٰ ومجلی ہوگئی اور جس کے کرم ورحمت سے ہمارے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے۔ واضح ہو کہ بلحاظ ولادت وجود محمدی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے تین مراتب ہیں۔

اول- نیاز، اس مرتبہ میں وجود محمد وجود بشر ہے۔

دوم- ناز، مرتبۂ ناز میں وجود محمد خاتم النبیین ورحمۃ للعالمین ہے۔

سوم- راز، مرتبۂ راز میں وجود محمد ظل اللہ ومظہر اللہ ہے۔

مشائخ کرام نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ذات پاک مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

وسلم کی طرف اس وقت توجہ فرمائی جب نہ زماں تھا نہ زمیں ، نہ مکاں تھا نہ مکیں اگر کسی چیز کا وجود تھا تو وہ صرف ہستی مطلق یعنی ذاتِ لانہایت باری تعالیٰ ، اور اس کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ جب اس واجب الوجود ہستی نے اپنی ربوبیت والوہیت کو آشکارا کرنا چاہا تو نور محمدی کی تخلیق فرمائی پھر صانع حقیقی نے اپنی صنعتِ کاملہ کی خود تعریف فرمائی اور اس نورٌ علیٰ نور کو "محمد" (بہت تعریف کیا ہوا ر ہر طرح سے قابلِ تعریف) کے اسم مبارک سے سرفراز فرمایا۔ ظاہر اعالم سے کہا "اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ" اور باطن میں اس کی رضائے کامل کا آئینہ دار تھا کہ اس کے بارے میں "وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی" یعنی وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے مگر وحی کے مطابق جو انہیں کی جاتی ہے انہیں کے لیے فرمایا مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی نہ آنکھ جھکی نہ ادھر ادھر ہوئی پھر انہیں قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے تخت پر بٹھایا اور اپنے قرب خاص اور دیدار سے نوازا۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اس نور کی تشریح کرائی اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ وَکُلُّ الْخَلَائِقِ مِنْ نُّوْرِیْ وَاَنَا مِنْ نُّوْرِ اللّٰہِ یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا اور تمام مخلوق کو میرے نور سے بنایا اور میں خدا کے نور سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کی شان میں فرمایا لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ یعنی اے محبوب! اگر میں تجھ کو نہ پیدا کرتا تو آسمانوں کو نہ پیدا کرتا۔

معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات جامع کمالات، باعثِ تخلیق کائنات اور موجودات عالم میں بعد خدا سب سے افضل و برتر ہے آپ ارشاد فرماتے ہیں مَنْ رَّاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَق یعنی جس نے مجھ کو دیکھا اس نے حق کو دیکھا یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبوبیت کی روشن دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کہیں لباس کے لحاظ سے خطاب فرمایا ہے اور فرمایا یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ اور کہیں اعداد میں مخاطب کیا ہے فرمایا طٰہٰ (یعنی "بدر" چودھویں کا چاند) ارشاد باری محبت رسول پر حجتِ قاطعہ ہے اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْم (اے محبوب! تم فرماؤ کہ اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار بن جاؤ اللہ تعالیٰ تم کو محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ بخشنے والا

Marfat.com

نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

آپ کے دین کو کامل کر کے آپ پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور اسلام کو پسندیدہ دین فرما کر یہ روح پرور مژدہ سنایا ولسوف یعطیك ربك فترضیٰ اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تم کو اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

عشق محمدی کے لئے اسوۂ محمدی کو سامنے رکھنا لازمی ہے اس لئے کہ اتباع و عشق رسول کے بغیر دلوں میں عشق الٰہی پیدا ہو ہی نہیں سکتا ارشاد خداوندی ہے من یطع الرسول فقد اطاع اللہ یعنی جس نے رسول کا حکم مانا اس نے خدا کا حکم مانا۔ ایسے بے مثال پیکر محاسن و کمالات محبوب کی تعریف اور مدح وثنا کرنا انسان کی بساط سے باہر ہے بس یہ کہہ کر خاموش ہو جانا زیادہ مناسب ہے کہ

ع "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

اور بقول امام عشق و وفا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

کہہ لے گی سب کچھ ان کے ثنا خواں کی خامشی
چپ ہو رہا ہوں کہہ کے میں کیا کیا کہوں تجھے
آخر رضا نے ختم سخن اس پہ کر دیا
خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے

آپ کا وصال پاک ۱۲ ربیع الاوّل شریف ۱۱ھ بروز دوشنبہ مبارکہ ہوا۔ مدینہ منورہ میں آپ کا روضۂ مبارکہ گنبد خضریٰ کے نام سے مشہور و معروف ہے جو ساری خدائی پر آپ کی حکومت و سلطنت کی مقدس راجدھانی ہے اور ہر مخلوق آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلام عقیدت و محبت پیش کرنے کو زندگی کی سب سے بڑی معراج سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

مخزن ولایت حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجھہ

خلیفۂ چہارم، جانشین رحمۃ للعلمین، شیر خدا، امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی مرتضیٰ مشکل کشا کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام صحابہ میں ممتاز اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور چہیتے داماد تھے۔ آپ کی والدۂ ماجدہ نے آپ کا نام ''اسد'' رکھا اور والد ابو طالب نے ''حیدر'' تجویز کیا۔ آپ کا نکاح سیدہ خاتون جنت حضرت فاطمۃ الزہراء شہزادیٔ رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوا جن کے صاحب زادے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں جن کی عظیم قربانی، اولوالعزمی، بلند ہمتی اور جذبۂ ایمانی سے مسلمانوں کا ہر ایک طبقہ واقف و باخبر ہے۔

حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ۱۲؍رجب ۳۰ھ عام الفیل میں اس خاک دان گیتی پر قدم رکھا آپ کی ولادت خانۂ کعبہ میں ہوئی اسی لئے آپ کو مولودِ کعبہ بھی کہا جاتا ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے لئے ارشاد فرمایا "انا مدینة العلم و علیٌّ بابها" میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ شب معراج میں خرقۂ فقر جو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو رب العزت سے عطا ہوا تھا وہ آپ نے حضرت علی مرتضیٰ کو مرحمت فرمایا اس روحانی تعلق سے قیامت تک جتنے خرقہ پوش اولیاء اللہ ہوں گے آپ ہی کے وسیلے سے ان کو خرقہ عنایت ہوگا آپ شہنشاہ کشور ولایت ہیں آپ ۲۲؍ذی الحجہ ۳۵ھ کو مسند آرائے خلافت ہوئے۔ شقیِ ازلی عبدالرحمٰن ابن ملجم المرادی خارجی نے عین حالت نماز میں آپ پر قاتلانہ حملہ کیا جس کے نتیجے میں آپ ۲۱؍رمضان المبارک ۴۰ھ میں شہید ہوئے۔ شہادت کے وقت آپ کی عمر شریف ۶۳ سال کی تھی۔ آپ سے ۵۸۵ حدیثیں روایت کی گئی ہیں آپ کا مزار مبارک نجف اشرف (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے مرید و خلیفہ اور حضرت شیخ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرومرشد حضرت سیدنا خواجہ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۱ھ میں مدینۂ منورہ میں پیدا ہوئے ولادت کے بعد آپ کو حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا آپ نے دعاؤں سے نوازا اور حسن و جمال اور خوبصورتی کی بنا پر آپ کا نام حسن رکھا آپ کی والدۂ ماجدہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں۔ ایک روز آپ رو رہے تھے اور آپ کی والدہ کسی کام میں مصروف تھیں کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کے منہ میں دودھ دے دیا ممکن ہے کہ کچھ قطرات آپ کے دہن مبارک سے شکم میں چلے گئے ہوں اور انہیں کی یہ برکت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں کامل بنا دیا۔

آپ نے ایک سو تینتیس ۱۳۳ صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور تابعی ہونے کا مرتبہ پایا۔ ان صحابہ میں اکثر اہل بیت میں سے تھے حضرت امام حسن، حضرت امام حسین اور حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فیضان صحبت سے مستفیض ہوئے آپ امیر المؤمنین حضرت علی مرتضٰی کے مرید تھے اور انہیں سے خرقۂ خلافت عطا ہوا تھا۔

حضرت سیدنا حسن بصری نے نوے ۹۰ سال کی طویل عمر پائی یکم رجب یا ۴ محرم الحرام ۱۱۱ھ میں ہشام ابن عبدالملک کے عہد خلافت میں وفات پائی۔ آپ کے مشہور خلفاء یہ ہیں:

۱۔ حضرت شیخ عبدالواحد بن زید

۲۔ حضرت شیخ بن رزین

۳۔ حضرت شیخ حبیب عجمی

۴۔ حضرت شیخ عتبہ ابن العلام

Marfat.com

۵- حضرت شیخ محمد واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہم

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعہ شہادت کے بعد آپ بصرہ تشریف لے گئے تھے اور وہیں آپ کا وصال ہوا۔ بصرہ سے تین میل کی دوری پر آپ کا مزار مبارک زیارت گاہِ خلائق اور فیض بخش عام و خاص ہے۔

حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض کے شیخِ طریقت حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ طریقت میں ایک خاص درجہ رکھتے ہیں۔ کتب تصوف میں آپ کے مجاہدات و ریاضات اور سیر و سیاحت کے حالات کثرت سے پائے جاتے ہیں صاحب مرأت الاسرار تحریر فرماتے ہیں۔

"در ریاضت و مجاہدات و ترک و تجرید و ذوق و عشق در عہد خود نظیرے نہ داشت"

یعنی ریاضت و مجاہدہ، ترک و تجرید اور ذوق معرفت و عشق الٰہی میں اپنے زمانے میں اپنی مثال نہیں رکھتے تھے۔ آپ بصرہ میں اقامت پذیر تھے چالیس سال کے مجاہدے کے بعد آپ نے حضرت خواجہ حسن بصری کے ہاتھ پر بیعت کی۔

امام عبداللہ نے تاریخ یافعی میں لکھا ہے کہ چالیس سال تک آپ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے علوم ظاہر و باطن حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی حاصل کیا تھا۔ حضرت خواجہ حسن بصری نے آپ کو خرقۂ خلافت عطا کیا تھا۔ ۲۷ صفر المظفر ۱۷۷ھ میں آپ کا وصال ہوا اور بصرہ میں ہی مدفون ہوئے۔

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض قدس سرہٗ

حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادہم بلخی قدس سرہٗ العزیز کے پیر و مرشد حضرت خواجہ فضیل

Marfat.com

بن عیاض کی ولادت سمرقند میں ہوئی اور خراسان میں تعلیم و تربیت پائی آپ علم تفسیر و حدیث کے امام تسلیم کیے گئے تھے۔

فقہ میں سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فیض صحبت حاصل کیا اور حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خرقۂ خلافت پایا۔ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ سے متعلق فرماتے ہیں:

"وے از کبار مشائخ بود و عیار طریقت و غریق بحر حقیقت و مرجع قوم
در ریاضت و کرامات شانے رفیع داشت و در ورع و معرفت بے ہمتا بود"

حضرت خواجہ فضیل بن عیاض بڑے درجے کے مشائخ میں سے تھے اور معیار طریقت و حقیقت کے دریا میں ڈوبے ہوئے اور لوگوں کا مرجع و مرکز تھے ریاضت و بزرگی میں بلند مرتبہ پر فائز تھے اور معرفت و پرہیزگاری میں بے مثل تھے۔

آپ موٹا لباس اور سر پر صوف کی کلاہ پہنا کرتے تھے اور اکثر ہاتھ میں تسبیح لئے رہتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اوائل عمر میں آپ ڈاکوؤں کے سردار تھے ایک رات کوئی قافلہ آپ کے قریب سے گزرا اس میں ایک شخص یہ آیت پڑھ رہا تھا "اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ" یعنی کیا ایمان والوں کے لئے ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل ذکر الٰہی اور اس کے احکام کی جانب مائل ہوں۔

یہ سن کر آپ سر سے پیر تک کانپ اٹھے اور رہزنی سے تائب ہو گئے اور راہِ عرفان پر چل کر ولایت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔

ایک روایت کے مطابق آپ کی نسبت یہ واقعہ مشہور ہے کہ جوانی کے ایام میں آپ نے مرو کے اطراف میں واقع ایک جنگل میں خیمہ نصب کر رکھا تھا جس میں آپ مصروف عبادت رہا کرتے تھے جسم پر ایک کمبل اور سر پر ایک ریشمی ٹوپی آپ کا لباس تھا چور اور ڈاکو آپ کے احباب اور ہم نشیں تھے وہ لوگ جو کچھ مال و اسباب چرا کر یا لوٹ کر لاتے تھے آپ کے سامنے رکھ دیتے اور آپ اس کو تقسیم کر دیتے تھے یہ چور اور ڈاکو بھی آپ کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے ایک مرتبہ ایک قافلہ وہاں پہونچا قافلے والوں کو یہ معلوم ہوا کہ اس علاقے

Marfat.com

میں چور اور ڈاکو ڈیرا ڈالے رہتے ہیں قافلے کے سردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اپنا تمام نقد مال کہیں زمین میں دفن کر دو جب چور اور ڈاکو کہیں چلے جائیں گے تو ہم اپنا مال نکال لیں گے یہ ارادہ کر کے سب نے اپنی نقدی ایک جگہ اکٹھا کی اور سردار اسے لے کر دفن کرنے کے ارادے سے ایک طرف چل دیا اچانک اس کی نظر ایک خیمے پر پڑی سردار بے تکلف اس خیمے میں داخل ہو گیا وہاں ایک کمبل پوش بزرگ کو دیکھ کر دل میں اس نے سوچا کہ ''خوش قسمتی سے یہ بزرگ ہمیں مل گئے ہیں تو بہتر یہی ہے کہ اپنا مال ان کے پاس امانت رکھ دیا جائے'' چنانچہ اس نے بزرگ سے عرض کیا کہ ''حضرت! یہ زر نقد امانت رکھ لیجئے''۔

آپ نے فرمایا ''ایک جانب رکھ دو''

سردار زر نقد رکھ کر چلا آیا تھوڑی دیر کے بعد چوروں اور ڈاکوؤں نے قافلے پر دھاوا بول دیا اور بقیہ سارا سامان لوٹ کر لے گئے۔

ان کے جانے کے بعد قافلے کا سردار خیمے میں اپنی امانت لینے گیا۔ خیمے کے اندر داخل ہوتے ہی اس کی آنکھیں حیرت سے کھلی کی کھلی رہ گئیں دیکھا کہ قافلے کو لوٹنے والے تمام ڈاکو وہاں موجود تھے اور کمبل پوش بزرگ لوٹا ہوا مال ان میں تقسیم کر رہے تھے۔

سردار نے یہ دیکھ کر دل ہی دل میں خیال کیا کہ ''افسوس میں نے اپنا مال اپنے ہی ہاتھوں چوروں کو دے دیا''۔

حضرت فضیل بن عیاض کی نظر جب سردار پر پڑی تو آپ نے فرمایا کہ ''پریشان نہ ہو جو امانت تم نے رکھی ہے وہ اپنی جگہ محفوظ ہے اس میں دست اندازی نہیں ہوگی تم اپنی چیز لے جاؤ''۔

سردار خوش خوش اپنا مال لے آیا۔

چوروں نے آپ سے عرض کیا ''اس قافلے میں سے ہم کو زر نقد کچھ نہیں ملا، آپ نے اس زر نقد کو کیوں واپس کر دیا''؟

آپ نے فرمایا ''اس شخص نے مجھ پر نیک گمان کیا ہے میں بھی اللہ تعالیٰ پر نیک گمان کرتا ہوں تا کہ خداوند تعالیٰ اپنے کرم سے میرے گمان کو بھی درست کر دے''۔ آپ

Marfat.com

کے یہ کلمات سن کر تمام چور اور ڈاکو تائب ہو گئے۔

صاحب سفینۃ الاولیاء کا بیان ہے کہ "ایک روز آپ اپنے لڑکے کو پیار کر رہے تھے کہ لڑکے نے آپ سے کہا۔ ابا جان! آپ مجھ کو بھی دوست رکھتے ہیں اور خدا کو بھی۔ یہ کیوں کر ممکن ہے، ایک دل میں دو دوست جمع نہیں ہو سکتے۔

آپ نے اس لڑکے کے قول کو تائید غیبی خیال کیا اور خدا کی محبت میں سب کو چھوڑ کر گھر سے نکل گئے اور حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید کے مرید ہو کر مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ تمام باطنی کمالات حاصل کر لئے اور پیرو مرشد سے خرقۂ خلافت بھی پایا۔

عباسی خلیفہ ہارون رشید ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے ان کو نہایت اہم اور بیش قیمت نصیحتیں فرمائیں خلیفہ آپ کے ارشادات سن کر بہت متاثر اور خوش ہوا جاتے جاتے خلیفہ نے عرض کیا "آپ پر کسی کا کچھ قرض ہے"۔

آپ نے فرمایا "خداوند تعالیٰ کا قرض دار ہوں ادائیگی میں مشغول ہوں اللہ تعالیٰ اس پر مجھے ثابت قدم رکھے"

ہارون رشید نے ہزار دینار کی تھیلی نذر کرنی چاہی۔ آپ نے فرمایا "سلطان! میں نے تم کو اس قدر نصیحتیں کیں لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا میں تم کو نجات کا راستہ بتاتا ہوں اور تم مجھ کو بلا میں ڈالنا چاہتے ہو"۔

ہارون رشید یہ سن کر بہت رویا اور اپنے وزراء سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "فضیل بن عیاض فرشتہ ہیں"۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ "جس نے ریاست کی وہ خوار ہوا"۔

حضرت بشر حافی نے آپ سے پوچھا تھا کہ "زہد بہتر ہے یا رضا" تو آپ نے فرمایا تھا "رضا" اور یہ اس لئے بہتر ہے کہ راضی شخص موجودہ حالت میں خوش رہتا ہے اور کسی چیز کی خواہش نہیں کرتا"۔

Marfat.com

حضرت بوعلی رازی فرماتے ہیں کہ ”میں نے خواجہ فضیل بن عیاض کو ان کے فرزند کی وفات پر مسکراتے ہوئے دیکھا تو مسکرانے کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا ”جس کام کو خدا نے پسند کیا میں بھی اس سے خوش ہوں“۔

بیان کیا جاتا ہے کہ آپ مکہ معظمہ میں تشریف فرماتھے کہ کسی قاریِ قرآن نے آپ کے سامنے سورۃ القارعہ پڑھی۔ آپ نے سن کر ایک نعرہ مارا اور جان مشاہدۂ حق میں حق کے سپرد کردی۔ ماہ محرم الحرام ۱۸۷ھ میں آپ کا وصال ہوا جنت المعلیٰ میں ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے روضۂ مبارکہ سے متصل مدفون ہیں۔ ایک روایت کے مطابق آپ کا وصال ۳ ربیع الاول شریف ۱۹۷ھ میں ہوا۔

حضرت خواجہ ابراہیم بن ادہم بلخی قدس سرہٗ العزیز

سلطان التارکین امام العارفین حضرت خواجہ ابراہیم ابن ادہم بلخی قدس سرہٗ شاہان بلخ میں سے تھے شاہی خاندان میں پیدا ہوئے بہترین تعلیم و تربیت حاصل کی اور اپنے آبائی تخت سلطنت پر متمکن ہوئے آپ کی کنیت ابواسحاق تھی۔

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ آپ کے بارے میں فرماتے ہیں ”مفاتیح العلوم ابراہیم ابن ادہم“۔

منقول ہے کہ آپ بلخ و بخارا کے بادشاہ تھے ایک مرتبہ آپ جنگل میں بغرض شکار گئے ہوئے تھے کہ اچانک ہاتف غیبی نے ندا دی ”اے ابراہیم! تم کو اس کام کے لئے نہیں پیدا کیا گیا“۔

یہ آواز سن کر آپ کے دل پر خوف خدا طاری ہوگیا اور بادشاہت سے متنفر اور بیزار ہو کر تخت سلطنت کو ٹھوکر ماردی اور راہ خدا پر چل پڑے۔

ترک سلطنت کا دوسرا واقعہ اس طرح بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ایک رات آپ اپنے شاہی محل میں ایک قیمتی تخت پر آرام کر رہے تھے کہ اچانک نصف شب میں چھت پر کسی کے

Marfat.com

چلنے کی آہٹ سنائی دی آپ نے آواز دی ''کون ہے''۔؟

جواب ملا کہ آپ کا واقف کار ہوں میرا اونٹ گم ہو گیا ہے اسے تلاش کر رہا ہوں''

آپ نے اظہار حیرت کرتے ہوئے فرمایا''ارے نادان چھت پر اونٹ کیسے آسکتا ہے''۔

اس شخص نے کہا کہ ''اے غافل! تم تخت زریں پر آرام کر رہے ہو اور خدا کی طلب رکھتے ہو خدا یہاں پر کیسے ملے گا''۔؟

آپ پر اس جواب کا گہرا اثر ہوا اور تخت و تاج کو خیر باد کہہ کر فقر و درویشی کی راہ اختیار کر لی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم دین پڑھا تھا اور امام ممدوح آپ کو سیدنا ابراہیم کہہ کر پکارتے تھے۔

ترک سلطنت کے بعد آپ نے سیاحت شروع کی اور بزرگان دین کی خدمت میں حاضر ہو کر مجاہدات کیے بالآخر حضرت خواجہ ابوالفضل فضیل بن عیاض کی خدمت میں پہونچے اور آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو گئے کافی عرصے تک پیر و مرشد کی خدمت میں رہے اور باطنی کمالات حاصل کر کے آپ نے اپنے پیر و مرشد سے خرقۂ خلافت بھی پایا۔

منقول ہے کہ سیاحی کے زمانے میں حضرات خضر و الیاس علیہما السلام آپ کے ساتھ رہا کرتے تھے۔ آپ نے حضرت سفیان ثوری اور امام ابو یوسف کی صحبتیں بھی پائی ہیں حضرت امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا تھا۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ''ابراہیم ابن ادہم ہر وقت مشغول بخدا ہیں اور میں دیگر کاموں میں بھی مشغول رہتا ہوں''۔

حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر فرماتے ہیں کہ ''ابراہیم ابن ادہم نے نیشاپور کے ایک غار میں نو سال مجاہدہ کیا اس دوران جمعرات کے دن آپ غار سے باہر آتے، جنگل سے سوکھی لکڑیاں جمع کرتے اور جمعہ کے دن شہر میں جا کر لکڑیاں فروخت کر دیتے اس سے جو پیسے آپ کو ملتے ان میں سے آدھے فقراء و مساکین پر تقسیم فرما دیتے اور جمعہ کی نماز ادا کر کے بقیہ پیسوں سے ضروریات کی چیزیں خرید کر غار میں واپس چلے جاتے۔ نو سال گزر جانے کے

Marfat.com

بعد جب لوگوں نے آپ کو پریشان کیا تو آپ نے وہ جگہ چھوڑ دی اور مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ شیخ ابوالخیر کا بیان ہے کہ میں نے اس غار کو دیکھا ہے اب تک اس میں سے خوشبو آتی ہے۔

حضرت ابراہیم بن ادہم کی بہت سی کرامتیں مشہور ہیں طوالت کے اندیشے سے ان سب کا ذکر یہاں مناسب نہیں اختصار کے ساتھ صرف ایک کرامت بیان کی جاتی ہے۔

منقول ہے کہ ایک مرتبہ آپ کسی بزرگ کے ساتھ پہاڑ پر تشریف رکھتے تھے کہ اس بزرگ نے آپ سے پوچھا "مرد کے کمال کی علامت کیا ہے"؟

آپ نے فرمایا "کامل اگر پہاڑ سے چلنے کو کہے تو چلنے لگے" اس کے بعد آپ نے پہاڑ کو اشارہ کیا اور وہ چلنے لگا"۔

بعض اہل سیر کا خیال ہے کہ آپ ایک سو بیس سال کی عمر میں غائب ہو گئے تھے اور پھر آپ کی کوئی خبر نہ ملی۔

اوراد چشتیہ میں لکھا ہے کہ آپ نے ۵ / جمادی الاولیٰ ۲۶۱ھ میں وفات پائی اور حضرت امام احمد ابن حنبل کے پہلو میں مدفون ہیں۔ صاحب سفینۃ الاولیاء کا بیان ہے کہ آپ کی وفات ۲۶ / جمادی الاولیٰ کو ہوئی اور آپ کا مزار شام کے کسی پہاڑ میں ہے۔

حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ المرعشی قدس سرہ العزیز

آپ مقام مرعش واقع دمشق میں پیدا ہوئے سات سال کی عمر میں قرآن پاک کا حفظ مکمل کر لیا تھا اور سولہ سال میں علوم ظاہری سے فراغت پا کر باطنی علوم کی تحصیل و تکمیل کے لئے حضرت سیدنا ابراہیم ابن ادہم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت سے مشرف ہوئے آپ نہایت قناعت پسند تھے کسی چیز کے طمع سے اجتناب فرماتے اور بغیر طلب جو کچھ میسر آجاتا بس اسی پر اکتفا فرماتے اور اس میں سے بھی دوسرے حاجت مندوں کو عطا فرما دیا کرتے، دنیا داروں سے میل جول اور محبت کا برتاؤ نہیں رکھتے تھے۔

منقول ہے کہ جب آپ نے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک

Marfat.com

پر حاضری دی تو حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بے پناہ کرم فرماتے ہوئے آپ کو اپنے دیدار پر انوار سے مشرف فرمایا۔

روایت ہے کہ مرید ہونے کے بعد حضرت حذیفہ مرعشی اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں صرف چھ مہینے رہے اور اسی قلیل مدت میں مرشد کے فیضان نظر کے توسط سے تمام باطنی کمالات حاصل کر لئے۔ اس کے بعد حضرت ابراہیم ابن ادہم نے آپ کو خلافت سے نوازا اور آپ کے حق میں دعا کی چنانچہ بوقت رخصت ارشاد فرمایا: "حذیفہ! بزرگان دین میں تمہارا مرتبہ بلند ہوگا"۔

پیر و مرشد سے رخصت ہو کر آپ نے سیر و سیاحت شروع کی مکۂ معظمہ حاضر ہو کر حج ادا کیا پھر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہوئے۔ آپ کو عبادت سے اس قدر ذوق وشوق تھا کہ روزانہ رات کو ایک ختم قرآن کیا کرتے تھے۔ آپ تنہائی پسند تھے، ٹاٹ کا لباس پہنتے اور خوف الٰہی سے اکثر رویا کرتے تھے رو رو کر فرمایا کرتے کہ جنتیوں اور جہنمیوں کے فریقوں میں سے ہمارا شمار کس فریق میں ہوگا۔؟ ایک شخص نے اس پر اعتراض کیا کہ "شیخ! جب تم کو اپنے ہی حال کی خبر نہیں تو دوسروں کو صاحب حال کیوں کر بنا سکتے ہو"۔؟ اس جملے سے آپ اس قدر متاثر ہوئے کہ بے اختیار آپ کی زبان سے چیخ نکل گئی اسی حال میں یہ غیبی آواز سنی "اے خدا کے دوست! خوف نہ کر قیامت کے دن تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہشت میں داخل ہوگا"۔ اس غیبی ندا سے تمام حاضرین بہت متاثر ہوئے اور پورے شہر میں اس کا چرچا عام ہو گیا جس کے نتیجے میں اسی روز چھ سو کافروں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ ۲۴ رشوال ۲۵۲ھ میں آپ کا وصال ہوا بصرہ میں آپ کی آخری آرام گاہ ہے۔

حضرت خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری قدس سرہٗ

حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری کے پیر و مرشد حضرت خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری قدس سرہما بصرہ میں پیدا ہوئے اولیاء کرام اور علمائے عظام دونوں طبقوں میں آپ صاحب

Marfat.com

اقتدار تسلیم کیے جاتے تھے علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد مسلسل تیس برس عبادت و ریاضت میں مشغول رہے۔ اس کے بعد آپ حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے دست حق پرست پر داخل سلسلہ ہوئے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا "ابو ہبیرہ! جو مجاہدہ بلا واسطہ اور اپنی خواہش سے ہوا ہے وہ فائدہ مند نہیں"۔

یہ ارشاد گرامی سن کر آپ نے پھر مکمل تیس برس تک مجاہدہ کیا اس کے بعد جب اپنے مرشد کے پاس آئے تو پیر و مرشد نے باطنی توجہ سے کام لیا اور صرف ایک ہفتے میں سلوک کی تمام منزلیں طے کرا دیں اور قریب ایک سال گزرنے پر آپ کو خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا۔

آپ کا اور آپ کے مریدوں کا معمول یہ تھا کہ شب و روز باوضو رہتے، حضوریِ قلب سے نمازیں ادا کرتے، اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ کسی اور کا ذکر اپنی مجلسوں میں نہ کرتے تین چار روز کا روزہ رکھتے اور جنگلی پھلوں سے افطار کرتے، عام مخلوق سے زیادہ میل جول بھی آپ کو پسند نہ تھا امراء و ملوک کی صحبت کو سالک کے لئے زہر قاتل سمجھتے تھے۔

آپ کا وصال ۱۷ / یا ۱۸ / شوال ۲۷۹ھ کو بصرہ میں ہوا آپ نے ایک سو تیں سال کی طویل عمر پائی اور بصرہ میں مدفون ہوئے۔

حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ العزیز

مقتدائے طریقت حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری قدس سرہٗ بغداد اور ہمدان کے درمیان واقع ایک شہر دینور میں پیدا ہوئے بغداد میں نشو و نما پائی آپ مقتدر اور عظیم المرتبت اولیائے کرام میں سے تھے۔ صاحب "مراۃ الاسرار" بیان فرماتے ہیں کہ "در مجاہدات و ریاضات محل رفیع داشت و در مشاہدۂ مقامات عالی بے نظیر وقت بود"۔

یعنی مجاہدات و ریاضات میں بلند مرتبہ رکھتے تھے اور مقامات عالی کے مشاہدے میں اپنے وقت میں بے مثال تھے۔

Marfat.com

آپ مادرزاد عارف باللہ اور عشق و محبت کے دل دادہ تھے آپ بغداد شریف میں عام طور پر کریم الدین منعم کے نام سے مشہور تھے کیونکہ آپ دولت مند تھے اور حاجت مندوں کی حاجتیں پوری فرمایا کرتے تھے جب آپ پر عشق الٰہی کا غلبہ ہوا تو سارا مال و زر خدا کی راہ میں خرچ کر کے تلاش حق میں نکل پڑے اور تاج العارفین حضرت خواجہ امین الدین ابو ہبیرہ بصری سے مرید ہوئے اور خرقۂ خلافت حاصل کیا۔ آپ اپنی خانقاہ کا دروازہ اکثر بند رکھتے جب کبھی کسی مسافر کا ادھر سے گزر ہوتا تو آپ اس سے دریافت فرماتے کہ مسافر ہو یا مقیم۔ اگر مقیم ہو تو اس خانقاہ میں قیام کرلو اور مسافر ہو تو اس خانقاہ میں تمہارے لئے کوئی جگہ نہیں اس لئے کہ جب تم چند روز یہاں قیام کرو گے تو یقیناً مجھے تم سے محبت ہو جائے گی اس کے بعد اگر تم جانا چاہو گے تو مجھ میں تمہاری جدائی برداشت کرنے کی طاقت نہ ہوگی۔

آپ نے حضرت خضر علیہ السلام سے بھی ملاقات کی تھی اور آپ ہی کی رہنمائی پر حضرت خواجہ ابو ہبیرہ بصری کے مرید ہوئے تھے۔ حضرت خواجہ ابو ہبیرہ بصری نے آپ کے کمال کو دیکھ کر ایک دن فرمایا:

''اے علو! تمہارا کام ہمیشہ علو (بلندی) کے ساتھ رہے گا میں حق تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ تم میری جگہ پیشوائے خلق ہو اور مخلوق کو اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کرو''۔ حضرت خواجہ ابو ہبیرہ بصری کے اس ارشاد سے آپ کی نگاہوں سے تمام حجابات ہٹ گئے اور سارے اسرار غیبی منکشف ہو گئے۔

آپ کے پیر و مرشد نے آخری عمر میں آپ کو وہ کمبل جو آپ کے بزرگوں سے آپ تک پہونچا تھا مرحمت فرمایا اور خرقۂ خلافت پہنا کر اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

آپ کی ایک کرامت بہت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ ایک بت خانے کی جانب گئے اور بت پرستوں کے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ''تم کو شرم نہیں آتی کہ خدا کو چھوڑ کر بتوں کو پوجتے ہو''۔؟

آپ کے اس ارشاد کے اثر سے وہاں موجود تمام کافر مسلمان ہو گئے۔ ۱۴ ارمحرم الحرام ۳۱۹ھ میں آپ کی وفات ہوئی مزار شریف قصبہ دینور میں ہے آپ کے تین خلفاء

Marfat.com

بہت نامور گزرے ہیں (۱) حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی (۲) حضرت شیخ ابوعامر (۳) حضرت شیخ احمد اسود دینوری قدست اسرارہم۔

حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی قدس سرہ العزیز

حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی قدس سرہٗ کا لقب شریف الدین تھا آپ کی ولادت ملک شام میں ہوئی اور چشت میں تعلیم وتربیت حاصل کی۔اپنے وطن مالوف سے بغرض بیعت بغداد شریف آئے اور حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر حلقہء ارادت میں داخل ہوئے۔حضرت خواجہ دینوری نے آپ سے پوچھا کہ ''تمہارا نام کیا ہے''۔؟ آپ نے جواب دیا ''بندہ کو ابواسحاق شامی کہتے ہیں''

خواجہ دینوری نے فرمایا آج سے ہم تمہیں ابواسحاق چشتی کہیں گے اسلئے کہ چشت کی مخلوق تم سے ہدایت حاصل کرے گی اور جو لوگ تمہارے سلسلے میں داخل ہوں گے وہ بھی چشتی کہلائیں گے۔

پیرومرشد نے روحانی تربیت کر کے آپ کو خلافت سے سرفراز فرمایا۔آپ کو رجال الغیب کی صحبت حاصل تھی آپ دن میں روزہ دار رہتے اور چند لقموں سے افطار کر کے عبادت وریاضت میں مشغول ہو جاتے۔لوگوں نے آپ سے دریافت کیا کہ ''آپ اس قدر کم غذا کیوں کھاتے ہیں۔؟''

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ''میں بھوک میں جو لذت وکیفیت محسوس کرتا ہوں وہ کیفیت ولذت کسی دوسری چیز میں نہیں ملتی۔''

منقول ہے کہ آپ کی توجہ اور فیض رسانی کا یہ عالم تھا کہ جو شخص آپکی صحبت و خدمت اختیار کر لیتا اس سے معصیت وگناہ کا ارتکاب نہیں ہوتا تھا۔

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ وہاں عرصہ دراز سے بارش نہیں ہوئی تھی لوگوں نے آپ سے دعا کی درخواست کی۔آپ نے فرمایا ''محفل سماع منعقد کرو۔!''

Marfat.com

آپ کے حکم کی تعمیل میں محفل سماع قائم کی گئی۔ سماع میں آپ پر وجد وحال کی کیفیت طاری ہوئی اور فوراً بارش شروع ہوگئی۔

۱۴ ربیع الاول شریف ۳۴۰ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ آپ کا مزار مقام عکہ واقع شام میں مرجع خلائق ہے۔

حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی قدس سرہ

حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی قدس سرہ ۲۶۰ھ میں چشت میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام سلطان فرسناقہ تھا۔ آپ کا نسبی سلسلہ آٹھ واسطوں سے حضرت سیدنا حسن مثنیٰ بن سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک پہنچتا ہے۔ آپ سلطان فرسناقہ کے فرزند ارجمند تھے جو شرفائے چشت وامرائے ولایت میں سے تھے آپ نے خرقہ خلافت تاج الاولیاء حضرت خواجہ ابواسحاق شامی چشتی قدس سرہ سے حاصل کیا آپ کے پیر ومرشد کبھی کبھی آپ کے گھر تشریف لایا کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ ''اس لڑکے سے ایسی خوشبو آتی ہے جس سے ایک بڑے خاندان اور بزرگ کا ظہور ہوگا۔ عجیب وغریب حالات اور آثار دیکھنے میں آئیں گے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپکی عمر تقریباً بیس برس کی تھی اس وقت ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے آپ کی زندگی کی کایا پلٹ دی۔ ایک دن اپنے والد گرامی کے ساتھ پہاڑ کی طرف تشریف لے گئے اور شکار کی تلاش مین اپنے والد ماجد سے جدا ہوگئے ایک پہاڑ پر پہنچے تو وہاں چالیس رجال الغیب کی ایک مجلس دیکھی جن کے درمیان حضرت ابواسحاق شامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ مسند آرا وجلوہ افروز تھے۔ خواجہ ابواحمد کی نظر سے شیخ ابواسحاق کی نظر ملتے ہی ان میں ایک انقلاب رونما ہوا یعنی دنیا کے کاموں سے ان کو نفرت ہوگئی اور جذب وعشق الٰہی کا آپ پر غلبہ ہوگیا۔ نتیجہ کے طور پر آپ نے سب کچھ چھوڑ کر شیخ ابواسحاق کی رفاقت اختیار کرلی اور چند روز میں واصل باللہ ہوگئے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم لدنی عطا فرمایا تھا آپ علی الاعلان اسرار غیبی بیان فرمانے لگے تھے لیکن پیرو مرشد کی صحبت نے اسرار باطنی کے افشاء و اظہار سے آپ کو باز رکھا حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے بعد تین سال تک عبادت و ریاضت میں مشغول رہے اس مدت میں آپ نے نہ تو کبھی شکم سیر ہو کر کھانا کھایا نہ تو پانی پیا اور نہ ایک لحہ کو بے وضو رہے۔

ایک مرتبہ آپ کا گزر ایک آتشکدہ پر ہوا جہاں کثرت سے آتش پرست جمع تھے آپ کو دیکھ کر آتش پرستوں نے کہا کہ مسلمان عام طور پر یہ کہتے ہیں کہ کلمہ گو پر آگ اثر نہیں کرتی کیا یہ سچ ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا ''بے شک یہ درست ہے آگ منکروں اور کافروں کے لئے مخصوص ہے اور انہیں کو جلائے گی کلمہ گو پر آگ اثر نہیں کرے گی''۔

آتش پرستوں نے یہ سن کر کہا ''اگر یہ سچ ہے تو آپ اس آتش کدہ میں تشریف لے جایئے''۔

حضرت خواجہ نے فوراً اپنا مصلٰی لیا اور آگے بڑھ کر آتش کدہ میں بچھالیا اور اس پر بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔ آتش پرستوں نے آگ کو خوب بھڑکایا لیکن آگ نے آپ پر کچھ اثر نہ کیا۔ آتش پرست یہ دیکھ کر حیران رہ گئے اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔

آپ نے یکم جمادی الثانی ۳۵۵ھ میں وفات پائی اور چشت میں ہی آپ کا مزار پرانوار ہے۔

حضرت خواجہ ابو محمد بن ابو احمد ابدال چشتی قدس سرہما

حضرت خواجہ ابو محمد ابن ابو احمد ابدال چشتی، حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس سرہما کے ماموں اور پیرو مرشد تھے۔ آپ شب عاشورۂ محرم الحرام ۳۴۱ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۷ سال کی عمر میں علوم ظاہری کی تکمیل کر کے اپنے والد ماجد حضرت خواجہ ابو احمد چشتی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ بیعت کے بعد مجاہدات و ریاضات میں مشغول ہو گئے اور بارہ برس تک باطنی کمالات حاصل کرتے رہے اس عرصے میں آپ

Marfat.com

ساتویں روز تھوڑا سا کھانا تناول فرما لیتے اور ہر وقت مشغول عبادت رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے روئے مبارک اور آنکھوں میں ایسا نور پیدا فرمایا تھا کہ جس کسی کی نگاہ آپ کے چہرے اور آنکھوں پر پڑ جاتی وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جاتا تھا یہاں تک کہ جس شہر میں آپ اقامت گزیں تھے وہاں ایک شخص بھی غیر مسلم باقی نہ رہا سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے۔

آپ کے والد ماجد حضرت خواجہ ابو احمد چشتی نے آپ کو اپنے وصال کے وقت خلافت سے سرفراز فرما کر اپنا جانشیں مقرر فرمایا تھا۔ ستر برس کی عمر میں آپ نے ۴ ربیع الاول شریف یا یکم جمادی الاخریٰ یا یکم رجب ۴۱۱ھ میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔

حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ العزیز

حضرت خواجہ ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس سرہٗ ۳۷۵ھ میں پیدا ہوئے اور ۸۴ سال کی عمر پائی۔ آپ کے والد ماجد کا نام محمد سمعان تھا جن کا سلسلۂ نسب چند واسطوں سے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے۔

آپ بچپن سے اپنے ماموں حضرت خواجہ ابو محمد چشتی قدس سرہٗ کے پاس رہے اور انہیں سے علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ منقول ہے کہ حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی نے اپنے ماموں کے سلسلۂ طریقت میں شامل ہو کر بڑی سخت ریاضتیں کیں اور بارہ سال تک گوشۂ تنہائی میں عبادت و ریاضت کرتے رہے۔

حضرت خواجہ ابو محمد چشتی کے وصال کے بعد حضرت خواجہ ابو یوسف اپنے ماموں کی مسند رشد و ہدایت پر جلوہ افروز ہو کر اہل طریقت کی رہنمائی فرماتے رہے۔

بچپن میں آپ کو قرآن پاک حفظ کرنے کا موقع نہیں ملا تھا جس کی وجہ سے آپ کبیدہ خاطر رہتے تھے۔ ایک بار آپ کی طبیعت اسی فکر میں مکدر تھی تو آپ کو خواب میں ماموں اور پیر و مرشد کی زیارت نصیب ہوئی۔ پیر و مرشد نے فرمایا کہ سو مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھو اس سے دل کو سکون حاصل ہوگا آپ نے تعمیل حکم کی اور حفظ شروع کر دیا۔ چنانچہ تھوڑی ہی

Marfat.com

مدت میں آپ نے حفظ قرآن مکمل کرلیا۔ حافظ قرآن ہونے کے بعد آپ رات اور دن میں پانچ قرآن پاک ختم کرلیا کرتے تھے۔

آپ نے ابو جعفر عبید اللہ (قائم بامر اللہ) عباسی خلیفہ اور سلاطین سلجوقیہ میں سلطان طغرل بیگ بن میکائیل بن سلجوق کا عہد حکومت پایا۔ وفات کے وقت اپنے بڑے بیٹے خواجہ قطب الدین مودود کو تحصیل و تکمیل علوم ظاہری و باطنی کی وصیت کی اور اپنا جانشین مقرر کردیا۔

۴۵۹ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ چشت میں ہی آپ کا مزار مبارک ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ العزیز

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ کے والد اور پیرومرشد حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ ۴۱۰ھ یا بقول بعض ۴۳۰ھ میں پیدا ہوئے چھ سال کی ابتدائی عمر میں قرآن پاک حفظ کرلیا تھا اس کے بعد ظاہری علوم کی تحصیل کی طرف مائل ہوئے اور تھوڑے سے عرصے میں ان کی بھی تکمیل فرمالی پھر علوم باطنی کے حصول کی جدوجہد شروع کی اور اپنے والد ماجد حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے شرف بیعت وارادت حاصل کیا ۲۶ سال کی عمر میں آپ کو خرقۂ خلافت سے نوازا گیا۔

یہ روایت مشہور ہے کہ جو شخص آپ کی خانقاہ میں تین روز قیام کرلیتا تھا وہ صاحب کرامت ہوجاتا تھا۔ آپ کو فقر و فاقہ کی زندگی بہت پسند تھی آپ اکثر ارشاد فرماتے کہ ''درویش کو فاقہ کشی سے کشائش حاصل ہوتی ہے''۔ کشف قلوب اور کشف ارواح میں آپ کو خاص دخل تھا۔ صوفیاء کا بیان ہے کہ تمام مشائخ وقت حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ کے کمالات پر متفق تھے۔

آپ نے ۹۷ سال کی عمر پائی ۵۰۷ھ یا ۵۲۷ھ میں بمقام چشت آپ کا وصال ہوا اور وہیں آپ کا مزار مبارک ہے۔ آپ کے خلفاء کی تعداد بہت تھی مشہور خلفاء کے اسماء

Marfat.com

گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی (۲) حضرت شاہ سلیمان (۳) حضرت خواجہ عثمان رومی (۴) حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی (۵) حضرت خواجہ حسن تبتی (۶) حضرت خواجہ احمد ہارون (۷) حضرت خواجہ ابونصر شکیبان (۸) حضرت شیخ حسین (۹) حضرت خواجہ سبز پوش (۱۰) حضرت خواجہ شام علیہم الرحمۃ والرضوان۔

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ العزیز

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت موضع زندنہ واقع بخارا میں ہوئی۔ علوم ظاہری کی تحصیل وتکمیل کے بعد اپنے والد ماجد حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوکر کمالات باطنی حاصل کئے اور آپ ہی سے خرقۂ خلافت پایا۔

اہل تصوف کا بیان ہے کہ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی چشتی کے ریاضات ومجاہدات انتہا درجے تک پہونچ گئے تھے اور مشائخ وقت میں انفرادی وامتیازی درجہ پر فائز تھے آپ کے چہرے سے وہ رعب وجلال ٹپکتا تھا کہ لوگ خوف کی وجہ سے آپ کی طرف نظر بھر دیکھ نہیں سکتے تھے۔

توحید کے مسئلے پر آپ کا تبحر علمی وروحانی مسلم تھا۔ تفرید وتجرید کے اس قدر شائق تھے کہ چالیس سال تک خلق خدا سے کنارہ کشی اختیار کر کے جنگل وبیابان میں گوشہ نشیں رہے اور درختوں کے پتوں اور پھلوں پر گزر کی۔ مشہور ہے کہ جو شخص آپ کا پس خوردہ (جوٹھا) کھا لیتا وہ مجذوب ہو جاتا تھا۔ آپ کو عبادت الٰہی سے ایسا لگاؤ تھا کہ ایک لمحہ کے لئے بھی خدا کی عبادت سے غافل رہنا گوارہ نہ تھا۔ حاجی صاحب کی خدمت میں جب کوئی شخص نقد رقم نذر کرتا تو آپ ارشاد فرماتے ''تم کو درویشوں سے کیا دشمنی ہے کہ ان کے سامنے وہ چیز پیش کرتے ہو جو خدا کی دشمن ہے''۔

Marfat.com

آپ نے ۳ / یا ۱۳ / رجب یا ۶ / شوال ۵۸۴ھ کو دنیا سے رحلت فرمائی اور اپنے وطن زندنہ میں آسودۂ خاک ہوئے۔

آپ کے خلیفہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ تھے کتب تصوف میں آپ کے سوا کسی اور خلیفہ کا ذکر موجود نہیں ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سلسلۂ عالیۂ چشتیہ کے اکابر متقدمین میں سے ہیں ہندوستان کے روحانی تاجدار حضرت سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرومرشد ہیں۔ جس بزرگ کے مرید حضرت خواجہ غریب نواز جیسے روحانیت کے شہنشاہ ہوں اس عظیم المرتبت مرشد کی عظمت وجلالت کو کون سمجھ سکتا ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ ۵۳۰ھ میں قصبہ ہارون ضلع نیشاپور میں رونق افروز عالم ہوئے آپ خانوادۂ سادات کے چشم وچراغ ہیں سلسلۂ نسب گیارہ واسطوں سے مولائے کائنات سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے ملتا ہے۔ ابتدائی تعلیم وتربیت والد ماجد کے زیر سایہ ہوئی کمسنی میں ہی آپ نے قرآن مجید حفظ کرلیا تھا اور وقت کے مشہور اور ماہر فن اساتذہ سے علوم مروجہ کی تکمیل کی۔ عبادات وریاضات کی طرف بچپن ہی سے آپ کی طبیعت کا رجحان تھا اس لئے شروع سے ہی آپ کا معمول تھا کہ ایک قرآن پاک دن میں اور ایک رات میں ختم فرمایا کرتے تھے۔

علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد آپ حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوکر ازراہ عقیدت قدم بوس ہوئے۔ پیرومرشد نے خصوصی نظر عنایت کے ساتھ آپ کو حلقۂ ارادت میں داخل فرمایا اور کلاہ چہارترکی زیب سراقدس فرماکر ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''عثمان! بزرگوں کا حکم ہے کہ کلاہ چہارتر کی وہ شخص سر پر رکھتا ہے جو اللہ کے ماسوا دنیا کی ہر چیز کو ترک کردے لہٰذا تمہیں بھی ان چار باتوں پر عمل کرنا ضروری ہے (۱) ترک دنیا (۲) ترک حرص و آز (۳) ترک خواہشات نفسانی (۴) ترک خواب کے ساتھ شب بیداری و ذکر الٰہی۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب اس راہ کو پسند فرمایا تو فقر و فاقہ کو اختیار فرمایا آپ کے بعد یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا تا آنکہ یہ تبرک میرے پاس پہنچا۔ میں نے بھی فقر و فاقہ اختیار کیا یہ متبرک کلاہ اب میں نے تمہارے سر پر رکھ دی ہے تم بھی پیران عظام کی تقلید کو ضروری سمجھنا اور خلق خدا کے ساتھ مہربانی سے پیش آنا۔''

بیعت سے شرف اندوز ہونے کے بعد پیر و مرشد کے حضور میں رہ کر آپ نے کامل تین سال تک ریاضات و مجاہدات کر کے سلوک کی منزلیں طے کیں۔

بعض روایات کے مطابق حضرت خواجہ ہارونی نے اپنی عمر کے ستر سال مجاہدات و ریاضات میں بسر کیے ان ایام میں آپ اکثر روزے سے رہتے تھے اور پانچ روز تک افطار نہ فرماتے تھے مجاہدات کے ستر سالہ زمانے میں کبھی آپ نے سیر ہو کر کھانا کھایا نہ پانی پیا یہی وجہ ہے کہ آپ کی روحانی طاقت اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ نظر کیمیا اثر جس شخص پر پڑ جاتی وہ چشم زدن میں زر خالص بن جاتا تھا۔

حضرت خواجہ حاجی شریف زندنی قدس سرہٗ کے سلسلہ طریقت میں داخل ہونے کے بعد آپ نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ سیر و سیاحت میں گزارا اور تقریباً اس زمانے کے تمام مشائخ سے آپ نے شرف ملاقات حاصل کیا اور ان کے فیض صحبت سے مستفیض ہوئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ بیان فرماتے ہیں کہ آپ اکثر یہ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ:

''جس شخص کے اندر یہ تین خصلتیں موجود ہوں خدا اس کو محبوب رکھتا ہے (۱) دریا جیسی سخاوت و فیاضی (۲) سورج کی مانند شفقت (۳) زمین کی طرح

Marfat.com

تواضع وانکساری"۔

آپ سے بے شمار کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں جن میں یہ کرامت بہت مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آتش پرستوں کی آبادی میں آپ تشریف لے گئے جہاں ایک بہت بڑا آتش کدہ تھا اور جس میں ہزاروں من لکڑیاں ہر روز جلائی جاتی تھیں آپ نے اسی آتش کدہ کے قریب قیام فرمایا اور ایک درخت کے سائے میں مصلیٰ بچھا کر نماز میں مشغول ہو گئے آپ کے خادم شیخ فخرالدین آگ لانے کی غرض سے اس آبادی میں گئے آگ کے پجاریوں نے انہیں آگ دینے سے انکار کر دیا۔ خادم نے واپس آ کر شیخ سے پورا ماجرا بیان کر دیا۔ حضرت نے تازہ وضو فرمایا اور اس گاؤں میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ اس کا ناظم ومتولی اپنی گود میں ایک سات سالہ لڑکا لئے ایک تخت پر بیٹھا آگ کی پوجا کر رہا ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا "اے خرانٹ بڈھے! اس آگ کو کیوں پوجتا ہے خدا کی عبادت کیوں نہیں کرتا کہ یہ آگ تو اس کی مخلوقات میں ایک کمتر درجہ کی ہے"۔

اس نے جواب دیا کہ "ہمارے مذہب میں آگ بڑا درجہ رکھتی ہے"۔

حضرت نے فرمایا کہ "اس آگ کی پوجا میں تو نے قیمتی اور لمبی عمر صرف کر دی ہے کیا تو اپنے جسم کا کوئی حصہ اس آگ میں رکھ دے اور وہ اسے نہ جلائے ایسا ہو سکتا ہے"۔؟

مجوسی نے کہا کہ "آگ کی خاصیت ہی جلانا ہے کس کی ہمت ہے کہ انگلی کا سرا بھی اس میں رکھ دے اور سلامت نکل آئے"۔

حضرت خواجہ نے اچانک اس کی گود سے لڑکا لیا اور آگ میں ڈال دیا اور خود بھی اسی آتش کدہ میں تشریف لے گئے۔ آگ گلزار بن گئی اور دونوں صحیح وسلامت رہے یہاں تک کہ ان کے جسم کے کپڑے کا ایک ریشہ بھی نہیں جلا اور تھوڑی دیر اس میں ٹھہرے رہے اس دوران مجوسیوں کا ایک جم غفیر اکٹھا ہو گیا اور سبھی حیرت واستعجاب سے آپ کو دیکھ رہے تھے۔

حضرت اس بچے کو لے کر آگ سے باہر تشریف لائے اور اسلام کی حقانیت بیان کرتے ہوئے ان سب کو کلمہ پڑھ لینے کی دعوت دی۔ نتیجے کے طور پر سارے کے سارے مجوسی مسلمان ہو گئے اور زمین پر سر رکھ کر آپ کے شکر گزار ہوئے۔ آپ نے اس قوم کے سردار کا نام عبداللہ اور آگ میں ڈالے گئے بچے کا نام ابراہیم تجویز کیا اور وہاں کچھ دنوں

Marfat.com

مزید قیام فرما کران لوگوں کو اسلام کی تعلیم دی اوران کو مذہب میں پختہ کر دیا۔ کچھ دنوں کے بعد اس آتش کدہ کی جگہ پر ایک عالی شان مسجد تعمیر ہوگئی۔

آنجا کہ بود نعرۂ فریاد مشرکاں
اکنوں خروش نغمۂ اللہ اکبر است

اس کرامت سے آگ کے پجاریوں کو اس حقیقت پر کامل یقین ہوگیا کہ ہزاروں سال بھی اگر آگ کی پوجا کی جائے پھر بھی وہ اپنی فطرت سے باز نہیں آنے والی جو اس کے قریب جائے گا وہ اسے ضرور جلائے گی ہاں آگ کے خالق کی عبادت کرنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ اس آگ کی فطرت بدل دیتا ہے اور وہ اس کے لئے گلزار بن جاتی ہے۔

اگر صد سال گبر آتش فروزد
چویک دم اندراں افتد بسوزد

اس لئے آگ کے پیدا کرنے والے کی پرستش کی جائے اور اسی کی بارگاہ میں عبادت وبندگی کی پیشانی جھکائی جائے اسی میں آخرت کی نجات اور ہر طرح کی دنیوی واخروی فلاح وبہبودی کا راز پوشیدہ ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے بہت سے مریدین ومتوسلین تھے لیکن آپ نے ان میں سے صرف چار بزرگوں کو خرقۂ خلافت سے نوازا تھا جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

(۱) حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری اجمیری
(۲) حضرت شیخ نجم الدین صغریٰ
(۳) حضرت شیخ سعدی لنگوچی
(۴) حضرت شیخ محمد ترک نارنولی (علیہم الرحمۃ والرضوان)

ان چاروں خلفاء میں آپ خصوصیت کے ساتھ سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی مریدی پر فخر ومسرت کا اظہار فرمایا کرتے اور اکثر فرماتے "معین الدین حسن محبوب حق ہے"۔

Marfat.com

آپ تمام علوم و معارف پر عالمانہ نظر رکھتے تھے اس کے علاوہ آپ ایک خوش فکر اور باذوق شاعر بھی تھے آپ کا مجموعۂ کلام یا دیوان تو دستیاب نہیں ہے لیکن عام طور پر آپ کا یہ عارفانہ کلام بہت مشہور ہے اور مشائخ کی محفلوں میں ورد و وظیفہ کے طور پر بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔

نمی دانم کہ آخر چوں دم دیدار می رقصم مگر نازم باین ذوقے کہ پیش یار می رقصم
تو آں قاتل کہ از بہر تماشا خون می ریزی من آں بسمل کہ زیر خنجر خونخوار می رقصم
بیا جاناں تماشا کن کہ در انبوہ جانبازاں بصد سامان رسوائی سر بازار می رقصم
خوشا رندے کہ پامالش کند صد پارسائی را زہے تقویٰ کہ من باجبہ و دستار می رقصم
من از عثمان ہارونی کہ یار شیخ منصورم ملامت می کند خلقے و من بیزار می رقصم

آخری عمر میں آپ مکۂ معظمہ تشریف لے گئے اور حرم کعبہ میں معتکف ہو گئے تھے وہاں آپ نے اللہ تعالیٰ سے دو چیزوں کے لئے دعائیں مانگیں۔

ایک یہ کہ میرا انتقال اور مزار مکۂ معظمہ میں ہو۔

اور دوسری یہ کہ ہمارے مرید خاص خواجہ معین الدین چشتی کو بلند مرتبہ عطا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کی مذکورہ دونوں دعائیں بارگاہ ایزدی میں مقبول ہوئیں۔ آپ نے مکۂ معظمہ میں ہی پانچویں یا چھٹی شوال المکرم ۶۰۳ھ یا ۶۱۷ھ میں انتقال فرمایا اور وہیں جنت المعلیٰ میں آپ کا مزار پرانوار ہے۔

اور دوسری دعاء کے زیر اثر پروردگار عالم نے حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی کو وہ بلند مقام عطا فرمایا کہ حضرت شیخ ہارونی کے وصال کے بعد معرفت و طریقت کا یہ مبارک و نورانی سلسلہ آپ ہی کی طرف منتقل ہوا اور آپ اپنے پیر و مرشد سیدنا حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی جانب سے سلسلہ کی اشاعت و ترویج، دین حق کے فروغ و استحکام اور ہدایت خلق کی خدمت پر مامور و مقرر کئے گئے اور ساری دنیا کے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے دلوں میں آپ کا نام عقیدت و محبت کے ساتھ روشن ہے۔ ع

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

Marfat.com

ہندوستان میں اسلام کے عظیم مبلغ اور روحانی تاجدار

سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سلطان الہند عطائے رسول حضور سیدنا خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بلند پایہ اور عظیم روحانی شخصیت کے مالک ہیں آپ کی ذات منبع فیوض و برکات کی شہرت و مقبولیت ہندو پاک کے گوشے گوشے میں ہی نہیں بلکہ بیرونی ممالک میں بھی سورج کی کرنوں کی طرح پھیلی ہوئی ہے۔ عرب و عجم میں آپ کی ولایت و فیض بخشی، حاجت روائی اور کشف و کرامات کا چرچا ہے۔ آپ کے عقیدت کیش اور نام لیوا چین، جاپان، انڈونیشیا، ملایا، سنگاپور، رنگون اور یورپ کی سرزمین پر ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں آج بھی موجود ہیں اور ان میں بہت سے ایسے خوش نصیب ہیں جو ہر سال ۶ رجب کو عرس پاک کے نورانی و بابرکت موقع پر و دیگر مخصوص تواریخ میں اجمیر شریف نہایت عقیدت و احترام کے ساتھ حاضر ہو کر سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے ہیں جن لوگوں کے دلوں میں آپ کی عقیدت کے چراغ روشن ہیں ان کی تمام دنیوی و اخروی امیدوں اور تمناؤں کا مرکز آپ ہی کا مقدس آستانہ ہے۔

حضرت سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ بارگاہ رسالت سے حکم پا کر ۵۸۶ھ میں اجمیر شریف تشریف لائے اور اسلام کی ترویج و اشاعت میں مصروف

Marfat.com

ہو گئے اس طرح آپ نے زندگی بھر تبلیغ حق واشاعت اسلام کا مقدس فریضہ پوری مستعدی اور ذمہ داری کے ساتھ انجام دیا اور گمراہ بندوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے ہمہ وقت سرگرم عمل رہے۔ جس دور میں آپ نے ہندوستان کی دھرتی پر قدم رکھا وہ دور کفر وشرک اور ظلم وجہالت سے بھرا ہوا تھا۔ اس وقت کٹر اور متعصب راجہ پرتھوی راج کی حکومت تھی اور لوگ خدا سے یکسر غافل اور حق وصداقت کی راہوں سے بھٹکے ہوئے تھے۔ اسلام دشمن، مسلم بیزار اور متعصب راجہ کے درباریوں نے راجہ کو سرکار خواجہ غریب نواز کی اجمیر آمد کی خبر دی تو اس نے آپ کو اور آپ کے خدام کو طرح طرح سے پریشان کر کے وہاں سے نکل جانے پر مجبور کرنے کی کوشش کی یہاں تک کہ اس زمانے کے ایک بہت بڑے جادوگر اجے پال جوگی کو آپ سے مقابلہ کرنے کی غرض سے بھیجا لیکن اس میں بھی اسے بری طرح شکست وناکامی سے دوچار ہونا پڑا اور سرکار غریب نواز کے پرچم حقانیت وعلم روحانیت کو زبردست فتح وسربلندی نصیب ہوئی مادیت کی تمام تدبیریں، تخت وتاج اور تمام عظمت وقوت ایک گدڑی پوش اور خاک نشیں درویش کے قدموں پر سرنگوں ہو گئیں:

نہ کام آتی ہیں تدبیریں نہ کام آتی ہیں شمشیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

سلطان الہند سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تبلیغی زندگی میں ظلم ونفرت کے خوگر اور جفا پیشہ انسانوں کے سامنے اسلامی اخلاق وکردار کا وہ پرکشش نمونہ پیش کیا کہ بڑے بڑے سنگ دل موم ہو گئے اور کفر وشرک اور فسق وفجور کی بدترین لعنتوں میں ڈوبے ہوئے انسانوں کے اندر اسلامی تعلیمات کی روشنی جاگ اٹھی اور آہستہ آہستہ وہ سرکار غریب نواز کی حق پرستی وسچائی کے قائل ومعترف ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہونے لگے آپ کی اثر آفریں ودل نشیں تبلیغ نہایت سرگرمی کے ساتھ برابر جاری تھی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جاں نثاروں، فدائیوں اور عقیدت مندوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہی ہوتا گیا۔ آپ کی خدمت میں ہر طبقہ کے لوگ حاضر رہنے لگے عوام تو آپ

Marfat.com

پر دل و جان سے شیفتہ و قربان تھے ہی حکام، امراء و شاہان زمانہ بھی آپ کی بارگاہ ولایت میں سراپا ادب و نیاز نظر آتے تھے سلطان شہاب الدین غوری اور بادشاہ شمس الدین التمش آپ کی خدمت کے لئے معمولی خادموں کی طرح مستعد و کمر بستہ رہتے تھے۔

''انیس الاشباح ترجمہ مونس الارواح'' (مصنفہ سلطان جہاں آرا بیگم دختر نیک اختر شہنشاہ شاہجہاں مطبوعہ نامی پریس لکھنؤ) میں سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سفر ہندوستان کے بارے میں جو تحریر ہے اس کا خلاصہ ذیل میں ملاحظہ کیجئے:

''جب آپ اپنے پیر و مرشد سے نعمت لازوال پا کر، علوم ظاہری و باطنی سے آراستہ ہو کر رخصت ہوئے تو مکہ معظمہ اور وہاں سے مدینہ منورہ حاضر ہوئے اور ایک مدت تک اس دیار نور میں مشغول عبادت رہے ایک روز حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اقدس سے آواز آئی کہ اے معین الدین تو ہمارے دین کا معین و مددگار ہے ہندوستان کی ولایت تجھے عطا کی گئی تو مقام اجمیر میں قیام کر اور اس سرزمین میں چھائی ہوئی کفر و شرک کی ظلمتوں کو اسلام کے اجالوں میں بدل دے چنانچہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان پر عمل پیرا ہو کر ہند کے سفر پر روانہ ہو گئے آپ اپنے چالیس ہمراہیوں کے ساتھ شہروں، قصبوں اور مواضعات سے گزرتے ہوئے وہاں کے اکابر مشائخ سے ملاقاتیں کرتے ہوئے فیض حاصل کرتے اور بانٹتے ہوئے اپنی منزل اجمیر مقدس کی جانب بڑھتے رہے''۔

اس زمانے میں اجمیر کا حاکم راجہ پتھورا تھا جس کی ماں علم نجوم میں ماہر تھی اس نے بارہ سال پہلے اپنے بیٹے کو خبر دے دی تھی کہ یہاں ایک بزرگ ظاہر ہو گا جس کے سبب تیری حکومت و دولت جاتی رہے گی اس وجہ سے راجہ ہمیشہ رنجیدہ و غمگین رہا کرتا تھا اس کی والدہ نے بزرگ کا جو حلیہ بیان کیا تھا وہ سرکار غریب نواز کا تھا آپ کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں کے سامنے خطرات منڈلانے لگے مگر کھلم کھلا مقابلہ کرنے سے ڈر رہا تھا اس لئے آپ کے ساتھ فریب کرنے کا ارادہ کیا اور ظاہری تواضع اور تعظیم کے ساتھ آپ کی بارگاہ میں آکر اس کے کارندوں نے التماس کیا کہ آپ کے واسطے ہم نے ایک مناسب مقام کا انتظام

Marfat.com

کیا ہے آپ وہاں تشریف رکھیں۔ سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی اصل حقیقت سے باخبر ہو گئے اور فریب کاروں کے گروہ کو واپس کر دیا اور جو معاملہ دیکھا تھا وہ اپنے ہمراہی دوستوں پر ظاہر کر کے اجمیر شریف کی طرف روانہ ہو گئے اور دو دن کا سفر طے کر کے اجمیر مقدس میں وارد ہوئے وہاں آپ نے چاہا کہ ایک درخت کے سائے میں بیٹھ جائیں اتنے میں ایک شخص نے آواز دی کہ اے درویشو! اس درخت کے سائے میں راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں تم کہیں اور جا کر ٹھہرو۔ آپ نے فرمایا کہ راجہ کے اونٹ بیٹھتے ہیں تو بیٹھیں اور وہاں سے اٹھ گئے پھر اناساگر سے متصل ایک درخت کے سائے میں جا کر قیام فرمایا۔ اس تالاب کے کنارے کئی ہزار بت خانے تھے جن میں روزانہ ایک سومن سے زیادہ تیل جلتا تھا اور پھول خرچ ہوتا تھا ان مندروں کے برہمن پجاریوں نے آپ کے خادموں کو اس تالاب سے وضو کرنے سے منع کیا جب یہ معاملہ سرکار غریب نواز کے سامنے پیش ہوا تو آپ نے اپنی روحانی قوت کے ذریعہ اناساگر تالاب کا سارا پانی اپنے ایک پیالے میں سمیٹ کر بھر لیا اس کے علاوہ شہر میں پانی کے جتنے چشمے اور کنوئیں وغیرہ تھے سب خشک ہو گئے یہاں تک کہ دودھ پلانے والی عورتوں اور جانوروں کے دودھ سوکھ گئے۔

کہا جاتا ہے کہ راجہ پتھورا جس دیو کی پرستش کیا کرتا تھا وہ اس کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ اس کی دولت اور حکومت اسی کے دم قدم سے قائم ہے اس کے اخراجات کے لئے کئی پرگنے وقف تھے جب وہاں دین اسلام کا آفتاب طلوع ہوا اور توحید و رسالت کی دل نواز صدائیں گونجنے لگیں تو وہ جن لرزتا کانپتا سرکار غریب نواز کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور آپ کے مبارک قدموں پر سر رکھ کر ایمان لے آیا۔ آپ نے اس کو داخل اسلام فرما کر اس کا نام "شادی دیو" رکھا۔ جب سرکار غریب نواز کی آمد کی خبر اور اس کے ساتھ تالابوں کے پانی سوکھ جانے اور اونٹوں کے اپنی جگہ بیٹھے رہنے کے عجیب و غریب واقعات راجہ پتھورا تک پہنچائے گئے۔ تو راجہ کی ماں نے کہا یہ وہی شخص ہے جس سے متعلق میں نے بارہ برس پہلے تجھے خبر دی تھی خبردار اس سے مت الجھنا بلکہ تواضع اور تعظیم سے پیش آنا مگر راجہ نے اپنی ماں کی باتوں کو درخور اعتنا نہ سمجھ کر اسلام دشمنی کے جوش میں آ گیا اور اپنا سب کچھ

Marfat.com

گنوا بیٹھا۔

سلطان الہند عطائے رسول سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا در بار وہ عظیم المرتبت اور فیض بخش ہے جہاں امیر و غریب، شاہ و گدا محتاج و غنی اور اپنے بیگانے سب کے دامن گل مقصود سے بھرے جاتے ہیں اور آپ کے چشمۂ جود و سخا سے ایک دنیا سیراب ہوتی رہتی ہے۔ مشہور سلاطین مغلیہ جلال الدین اکبر، جہانگیر، شاہجہاں، شیر شاہ سوری اور اورنگ زیب وغیرہ جیسے شوکت و سطوت اور جلال و جبروت کے مالک سرکار غریب نواز کے آستانہ عالیہ پر حاضری دیتے تو عجز و انکسار اور ادب و احترام کی تصویر بن جاتے اور اپنے آپ کو آپ کے دربار میں اس انداز میں پیش کرتے جس طرح ایک جاں نثار و وفادار غلام آقا کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا ہے۔ ساتھ ہی اپنے وقت کے جلیل القدر و عالی مرتبت صوفیائے کرام، مشائخ عظام و اولیائے ذوی الاحترام آپ کے مزار پر انوار پر حاضر ہو کر ایک نگاہ کرم کے منتظر رہتے اور سراپا التجا بن جاتے ہیں ایک عالم آپ کے در پاک پر اس حقیقت و کرامت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتا رہتا ہے:۔

تمہارے در کی کرامت یہ بارہا دیکھی
غریب آئے ہیں اور بن گئے غریب نواز

عوام و خواص ہر مشکل اور مصیبت کی گھڑی میں اجمیر شریف حاضر ہو کر آپ کے روضۂ مقدسہ پر فریاد و زاری کرتے ہیں، حاجت مند اپنی حاجتیں پیش کرتے ہیں، سائل سوال کرتے ہیں اور بفضل رب سب کی حاجت روائی اور مشکل کشائی ہوتی ہے لوگ وقت و حالات کے ستائے، درد و الم کے مارے اشکبار جاتے ہیں اور سرکار غریب نواز کے کرم و نوازش اور لطف و عنایت سے ہنستے مسکراتے بامراد و شاد کام واپس آتے ہیں۔

حضور سیدی سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی دل نواز و پر کشش شخصیت اور آپ کے اخلاق و کردار کی وسعت و بلندی، روحانیت و کرامت، اثر آفریں تعلیمات اور روشن ضمیری نے لوگوں کو ایسا متاثر کیا کہ سب آپ کے گرویدہ ہو گئے اور بہت سے خوش نصیب انسانوں کو ایمان و عرفان کی دولت عطا ہوئی۔ آپ کے مریدین، متوسلین، معتقدین

Marfat.com

اور پیروکاروں کا دائرہ بہت وسیع ہے سلسلہ چشتیہ نظامیہ صابریہ وغیرہ کی بنیاد ہی آپ کے افکار عالیہ اور روحانی تعلیمات پر مبنی ہے یہی وجہ ہے کہ سرکار غریب نواز کی ذات گرامی شرع وتصوف کے ہر مکتب فکر کے لئے نمونۂ عمل اور مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی روحانی عظمت اور باطنی قوت نقطۂ عروج کو پہونچی ہوئی تھی جس کی ایک واضح دلیل یہ ہے کہ صدیاں گزر جانے کے باوجود آپ کا چشمۂ فیض بدستور جاری وساری ہے لوگ ان پر بھرپور ایمان ویقین رکھتے ہیں اور انہیں اپنا حاجت روا ومشکل کشا تصور کرتے ہیں۔

صوفیائے کرام کا یہ عقیدہ اور روحانی مشاہدہ ہے کہ سلطان الہند سرکار غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضۂ مقدسہ کی صفائی کرنے سے دلوں کی صفائی ہوتی ہے۔ یہاں روشنی کرنے سے تاریک دلوں میں روشنی پیدا ہوتی ہے اور جو لوگ یہاں پیاسوں کو پانی پلانے کی خدمت انجام دیتے ہیں وہ دراصل اپنے دلوں کی پیاس بجھاتے ہیں انہیں اس بات پر یقین ہے کہ سرکار خواجہ غریب نواز کے آستانۂ پاک پر عقیدت کا سر جھکانے سے دونوں جہاں کی سربلندی حاصل ہوتی ہے۔ کسی حقیقت پسند صاحب دل شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

آجائے جو تجھ پر کوئی مشکل بھاری کرجا کے مزار فقراء پر زاری
سوتا نہ سمجھ ان کو ذرا آنکھیں کھول ان سوتوں سے ہے فیض کا چشمہ جاری

نائب النبی فی الہند، عطائے رسول، کشور ولایت کے تاجدار، داعیِ حق وصداقت، آفتابِ ولایت، شمع چشتیت حضور سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تبلیغ اسلام واصلاح امت کا جو عظیم نصب العین لے کر ہندوستان کے شہر اجمیر شریف میں وارد ہوئے تھے آپ نے اس نصب العین کی تکمیل کے لئے بڑی جدوجہد فرمائی اور اس راہ میں پیش آنے والے سخت ترین وحوصلہ شکن حالات کا ایسا مقابلہ کیا کہ کوئی رکاوٹ اور کوئی مخالفت آپ کے سامنے نہ ٹھہر سکی اور بالآخر سرکار غریب نواز قدس سرہٗ کو نمایاں کامیابی حاصل ہو کر رہی ایسی ہی عظیم شخصیتوں کے بارے میں کہا گیا ہے۔

ولایت پادشاہی علم اشیاء کی جہانگیری یہ سب کیا ہے فقط اک نقطۂ ایماں کی تفسیریں

Marfat.com

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے لوگوں کو حق پرستی، صداقت شعاری، محبت واخوت، انسانیت وشرافت، باہمی اتحاد واتفاق، خداشناسی، حقیقت پسندی، اتباع شریعت، پیرویِ سنت، عشق رسول، عمل بالقرآن اور اسلامی تہذیب وتمدن کا سبق دیا اور ان کے تاریک دلوں میں ایمان ویقین کے چراغ روشن کردیئے۔ انہیں عادات وصفات کی بنیادوں پر آپ نے ایک پاکیزہ اور خوشگوار معاشرہ قائم کیا اور یہی آپ کا خاص مقصد تھا جس سے ہر طبقے کے افراد، ہر رنگ ونسل اور ہر مذہب وقوم کے لوگ حقیقی انسانیت اور اس کے تقاضوں سے آشنا ہو کر صحیح معنوں میں انسان بن گئے اور سب نے انسانیت کا لباس پہن لیا اور درندگی کو چھوڑ کر کرم ونوازش، اخوت وہمدردی اور صلح وآشتی کی روش اختیار کرلی۔

حضور سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی تبلیغی زندگی میں لوگوں کو جو تعلیم دی اس پر پہلے خود عمل کر کے بھی دکھلا دیا یہی سبب ہے کہ آپ کے مواعظ، ارشادات، مکتوبات اور ملفوظات پڑھنے اور سننے والوں کے دلوں پر گہرا اثر ڈالتے تھے اور آج بھی ان کے ذریعہ شرع وتصوف اور طریقت ومعرفت کا سبق ملتا ہے۔

آپ کی ذات بابرکات دیار ہند میں اسلام کی تبلیغ واشاعت کے باب میں دیگر تمام مصلحین وبزرگان دین پر فوقیت وفضیلت رکھتی ہے۔ آپ کی آمد سے پہلے ہندوستان کفر وباطل، ظلم وجہالت اور نفرت وتعصب کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ اور دور دور تک اسلامی تعلیمات کی روشنی نظر نہیں آتی تھی۔ پرتھوی راج کی فتح سے ہندوؤں کے حوصلے بڑھ گئے تھے اور مذہب اسلام وخدا پرست مسلمانوں کے اثر واقتدار کو وہ جڑ سے اکھاڑ پھینکنے پر آمادہ وکمربستہ تھے یہ سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی باعظمت وپروقار شخصیت ہی تھی جس نے تمام اسلام دشمن عناصر کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا اور دین حق کا پرچم بلند کردیا۔

"معین الارواح" (مؤلفہ محمد خادم حسین زبیری معینی) میں خواجۂ بزرگ کی تبلیغ واشاعت اسلام کے تناظر میں بیان کیا گیا ہے کہ "حضرت خواجہ غریب نواز کی ذات اقدس بفیض سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام صفات حمیدہ کی حامل ہے۔ آپ نے ہندوستان میں بہ فیض محمدی وہ تبلیغی خدمات انجام دیں جن کی بنیاد سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

وسلم نے حجاز مقدس میں ڈالی تھی۔ یہ خدمات یوں تو علی قدر مراتب اکثر علماء وصوفیائے کرام نے انجام دی ہیں مگر سرکار غریب نواز کی ذات اقدس نے اس باب میں جو شاندار کارنامہ عالم کے سامنے پیش کیا ہے وہ اپنی مثال خود ہے اور سرور عالم کی سنت تبلیغ کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔ بقول صاحب "مآثر الکرام" اولیاء اللہ میں سب سے پہلے اقلیم ہندوستان میں سلسلۂ ولایت جاری کرنے اور شریعت وطریقت کے نشر واشاعت کا شرف آپ ہی کو حاصل ہے۔ اس کے آگے ایک جگہ تحریر کیا گیا ہے کہ:

"اہل ہند کو مبلغ کے ہم مذہب لوگوں تک سے اتنی نفرت تھی کہ لوگ مسلمانوں کی صورت تک دیکھنے کے روادار نہ تھے پرچھائیں تک سے احتراز کرتے تھے۔ دوسری مشکل یہ تھی کہ مبلغ کی زبان فارسی تھی اور اہل ہند بھاشا یا مارواڑی وغیرہ بولتے تھے مگر سرکار غریب نواز نے باکرام خداوندی وبفیضان رسالت ان مشکلات کے قلعہ کو بھی فتح کر کے ہندالولی، نائب رسول فی الہند اور سلطان الہند کا خطاب پایا"۔

جانشینِ نبی دریں عالم
مظہر مرسلاں معین الدیں

"آپ یہ عظیم کام تن تنہا انجام نہیں دیتے تھے بلکہ اپنی قیادت وسربراہی میں اپنے مریدین ووابستگان سلسلہ کے ساتھ مل کر تبلیغ واصلاح کا ایک شاندار وکامیاب نظام آپ نے قائم فرمایا تھا اور یہ تبلیغ تیر وتلوار اور لشکر جرار کے ذریعہ نہ تھی بلکہ تصرفات روحانی، اخلاق کریمانہ، شفقت بزرگانہ اور اظہار حق کے ساتھ تھی"۔

اس عبارت کے بعد مصنف رقم طراز ہیں

"حضرت خواجہ کی ذات اقدس بت پرستوں کو صرف خدا پرست ہی نہیں بناتی تھی بلکہ علم ومعرفت کا خزانہ عطا فرما کر انہیں صاحب معرفت، حق شناس وخدا رسیدہ بھی بنا دیتی تھی آپ کی تبلیغ کے زیر اثر بہ تعداد کثیر لوگ مشرف باسلام ہوئے۔ اور بہت

Marfat.com

سے لوگ عارفان کامل، اولیاء اللہ اور صاحب دل ہوئے بالفاظ دیگر آپ صرف مبلغ شریعت ہی نہیں بلکہ قاسم گنجینہ معرفت وحقیقت بھی ہیں۔ ہمارے اس قول کی دلیل میں سیر الاقطاب، مسالک السالکین اور اقتباس الانوار کے بیانات ہیں"۔

دلیل العارفین کے صفحہ ۵۴۔۵۵ پر حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ہم (میں اور خواجہ غریب نواز) اجمیر پہونچے ان دنوں اجمیر ہندوؤں کی ملکیت اور انہیں کی آبادی سے معمور تھا وہاں اس وقت مسلمان نہ تھے جب حضرت خواجہ غریب نواز کے قدم مبارک وہاں پہونچے تو اسقدر ظہور اسلام ہوا جس کی حد نہیں"۔

سیر العارفین کے صفحہ ۱۳ پر مولانا جمالی فرماتے ہیں۔

اس دیار (ہندوستان) کے بہت سے کفار نامدار بہ برکت زبدۃ الآثار حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ شرف ایمان سے مشرف ہوئے بہت سے جو ایمان نہ لائے وہ بھی بے حد نذور وفتوح آپ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے"۔

فوائد الفواد کی مجلس چہارم میں لکھا ہے کہ:

"حضرت خواجہ غریب نواز کی ہدایت سے (بہت سے) آدمی مشرف باسلام ہوئے"۔

ہندوستان میں اسلام حضور سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تصرفات باطنی، فیوض روحانی، اخلاق حمیدہ اور اسلام کی صداقت کی وجہ سے پھیلا نہ کہ تلوار کے زور سے۔ اگر یہاں اسلام بزور شمشیر پھیلا ہوتا تو بنیئے بقال برہمن اور اچھوت اقوام میں سے کوئی بھی آج اپنے آبائی مذہب پر نہ ہوتا بلکہ یہ سب مسلمان ہو چکے ہوتے کیونکہ سب سے زیادہ بزدل اور ڈرنے والی قومیں یہی ہیں مگر اس کے برخلاف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بہادر راجپوت اور ٹھاکر لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں جن کے بارے میں ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہوگئے بلکہ ایسا کہنا ان بہادر اقوام کی تذلیل ہے ہمارے اس بیان اور دعوے کی زندہ دلیل یہ ہے کہ بہادر پرتھوی راج نے شہاب الدین

Marfat.com

غوری کے ہاتھوں گرفتار ہو کر بھی دعوت اسلام قبول نہ کی اور جان کی سلامتی کے ساتھ اپنا راج پاٹ واپس لینے کا بھی خیال نہ کیا بلکہ اپنی جان دینا گوارا کر لیا مگر اسی راجہ کی اولاد نے بغیر تلوار کے ڈر اور کسی لالچ کے اسلام قبول کر لیا۔ (پھر چند سطروں کے بعد) صرف آپ کی حیات ظاہری تک تبلیغ کا سلسلہ جاری نہیں رہا بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے خلفائے خاص نے آپ کی اس سنت محمودہ کو جاری رکھا بعد ازاں آپ کے اہل سلسلہ برابر یہ خدمت خاص علیٰ قدر استعداد انجام دیتے رہے اور اب تک آپ کے فیض روحانی اور تصرفات باطنی سے تبلیغ اسلام، اشاعت شریعت اور تعلیم علم معرفت کا کام جاری ہے۔

سلطان الہند سرکار غریب نواز قدس سرہٗ کی بے مثال مجموعۂ کمالات حیات وشخصیت کے نمایاں گوشوں کا اجمالی مشاہدہ کرنے کے بعد ہم اس اظہار حقیقت میں یقیناً حق بجانب ہیں کہ آپ ایک انتہائی بلند مرتبہ ہستی، عارف کامل اور سچے بزرگ ہیں جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ اور کتاب حیات کا ایک ایک ورق مشعل راہ اور چراغ منزل کی شکل میں روشن ودرخشاں ہے آپ کے ارشادات وتعلیمات پر عمل پیرا و کاربند ہو کر ہم دنیا وآخرت کی صلاح وفلاح حاصل کر سکتے ہیں۔

اثر ہے مرحبا یہ بخشش وفیضان خواجہ میں
سمٹ آئی ہے دنیا سایۂ دامان خواجہ میں

Marfat.com

خواجہ کی راجدھانی

اجمیر کا تاریخی منظر نامہ

اجمیر شریف ہندوستان کے شمال مغربی حصے میں راجپوتانہ کا ایک بڑا اور خوب صورت شہر ہے جو آگرہ سے ۲۲۸، دہلی سے ۲۳۵، لاہور سے ۵۷۰ اور بمبئی سے ۶۸۷ میل کے فاصلے پر کوہ اراولی کے دامن میں چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے درمیان واقع ہے۔ اس شہر کے شمال میں گوگرا گھاٹی، جنوب میں کوہ اراولی، مشرق میں ریاست کشن گڑھ اور مغرب میں دریائے سرسوتی ہے۔

تاریخ کے اوراق ناطق ہیں کہ اس تاریخی شہر کی بنیاد دوسری صدی عیسوی میں راجہ اجے پال نے ڈالی تھی، قدیم شہر موجودہ آبادی کے جنوب مغربی گوشے میں تھا۔ جس کے کچھ کھنڈرات اب بھی موجود ہیں۔ انقلابات دہر سے تبدیلی مقام کے ساتھ ناموں میں بھی تغیر ہوتا گیا۔ مورخین نے اس شہر کو جیا نگر، جیدرک، (درک بمعنی قلعہ) جے میر، ادمیر اور جلوپور بھی لکھا ہے۔ معتبر تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں قدیم زمانے میں بدھ مذہب کا پیرو راجہ کنشک گزرا ہے جو ۷۸ء میں گدی نشین ہو کر ۴۲ سال تک نہایت شان و شوکت سے حکمرانی کرتا رہا۔ اس راجہ کی راجدھانی پشاور میں تھی۔ تمام ممالک کابل و کشمیر سے لے کر دریائے نربدا تک شمالی ہند پر اس کا تسلط تھا۔ راجہ کنشک کے بعد اس کے دو بیٹے دشیشک اور ہویشک اپنے باپ کی گدی پر حکومت کرتے رہے مگر ۱۲۰ء یا ۱۲۳ء میں ہویشک نے خود مختاری کا اعلان کر کے ۱۴۰ء تک بڑے زور و شور اور دبدبہ سے حکومت کی۔ ہویشک کے بعد جب واسدیو نے گدی سنبھالی تو وہ اپنی کمزوری کے باعث حکو...

Marfat.com

کا بار سنبھال نہ سکا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ہی روز میں اس کی سلطنت کا شیرازہ بکھر گیا۔ راجہ اجے پال چکوانے جو کنشک خاندان کا باج گزار تھا علاقہ پر قبضہ کر کے شہر اجمیر کو (جس کی بنیاد واسدیو نے گدی نشین ہوتے ہی ڈالی تھی) اپنا پایہ تخت قرار دے کر اپنی جداگانہ سلطنت قائم کر لی۔

راجہ اجے پال دراصل ریاست انہل پور کا راجہ تھا جس کا پایہ تخت پٹن ضلع گجرات تھا ۳۲۰ء میں گپت خاندان کا عروج شروع ہوا تو سمندر گپت نے اپنی پامردی اور عالی ہمتی سے قریب قریب تمام شمالی ہند زیر نگیں کر لیا۔ راجپوتانہ کی ریاستیں بھی اس کے زیر اثر آ گئیں، پانچویں صدی عیسوی میں چندر گپت کے عہد میں بھی تمام راجپوتانہ اس کے زیر اقتدار رہا مگر کمار گپت کے عہد میں وسط ایشیا سے آمدہ قبائل سے جنگ وجدال میں گپت حکومت کا بھی خاتمہ ہو گیا اور یہ نووارد طاقت پنجاب اور راجپوتانہ میں پھیل گئی اور ہر جگہ لوٹ مار اور قتل وغارت گری سے نظام سلطنت معطل ہو گیا۔ اجمیر کے راجہ نے بھی اس نووارد حکومت کی اطاعت قبول کر لی، چھٹی صدی عیسوی اسی افراتفری میں گزری راجگان ہند کی باہمی لڑائیوں کا کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا بالآخر ساتویں صدی عیسوی کے شروع میں راجہ ہرش والیِ قنوج کی ایک نئی طاقت ہندوستان میں رونما ہوئی اس راجہ نے آسام، بنگال اور گجرات تک کے ممالک فتح کر لئے۔ قریب قریب تمام شمالی ہند اس کے ہاتھ میں آ گیا۔

۱۰۲۴ء میں جب محمود غزنوی نے سومنات پر آخری اور زبردست حملہ کیا اور ہندوستان میں داخل ہو کر ملتان فتح کر کے اجمیر پہونچا تو یہاں راجہ کی فوجوں سے زبردست لڑائی ہوئی میدان محمود غزنوی کے ہاتھ رہا۔ محمود غزنوی اجمیر فتح کر کے راجہ کو اس کا ملک عطا کر دیا بعض تاریخی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ راجہ مسلمان ہو کر سلطنت سے دست کش ہو گیا تھا اس وجہ سے محمود غزنوی نے سالار ساہو (والد ماجد حضرت سید سالار مسعود غازی بہرائچی قدس سرہٗ) کو اجمیر کا حاکم مقرر کیا ۱۰۴۴ء میں جب راجپوتوں کا زور بڑھا تو انہوں نے اجمیر کے مسلمان گورنر کو قتل کر کے راجہ کی گدی پر سارنگ دیو کو بٹھایا مگر وہ گدی نشین ہونے کے کچھ دنوں بعد ہی مر گیا۔ سارنگ دیو کے بعد بیس دیو کا چھوٹا بھائی اناد یو تخت

Marfat.com

نشین ہوا (اجمیر کا مشہور تالاب انا ساگر اسی کی یادگار ہے) انا دیو کے بعد جب پرتھوی راج تخت نشین ہوا تو اس نے سب سے پہلے قلعہ تاراگڑھ کی تعمیر کی طرف توجہ کی (اس قلعہ کی بنیاد بھی راجہ اجے پال نے ہی ڈالی تھی مگر ناسازگاریٔ روزگار کے باعث تعمیر نہ کرا سکا) پرتھوی راج نے تاراگڑھ کا قلعہ سنگ سرخ سے تعمیر کرایا اور ایسا نفیس و مستحکم بنایا کہ اس کی نظیر اس وقت ہندوستان میں نہ تھی۔

پرتھوی راج کے عہد میں سلطان شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر حملہ کیا اور تراوڑی کے میدان میں ۱۱۹۱ء میں پرتھوی راج اور اس کے حلیف راجاؤں سے زبردست جنگ ہوئی اس جنگ میں سلطان زخمی ہو گیا اور اس کی فوج نے دل شکستہ ہو کر ہزیمت اٹھائی سلطان کو اس شکست کا بہت قلق تھا چنانچہ اجمیر پر خواجہ غریب نواز کی تشریف آوری کے بعد آپ کی دعاؤں کے سائے میں ۱۱۹۳ء میں سلطان نے پھر ہندوستان پر چڑھائی کی پرتھوی راج اور دوسرے ہندو راجے (جن کی تعداد ایک سو پچاس کے لگ بھگ تھی) پورے سازوسامان کے ساتھ پھر تراوڑی کے میدان میں مقابلے کے لئے تیار ہو کر آ گئے۔ نہایت خونریز جنگ کے بعد ہندوستانی فوجوں کو شکست فاش ہوئی پرتھوی راج اور بیسیوں دوسرے راجے اس لڑائی میں کام آئے اس فتح عظیم کے بعد سلطان نے دہلی اور اجمیر پر قبضہ کر لیا اور ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بنیاد رکھی۔

پرتھوی راج کی شکست کے بعد اجمیر اسلامی حکومت کے زیر اقتدار آ گیا شہاب الدین غوری نے اجمیر میں اپنا صوبیدار مقرر کیا اور اجمیر حکومت دہلی کا ایک صوبہ قرار پایا۔ ابھی ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ پانسہ پلٹا اور اجمیر کا سابق چوہان خاندان پھر قابض ہو گیا مگر دو سال نہ گزرنے پائے کہ دہلی کے پٹھان خاندان کے بادشاہ نے اپنی طاقت رفوج سے ھ اجمیر پر قبضہ کر لیا اور ۱۴۰۰ء تک (تقریباً ڈھائی سو سال) اجمیر پٹھان بادشاہوں کے پاس رہا مگر ۱۴۰۰ء میں اجمیر پھر مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل گیا اور راجپوتوں کے قبضے میں چلا گیا۔ اس رجعت قہقری کا سبب یہ تھا کہ ۱۳۸۸ء میں فیروز شاہ تغلق کے انتقال پر جانشینی کے وقت اس کے لڑکوں میں عرصہ تک نزاع رہا سلطنت میں گڑبڑ مچ گئی اور کچھ ایسی خانہ جنگی

Marfat.com

برپا رہی کہ بادشاہ دہلی کا اقتدار صرف دہلی تک محدود ہو کر رہ گیا۔ ۱۳۹۷ء میں دہلی کے پرانے قلعے میں سلطان محمود خلجی کی حکومت تھی اور چند ہی میل کے فاصلے پر فیروز آباد میں نصرت شاہ مدعی سلطنت تھا یہاں مسلمان بادشاہ آپس میں لڑتے رہے میدان خالی تھا راجگان میواڑ نے اجمیر پر قبضہ کرلیا۔ اجمیر پر میواڑ کی حکومت ۵۵ برس رہی ۱۴۵۵ء میں مانڈو کے بادشاہ نے اجمیر لے لیا اور ۱۵۰۵ء تک اجمیر اس کے زیر تصرف و اقتدار رہا اسی سال پھر راجگان میواڑ نے اجمیر چھین لیا اور وہ ۲۸ سال تک حکومت کرتے رہے مگر ۱۵۳۳ء میں سلطان گجرات نے ایک زبردست جنگ کے بعد اجمیر پر قبضہ کرلیا ۱۵۳۴ء میں مارواڑ کے راٹھور خاندان کا قبضہ ہو گیا بیس برس تک راٹھوروں کی حکومت رہی بالآخر ۱۵۵۶ء میں اکبر بادشاہ نے فتح کرلیا اور ۱۷۳۰ء تک اس علاقہ پر خالص اسلامی حکومت رہی۔

اکبر بادشاہ چونکہ سلطان الہند خواجہ غریب نواز کا پکا معتقد تھا وہ ۱۵ جلوس میں جب چوتھی مرتبہ اجمیر آیا تو اس نے اس شہر کو از سر نو تعمیر کیا شہر پناہ پختہ ڈھائی گز چوڑی تعمیر کرائی جس کا دور ۷۴۰۰ گز تھا یہ فصیل شکستہ حالت میں اب بھی کہیں کہیں نظر آتی ہے اس میں شہر میں داخل ہونے کے چار دروازے تھے۔

(۱) شمال میں دہلی دروازہ

(۲) مشرق میں مدار دروازہ

(۳) جنوب میں ڈگی دروازہ

(۴) مغرب میں اترپولیہ دروازہ

بعد میں آگرہ دروازہ اور اسری دروازہ کا بھی اضافہ کیا وسط شہر میں ایک قلعہ نما عمارت بنوائی جو دراصل بادشاہی محل تھا اور اب میگزین کے نام سے مشہور ہے۔ اسی زمانے میں دہلی دروازہ اور درگاہ حضور غریب نواز کے جنوباً و شمالاً درگاہ بازار نہایت خوش وضع تعمیر کرایا اور احاطہ درگاہ میں ایک عالی شان مسجد تعمیر کی جو اکبری مسجد کے نام سے عوام و خواص میں مشہور ہے۔

اکبر کے بعد مغل بادشاہوں کے زمانے میں بھی اجمیر ترقی کرتا رہا۔ شہنشاہ جہانگیر اکثر اجمیر میں ہی رہا کرتا تھا آگرہ اس کا برائے نام تخت گاہ تھا قلعہ تارا گڑھ کے دامن میں دو

Marfat.com

پہاڑوں کے بیچ میں ایک خوشنما وادی ہے جو چشمہ جہانگیری کے نام سے جانا جاتا ہے اور یہاں پہاڑوں سے ہروقت آبشار جاری رہتے ہیں جہانگیر نے یہاں ایک خوبصورت سیرگاہ اور ایک نفیس محل بنوایا جس کے کھنڈرات اب بھی کہیں کہیں موجود ہیں۔

جہانگیر کے بعد شاہجہاں نے اجمیر کو چار چاند لگادیئے اناساگر تالاب پر سنگ مرمر کا ایک عالی شان محل بنوایا اس محل کا اکثر حصہ شکستہ حالت میں اب بھی موجود ہے اور احاطہ درگاہ شریف میں ایک عالی شان اور خوبصورت مسجد تعمیر کرائی جو شاہجہانی مسجد کے نام سے اب بھی موجود ہے اور مشرقی فن تعمیر کا ایک نادر ترین شاہکار ہے۔

اورنگ زیب کے انتقال کے بعد سلطنت مغلیہ کا زوال شروع ہوا۔ ۱۶۳۹ء میں نادر شاہ کے حملہ نے مغلیہ حکومت کی رہی سہی طاقت کا بھی خاتمہ کردیا جو حاکم جس حصہ ملک میں تھا وہ اس کو دبا بیٹھا۔ اجمیر کے قریب اس وقت جودھپور کے راٹھور راجاؤں کی طاقت عروج پر تھی۔ ۱۷۴۳ء میں انہوں نے اجمیر کو اپنی حکومت میں شامل کرلیا۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد مرہٹوں نے سر اٹھایا گوالیار کے راجہ سندھیا نے اجمیر پر حملہ کردیا اور ۱۷۵۶ء سے ۱۷۵۸ء تک راٹھور اور سندھیا دونوں کی حکومت رہی ۱۷۵۸ء میں راٹھور بے دخل ہوگئے مگر اجمیر پر ۱۷۸۷ء تک مرہٹوں کا تسلط رہا ۲۹ سال کے بعد ۱۷۸۷ء میں راٹھور پھر قابض ہو گئے لیکن چار سال کے بعد ہی ۱۷۹۱ء میں مرہٹوں نے پھر قبضہ کرلیا یہ قبضہ ۱۸۱۸ء تک قائم رہا بالآخر اس عہد نامہ کی بنا پر جو یا پوراؤ سندھیا سے ہوا تھا اجمیر ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ میں چلا گیا۔ ۱۹۴۷ء تک اجمیر پر انگریزوں کی حکومت رہی ۱۹۴۷ء میں ہندوستان انگریزوں کے تسلط سے آزاد ہوگیا اور اجمیر آج کل آزاد ہندوستان کا ایک اہم ترین شہر ہے جو صوبہ راجستھان کے زیرنگیں ہے۔

Marfat.com

آپ کا مقدس خاندان

نائب النبی سلطان الہند عطائے رسول خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی سنجری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندانی حالات سرورعالم نورمجسم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر کئی پشت نیچے تک جو کتابوں میں نظر آتے ہیں وہ اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ کے آباء واجداد کو علم وفضل، زہد وتقویٰ، حق طلبی، حق شناسی اور خدا رسی میں خاص امتیاز حاصل رہا ہے اور جس طرح حضرت رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا شجرۂ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک کفروشرک سے پاک وصاف ہے اسی طرح خواجۂ ہند کا شجرۂ نسب سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے لے کر حضرت خواجہ بزرگ تک شرک وارتداد اور کفرومعاصی کی آلائشوں سے منزہ ومبرہ ہے بلکہ اسی خاندان رسالت میں بعض ایسے مشہور عالم امام بھی ہوئے ہیں جو علم وفضل اور فقرودرویشی میں یگانۂ روزگار تھے۔ چونکہ خلفائے عباسیہ سادات کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچایا کرتے تھے بایں وجہ گمان غالب ہے کہ آپ کے آباء واجداد نے وطن سے ہجرت کر کے دارالخلافت (بغداد) سے دور سنجر (واقع سیستان) میں اقامت اختیار فرمائی۔

آپ کے والد ماجد حضرت امام حسین ابن علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں ہیں اور والدۂ محترمہ حضرت امام حسن ابن حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی اولاد میں سے ہیں آپ کے والد ماجد حضرت سید غیاث الدین حسن نہایت متقی و پرہیزگار تھے۔ خاندانی شرافت کے ساتھ ساتھ صاحبِ دولت وثروت بھی تھے نیز فقرودرویشی کی دولت سے بھی مالا

Marfat.com

مال تھے آپ نے اپنا سب کچھ خدا کی راہ میں وقف کر رکھا تھا اور بے شمار بندگان خدا صبح وشام ان سے فیضیاب ہوتے تھے۔ غریبوں، مسکینوں، حاجت مندوں اور مصیبت زدہ لوگوں کے لئے آپ کی سخاوت وفیاضی کے دروازے ہمیشہ اور ہر وقت کھلے رہتے تھے۔ وہ ایک باکرامت بزرگ تھے اور ہر طبقے کے لوگوں میں نہایت عزت واحترام کی نگاہوں سے دیکھے جاتے تھے۔ آپ نے ۵۵۲ھ میں دنیا سے رحلت فرمائی۔ مزار پاک بغداد میں باب الشام کے نزدیک آج تک مرجع خلائق ہے۔

ذیل کے واقعات سے آپ کے جدامجد سید کمال الدین طاہر اور والد ماجد سید غیاث الدین حسن کی عظمت وبزرگی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

والد ماجد سید غیاث الدین حسن

ایران پر سلجوقیوں کی سطوت کا پرچم لہرا رہا تھا ارسلاں ارغون علم بغاوت بلند کر کے جب خراسان پر قابض ہوا اور اپنی خودمختار حکومت قائم کی تو سلطان برکیارق سلجوقی نے خراسانی بغاوت کو فرو کرنے کے لئے اپنے چچا بوربرس کو بھیجا مگر اسے شکست فاش ہوئی۔ بوربرس ارسلاں ارغون کے ہاتھوں مارا گیا۔ دوسری مہم سلطان نے اپنے بھائی سنجر کی سرکردگی میں روانہ کی۔ سنجر بغداد سے ایک بڑا لشکر لے کر مانند طوفان خراسان کی طرف جھپٹا وہ جلد سے جلد اپنی صلاحیتوں کو سلطان پر آشکارا کرنا چاہتا تھا مگر جب وہ اصفہان کے قریب پہونچا تو اچانک اس کے لشکر میں ہیضے کی وبا پھوٹ پڑی سنجر نے لشکر کو قیام کا حکم دیا اور پابندی لگادی کہ لشکر سے نکل کر کوئی کہیں نہیں جائے گا اور کہا کہ۔

''یہ بات ایمان واخلاق کے منافی ہے کہ ہمارے ذریعے بیماری کسی اور جگہ منتقل ہو''

لشکر کو قیام کئے ہوئے تیسرا دن تھا وبا کی لپیٹ میں آکر سیکڑوں سپاہی ہلاک ہو چکے تھے فوجی طبیب اور اس کا عملہ بھی لقمۂ اجل بن چکا تھا۔ سنجر کو جب ساتویں قے ہوئی تو اسے اطلاع دی گئی کہ ایک مختصر سا قافلہ لشکر کی طرف آرہا ہے۔

سنجر نے کہا ''ایک آدمی فوراً جاکر قافلے کو ادھر آنے سے روکے کہیں وہ اس موذی

Marfat.com

مرض کا شکار نہ ہو جائیں۔ ایک فوجی نے جا کر اس قافلے والوں کو صورت حال سے آگاہ کیا اور امیر لشکر کا یہ پیغام دیا کہ ''وہ جلد از جلد وہاں سے دور نکل جائیں''۔

قافلہ رک گیا ان میں سے ایک شخص نے فوجی سے کہا ''امیر لشکر کی خواہش کے مطابق ہم ضرور اپنا سفر جاری رکھیں گے لیکن میں تنہا تمہارے ساتھ چلوں گا اور امیر کا شکریہ ادا کر کے لوٹ آؤں گا یہ ناممکن ہے کہ اس عظیم الشان شخصیت کی زیارت نہ کروں جو موت کے منہ میں پہونچنے کے باوجود دوسروں کی بھلائی اور خیر خواہی سے غافل نہیں ہے''۔

فوجی نے بہت روکا مگر مختصر قافلے کا یہ درویش صفت جوان سنجر کی عیادت کو پہونچ گیا۔ سنجر کے چہرے کی چمک دمک اس کا مرض چاٹ گیا تھا اس نے انتہائی کمزور آواز میں کہا ''آپ نے یہاں آ کر عقلمندی کا ثبوت نہیں دیا''

''میں عیادت کے لئے آیا ہوں اور عیادت سنت رسول ہے موت اور زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے آپ تھوڑا سا پانی منگوائیں''۔

پانی پیش کیا گیا، نو وارد حافظ قرآن نے پانی پر کلام الٰہی پڑھ کر دم کیا ''اسے بہت سے پانی میں ڈال کر سارے لشکر کو پلاؤ اللہ شفا دینے والا ہے'' نو وارد درویش نے کہا۔

پانی لشکریوں کو پلایا جانے لگا تو نو وارد سجدے میں گر گیا اور جب وہ طویل سجدے سے فارغ ہوا تو اللہ کے فضل سے وبا کے آثار تک لشکر میں باقی نہ تھے۔

سنجر کی طبیعت بھی بحال تھی اس نے کہا ''میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں''۔

نو وارد نے کہا ''یہ بات کہہ کر شکر کے موقع کو ضائع نہ کرو تمام لشکر کو حکم دو کہ شکر کا دوگانہ ادا کرے''۔

تھوڑی دیر بعد ہی بیس ہزار افراد اپنے رب کے حضور سر بسجود تھے نماز سے فراغت کے بعد سنجر نے دریافت کیا ''آپ کہاں سے آ رہے ہیں اور کون ہیں''۔

''میں بحستان کے ایک قصبہ سنجر سے آ رہا ہوں وہی میرا مولد ہے نام غیاث الدین حسن ہے اور سر دست منزل میری نیشاپور ہے''۔

Marfat.com

جد امجد خواجہ سید کمال الدین طاہر

سنجر کا نام سن کر امیر لشکر سنجر کا چہرہ فرط مسرت سے دمکنے لگا کچھ توقف کے بعد اس نے کہا "اس کا مقصد یہ ہوا کہ ہمارے خاندان پر اہل سنجر کا یہ دوسرا احسان ہے۔ دوسرے احسان کا ثبوت تو میرے چراغ حیات کی روشنی ہے پہلے احسان کے حالات میں نے اپنے والد الملک العادل ملک شاہ سلجوقی سے سنے تھے۔ ۴۷۹ھ میں میرے والد حلب میں ابن الحیتی سے نبرد وآزما ہونا چاہتے تھے اس نبرد آزمائی کے نتیجے میں ہزاروں مسلمانوں کی ہلاکت لازمی تھی اس موقع پر سنجر کے ایک بزرگ خواجہ سید کمال الدین طاہر نے والی حلب ابن الحیتی کو اسلام کے وسیع تر مفادات کے لئے اس بات پر آمادہ کرلیا کہ وہ سلطان کی اطاعت کر کے حلب سے دست بردار ہو جائے نتیجۃً سلطان بھی ابن الحیتی کی طرح خواجہ سید کمال الدین طاہر کے معتقد ہو گئے اور انہیں کی یاد زندہ رکھنے کے لئے میرے والد نے میرا نام سنجر رکھا"۔

خواجہ سید غیاث الدین حسنؒ نے یہ بات سن کر تبسم فرمایا اور کہا "واقعی یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ تمہارے والد سے جن بزرگ کی ملاقات ہوئی وہ میرے والد تھے"۔

خواجہ سید غیاث الدین حسن وہاں سے رخصت ہو کر اپنے رفقاء کے ساتھ نیشاپور پہونچے۔ سب نے اپنی ضرورت کے مطابق خرید وفروخت کی اور بخیر وخوبی سنجر واپس آ گئے۔

والد ماجد کی شادی

خواجہ سید غیاث الدین حسن اپنی والدہ ماجدہ کے ساتھ ایک آسودہ زندگی گزار رہے تھے ایک پن چکی اور ایک باغ کی آمدنی ان کے لئے بہت کافی تھی آپ حافظ قرآن تھے بستی کے بچوں کو قرآن حکیم کی تعلیم دینا اور جوانوں میں دینی ذوق کو بیدار رکھنے کی مسلسل جدوجہد آپ کے محبوب مشاغل تھے۔ والدہ کی خدمت میں ہر وقت کمربستہ رہنا اور ان کی ہر بات کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا ان کا مزاج بن گیا تھا۔

Marfat.com

ایک دن والدہ نے کہا "بیٹے! میں جانتی ہوں کہ تم میرے آرام کی خاطر کتنی محنت کرتے ہو مگر میرے آرام میں ایک رکاوٹ ہے جس سے میرے دل میں ایک کانٹا سا چبھا ہوا ہے جب تک تم شادی نہ کرلو گے میں سکون حاصل نہ کرسکوں گی"۔

آپ ماں کی یہ بات سن کر تڑپ اٹھے اور عرض گذار ہوئے "میں نے آج تک آپ کی نافرمانی کا کبھی تصور تک نہیں کیا ہے آپ مختار ہیں آپ کی خوشنودی کے لئے میں شادی سے بھی انکار نہیں کروں گا"۔

والدہ نے بیٹے سے مشورے کے بعد بُست کے ایک معزز خاندان میں جو حسنی سادات سے تھے رشتہ طے کر کے شادی کردی ۔خواجہ سید غیاث الدین حسن کے خسر کا نام علامہ داؤد ابن عبداللہ حنبلی تھا۔

حضرت خواجہ غیاث الدین حسن کی زوجہ محترمہ اور حضرت خواجہ معین الدین حسن المعروف بہ خواجہ غریب نواز کی والدۂ ماجدہ بی بی ماہ نور بھی حافظ قرآن اور انتہائی عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں ۔ بہت ہی خدا ترس اور سخاوت پسند تھیں آپ کی کنیت "ام الورع" اور لقب "خاص الملکہ" تھا۔

جائے ولادت

سیر الاولیاء ،دلیل العارفین اور حضرت خواجہ غریب نواز کی مرتب کردہ گنج اسرار اور انیس الارواح میں آپ کو صرف سنجری لکھا گیا ہے مگر بعد کی مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے سنجر تین ہیں جن کو مختلف تذکرہ نویسوں نے مختلف پتوں کے ساتھ آپ کا مولد لکھا ہے۔

ایک سنجر ایشیائے کوچک میں بتایا گیا ہے جسے موصل سے تین دن کی راہ پر بتایا گیا ہے ۔بعض نے سنجار لکھا ہے اور اسے عراق میں بغداد سے سات دن کی راہ پر

Marfat.com

بتایا ہے مگر محققین کے نزدیک یہ مقام غریب نواز کا مولد نہیں البتہ شیخ نجم الدین کبریٰ سے حضرت خواجہ کی ملاقات کا مقام ہے۔

دوسرا سنجر سیستان میں بتایا گیا ہے صاحب سیر العارفین نے آپ کا مولد سجستان لکھا ہے، صاحب مسالك السالكين نے اپنی کتاب کی جلد دوم میں سجستان کو سیستان کا معرب بتایا ہے اور اس کا مخفف بفتح سین وسکون جیم وزائے معجمہ یعنی سجز (س۔ج۔ز) لکھا ہے۔ آئین اکبری جلد دوم میں مرقوم ہے کہ خواجہ معین الدین چشتی قصبہ سنجر (س۔جر) میں جو سیستان سے متعلق ہے پیدا ہوئے۔ صاحب سیر الاقطاب نے غالباً اسی کو سنجرستان لکھا ہے مگر اسے غریب نواز کا مولد تسلیم نہیں کیا بلکہ اسے آباء واجداد کی جائے سکونت قرار دیا ہے لہٰذا یہ بھی خواجہ بزرگ کا مولد نہیں بلکہ وہ آپ کے آباء واجداد کی جائے سکونت ہے۔

تیسرا سنجر اصفہان کے نزدیک بتایا گیا ہے۔ بعض نے اصفہان کو بعض نے سنجر متصل اصفہان کو مولد غریب نواز لکھا ہے۔ بعد کے محققین نے سنجر کو اصفہان کا ایک محلہ تسلیم کیا ہے۔ صاحب سیر الاقطاب نے خواجہ غریب نواز کا مولد اصفہان لکھا ہے جس کا دوسرا نام صفاہان بھی ہے۔ ان روایات کے پیش نظر قرین قیاس ہے کہ حضرت خواجہ کے والد نے اپنے آبائی وطن سنجر (واقع سیستان) سے ہجرت کر کے اصفہان کے مضافاتی محلہ سنجر میں اقامت اختیار کر لی ہو چونکہ یہ خاندان رسالت سیستانی سنجر کی نسبت مکانی کی وجہ سے سنجری کہلاتا تھا اس لئے اصفہان میں یہ مقام سکونت بھی اس نسبت سے سنجر کہلانے لگا یہیں حضرت خواجہ کی ولادت ہوئی اور اسی نسبت مکانی یا آبائی نسبت مکانی کی وجہ سے آپ سنجری کہلاتے ہیں۔

چشتی اور اجمیری سے شہرت

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ ہندو پاک کے عوام وخواص اور عقیدت مندوں میں ''سنجری'' کی بجائے چشتی یا اجمیری کی نسبت سے مشہور ہیں اجمیری کی شہرت اس لئے ہوئی کہ آپ نے اپنی عمر کے چالیس سال اجمیر شریف میں گزرے اور آپ نے اجمیر کو اپنا وطن ثانی

Marfat.com

بنالیا تھا لیکن چشتی سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آپ سلسلۂ چشتیہ کے عظیم المرتبت بزرگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرف بیعت رکھتے تھے اور آپ کے مشائخ سلسلہ بھی چشتی کہلاتے تھے جس کی ابتداء حضرت خواجہ ابواسحاق شامی سے ہوئی جن کو ان کے پیر و مرشد نے اس نسبت خاص کا تحفہ عطا فرمایا تھا اس لئے اس سلسلے کے تمام مشائخ چشتی کہلائے اور چونکہ خواجہ غریب نواز بھی اسی سلسلہ سے تعلق رکھتے تھے اس لئے آپ کے نام کے ساتھ لفظ چشتی ایسا جڑ گیا کہ گویا آپ کے نام کا جزو بن گیا اور ساری دنیا میں خواجہ غریب نواز چشتی کے نام سے مشہور ہو گئے۔

''چشت'' خراسان کا ایک مشہور شہر ہے جو ہرات سے تیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے جو اب شاقلان کے نام سے جانا جاتا ہے وہاں کچھ اہل دل اور ارباب طریقت نے رشد و ہدایت اور اصلاح و تربیت کا مرکز قائم کیا وہی نظام تربیت و ہدایت اس مقام کی نسبت سے سلسلۂ چشتیہ کہلانے لگا اور جیسا کہ اوپر مذکور ہوا کہ اس نظام کے سرخیل و مقتداء شیخ ابواسحاق شامی تھے جو ملک شام کے مشائخ کبار میں سے گزرے ہیں آپ کا مزار مبارک شہر علکہ میں ہے جو مملکت شام میں واقع ہے۔ آپ کے پیر و مرشد نے حلقۂ ارادت میں داخل فرما کر تربیت کے بعد آپ کو چشت بھیج دیا۔ شیخ ابواسحاق شامی چشت تشریف لے گئے اور مخلوق خدا کو فیض پہونچایا بالخصوص آپ کے مرید و خلیفہ اور خواجہ ابومحمد ابدال چشتی کے والد و مرشد حضرت خواجہ ابواحمد چشتی و دیگر بزرگان چشت نے آپ سے کسب فیض و برکات کیا اسی تعلق خاص کے سبب آپ کے مرشد نے آپ کو چشت کی نسبت مکانی سے منسوب کرتے ہوئے چشتی فرمایا اس طرح آپ سلسلۂ چشتیہ کے بانی اول قرار پائے اور بعد میں یہ نسبت مکانی ایک سلسلۂ طریقت بن گئی اور اس سلسلۂ طریقت میں بیعت ہونے والے تمام بزرگان دین چشتی کہلانے لگے ہندوستان میں اس سلسلہ کی خشت اول حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز ہیں اور آپ سے منسوب ان گنت بزرگان دین ملک کے گوشے گوشے میں تبلیغ دین اور رشد و ہدایت کے کام میں مشغول ہوئے اور اس سلسلہ کو فروغ دینے کے لئے متعین ہوئے چنانچہ آج بھی ملک کے بیشتر علاقوں میں اس سلسلہ کی تشہیر و اشاعت کی خدمات انجام پا رہی ہیں۔

Marfat.com

نسب نامۂ پدری

معین الارواح کے مصنف نے سلطان الہند حضرت سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسب نامۂ پدری متعدد کتب تاریخ و سیر کے حوالوں سے اس طرح تحریر کیا ہے۔

خواجہ معین الدین حسن بن خواجہ سید غیاث الدین بن سید سراج الدین بن سید عبداللہ بن سید عبدالکریم بن سید عبدالرحمٰن بن سید علی اکبر بن سید ابراہیم بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام زین العابدین بن سید الشہداء حضرت امام حسین بن حضرت سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

صاحب مرأۃ الاسرار نے آپ کا شجرۂ نسب یوں بیان کیا ہے۔

خواجہ معین الدین بن خواجہ سید غیاث الدین بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبدالعزیز بن سید ابراہیم بن سید ادریس بن سیدنا امام موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

درج کیے گئے پہلے شجرے کے مطابق حضرت خواجہ غریب نواز کا سلسلۂ نسب بارہ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم تک پہونچتا ہے اور دوسرے شجرہ کے مطابق دس واسطوں سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہونچتا ہے اس طرح حضرت سرکار غریب نواز کا سلسلۂ نسب حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہرا کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جاملتا ہے۔

نسب نامۂ مادری

آپ کی والدۂ مکرمہ کی طرف سے آپ کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین حسن بن بی بی ام الورع ماہ نور یا بی بی خاص الملکہ بنت سید داؤد بن سید عبداللہ حنبلی بن سید زاہد بن سید مورث بن سید داؤد بن سید موسیٰ جون بن سید عبداللہ محض بن سید حسن مثنیٰ بن حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ بن سیدنا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ

Marfat.com

الکریم ورضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

مذکورہ شجرہ کے مطابق آپ کی والدۂ مکرمہ کا سلسلۂ نسب نو واسطوں سے حضرت علی اور حضرت فاطمۃ الزہرا سے ملتا ہے۔ پدری نسب نامہ سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مادری نسب نامہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ سے ہو کر حضرت علی، فاطمۃ الزہرا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک پہونچتا ہے اس طرح ثابت ہوا کہ آپ حسنی حسینی نجیب الطرفین سید اور اولاد رسول ہیں۔

سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرابت

سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مادری نسب نامہ "مسالك السالكين" کے حوالے کے مطابق سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی (سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حضرت سید عبداللہ حنبلی کے پوتے ہیں اور حضرت سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدۂ محترمہ بی بی ماہ نور رحمۃ اللہ علیہا حضرت سید عبداللہ حنبلی کی پوتی ہیں اور ان دونوں کے والد آپس میں حقیقی بھائی ہیں یعنی سرکار غریب نواز کی والدۂ ماجدہ سرکار غوث اعظم کی چچازاد بہن ہیں اس رشتے سے سرکار غوث اعظم سرکار غریب نواز کے ماموں ہوتے ہیں بغداد شریف میں عام طور پر مشہور ہے اور صاحب مسالك السالكين نے اپنی کتاب کی جلد دوم کے صفحہ ۲۷۱ پر تحریر فرمایا ہے کہ غریب نواز اور غوث پاک (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں ان دونوں رشتوں کی مطابقت اس طرح ہو جاتی ہے کہ حضرت سرکار غریب نواز کی والدۂ محترمہ حضرت سرکار غوث پاک کی ننہالی رشتے میں خالہ اور ددیہالی رشتے مین بہن ہیں اس لئے غوث پاک غریب نواز کے خالہ زاد بھائی اور ماموں بھی ہوتے ہیں۔

حلیہ شریف

تاریخ وسیر کی متعدد کتابوں میں حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا حلیہ شریف اس طرح تحریر کیا گیا ہے جس سے آپ کا مقدس سراپا نگاہوں کے سامنے آجاتا ہے۔

Marfat.com

سرخ وسفید رنگ، دراز قد، موزوں جسم، متناسب اعضاء، چوڑے شانے، کشادہ پیشانی، بڑی لمبوتری آنکھیں، ستواں ناک، بھری ہوئی سفید داڑھی، لبوں پر رقص کرتا تبسم، لوگوں کو روشن کر دینے والا پرنور چہرۂ اقدس، چلنے میں متانت ووقار، اٹھنے بیٹھنے میں ایک انفرادی شان اور بات چیت کا انداز نہایت شیریں اور پرکشش۔ غرض آپ رنگ وروپ، ناک نقشے، چال ڈھال، وضع قطع اور ظاہر وباطن ہر لحاظ سے حسین، خوب صورت اور جاذب نگاہ تھے۔ پہننے اوڑھنے اور کھانے پینے کا کوئی خاص اہتمام نہیں فرماتے تھے۔

آفتاب ولایت کی جلوہ نمائی

۵۳۷ھ میں رجب المرجب کا چاند ۱۳ تاریخ کو اپنی منزل کمال تک پہونچا سنجر کی بستی کے لوگ چین کی نیند سو رہے تھے۔ رات کی دہلیز پر تیسرے پہر نے دستک دی اور تہجد گزاروں کی آنکھ کھل گئی جاگنے والے صبح صادق جیسا اجالا دیکھ کر چونک پڑے گمان یہ گزرا کہ آج نماز تہجد قضا ہوگئی گھبرا کر کھلی فضا میں نکل آئے تو دیکھا کہ ایک شعاع نور آسمان کی بے کراں رفعتوں سے خط مستقیم بنائے ہوئے خواجہ سید غیاث الدین حسن کے دولت کدے پر مرتکز ہے اسی کی روشنی نے صبح کا سماں پیدا کر رکھا ہے۔

یہ حیرت ناک منظر تہجد گزاروں کے ذوق تجسس کو بیدار کر کے انہیں کشاں کشاں مینارۂ نور تک لے گیا۔ وہاں پہونچے تو ایک نومولود بچے کی پہلی آواز نے ان کی سماعتوں کے دامن پر پھول برسائے۔ خواجہ سید غیاث الدین حسن باہر چبوترے پر سربسجود تھے کیوں کہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدے سے بہتر بارگاہ نعیم کے لئے بندے کے پاس کوئی نذرانہ ہے بھی تو نہیں۔ دایہ نے آکر ولادت فرزند کی خوش خبری دی تو حاضرین نے مبارک باد پیش کی۔

نماز فجر کے بعد پوری بستی میں ثقہ راویوں نے رات کے مشاہدے کی تفصیلات بیان کر کے یہ مبارک خبر سنائی کہ اللہ کے ایک برگزیدہ بندے کی ولادت نے سنجر کی قسمت جگا دی ہے شام تک حسنی حسینی باغ کے اس گل نوشگفتہ کی زیارت کے لئے بھیڑ لگی رہی۔

Marfat.com

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت

سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سن ولادت میں تاریخ نویسوں اور تذکرہ نگاروں کے بڑے اختلافات ہیں مگر زیادہ تر مورخین کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ کی ولادت باسعادت ۱۴ رجب المرجب ۵۳۷ھ دوشنبہ کے دن صبح صادق کے روح پرور اجالے میں ہوئی۔ آپ کا مقام ولادت سنجر ہے جس کی تفصیل گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہے۔ سرورنام کے کسی شاعر نے آپ کا سال ولادت درج ذیل مصرعوں میں نظم کیا ہے:

سیدعالم معین الدیں ولی
مقتدائے دیں شہ ہندوستاں
سال تولیدش بگو "بدرالمنیر" (۵۳۷ھ)
بازسرورعارف صوفی بخواں (۵۳۷ھ)

"بدرالمنیر" اور "عارف صوفی" دونوں کے الگ الگ اعداد ۵۳۷ ہیں۔

شکم مادر میں کلمہ طیبہ کا ورد

آپ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ بی بی ام الورع ماہ نور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے روایت ہے کہ جس وقت سے معین الدین حسن کے جسم مبارک میں روح ڈالی گئی اس وقت سے پیدائش تک آپ کا معمول یہ رہا کہ نصف شب سے دن چڑھنے تک آپ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ذکر فرمایا کرتے تھے اور میں اپنے کانوں سے آپ کے ذکر کی آواز سنا کرتی تھی۔ مزید آپ فرماتی ہیں کہ معین الدین حسن صلب پدر سے میرے شکم میں منتقل ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے خیر و برکات کے دروازے کھول دیئے ہمارے گھر میں خیر و برکت کی فراوانی و کثرت ہوگئی اور ہمارا دل اطمینان و سرور سے لبریز و معمور ہوگیا۔

Marfat.com

اقطاب وابدال کی مبارک باد

آپ کی والدۂ ماجدہ فرماتی ہیں کہ جس پرنور و درخشاں صبح کو معین الدین حسن کی فرحت افزا ولادت مبارکہ ہوئی ہمارے گھر میں ایک عجیب سا نور پھیل گیا اور میں نے اپنے اردگرد بہت سی نورانی صورتیں دیکھیں۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ منظر نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔ پھر میں نے اپنے نومولود بچے کی طرف نظر کی تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ وہ سجدے میں پڑا ہے۔ میں نے اسے پیار سے اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا پھر جب اوپر نگاہ اٹھائی تو ہزاروں نورانی صورت اور حسین چہرے والوں کو پرے باندھے ہوئے دیکھا جن کے فاخرہ لباسوں سے سرور انگیز خوشبو کی لپٹیں آ رہی تھیں میں حیرت میں تھی کہ یہ کون لوگ ہیں اتنے میں ان میں سے ایک شخص نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

> ''اے خاتون! مبارک ہو کہ آج تیرے گھر معین الدین کی ولادت ہوئی ہم لوگ اس دور کے اقطاب و ابدال ہیں اور تجھے مبارک باد و خوش خبری دینے آئے ہیں''

اس کے بعد یہ حضرات نگاہوں سے روپوش ہو گئے۔

آپ کا اسم گرامی

دوسرے دن عقیقہ کے بعد جب نومولود کا نام رکھنے کے لئے خواجہ سید غیاث الدین حسن نے اپنی اہلیہ ام الورع سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا ''بچے کا نام اس کی پیدائش سے پہلے کئی بزرگ خواب میں آ کر بتا چکے ہیں اس لئے اس کا نام ''خواجہ معین الدین حسن'' ہی تجویز کیا جائے بزرگوں کے ارشادات کے مطابق یہ اللہ کی امانت ہے اس کی تربیت ونگہداری ہمارے لئے باعث رحمت ثابت ہو گی''۔

مقبول عام خطابات

مصنف ''معین الارواح'' نے سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ

Marfat.com

کے خطابات والقاب کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ۔

''آپ کو دربار رسالت سے ''قطب مشائخ البر والبحر'' کا خطاب عطا ہوا اور مخلوق آپ کی خصوصیات سے متاثر ہو کر آپ کو متعدد خطابات والقاب سے یاد کرنے لگی ان میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

ہندالولی، عطائے رسول، خواجۂ خواجگاں، خواجۂ بزرگ، غریب نواز، سلطان الہند، نائب رسول فی الہند وغیرہ''۔

مقدس القاب

آپ کے فضائل وکمالات اور علمی وروحانی امتیازات کے سبب آپ کو مندرجہ ذیل القاب سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

معین الحق، معین الملۃ والدین، سلطان العارفین، قطب دوراں، وارث الانبیاء والمرسلین، محب اولیائے زماں، امام شریعت وطریقت، مخزن معرفت، واقف رموز صوری ومعنوی، مقتدائے ارباب دیں، پیشوائے ارباب یقیں، صاحب اسرار، عالم علم ظاہری وباطنی، قدوۃ السالکیں، تاج المقربین والمحققین، سیدالعابدین، امام العارفین، رہنمائے کاملین، تاج العاشقین، برہان الواصلین وغیرہ۔

شیر خوارگی اور عہد طفلی کے زرّیں واقعات

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے عالم شیر خوارگی میں ہی کرامتوں کا ظہور ہونے لگا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب کوئی عورت اپنا بچہ لے کر آپ کے گھر آتی اور وہ بچہ دودھ کے لئے رونے لگتا تو آپ اپنی والدۂ محترمہ کی جانب اشارہ کرتے آپ کی والدہ آپ کا اشارہ سمجھ جاتیں اور اس بچے کو اپنا دودھ پلا دیتیں اس پر آپ بہت خوش ہو کر فرط مسرت سے مسکرانے لگتے۔

جب آپ کی عمر شریف تین سال کی ہوئی تو اکثر وبیشتر باہر سے اپنے ہم عمر بچوں کو بلا کر گھر لے آتے اور انہیں انتہائی محبت کے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلاتے جب وہ آسودہ

Marfat.com

ہو جاتے تو آپ بے پناہ مسرت محسوس فرماتے۔

غریب نوازی کا ایک رقت آمیز واقعہ

عید کا دن تھا ہر طرف مسرت و شادمانی کا ماحول تھا سرکار غریب نواز کے بچپن کا زمانہ تھا آپ اپنے گھر والوں کے ہمراہ نہایت عمدہ اور نفیس لباس زیب تن فرما کر نماز عید کے لئے عید گاہ جا رہے تھے۔ راستے میں ایک نابینا لڑکے کو پھٹے پرانے کپڑے میں ملبوس دیکھا سرکار غریب نواز کو اس کی غریبی اور لاچاری پر بہت دکھ ہوا نتیجہ کے طور پر آپ نے اپنا خوب صورت اور قیمتی لباس اس غریب نابینا لڑکے کو پہنا دیا اور خود دوسرے کپڑے پہن کر اسے اپنے ساتھ عید گاہ لے گئے۔

مذکورہ بالا واقعات کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا آسان ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بچپن، عہد طفلی اور شیر خوارگی میں ہی نہیں بلکہ خلقی اور پیدائشی غریب نواز تھے اور یہ صفت خاص آپ کی حیات ظاہری تک ہی نہیں بلکہ بعد وصال بھی آپ سے کبھی کسی حال میں جدا نہ ہو سکی۔ چنانچہ آج بھی آپ اسی طرح غریبوں، مجبوروں، بے کسوں، مظلوموں اور بے سہاروں کو نزدیک و دور سے خوب خوب نوازتے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ہم غریبوں کے لئے آپ غریب نواز رہیں گے۔

بچپن میں لہو و لعب سے دوری

آپ عام بچوں کی طرح کبھی اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کھیل کود میں شریک نہیں ہوئے اور نہ کبھی آوارہ، آزاد، بدزبان اور گندے بچوں کی صحبت اختیار کی ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' کی کہاوت آپ پر پوری طرح صادق آتی ہے۔ اس میں والدین اور گھر والوں کی صفتوں کے اثرات، ان کی تربیت و نگرانی کے ساتھ ساتھ پروردگار عالم کے خصوصی فضل و احسان اور انعام و اکرام کی پاک و پاکیزہ رنگ آمیزی واثر آفرینی تھی:

بالائے سرش زہوش مندی
می تافت ستارۂ بلندی

Marfat.com

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مروجہ تعلیم کا آغاز اور والد ماجد کا انتقال

دادی صاحبہ پوتے پر فدا تھیں مگر اس کی پانچ بہاروں سے زیادہ نہ دیکھ سکیں۔ ماں باپ دونوں حافظ قرآن تھے تعلیم کی ذمہ داری خود ہی قبول کی چودہ سال کی عمر میں خواجہ معین الدین حسن نے قرآن حفظ کرلیا قرآن حکیم کی تلاوت کا شوق انہیں ورثہ میں ملا تھا عالم باعمل باپ نے عربی وفارسی کی مروجہ تعلیم کا آغاز کر دیا مگر وہ اس کی تکمیل نہ کر سکے اور ۵۵۲ھ میں حضرت خواجہ کو خدا کی پناہ میں دے کر راہی ملک بقا ہو گئے۔

والدۂ ماجدہ کا وصال

والد ماجد کی موت کو حضرت خواجہ نے اللہ کی رضا جان کر قبول کیا اور ماں کو کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنے دیا کیونکہ آپ نے اپنے والد کے سارے معاشی اور تدریسی امور بحسن وخوبی سنبھال لئے ابھی والد کے انتقال کو دو سال ہوئے تھے کہ والدۂ محترمہ کا سایۂ عاطفت بھی سر سے اٹھ گیا آپ نے قضاوقدر کا یہ فیصلہ بھی صبر واستقلال سے قبول کرلیا اور معمولات میں کوئی فرق نہ آنے دیا۔

آپ کے بھائی اور بہن

حضرت بی بی ماہ نور ''ام الورع'' خاص الملکہ کے شکم پاک سے سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے دو بھائی بھی تھے لیکن ان کے حالات کتابوں میں نہیں ملتے ایک بہن بھی تھیں ان کے بیٹے حضرت خواجہ علی سنجری اپنے وقت کے مشہور صوفی بزرگ گزرے ہیں حضرت خواجہ علیہ الرحمۃ سے بیعت تھے اور آپ کے خلیفہ ومجاز بھی تھے۔

Marfat.com

والد ماجد کے انتقال سے متعلق مختلف اقوال

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی اس کے بعد سنجر کے معیاری مدرسے میں تفسیر، حدیث اور فقہ کی تعلیم مکمل ہوئی۔ جب آپ کی عمر گیارہ سال اور بعض روایتوں کے مطابق بارہ یا پندرہ برس کی ہوئی تو آپ کے والد ماجد حضرت سید غیاث الدین حسن قدس سرہٗ نے داعیِ اجل کو لبیک کہا اور عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ اس طرح آپ سنِ شعور کو پہونچنے سے پہلے ہی سایۂ پدری سے محروم ہو گئے۔ ایک روایت کے مطابق گردشِ روزگار اور انقلاب حکومت کے سبب سے حضرت سید غیاث الدین حسن اپنے اہل وعیال کے ساتھ عراق کی طرف ہجرت فرما گئے تھے جہاں کے حالات نسبتاً پرسکون تھے عراق ہی میں ان کا وصال ہوا اور وہیں مدفون ہیں۔

سرکار خواجہ غریب نواز اپنے والد ماجد کی وفات کے بعد اپنی والدہ اور دو بھائیوں نیز بہن کے ساتھ وطن واپس تشریف لے آئے لیکن دوسری روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت سیدنا خواجہ غیاث الدین حسن کا انتقال سنجر ہی میں ہوا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کے والد بزرگوار حضرت سیدنا غیاث الدین حسن کا وصال اس وقت ہوا جب سرکار خواجہ غریب نواز کی عمر شریف چودہ (۱۴) سال کی تھی اور ان کا مزار شریف بغداد میں ہونا ثابت کیا گیا ہے اس لئے کہ وہ آخری زمانے میں بغداد شریف لے گئے تھے۔

ترکۂ پدری

یوں تو آپ کے والد ماجد ایک متمول اور صاحب ثروت ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب علم وفضل اور زاہد ومتقی انسان تھے مگر حالات کی ناسازگاری اور ترک مکانی کے سبب آخر وقت میں اقتصادی حالت کمزور ہو گئی تھی یہی وجہ ہے کہ آپ کے والد کی وفات کے بعد پس ماندگان اور ورثاء میں جب ترکہ تقسیم ہوا تو آپ کے حصے میں صرف ایک پن چکی اور ایک باغ آیا تھا جس کی آمدنی سے آپ گزر اوقات فرماتے تھے۔

Marfat.com

غیبی معاونین

اکثر ایسا ہوتا کہ جب آپ باغ میں تشریف لے جاتے تو باغ کا ہر کام آپ کو کیا ہوا ملتا آپ ان فرصت کے اوقات میں بلند آواز میں قرآن پاک کی تلاوت فرماتے لیکن آپ کو یہ تجسس ضرور پیدا ہوا کہ وہ آخر ہے کون جو میرے کام میرے آنے سے پہلے نمٹا جاتا ہے۔؟ اسی تجسس نے ایک رات آپ کو باغ میں رہنے پر مجبور کر دیا۔ آپ نے رات کے تیسرے پہر دیکھا کہ باغ کی صفائی ہو رہی ہے مگر صفائی کرنے والا نظر نہیں آرہا ہے پھل شاخوں سے ٹوٹ رہے ہیں اور ایک جگہ جمع ہو رہے ہیں مگر یہ خدمت انجام دینے والا بھی نگاہوں سے اوجھل ہے۔ آپ نے بلند آواز میں کہا ''دوستوں کو دوست سے پردہ نہ کرنا چاہیئے سامنے آکر مجھے شکریہ کا تو موقع دینا ہی چاہیئے''۔

ابھی اس جملے کی گونج بھی ختم نہ ہوئی تھی کہ چھ آدمی آپ کو اپنی طرف آتے ہوئے نظر آئے انہوں نے آکر سلام کیا اور کہا ''ہم جن ہیں اور الحمد للہ صاحب ایمان ہیں آپ کی تلاوت ہمیں بہت اچھی معلوم ہوتی ہے اور اس سے ہماری تلاوت کی صحت بھی ہو جاتی ہے۔ اس رشتے سے آپ ہمارے استاد ہوئے اب آپ ہی بتایئے کہ اگر ہم اپنے استاد کی تھوڑی بہت خدمت کر لیتے ہیں تو یہ احسان تو نہ ہوا جس کا شکریہ آپ پر واجب ہو''

آپ نے فرمایا ''شکر بہرحال اہل ایمان کی نشانی ہے اللہ اس خدمت کا تمہیں بہتر اجر عطا فرمائے''۔ اس دن کے بعد حجاب کا تکلف ختم ہو گیا۔

ایک مجذوب کی نگاہ التفات

ایک دن سرکار خواجہ غریب نواز اپنے باغ میں موجود تھے کہ ایک مرد کامل مجذوب تشریف لائے آپ نے بڑھ کر ان کا استقبال کیا اور نہایت عزت واحترام کے ساتھ ایک سایہ دار درخت کے نیچے انہیں بٹھا کر ان کی تواضع کے لئے انگور کے کچھ خوشے خدمت میں پیش کیے مجذوب آپ کے اس حسن سلوک اور خلق کریمانہ سے بہت متاثر اور خوش ہوئے۔ وہ

Marfat.com

انگور کا ایک ایک دانہ منہ میں ڈالتے جاتے اور کہتے جاتے ''اس میں حسن کے زہد کا ذائقہ ہے، اس میں ام الورع کے ورع کی خوشبو ہے، اس میں معین الدین کے اخلاص کی مٹھاس ہے، اس میں چشت کی شادابی ہے''۔

آپ پوری توجہ سے ایک ایک بات سن رہے تھے آپ نے بزرگ سے کہا ''بلاشبہ آپ میرے متعلق بہت کچھ جانتے ہیں مگر اپنے تعارف سے بھی سرفراز فرمائیں''۔

مجذوب نے جواب دیا ''میرا نام ابراہیم قندوزی ہے مجھے لوگ دیوانہ کہتے ہیں اور ٹھیک ہی تو کہتے ہیں میں اپنے مرشد حاجی شریف کا دیوانہ ہوں اور ان کے ارشاد کی روشنی میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آج ہی کا دن وہ مبارک دن ہے کہ میرے جذب کی آگ پر سلوک کا ابر کرم کھل کر برسے گا۔ میرے مرشد نے میری نس نس میں آگ بھڑکا کر ایک چیز مجھے عطا کی تھی اور فرمایا تھا کہ اسے کھالینا سکون مل جائے گا مگر اس چیز کو کھانے کی شرط یہ ہے کہ ہمارے معین الدین حسن کو تلاش کرتے رہنا وہ مل جائے تو نصف خود کھالینا اور نصف اس کا حصہ ہے''۔ یہ کہہ کر اپنی پوٹلی سے خوشبودار کھلی کا ایک ٹکڑا نکال کر آدھا خود کھایا اور آدھا سرکار خواجہ کو کھلا دیا۔

سرکار خواجہ نے اپنا حصہ کھا کر پوچھا ''آپ کی گفتگو میں کچھ باتیں تشریح طلب ہیں یہ حاجی شریف کون بزرگ ہیں اور چشت سے آپ کی کیا مراد ہے''۔؟

ابراہیم قندوزی نے کہا ''تم سب کچھ جاننے ہی کے لئے پیدا ہوئے ہو اور سب کچھ جان لو گے''۔ اتنا کہا اور نظر سے اوجھل ہو گئے۔

منزل کی تلاش

حضرت ابراہیم قندوزی کی اس ملاقات کا سرکار خواجہ کی طبیعت پر عجیب وغریب اثر ہوا۔ آپ کا دل دنیائے فانی سے بیزار ہو گیا اور ہر رگ وپے میں عشق ومحبت الٰہی کا دریا موجزن ہو گیا۔ باغ اور پن چکی کو فروخت کر دیا اور اس سے جو رقم حاصل ہوئی اس کا بیشتر حصہ فقیروں اور مسکینوں میں تقسیم فرما دی اور والدین کریمین کی آرزوؤں کی تکمیل میں

Marfat.com

تحصیل علم اور تلاش منزل کے لئے گھر سے نکل پڑے۔ساتھ میں مختصر سامان سفر لیا اور دوست احباب،اعزہ واقارب کی محبت،دنیوی رشتوں اور تعلقات کو نظر انداز کر کے وطن عزیز کو خیر باد کہہ دیا،راہ حق کا یہ طالب منزل مقصود کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

منزل مقصود کی جانب پہلا قدم

جادۂ حق کا یہ غریب و تنہا مسافر جسے آج ایک عالم ''خواجہ غریب نواز'' کے نام سے نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ یاد کرتا ہے اور انہیں ''سلطان الہند'' کے لقب سے جانتا اور مانتا ہے۔بے خوف وخطر دشوار گزار راستوں ،لق ودق صحراؤں اور بے آب وگیاہ میدانوں کو طے کرتا ہوا منزل مقصود کی طرف رواں دواں تھا۔راہ میں جہاں کہیں شام ہو جاتی قیام پذیر ہو کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو جاتے اور صبح نمودار ہوتے ہی اپنے معمولات سے فارغ ہو کر پھر سفر شروع کر دیتے۔اس دور میں بغداد شریف،سمرقند،بخارا اور نیشاپور علوم اسلامی کے مراکز تسلیم کئے جاتے تھے جہاں بڑے بڑے جید علمائے دین موجود تھے اور ان سے ہزاروں تشنگان علوم سیراب وفیضیاب ہو رہے تھے۔آپ نے سب سے پہلے نیشاپور جانے کا ارادہ فرمایا کیونکہ وہاں کے علمی حلقوں میں جو علماء شہرۂ آفاق تھے وہ آپ کے والد ماجد خواجہ سید غیاث الدین حسن کے قریبی احباب میں تھے۔

دو راہزنوں سے ملاقات

سفر کرتے ہوئے آپ واشور سے آگے بڑھ کر جب ایک ویرانے میں پہونچے تو دیکھا کہ دو آدمی سر راہ بیٹھے ہیں۔آپ نے سلام کر کے خیریت دریافت کرتے ہوئے دھوپ اور ویرانے میں اس طرح بیٹھے رہنے کا سبب پوچھا تو ان میں سے ایک نے مغموم سے لہجے میں جواب دیا ''بھوک اور پیاس سے نڈھال ہو کر یہاں بیٹھ گئے ہیں''۔

یہ سن کر آپ نے تمام کھانا اور پانی کا چھوٹا سا مشکیزہ ان کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا ''بسم اللہ اسے اپنا ہی سمجھئے''۔

Marfat.com

دونوں بلا تکلف کھانے لگے اور جب تک سب کھانا اور پانی ختم نہیں ہو گیا ان کا ہاتھ نہ رکا۔ کھانے کے بعد ان دونوں نے کہا "کچھ رقم ہو تو وہ بھی دے دو"۔

آپ نے اپنی تھیلی ان کے سامنے ڈالتے ہوئے کہا "اگر اس رقم سے آپ کی ضرورت پوری نہ ہو تو میری معذرت قبول فرمائیے میرے پاس اگر اس کے علاوہ اور بھی رقم ہوتی تو میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا" آپ نے اس وضاحت کے بعد سلام کیا اور چل دیئے۔

ابھی کچھ ہی دور گئے ہوں گے کہ وہ دونوں دوڑتے ہوئے آپ کے پاس پہونچے اور پوچھا "آپ کہاں جا رہے ہیں اور مقصد سفر کیا ہے"۔؟

آپ نے فرمایا "میں حصول تعلیم کے لئے نیشا پور جا رہا ہوں"۔

آپ کی یہ بات سن کر وہ کہنے لگے "نیشا پور ابھی بہت دور ہے وہاں تک پہونچنے میں آپ کو تقریباً ایک مہینہ لگ جائے گا"۔ آپ نے کہا "یہ بات تو مجھے بھی معلوم ہے"۔

وہ دونوں حیرت سے چیخ پڑے اور کہا "آپ نے تو اپنا تمام زادِ سفر ہمیں دے دیا اب آپ کا کیا بنے گا"۔

سرکار خواجہ نے فرمایا "اللہ بڑا کارساز ہے جو اس ویرانے میں تمہیں کھلا پلا سکتا ہے تمہاری ہر ضرورت پوری کر سکتا ہے تو کیا وہ مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا وہ میرا پروردگار نہیں ہے"۔؟

آپ کا یہ جواب سن کر وہ رونے لگے اور کہا "ہمیں معاف کر دیں ہم نے آپ کو دھوکہ دیا ہے ہم ضرورت مند اور محتاج نہیں رہزن ہیں آپ نے ہماری آنکھیں کھول دی ہیں اور ہمیں اللہ کی ربوبیت پر بھروسہ کرنا سکھا دیا ہے ہم کھانا تو واپس نہیں کر سکتے لیکن آپ اپنی رقم واپس لے لیں"۔

آپ نے فرمایا "کوئی چیز کسی کو دے کر واپس لینا اخلاق نبوی کے منافی ہے"۔ وہ اصرار کرتے رہے مگر آپ انہیں حیران و پشیماں چھوڑ کر اپنی راہ چل پڑے۔

Marfat.com

میزبان ضعیفہ

بھوک اور پیاس کے عالم میں سفر کرتے ہوئے سرکار خواجہ دل آرام قصبے میں پہونچے وہاں ایک عابدہ وزاہدہ خاتون آپ کو اپنے گھر لے گئیں۔ یہ قدرت خداوندی ہی تو تھی کہ سرراہ محترمہ نے سرکار خواجہ کو روک کر فرمایا ''بیٹے تم مسافر ہو تم دور سے آئے ہو اور دور جا رہے ہو کیا ایک دن کی میزبانی کی عزت سے مجھے سرفراز کرو گے''۔؟

آپ نے ان کے خلوص کی قدر کرتے ہوئے اور منشائے الٰہی سمجھتے ہوئے وہاں ایک رات قیام کرنا منظور فرمالیا۔

ایک قافلے کی قسمت جاگی

آپ جب وہاں سے روانہ ہوئے تو بالکل تازہ دم تھے ابھی اپنی منزل سے چند فرسخ قریب ہوئے ہوں گے کہ آپ کو ایک قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے ملا جو ہرات جا رہا تھا۔ قافلے والوں نے سرکار خواجہ کا گرم جوشی سے استقبال کیا اور آپ کو امیر قافلہ سلیمان کے پاس لے گئے وہ بڑا خدا ترس اور علم دوست انسان تھا وہ آپ سے تفصیلی گفتگو کر کے بہت خوش ہوا اور اپنے حسن اخلاق سے مجبور کر کے آپ کو اپنے ساتھ سفر کرنے پر آمادہ کر لیا۔ ہرات تک کا سفر اللہ تعالیٰ نے اس طرح آسان کر دیا۔ ہرات سے ایک قافلہ نیشاپور کی طرف جا رہا تھا جس میں امیر قافلہ سلیمان کے کئی جاننے والے شریک تھے سلیمان سرکار خواجہ کا ان سے تعارف کرا کے رخصت ہو گیا۔ آپ نئے قافلے کے ساتھ ایران پہونچے اس زمانے میں وہاں کے شہر مرو، طوس اور نیشاپور ویران پڑے ہوئے تھے۔

قوم غز اور سرکار غریب نواز

ترکستان کے نو مسلم غز جو سلطان سنجر کے زیر سایہ ماوراء النہر سے آکر بلخ میں آبسے تھے، سلطان سنجر سے ٹکرا گئے تھے ایک خوں ریز معرکے میں سلطان سنجر کو شکست فاش ہوئی بڑے

Marfat.com

بڑے سردار قتل کیے گئے اور خود سلطان ان کے ہاتھوں اسیر ہو گیا۔غزوں نے سلطان سنجر کو برائے نام بادشاہ کی حیثیت سے قبول کر کے سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں لے لئے تھے اور قتل عام کا بازار گرم کر رکھا تھا کسی کی جان محفوظ نہ تھی آبروریزی اور لوٹ مار اپنے پورے شباب پر تھی علماء، فقہاء، محدثین اور مشائخ بھی اس قتل وغارت گری سے نہ بچ سکے تھے۔

غزوں کو نصیحت

نیشاپور کی ایک مسجد میں سرکار خواجہ نے قیام فرمایا آپ کو مسجد میں پہونچ کر بڑا دکھ ہوا ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ وہاں مدتوں سے کسی نمازی نے قدم بھی نہیں رکھا ہے۔آپ نے مسجد کی صفائی کی اور وضو کے لئے کنویں سے پانی نکالا۔عصر کا وقت ہوا تو وہ مسجد نہ جانے کتنے عرصے سے اذان کی آواز کو ترس رہی تھی گونج اٹھی کچھ بوڑھے سہمے سہمے مسجد میں آئے اور آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔وہ جانے لگے تو انہوں نے سرکار خواجہ سے کہا "آپ بھی ہمارے ساتھ چلئے غز کسی نوجوان کو تو چھوڑتے ہی نہیں"۔

آپ نے کہا "زندگی اور موت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے آپ پریشان نہ ہوں"

آپ نے مغرب کی اذان دی تو صرف دو بوڑھے نماز میں شریک ہوئے، عشاء میں ایک بھی فرد نماز کے لئے نہ آیا۔آپ نے تکبیر پڑھ کر نیت باندھ لی آپ دوسری رکعت میں جب سورۂ حشر کا آخری رکوع تلاوت کر رہے تھے تو قاتل غزوں کی ایک ٹولی مسجد میں گھس آئی غزوں نے تلاوت سنی تو ان کے بدن پر رعشہ طاری ہو گیا قرآن پہلے بھی سنا تھا مگر عامل قرآن کی زبان میں کیا اثر ہوتا ہے انہیں اس کا تجربہ نہیں تھا غز اطمینان سے بیٹھ کر آپ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے رہے۔

نماز سے فارغ ہو کر آپ نے غزوں کو مخاطب کیا اور کہا "دوستو! یہ مسجد ہے اللہ کا فضل جب تمہیں یہاں لے ہی آیا ہے تو وضو کر لو اور اللہ کے حضور کھڑے ہو جاؤ۔دنیا کی ہوس انسان کو ہلاک کر دیتی ہے اگر سکون اور اطمینان چاہتے ہو تو وہ صرف اللہ کی یاد میں ملے

Marfat.com

گا''۔

آپ کا ارشاد ان پر موثر ہو گیا۔ وضو کر کے غز نماز پڑھنے پر مجبور ہو گئے۔ نماز کے بعد سرکار خواجہ نے نصیحت فرمائی'' دوستو! بے گناہ شہریوں سے تمہاری کیا لڑائی ہے تم انہیں کیوں قتل کر رہے ہو۔ تمہاری لڑائی سلطان سنجر سے ہے اسے تو بادشاہ بنا کر رکھ چھوڑا ہے اور عوام کو ستا رہے ہو''۔

غزوں کی ٹولی کا سربراہ بولا'' ہم جنہیں قتل کر رہے ہیں وہ سب سلطان سنجر سے محبت کرتے ہیں اور یہی ان کا جرم ہے اگر سلطان سے محبت کرنے والے زندہ رہیں گے تو ہمارے اقتدار کی عمر طویل نہیں ہو سکتی''۔

آپ نے خوں ریزی کا یہ استدلال سن کر فرمایا'' تمہاری سوچ غلط راستے پر چل پڑی ہے تمہیں پہلے یہ سوچنا چاہئے کہ اہل خراسان سلطان سے کیوں محبت کرتے ہیں اس کا جواب اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ سلطان ان کا ہمدرد ہے اس کے نظام حکومت کی بنیاد عدل پر تھی۔ اس کے دور حکومت میں ان کی جان، مال، عزت، آبرو محفوظ تھی تم لوگ جتنی خوں ریزی کرو گے اسی قدر تمہارے خلاف دلوں میں نفرت کے شعلے بھڑکیں گے اگر بالفرض تم خراسان کی پوری آبادی کو قتل کرنے میں کامیاب ہو بھی گئے تو پھر حکومت کس پر کرو گے۔؟ شہروں کی ویرانیاں تمہارا انداق اڑائیں گی تم خود حاکم ہو گے اور خود ہی محکوم''۔!

غزوں میں سے ایک بولا'' آپ کی بات ہمارے دل کو لگتی ہے مگر ہم یہ بات غزوں کی پوری سرکش فوج کو نہیں سمجھا سکتے ہمیں آپ سے مل کر نئی روشنی ملی ہم آپ کی نصیحت ہمیشہ یاد رکھیں گے اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے ہاتھوں اب کسی شہری کا قتل نہیں ہوگا''۔ اس کے بعد سب نے سرکار خواجہ کی دست بوسی کی اور رخصت ہو گئے۔

سرکار خواجہ سمرقند میں

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ ۵۵۳ھ میں ایک طویل سفر کے بعد نیشاپور سے سمرقند پہونچے جہاں علم، مسند تدریس پر متمکن تھا بڑے بڑے علماء، فضلاء، فقہاء، اور محدثین

Marfat.com

نے تشنگان علم کے لئے فیوض کے دریا جاری کر رکھے تھے سرکار خواجہ مولانا حسام الدین مدنی کے حلقۂ درس میں شامل ہو گئے۔ مولانا مدنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فقہی مسلک کے زبردست مبلغین میں شمار کئے جاتے تھے سرکار خواجہ کے علمی جوہر استاذ پر جلد ہی آشکارا ہو گئے۔ استاذ نے نہ صرف یہ کہ خود خصوصی توجہ دی بلکہ دوسرے اساتذہ کو بھی اس جوہر قابل کی طرف خصوصیت سے توجہ دینے کے لئے کہا۔

نماز تراویح کی امامت

رمضان المبارک کا کیف آفریں مہینہ آیا تو نماز تراویح کی سرکار خواجہ نے امامت فرمائی۔ دل کش قرأت نے آپ کو سمرقند کے علمی حلقے میں متعارف کرا دیا ہزاروں آدمی سماعت قرآن کے لئے آتے رہے استاذ محترم اتنے خوش ہوئے کہ مدرسے کی مسجد میں نماز فجر کی مستقل امامت سرکار خواجہ کے سپرد کر دی چار نمازیں خود پڑھاتے اور نماز فجر شاگرد کی اقتداء میں ادا فرماتے۔

نور قرآن کا ظہور

ایک روز طلبہ نے رات کے وقت سرکار خواجہ کے حجرے میں دروازے کی درازوں سے تیز روشنی نکلتے ہوئے دیکھی تو حیران ہوئے اور مولانا مدنی سے اس کا تذکرہ کیا انہوں نے کہا ''خاموش رہو! آئندہ اگر ایسی روشنی دیکھنا تو مجھے اطلاع کرنا''۔

طلباء ٹوہ میں لگے رہے انہیں شب جمعہ کو پھر وہی تیز روشنی سرکار خواجہ کے حجرے میں نظر آئی استاذ محترم کو اطلاع دی گئی۔ وہ تشریف لائے اور روشنی کو دیکھ کر فرمایا ''یہ نور قرآن ہے جاؤ اپنے اپنے حجرے میں آرام کرو اور معین الدین حسن سے اس سلسلے میں کسی قسم کے سوال سے احتراز کرو''۔

مولانا حسام الدین مدنی کی پیش کش

مدرسہ حسامیہ سمرقند میں آپ کم و بیش پانچ سال تک زیر تعلیم رہے اور بیس سال کی عمر میں نحو، صرف، فقہ، اصول فقہ، تفسیر، حدیث، تاریخ اور دوسرے علوم عقلیہ میں بھی

Marfat.com

کمالات حاصل کر لئے۔رخصت ہونے لگے تو استاذ گرامی مولانا حسام الدین مدنی نے پیش کش کی کہ مدرسہ حسامیہ میں ہی مدرس ہو جائیں مگر آپ نے نہایت ادب واحترام سے عرض کیا"میری منزل ابھی بہت دور ہے میں یہاں اب قیام نہ کر سکوں گا"۔

استاذ محترم نے فرمایا"یہاں نہیں رک سکتے تو میری ایک خواہش پوری کر دو۔تم یہاں سے بخارا چلے جاؤ وہاں میرے ایک بزرگ علامہ عبداللہ خوارزمی قیام پذیر ہیں درس وتدریس ان کا محبوب مشغلہ ہے تفسیر ایک مرتبہ ان سے اور سمجھ لو میں چاہتا ہوں کہ تم آفتاب کی طرح علم کے افق پر جگمگاتے رہو اور فقہ حنفیہ کی ترویج وتبلیغ تمہارے ہاتھوں اس طرح ہو کہ یہ مسلک آفاق گیر ہو جائے"۔

استاذ محترم کی یہ بات آپ نے مان لی اور حضرت عبداللہ خوارزمی کے نام ان کا ایک خط لے کر سمرقند سے روانہ ہو گئے۔

علامہ عبداللہ خوارزمی سے اکتساب فیض

سرکار خواجہ طویل سفر کے بعد بخارا پہونچ کر حضرت علامہ عبداللہ خوارزمی قدس سرہٗ کے در دولت پر حاضر ہوئے تو انہیں دروازے پر اپنا منتظر پایا۔آپ نے سلام عرض کیا تو انہوں نے جواب کے ساتھ دعائیں دیتے ہوئے فرمایا"ہم یہاں تمہارے ہی منتظر تھے لاؤ مولانا حسام الدین کا مکتوب ہمیں دے دو،غسل اور ناشتے سے فارغ ہو کر ہم سے ملنا"۔

سرکار خواجہ کو حضرت خوارزمی کا خادم اپنے ساتھ لے گیا۔ایک حجرے میں آپ کے قیام وطعام کا بندوبست کیا گیا۔عصر کی نماز علامہ خوارزمی کے ساتھ مسجد میں ادا کی انہیں کے ساتھ ان کی نشست گاہ میں پہونچے علامہ خوارزمی نے فرمایا"مولانا حسام الدین نے تمہاری بہت تعریف کی ہے اور میں بھی تمہاری لوح پیشانی پر سعادت کبریٰ کے آثار دیکھ رہا ہوں میں اگرچہ بہت عدیم الفرصت ہوں مگر میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمہیں نماز تہجد کے بعد علم تفسیر کے وہ اسرار ورموز بتاؤں گا جن کے تم بجا طور پر مستحق ہو"۔

Marfat.com

ہر رات وقت مقررہ پر آپ کی تعلیم ہونے لگی اور یہ سلسلہ دوسال تک جاری رہا قرآن کے عشق نے اپنی منزل پالی جو تخم خواجہ سید غیاث الدین حسن اور سیدہ ام الورع نے کاشت کیا تھا وہ ایک ایسا تناور درخت بن گیا کہ اس کی چھاؤں فیض رسانِ جاوداں ہوگئی۔ علامہ خوارزمی نے رخصت کرتے ہوئے پیشانی چوم کر اپنی دعاؤں کے سائے میں آپ کو فی امان اللہ کہا۔

سرکار غوث اعظم کی خدمت میں

سمرقند و بخارا میں تحصیل علوم دینیہ سے فراغت کے بعد سرکار غریب نواز قدس سرہٗ وہاں سے بغداد شریف کے لئے روانہ ہوئے اور وہاں پہونچ کر شہنشاہ بغداد حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور غوث اعظم سے ملاقات کے بارے میں اکثر مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ سرکار غریب نواز کی حضور غوث اعظم سے پہلی ملاقات بغداد شریف میں ۵۵۷ھ میں ہوئی جب خواجہ صاحب کی عمر بیس برس تھی۔ آپ کو دیکھ کر سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

> "یہ مرد مقتدائے روزگار ہے بہت سے لوگ اس کی ہدایت و رہنمائی کے ذریعہ منزل مقصود کو پہونچیں گے"۔

ایک روایت کے مطابق آپ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پانچ ماہ رہے اس عرصہ میں ستاون روز تک سیدنا غوث اعظم اور سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک ہی حجرے میں مقیم رہے۔ اس سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے سیدنا غوث اعظم سے کس قدر فیض اٹھایا ہوگا۔ (خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ص ۵۲)

سرکار خواجہ حج و زیارت کے سفر پر

سرکار غوث اعظم سے ملاقات کے بعد سرکار خواجہ بغداد شریف سے حج و زیارت

Marfat.com

حرمین شریفین کے ارادے سے عازم سرزمین حجاز ہو گئے سفر کرتے ہوئے عشق آباد میں چندروز قیام فرما کر مشہد مقدس پہونچے حضرت امام رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس پر فاتحہ خوانی کی پھر اصفہان اور بصرہ سے گزرتے ہوئے مدینۂ منورہ میں حاضر ہوئے تین ماہ وہاں قیام کیا۔ ذی الحجہ میں مکۂ مکرمہ میں حج کی سعادت حاصل کر کے جب دوبارہ مدینہ شریف آئے تو مسجد نبوی میں مولانا حسام الدین مدنی سے ملاقات ہوگئی معانقہ ہوا تو فرط مسرت سے استاذ اور شاگرد کے اشک بے قابو ہو گئے مدینۂ منورہ سے مولانا مدنی کے ساتھ مکۂ مکرمہ پہونچے تو مولانا نے وہاں کے اکابر علماء وفقہاء اور محدثین سے آپ کا شاندار الفاظ میں تعارف کرایا۔

شہر حرم میں خطابت کی دھوم

مولانا حسام الدین مدنی جیسے جید عالم دین سے آپ کی تعریف سن کر اہل علم نے اصرار کیا کہ ایک دن صحن حرم میں آپ خطاب فرمائیں۔ اس خواہش کی استاذ نے بھی تائید کردی تو آپ نے دوسرے دن بعد نماز فجر حرم میں فاضل ترین مجمع سے خطاب فرمایا۔ دو گھنٹے تک تقریر جاری رہی سننے والے ہمہ تن گوش اور محو حیرت تھے آپ نے علوم ومعارف کے دریا بہا دیئے۔ تقریر کے بعد مولانا حسام الدین مدنی اور امام کعبہ الشیخ احمد عبداللہ تمیمی کی وساطت سے اہل مکہ نے سرکار خواجہ سے درخواست کی کہ درس قرآن وحدیث کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے۔ آپ کے رکنے کے لئے انوار حرم کی کشش، اہل مکہ کا بے حد اصرار اور پذیرائی ہی کیا کم تھی کہ استاذ محترم اور امام حرم کے اصرار نے بھی سرکار خواجہ کو رکنے پر مجبور کر دیا۔ استاذ محترم رخصت ہو گئے کہ مدرسے کی ذمہ داریاں انہیں پکار رہی تھیں آپ نے درس قرآن وحدیث کا سلسلہ شروع کر دیا جو کافی دنوں تک جاری رہا ہزاروں علماء اور طلباء نے آپ سے استفادہ کیا علامہ عبدالرحمن اندلسی بھی آپ کے درس میں شریک ہو کر مستفید ہونے والوں میں شامل تھے انہوں نے اپنی تصنیف ''فیض الحرم'' میں سرکار خواجہ معین الدین حسن کا ذکر بڑے والہانہ انداز میں کیا ہے۔

Marfat.com

سفر بہ سوئے دوست

آپ مکہ معظمہ اور مدینۂ منورہ کی زیارت کر کے نیشاپور تشریف لائے کیونکہ خوشبوئے دوست اسی دیار سے آرہی تھی۔ وہاں ایک دن ایک بزرگ سے حضرت خواجہ عثمان کی بزرگی اور ان کے روحانی تصرفات کا ذکر سن رہے تھے کہ آپ نے ان سے پوچھا ''خواجہ عثمان کا پورا اسم گرامی کیا ہے''۔؟

''خواجہ عثمان ہارونی'' بزرگ نے جواب دیا۔

آپ نے مزید سوال کیا ''سلسلۂ چشت سے بھی ان کا کوئی تعلق ہے''۔؟

بزرگ بولے ''بے شک وہ چشتی ہیں ان کے شیخ مکرم حاجی شریف چشتی زندنی ہیں''۔

سرکار خواجہ حاجی شریف کا نام سن کر بے قرار ہو گئے۔ آپ نے پوچھا ''کہاں قیام ہے ان کا''۔؟

جواب ملا ''نیشاپور سے صرف آٹھ فرسخ کے فاصلے پر ایک قصبہ ہارون ہے وہ وہیں کے رہنے والے ہیں''۔

مرشد کامل کی خدمت میں

آپ نے رخت سفر باندھا اور ہارون پہونچ گئے وہاں سرکار خواجہ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی زیارت کی تو دیکھا کہ حضرت کی مجلس میں بڑے بڑے علماء اور مشائخ مؤدب بیٹھے ہوئے ہیں اور مشتاقان جمال کی بھیڑ لگی ہوئی ہے۔ آپ خاموشی سے جا کر ایک گوشے میں بیٹھ گئے اس وقت خواجہ عثمان ہارونی دل نشیں انداز میں حاضرین کو اتباع سنت کی اہمیت سمجھا رہے تھے۔ بات مکمل ہوئی تو آپ نے کہا ''میں باغ توحید کے گل نو بہار کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں'' یہ کہہ کر آپ اپنی جگہ سے اٹھے اور صفوں کو چیرتے ہوئے جا کر سرکار خواجہ کا ہاتھ پکڑ کے انہیں کھڑا کیا اور سینے سے لگاتے ہوئے فرمایا ''مرحبا مرحبا خوش آمدید! میری آنکھوں کی ٹھنڈک اللہ تمہیں بامراد کرے'' پھر سرکار خواجہ کو اپنی نشست تک

Marfat.com

لائے اور مجمع سے کہا "یہ معین الدین حسن ہے اسم با مسمیٰ"۔ اس کے بعد اثبات وجود کے موضوع پر سرکار خواجہ کو تقریر کا حکم دے کر بیٹھ گئے۔

سرکار خواجہ نے تعمیل حکم میں ایک ایسی فصیح و بلیغ تقریر فرمائی کہ لوگ دم بخود رہ گئے اور یوں محسوس کر رہے تھے جیسے ایمان و ایقان کی بارش ہو رہی ہے۔ اذان مغرب تک یہ سلسلہ جاری رہا۔

نماز کے بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی آپ کو اپنے حجرے میں لے گئے اور سلسلۂ چشتیہ میں داخل فرمایا۔

حضرت ابراہیم قندوزی سے ملاقات کے بعد جو آپ کو سلسلۂ چشتیہ، حاجی شریف زندنی اور اپنے شیخ کامل کی تلاش و جستجو تھی اور جس کے لئے آپ کا دل جب سے بے چین و بے قرار تھا۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے دست حق پرست پر بیعت ہو جانے سے اسکو ایک صورت سے قرار آ گیا اور آپ کا تجسس ختم ہو گیا۔

کام آخر جذبۂ بے اختیار آ ہی گیا
دل کچھ اس صورت سے تڑپا ان کو پیار آ ہی گیا

سرکار خواجہ کے اسفار کی اجمالی ترتیب

ڈھائی سال پیر و مرشد کی خدمت میں گزارنے کے بعد ۵۶۲ھ میں پھر سرکار خواجہ بغداد شریف تشریف لائے۔ حضور غوث اعظم کا وصال ہو چکا تھا آپ کے مزار اقدس پر حاضری دی اور اس زمانے میں بغداد میں موجود جلیل القدر مشائخ عظام سے کسب فیوض و برکات کیا۔ بغداد شریف میں چند روز قیام کرنے کے بعد آپ نے شام کی جانب رخ کیا ۵۶۳ھ میں حضرت سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز نے کرمان کی طرف کوچ کیا اس کے بعد ۵۶۴ھ میں جب کہ آپ کی عمر ۲۷ سال کی تھی ایک طویل تبلیغی سفر پر روانہ ہوئے۔ بغداد شریف سے سفر کر کے ہمدان پہونچے، ہمدان سے تبریز تشریف لے گئے۔ یہاں بزرگوں

Marfat.com

سے ملاقات کے بعد استر آباد پہونچے وہاں کے بعد بخارا کا سفر کیا اس کے بعد خرقان گئے اور وہاں کے عظیم المرتبت ولی اور بزرگ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک سے روحانی فیوض و برکات حاصل کئے خرقان سے پھر سمرقند تشریف لے گئے پھر چشت ہوتے ہوئے ہرات کا سفر کیا یہاں آپ کا تمام وقت عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں گزارا یہاں آپ حضرت شیخ عبداللہ انصاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر فیوض باطنی سے بہرہ ور ہوئے۔ یہاں سے سبزوار (واقع افغانستان) میں جلوہ فرما ہوئے وہاں کچھ روز قیام کر کے ہندوستان کے لئے روانہ ہو گئے اور ملتان تشریف لائے وہاں سے لاہور وارد ہوئے اور داتا گنج بخش حضرت شیخ علی ہجویری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پاک پر اعتکاف کیا اور فیضیاب ہونے کے بعد نوے لاکھ ہندوؤں کو مسلمان کرنے والے سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان پاک پر بے ساختہ یہ شعر جاری ہو گیا جو آج بھی مزار مقدس پر لکھا ہوا ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

حضرت خواجہ غریب نواز حضرت داتا صاحب کے مزار پر معتکف رہے۔ آپ کا حجرۂ اعتکاف اب تک اندرون احاطہ مزار موجود ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت کی تفصیل

سلسلۂ چشتیہ کے مشائخ میں دوبار بیعت کا طریقہ رائج تھا۔ چنانچہ حضرت خواجہ غریب نواز نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے ان کے وطن ہارون میں پہلی بیعت کا شرف حاصل کیا تھا اس کے بعد سے پیر و مرشد آپ سے حد درجہ محبت فرمانے لگے تھے یہ اسی محبت کا نتیجہ تھا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ غریب نواز کو شرف ملاقات بخشنے اور اپنے فیوض و برکات سے مالا مال کرنے کے لئے بغداد شریف تشریف لے گئے اور

Marfat.com

اس کے لئے ایک طویل سفر کی صعوبتیں برداشت کیں۔ادھر پیر و مرشد کی آمد کی خبر سن کر حضرت خواجہ غریب نواز بھی بغداد شریف حاضر ہوئے اور پیر و مرشد سے بیعت ثانی کا شرف حاصل کیا۔اس بیعت کی تفصیل خود سرکار غریب نواز نے اپنی کتاب ''انیس الارواح'' میں ان الفاظ میں بیان فرمائی ہے آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

''مسلمانوں کا یہ دعا گو معین الدین حسن بغداد شریف خواجہ جنید کی مسجد میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی قدم بوسی کی دولت سے مشرف ہوا جب اس درویش نے سر نیاز زمین پر رکھا تو پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ دو رکعت نماز ادا کرو، میں نے نماز ادا کی۔ پھر فرمایا قبلہ رو بیٹھ، میں بیٹھ گیا۔حکم ہوا سورۂ بقرہ پڑھ، میں نے پڑھی۔ فرمان ہوا کہ اکیس بار درود شریف پڑھ، میں نے پڑھا۔حضرت نے آسمان کی جانب نگاہ اٹھائی اور فقیر کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا''ترا بخدا رسانیدم و مقبول حضرت او گردانیدم'' یعنی میں نے تجھ کو خدا تک پہونچایا اور اس کی بارگاہ کا مقبول بنایا۔

اس کے بعد حضرت نے اس عاجز کے بال قینچی سے تراشے اور کلاہ چہار ترکی فقیر کے سر پر رکھی پھر اپنا گلیم خاص مرحمت فرمایا اور حکم دیا کہ ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ، میں نے حکم کی تعمیل میں سورۂ اخلاص پڑھی۔پھر فرمایا کہ ہمارے خانوادے میں ایک شبانہ روز مجاہدہ کرنے کا عمل ہے تو آج مجاہدے میں مشغول رہ، یہ درویش بحکم محترم (پیر و مرشد خواجہ عثمان ہارونی) تعمیل حکم میں حسب ارشاد ایک شبانہ روز مشغول مجاہدہ رہا دوسرے دن جب حاضر ہوا تو ارشاد فرمایا بیٹھ جا اور ایک ہزار بار سورۂ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی فرمایا آسمان کی جانب دیکھ !میں نے دیکھا دریافت فرمایا کہ کہاں تک نظر آرہا ہے عرض کی عرش اعظم تک۔فرمایا زمین کی طرف دیکھ، میں نے دیکھا۔فرمایا کہاں تک دیکھ رہا ہے میں نے عرض کی تحت الثریٰ تک۔فرمایا پھر ہزار مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ میں نے پھر پڑھی فرمایا آسمان کی جانب دیکھ، میں نے دیکھا پوچھا اب کہاں تک دیکھ رہا ہے میں نے عرض کی حجاب عظمت تک فرمایا آنکھیں بند کر میں نے آنکھیں بند کرلیں فرمایا کھول، میں نے کھول لیں۔ پھر اپنی انگلیاں دکھلا کر استفسار فرمایا کیا نظر آرہا ہے میں نے عرض کی کہ ہیژدہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں پھر اس کے بعد سامنے پڑی ہوئی ایک اینٹ نے کا حکم دیا میں

Marfat.com

نے اسے اٹھالی تو اس کے نیچے سے مٹھی بھر دینار برآمد ہوئے فرمایا ان کو لے جا کر فقراء میں تقسیم کردو میں نے تعمیل کی اور حاضر خدمت ہوا ارشاد فرمایا کہ حسن! اب ہماری خدمت ہی میں رہا کرو عرض کیا تابع فرمان ہوں"۔

خرقۂ خلافت

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونے کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز نے اپنے پیرو مرشد کی تقریباً بیس سال تک خدمت کی اور اس مدت میں آپ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ساتھ کافی سیر و سیاحت کی آپ کو اپنے پیرو مرشد سے حد درجہ عقیدت و نسبت تھی۔ یہ کیفیت تھی کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی جہاں کہیں سفر کرتے حضرت خواجہ غریب نواز ان کا لباس، بستر، اور توشۂ سفر اپنے سر پر لے کر شریک سفر ہوتے۔ آپ کی اس والہانہ محبت اور مخلصانہ خدمت سے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے دل پر گہرا اثر مرتب ہوا اسی سبب سے آپ پیرو مرشد کے خاص الخاص اور مقرب محبوب بن گئے۔ چنانچہ ایک مرتبہ فرمایا:

"معین الدین محبوب خداست و مرا فخراست بر مریدیِ او"۔

یعنی معین الدین خدا کا محبوب ہے اور مجھے اس کی مریدی پر فخر ہے۔ آخر کار آپ بغداد شریف میں اپنے پیرو مرشد سے رخصت ہوئے تو مرشد کامل نے آپ کو بہ کمال محبت خرقۂ خلافت عطا فرمایا اور جانشینی کے منصب پر فائز کیا اس وقت حضرت خواجہ غریب نواز کی عمر تقریباً باون سال تھی۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے تبرکات مصطفوی (جو سلسلۂ چشتیہ میں سلسلہ بسلسلہ چلے آ رہے تھے) سرکار خواجۂ غریب نواز کو خلافت عطا فرماتے وقت عنایت فرمائے اور چند مفید نصیحتیں فرمانے کے بعد اپنا عصائے مبارک بھی آپ کو بخش دیا اس کے علاوہ نعلین شریفین اور مصلّی بھی عطا فرمایا نیز ارشاد فرمایا کہ:

"یہ تبرکات ہمارے مشائخ طریقت کی یادگاریں ہیں جو حضور فخر موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہم تک پہونچے ہیں ان کو اس طرح اپنے

Marfat.com

پاس رکھنا جس طرح ہم نے رکھا اور اسی کو یہ یادگاریں دینا جس کو تم اس کا اہل پاؤ اور جو کچھ ہم نے تم کو بتایا اس پر عمل کرنا تاکہ قیامت کے دن شرمندگی نہ ہو۔ خلق سے طمع نہ رکھنا، آبادی سے دور رہنا اور کسی سے کچھ طلب نہ کرنا۔" (انیس الارواح ص ۳۴ بحوالہ بزم صوفیہ ص ۵۳)

کلاہ چہار ترکی

سلسلۂ چشتیہ میں اپنے مرید یا خلیفہ کو جو کلاہ چہار ترکی پہنانے کا دستور ہے اس کی وضاحت حضرت حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ نے نصیحت کے انداز میں فرمائی ہے جس کو حضرت خواجہ غریب نواز کے سر پر رکھتے وقت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے دہرائی جو درج ذیل ہے۔

"مراد از کلاہ چہار ترکی چار ترک است۔ اول ترک دنیا، دوم ترک عقبیٰ، سوائے ذات حق مقصود دیگر نداری۔ سوم ترک خورد و خواب مگر قدرے برائے سدرمق است کہ از ضروریات است، چہارم ترک خواہش نفس یعنی ہر کہ بگوید خلاف آں کنی وہر کہ ایں چہار ترک کند پوشیدن کلاہ چہار ترکی باو سزاوار است"۔

یعنی کلاہ چہار ترکی سے مراد چار ترک ہیں اول ترک دنیا، یعنی دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لینا۔ دوم ترک عقبیٰ یعنی ہر وقت اپنی ذات کے لئے آخرت کی بھلائی طلب نہ کرتا رہے بلکہ سوائے ذات الٰہی اور رضائے الٰہی کے اور کوئی غرض نہ رکھے۔ سوم سونا اور کھانا ترک کرنا مگر صرف اسی قدر جس سے زندگی قائم رہے یعنی کم کھائے، کم سوئے۔ چہارم نفس کی خواہشات کو ترک کرنا یعنی جو نفس کہے اس کے خلاف عمل کرنا۔ جو ان چیزوں کو ترک کرنے کا عہد کرے وہی کلاہ چہار ترکی پہننے کا حقدار (اہل) ہے"۔

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ پیر و مرشد نے یہ ارشاد فرما کر مجھے اپنی آغوش مبارک میں لے لیا اور سر و چشم کو بوسہ دے کر فرمایا "تجھ کو خدا کے سپرد کیا" اس کے بعد

Marfat.com

دعا گو رخصت ہوا"۔

حضرت خواجہ بزرگ نے مرشد برحق کی خدمت میں بیس برس کی جو طویل مدت گزاری اس میں زیادہ تر وقت سفر میں گزرا اس کا اجمالی ذکر درج ذیل ہے۔

چراغ سے چراغ روشن ہو گیا

اب حضرت خواجہ معین الدین حسن کی دنیا ہی بدل چکی تھی دن کا بیشتر وقت مرشد گرامی کی مصاحبت میں گزرتا اور رات عبادت میں صرف ہوتی۔ نظر، خبر، پرواز، کرامت، حقیقت، خرق عادات اور علم حضور کے حصول گویا تمام مراحل تیزی سے طے ہونے لگے۔ آپ کبھی مسجد جنید میں جا کر بیٹھ جاتے تو بھیڑ لگ جاتی شیخ برہان الدین، شیخ محمد اصفہانی اور دوسرے بزرگ آپ سے استفادہ کرتے۔

مرشد برحق حضرت خواجہ عثمان ہارونی اپنے لائق و فائق مرید سرکار خواجہ کو ساتھ لے کر سفر حج پر روانہ ہوئے۔ طویل سفر میں آپ نے خدمت شیخ کی نادر مثالیں قائم کیں اور قدم قدم پر اپنے مرشد کی دعاؤں سے اعلیٰ مدارج پائے۔ بصرہ کے قریب حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ایک پرانے مرید ابو صالح عبداللہ سے ملاقات ہوئی وہ حضرت خواجہ کے کمالات روحانی دیکھ کر حیران رہ گئے انہوں نے بڑی حسرت سے اپنے شیخ مکرم سے کہا "یہ کتنے خوش نصیب ہیں کتنی جلدی کتنے بڑے مقام پر فائز ہو گئے ایک میں ہوں کہ ابھی منزل سے کوسوں دور ہوں"۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے کہا "جب تم پیدا ہوئے تھے تو برہنہ تھے معین الدین حسن پیدا ہوئے تو خلعتِ ولایت ان کے جسم پر موجود تھا"۔

یہ جواب سن کر ابو صالح آب دیدہ ہو گئے تو حضرت خواجہ معین الدین حسن نے آگے بڑھ کر انہیں سینے سے لگا لیا سینہ سینے سے ملا تو دل روشن ہو گیا ابو صالح جگمگانے لگے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے زیر لب تبسم فرما کر کہا "ابو صالح! تمہارا حصہ تمہیں مل گیا مبارک ہو"۔

Marfat.com

آپ نے حرمین طیبین کا سفر فرمایا۔ یہاں ایک شہر کی جامع مسجد میں دونوں بزرگوں نے اعتکاف کیا اس کے بعد مکہ مکرمہ کے لئے روانہ ہوئے خانۂ کعبہ کی زیارت کا شرف حاصل کیا اس مبارک مقام پر حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے سرکار غریب نواز کا ہاتھ پکڑ کر حق تعالیٰ کے سپرد کیا اور بارگاہ خداوندی میں آپ کے لئے دعا کی۔ ربّ کریم کی رحمت کاملہ جوش میں آئی غیب سے ندا آئی کہ ''ہم نے معین الدین کو قبول کیا'' اس کے بعد مدینۂ منورہ میں حاضر ہوئے آپ نے بارگاہ رسول دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نذرانۂ سلام پیش کیا جواب آیا'' وعلیکم السلام یاقطب المشائخ البر والبحر '' یہ آواز سن کر مرشد برحق نے آپ سے فرمایا کہ:

''اب تو (اے خواجہ معین الدین چشتی) درجۂ کمال تک پہونچ گیا''۔

یہاں سے آپ شیخ طریقت حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بخارا پہونچے اور سیکڑوں بڑے بڑے مشائخ سے شرف زیارت وملاقات حاصل کیا۔ اس کے بعد دونوں حضرات اوش تشریف لے گئے یہاں بھی درویشوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ جاری رہا پھر بدخشاں کا سفر اختیار کیا۔ اس سیر وسیاحت کے بعد آپ بغداد شریف تشریف لائے یہاں چند روز کے قیام کے بعد پھر اوش تشریف لے گئے یہاں سے آپ ۵۷۳ھ میں سیوستان تشریف لے گئے جہاں متعدد مجذوبوں سے ملاقات ہوئی اور عجیب وغریب مناظر قدرت کا مشاہدہ فرمایا یہاں سے دمشق پہونچ کر انبیائے کرام کے مزارات مقدسہ کی زیارت سے مستفیض ہوئے اور بزرگوں سے ملاقات کا شرف بھی حاصل کیا اس کے بعد پھر بخارا تشریف لے گئے اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات کی اور کافی دنوں تک ان کے پاس قیام بھی فرمایا۔

ارشاد غوث اعظم کی تعظیم

جن دنوں سلطان الہند عطائے رسول سرکار خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی سنجری قدس سرہٗ مجاہدہ وریاضت میں مشغول تھے۔ سیدنا غوث پاک شیخ محی الدین عبدالقادر

Marfat.com

جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شانِ غوثیت کا وہ حیرت انگیز واقعہ پیش آیا جس میں آنجناب کو سید الاقطاب والاولیاء مقرر کیا گیا۔

حضرت سید محمد گیسودراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ:

''جب سرکار غوث اعظم حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی قدس سرہٗ نے ''قدمی هذه علیٰ رقبة کل ولی الله'' (یعنی میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے) فرمایا تو اس وقت سرکار خواجہ غریب نواز کا عہد شباب تھا اور وہ خراسان کے پہاڑوں میں کہیں مشغول مجاہدہ و ریاضت تھے انہوں نے غائبانہ سرکار غوث اعظم کا ارشاد سنا اور اپنی گردن جھکا کر جواب دیا ''بل علیٰ عینی ورأسی'' ''یعنی یہی نہیں کہ آپ کا قدم ہماری گردن پر ہے بلکہ آپ کا مبارک قدم میری آنکھ اور سر پر ہے۔

ریاضت، مجاہدہ اور کسب فیوض کے لئے سفر

گزشتہ صفحات میں سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے اسفار کا کچھ اجمالی تذکرہ کیا گیا ہے اس کی مزید تفصیلات ''بزم صوفیہ'' کے حوالے سے پیش کی جا رہی ہیں جن میں عبارتوں کی تلخیص کی گئی ہے پوری عبارت حرف بحرف اور لفظ بلفظ بخوف طوالت نقل نہیں کی جا رہی ہے۔ مصنف بزم صوفیہ (مطبوعہ معارف پریس اعظم گڑھ) آپ کے تبلیغی اسفار کے بارے میں تحریر کرتے ہیں کہ:

''حضرت خواجہ مرشد برحق سے علیحدہ ہونے کے بعد پہلے سنجان آئے پھر جیل پہونچے جہاں سے بغداد شریف وارد ہوئے وہاں سے چل کر ہمدان تشریف لائے پھر تبریز آئے پھر خرقان، استر آباد، سبزوار، حصار اور بلخ ہوتے ہوئے غزنی پہونچے جہاں سے ہندوستان کی طرف رخ کیا''۔

''دلیل العارفین'' اور دوسرے تذکروں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اصفہان، کرمان اور بخارا کے بھی سفر کیے۔

Marfat.com

اس کے بعد آگے لکھتے ہیں:

"مدینہ منورہ میں ان کو ہندوستان جانے کی بشارت ملی جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی بھی زیارت کرتے رہے۔ حضرت خواجہ کی یہ طویل اور بامشقت سیاحت راہ سلوک کی کٹھن منزلیں طے کرنے کی خاطر ہوئی اس لئے وہ وہیں پہونچے جہاں بحر معرفت کے غواص اور شناور موجود تھے ان کی صحبت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کرتے رہے مثلاً سنجان پہونچے تو وہاں شیخ نجم الدین کبریٰ (التوفی ۶۱۸ھ) کی خدمت میں ڈھائی برس تک قیام پذیر رہے بغداد آئے تو حضور غوث پاک کے آستانے پر پانچ ماہ تک معتکف رہے بغداد شریف میں آپ کا حجرۂ اعتکاف آج بھی "خواجہ غریب نواز کے چلے" کے نام سے موجود و مشہور ہے نیز وہیں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (التوفی ۶۳۲ھ) کے پیر شیخ ضیاء الدین کی صحبت سے مستفیض ہوئے"۔

احساس ندامت سے گوشہ نشینی

بغداد کے قیام کے زمانے میں ایک بار خواجہ غریب نواز دجلہ کے کنارے ایک خانقاہ میں گئے جہاں ایک بزرگ مقیم تھے۔ سرکار خواجہ غریب نواز نے ان کو سلام کیا تو انہوں نے اشارے سے جواب دیا اور بیٹھ جانے کو کہا جب وہ بیٹھ گئے تو ان بزرگ نے مخاطب کر کے فرمایا کہ مجھے پچاس سال ہو گئے کہ اللہ کی مخلوق سے الگ تھلگ ہو کر یہاں بیٹھا ہوں جیسے تم سفر کرتے پھرتے ہو اسی طرح میں بھی سفر کرتا تھا ایک سفر میں میرا گزر ایک شہر میں ہوا۔ وہاں ایک مالدار شخص کو دیکھا کہ بازار میں کھڑا ہوا لوگوں سے بھاؤ تاؤ کر رہا ہے اور نہایت سختی سے پیش آ رہا ہے اور اپنے گاہکوں کو بہت تکلیف دے رہا ہے میں خاموشی کے ساتھ وہاں سے گزر گیا اور اس مال دار شخص کو کچھ نہ کہا۔ میرے کانوں میں آواز آئی کہ اگر تو خدا کے لئے اس شخص کو مردار دنیا سے باز رکھتا اور جھڑک دیتا کہ ایسا کام نہ کرو تو شاید وہ مان جاتا اور ظلم سے باز آ جاتا۔ جس روز سے میں نے یہ آواز سنی ہے بہت شرمندہ ہوں چنانچہ

Marfat.com

میں جب سے اس خانقاہ میں مقیم ہوں کبھی اس سے باہر قدم نہیں نکالتا کیونکہ مجھے اس بات کا بڑا خوف ہے کہ قیامت کے روز جب اس معاملے کے متعلق مجھ سے پوچھا جائے گا تو میں کیا جواب دوں گا۔ میں نے اس تاریخ سے قسم کھالی ہے کہ کہیں نہ جاؤں گا تاکہ میری نظر کسی چیز پر نہ پڑے اور میں شہادت میں پکڑا نہ جاؤں۔

خوف وخشیت سے ہڈیوں کا ڈھانچہ

جب حضرت خواجہ غریب نواز کرمان پہونچے تو وہاں ایک ایسے بزرگ سے ملے جو بڑے صاحب نعمت وریاضت تھے یادحق میں مشغولیت کی وجہ سے ان کے بدن میں صرف روح ہی باقی رہ گئی تھی گوشت پوست کا کہیں پتہ نہ تھا وہ باتیں بہت کم کرتے تھے۔ حضرت خواجہ نے ارادہ کیا کہ ان سے پوچھیں کہ آپ کا یہ حال کیونکر ہے۔ تو انہوں نے اپنی روشن ضمیری سے ان کے ارادے کو معلوم کرلیا اور ان کے سوال کرنے سے پہلے اپنا حال بیان کرنا شروع کردیا کہ "اے درویش! ایک روز میں اپنے دوست کے ساتھ قبرستان گیا اور ایک قبر کے پاس ہم دونوں کھڑے ہوئے اس دوست سے لہو ولعب کی کوئی بات سرزد ہوگئی جس پر مجھے ہنسی آگئی ہنسنے پر میرے کان میں آواز آئی کہ جس کا حریف ملک الموت اور زیر خاک سانپ بچھو کے درمیان جس کا گھر ہو اس کو ہنسی زیب نہیں دیتی۔ جب میں نے یہ بات سنی تو آہستہ سے اٹھا اور اپنے دوست کو رخصت کیا وہ اپنے گھر گیا اور میں اس غار میں آیا اور یہاں سکونت اختیار کرلی۔ اس دن سے مجھ پر بڑی ہیبت طاری ہے اور خوف سے میری جان گھلتی جارہی ہے آج چالیس سال ہوگئے میں ہنسا نہیں اور مارے ندامت کے سر اٹھا کر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ کل قیامت کے دن وہاں کیا منہ دکھاؤں گا۔

غیرت والی آنکھیں

استرآباد پہونچے تو شیخ ناصرالدین استرآبادی کی زیارت کی۔ بخارا کے سفر میں ایک مردحق سے ملے جو نابینا تھے لیکن یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ سرکار غریب نواز نے ان سے پوچھا کہ کب سے نابینا ہوئے تو کہنے لگے کہ جب میں درجۂ کمال ولایت ومعرفت

Marfat.com

کو پہونچا تو ایک دن اچانک میری نگاہ غیر پر پڑ گئی غیب سے آواز آئی "اے مدعی! تو میری محبت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن غیر کی طرف دیکھتا ہے۔ اس کو سنتے ہی میں اتنا شرمندہ ہوا کہ میں نے دعا کی کہ الٰہی جو آنکھ دوست کے سوا غیر کو دیکھے وہ اندھی ہو جائے ابھی یہ بات مکمل بھی نہ ہوئی تھی کہ دونوں آنکھیں اندھی ہو گئیں۔

تبریز میں حضرت شیخ ابوسعید تبریزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات کی، اصفہان میں شیخ محمود اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسب فیض کیا، بلخ میں حضرت شیخ احمد خضرویہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں مقیم رہے، غزنی میں شیخ نظام الدین ابوالمؤید کے پیر شیخ عبدالواحد غزنوی کی زیارت کی اور پھر اس سفر میں بزرگان دین کے مزارات پر چلہ کر کے فیوض باطنی بھی حاصل کرتے رہے۔ مثلاً ہمدان میں تشریف لائے تو حضرت ابویوسف ہمدانی (المتوفی ۵۳۵ھ) کے مزار اقدس پر حاضری دی، خرقان میں شیخ ابوالحسن خرقانی (المتوفی ۴۲۵ھ) کے مزار اقدس کی زیارت کی، ہرات میں شیخ عبداللہ انصاری (المتوفی ۴۸۱ھ) کے مزار پر مراقبہ کیا اور جب یہاں شب بیداری کرتے تو عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھتے۔

تبلیغ دین اور تقسیم فیوض و برکات کے لئے سفر

راہ سلوک کی منزلیں طے کرنے اور اس راہ کی تمام تر سختیاں اور مشقتیں برداشت کرنے کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے اندر اولیاء کرام کی تمام صفات اور خوبیاں پیدا ہوتی گئیں جن کے مظاہرے اس طویل سفر کے دوران ہوتے رہے اور راہ ہدایت سے بھٹکے ہوئے بے شمار لوگوں کو منزل مقصود تک پہونچانے کا کام انجام دیا۔

حاکم سبزوار کا واقعہ

چنانچہ اسی سفر کے دوران آپ سبزوار (علاقۂ افغانستان) پہونچے۔ وہاں کا ایک اہم اور تاریخی واقعہ پیش آیا جو حاکم سبزوار سے متعلق ہے جسے "بزم صوفیہ" کے مصنف نے اس طرح بیان کیا ہے:

"جب خواجہ غریب نواز سبزوار تشریف لائے تو وہاں ایک باغ میں ایک حوض

Marfat.com

کے پاس فروکش ہوئے وہاں کا حاکم یادگار محمد باغ میں سیر کے لئے پہونچا تو ایک اجنبی کو دیکھ کر چیں بجبیں (ناراض) ہوا لیکن حضرت خواجہ نے جب اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا تو وہ مغلوب الحال ہو گیا اور اس پر بے ہوشی کی کیفیت طاری ہو گئی حضرت خواجہ غریب نواز نے حوض کا پانی لے کر اس کی چند چھینٹیں اس کے منہ پر ماریں جب اس کو ہوش آیا تو اس کے دل کی دنیا بدل چکی تھی یعنی وہ خواجہ غریب نواز کا گرویدہ ہو گیا۔ وہ مذہباً شیعہ تھا لیکن اسی وقت اپنے اعیان و ارکان دولت و حکومت کے ساتھ خواجہ کا مرید ہو گیا اور اپنی ساری دولت اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں پیش کردی۔ مگر حضرت خواجہ نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ جو مال ظلم و تعدی کے ذریعہ حاصل کیا گیا ہو وہ اس کے اصل مالکوں کے حوالے کر دیا جائے۔ یادگار محمد نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ غلاموں اور لونڈیوں تک کو آزاد کر دیا اور ظاہری و باطنی تعلیم کی تکمیل کے بعد حضرت خواجہ نے اس کو خرقۂ خلافت بھی عطا کر دیا۔ (سیر العارفین)

ایک خودسر حکیم و فلسفی کا حلقہ بگوش ہونا

سبزوار سے حضرت خواجہ غریب نواز بلخ پہونچے جہاں کچھ دنوں شیخ احمد خضرویہ کے یہاں قیام فرمایا۔ بلخ میں ان دنوں ایک بہت بڑا نامی گرامی حکیم اور فلسفی شخص رہتا تھا جسے مولانا حکیم ضیاء الدین کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اسے علوم ظاہری بالخصوص فلسفہ و حکمت میں بڑی دسترس حاصل تھی وہ تصوف اور اہل تصوف سے حد درجہ متنفر تھا اور اکثر کہا کرتا تھا کہ تصوف ایک ہذیان ہے اور صوفیاء عقل و تمیز سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔

بلخ کے مضافات میں اس کا ایک پر فضا باغ تھا جس میں اس کا ایک مدرسہ تھا جہاں وہ اپنے شاگردوں کو فلسفہ و حکمت کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ سفر کے دوران ایک روز حضرت خواجہ غریب نواز کا گزر اس علاقے سے ہوا جہاں حکیم ضیاء الدین کا باغ اور اس کی درس گاہ حکمت تھی۔ حضرت خواجہ کا معمول تھا کہ تیر و کمان، چقماق اور نمک دان ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے تاکہ شدید ضرورت کے وقت جنگل میں کسی جانور کا شکار کر کے اسے بھون کر

Marfat.com

تناول فرما سکیں۔ اس مقام پر بھی آپ نے ایک کلنگ کا شکار کیا اور خادم کو حکم دیا کہ اسے بھون کر تیار کرے اور خود عبادت میں مصروف ہو گئے۔ اسی اثنا میں منکر حقیقت ضیاء الدین آنکلا اس نے دیکھا کہ ایک درویش مصروف عبادت ہے اور اس کا خادم کلنگ بھون رہا ہے۔ جب حضرت نماز سے فارغ ہوئے تو خادم نے بھنا ہوا گوشت حضرت کی خدمت میں پیش کیا۔ حکیم ضیاء الدین بھی پاس ہی بیٹھا تھا حضرت نے بسم اللہ پڑھ کر ایک ران ضیاء الدین کو عطا کر دی اور دوسری ران خود تناول فرمانے لگے۔ ضیاء الدین گوشت کھاتے ہی بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو اس کے دل میں ایمان کی شمع روشن ہو چکی تھی اور فلسفہ وحکمت کے تمام شوشے اور گوشے اس کے دل و دماغ سے محو ہو چکے تھے، قلب و روح کی گہرائی سے حضرت خواجہ کا معتقد ہو چکا تھا۔ اسی وقت حکیم اپنے تمام شاگردوں کے ساتھ حضرت خواجہ کے دست حق پرست پر بیعت ہو گیا اور اپنے گھر پہونچ کر اس نے فلسفہ وحکمت کی تمام کتابیں دریا میں ڈال دیں۔ علم باطن کے شغف نے اسے مرد کامل بنا دیا اور اسرار الٰہی اس پر منکشف ہو گئے تمام دنیاوی علائق سے علٰحدگی اختیار کر لی اور شب و روز ذکر و فکر الٰہی کو اپنا شیوہ بنا لیا۔ یہ عظیم انقلاب حضرت خواجہ کی ایک نگاہ کرم کی ادنیٰ کرامت تھی۔

حکیم ضیاء الدین اور اس کے فلسفہ زدہ شاگردوں کا حضرت خواجہ کے حلقہ بگوشوں میں شامل ہو جانا بڑا غیر معمولی واقعہ تھا جس نے پورے بلخ اور اطراف وجوانب میں آپ کی شان وعظمت کی دھوم مچا دی، جس نے سنا وہ آپ کی بارگاہ میں حاضری اور قدم بوسی کے لئے بے چین ہو گیا نتیجہ کے طور پر لوگوں کی آمد کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ قائم ہو گیا۔

فلسفیانہ عقل پرستی سے تائب ہونے کے بعد حکیم ضیاء الدین عبادت وریاضت میں مشغول ہو گئے۔ مرشد کامل نے مدارج سلوک طے کرائے اور رموز باطنی کی تعلیم کی تکمیل کے بعد خرقۂ درویشی پہنا کر اپنا جانشین بنا دیا۔ اور اس علاقے کے لوگوں کی ہدایت کے کام پر ان کو مامور فرما کر آپ وہاں سے عازم سفر ہو گئے۔

Marfat.com

حرم کعبہ میں غیبی بشارت

سرکار خواجہ غریب نواز اپنے مرشد سے شرف بیعت حاصل کرنے کے بعد خود پیرو مرشد کے ساتھ بھی اور اس کے علاوہ بھی متعدد بار حرمین طیبین کی زیارت سے مشرف ہوئے لیکن جب ۵۸۳ھ میں آپ مکہ معظمہ پہونچے تو ایک دن حرم کعبہ میں مشغول عبادت تھے کہ غیب سے ایک آواز آئی:

"اے معین الدین! ہم تجھ سے خوش ہیں اور ہم نے تجھ کو بخش دیا جو کچھ چاہے ہم سے مانگ لے ہم عطا کریں گے"

آپ نے عرض کی:

"خداوندا! معین الدین کے مریدین سلسلہ کو بخش دے"

ارشاد ہوا:

"اے معین الدین! تو ہماری ملک ہے جو تیرے مرید اور تیرے سلسلے میں تا قیامت مرید ہوں گے ان سب کو ہم بخش دیں گے"۔

(معین الارواح ص۷۸)

Marfat.com

عطائے رسول مدینۂ منورہ سے اجمیر مقدس تک

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ ادائیگی حج کے بعد مدینۂ منورہ حاضر ہوئے اور عرصے تک وہاں مشغول عبادت رہے، بقول بعض مسجد قبا میں طویل قیام فرمایا۔ اسی موقع پر ایک روز آپ کو دربار رسالت سے بشارت ہوئی کہ:

''اے معین الدین! تو میرے دین کا معین (مددگار) ہے میں نے ولایت ہندوستان تجھ کو عطا کی وہاں کفر و شرک کی ظلمت پھیلی ہوئی ہے تو اجمیر جا تیرے وجود سے وہاں کی ظلمت کفر دور ہوگی اور اسلام کا اجالا پھیلے گا''

آپ اس بشارت سے بہت خوش ہوئے مگر حیران تھے کہ الٰہی اجمیر کہاں ہے اور کون سا مقام ہے، اسی عالم تحیّر میں آپ کی آنکھ لگ گئی اور حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو اپنی زیارت سے مشرف فرمایا۔ طرفۃ العین (پلک جھپکتے) میں آپ کو تمام شہر و قلعہ اور کوہستان دکھلا دیا اور ایک بہشتی انار عطا فرما کر رخصت فرما دیا۔

مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سفرنامے میں لکھا ہے کہ:

''حضرت خواجہ کے مزار شریف کے پائیں انار کا ایک درخت میری حاضری کے وقت تھا روزانہ سات پھل اس سے اترتے تھے جو شخص اس انار کو اپنے یہاں فرزند ہونے کی نیت سے کھالیتا تھا بحکم ربی وہ صاحب اولاد ہو جاتا تھا''۔

(اقتباس از حاشیہ معین الارواح ص ۷۹)

Marfat.com

بیداری میں رسول کائنات کی زیارت وملاقات

سیر الاقطاب میں سرکار خواجہ غریب نواز کو حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہندوستان آنے کا حکم بیداری کی حالت میں ملنے کی تفصیل اس طرح درج ہے:

''حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سیر وسیاحت کرتے ہوئے مکہ معظمہ پہونچ کر وہاں چندنوں قیام فرمانے کے بعد کعبۂ عاشقاں مدینۂ منورہ کی مقدس سرزمین پر پہونچے اور روضۂ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر غلامانہ حاضری کی سعادت حاصل کی اور چند دنوں آپ وہیں مقیم رہے یہاں تک کہ ایک دن روضۂ متبرکہ منورہ سے ندا آئی کہ معین الدین کو بلایا جائے۔ خادم آستانہ نے وہاں موجود تمام زائرین وعاشقان رسول کو مخاطب کرکے آواز لگائی کہ معین الدین کس کا نام ہے حاضر ہو۔ اس کے جواب میں کئی آوازیں آئیں کہ آپ کس معین الدین کو بلا رہے ہیں یہاں تو اس نام کے بہت سے غلام حاضر ہیں۔ خادم لوٹ کر پھر آستانہ پاک پر آئے۔ دوبارہ روضۂ پاک سے آواز آئی کہ معین الدین چشتی کو بلاؤ۔ خادم آستانہ نے حکم کے مطابق معین الدین چشتی کو آواز دے کر کہا کہ آپ حاضر بارگاہ ہوں۔ پھر کیا تھا حضرت خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ کی کیفیت عجیب وغریب ہوگئی، افتاں وخیزاں، گریاں ونالاں لبوں پر درود پاک کے پھول سجا کر روضۂ رسول کے مقدس آستانے پر سراپا ادب ونیاز بن کر کھڑے ہوگئے اندر سے آواز آئی کہ اے قطب المشائخ اندر آجاؤ۔ آپ از خود رفتگی، بے خودی اور دیوانگی کے عالم میں بھی ہوش وحواس اور ادب واحترام کا دامن تھامے اندر حاضر ہوئے۔ آپ کی قسمت بیدار ہوئی کہ حالت بیداری میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جمال جہاں آرا کے دیدار پرانوار سے مشرف ہوئے آقائے کریم نے ارشاد فرمایا:

''معین الدین تو ہمارا عین دین ہے لیکن تجھے ہندوستان جانا ہوگا وہاں ایک جگہ اجمیر ہے جہاں میرے فرزند سید حسین نامی تبلیغ دین وجہاد فی سبیل اللہ کی نیت سے گئے تھے اب وہ شہید ہوگئے ہیں جس کے سبب وہ

Marfat.com

جگہ کافروں کے تسلط میں آگئی ہے تمہارے قدموں کی برکت سے وہاں اسلام پھیلے گا اور وہاں کے کافر مغلوب ہوں گے"۔

پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک انار حضرت خواجہ غریب نواز کے ہاتھ میں عطا فرمایا اور فرمایا کہ اس میں دیکھو تاکہ تم یہ دیکھ اور جان لو کہ تمہیں کہاں جانا ہے۔ حکم کے مطابق حضرت خواجہ نے انار کے اندر نگاہ کی تو مشرق سے مغرب تک جو کچھ تھا سب نگاہوں کے سامنے آگیا نیز شہر اجمیر اور اس کی پہاڑیاں وغیرہ بھی اچھی طرح نظر آگئیں۔ بارگاہ رسول میں مدد کی درخواست کرتے ہوئے ہندوستان کی طرف مائل بہ سفر ہوئے چنانچہ چالیس افراد کا ایک مقدس قافلہ بھی آپ کی قیادت و سربراہی میں مدینہ منورہ سے اجمیر مقدس کے لئے روانہ ہوا"۔ (سیر الاقطاب ص ۱۲۳۔۱۲۴)

ہندوستان میں تشریف آوری

حضرت سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی ہندوستان میں تشریف آوری کے سلسلے میں بے شمار، مختلف اور متضاد روایتیں بیان کی گئی ہیں الگ الگ تاریخ نویسوں اور تذکرہ نگاروں نے اپنی اپنی علحدہ تحقیقات کی روشنی میں مختلف آراء اور خیالات کا اظہار کیا ہے مثلاً بعض لوگوں کا قول ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز چار بار ہندوستان تشریف لائے پہلی بار محرم ۵۶۱ھ میں اور آخری بار ۵۸۷ھ میں (بروایت تاریخ فرشتہ و معین الارواح)

بعض کہتے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز ۶۰۲ھ میں ہندوستان تشریف لائے (سیر العارفین)

ایک خیال یہ بھی ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز سلطان شہاب الدین غوری کے لشکر کے ساتھ ۵۸۷ھ میں ہندوستان تشریف لائے اور اجمیر میں پرتھوی راج کے زوال کے بعد پہنچے (طبقات ناصری، منتخب التواریخ، انڈیا آف اورنگ زیب وغیرہ)

Marfat.com

چوتھا نظریہ جو قرین قیاس ہے وہ یہ کہ حضرت خواجہ غریب نواز ۵۸۷ھ میں پرتھوی راج کے دورِ اقتدار میں تشریف لائے۔ (مفتاح التواریخ، اکبر نامہ، تزک جہانگیری، سیر الاولیاء اسرار الاولیاء، فوائد السالکین، سیر الاقطاب، اخبار الاخیار، تذکرۃ الکرام وغیرہ)

ہمارے نزدیک موخر الذکر روایت روایت ودرایت کی کسوٹی پر کھری اترتی ہے کہ سرزمین ہند کو پہلی مرتبہ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے قدوم میمنت لزوم چومنے کا شرف ۵۸۷ھ مطابق ۹۲۔۱۱۹۱ء میں حاصل ہوا اور اس کے بعد پھر کبھی حضرت خواجہ اس ملک سے باہر تشریف نہیں لے گئے۔ پرتھوی راج نے آپ سے مقابلہ اور زور آزمائی کی بہت کوشش کی مگر اس بدطینت اور متکبر حکمراں کا ستارۂ اقبال آپ ہی کے سامنے غروب ہوا۔ اس توجیہ وتاویل کو اس سے بھی تقویت ملتی ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز ۵۸۲ھ میں اپنے مرشد حضرت عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے رخصت ہوئے اور ۵۸۲ھ سے ۵۸۷ھ کے درمیانی عرصہ میں مختلف ممالک کی سیاحت کرتے رہے۔

پھر ایک بار سے زیادہ ہندوستان یا اجمیر حضرت خواجہ غریب نواز کی آمد کی روایتیں یوں بھی غلط اور بے بنیاد معلوم ہوتی ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خواجہ غریب نواز کو ملک ہندوستان میں اجمیر جانے کا حکم صادر فرمایا تو آپ نے ذہن ودماغ میں غور کرنا شروع کیا یا سرکار سے دریافت کیا کہ اجمیر کہاں اور ہندوستان کدھر ہے۔ تو بعض روایت کے مطابق خواب میں آپ کو سب کچھ دکھا اور بتا دیا گیا یا بقول بعض سرکار نے ایک انار عطا فرمایا اور فرمایا کہ اس میں دیکھو۔ جب حضرت خواجہ نے اس میں دیکھا تو مشرق تا بہ مغرب سب کچھ سامنے تھا یہاں تک کہ ہندوستان اور اس کا شہر اجمیر نیز اس کے اردگرد کی پہاڑیاں سب کچھ آپ نے دیکھ لیا۔ تو اگر آپ ہندوستان یا اجمیر اس سے پہلے آئے ہوتے تو یہ پوچھنے، غور کرنے یا دیکھنے دکھانے کی کوئی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ اس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت خواجہ سرکار کا حکم پانے کے بعد پہلی بار ہندوستان تشریف لائے اور پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔

Marfat.com

آپ کے عہد کا ہندوستان

حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی ہندوستان میں تشریف آوری سے پہلے کچھ مسلمان بزرگ بھی اس سرزمین کو شرف قدم بوسی بخش چکے تھے ان بزرگوں کی تبلیغ و ہدایت کی بدولت اس ملک میں متعدد مقامات پر دین حق کے نام لیوا پیدا ہو چکے تھے بالخصوص لاہور اور اس کے نواحی علاقوں میں حضرت شیخ اسماعیل بخاری اور مخدوم شیخ علی ہجویری (داتا گنج بخش لاہوری) رحمہ اللہ تعالیٰ علیہا کی تبلیغی کوششوں کی بدولت اسلام کا بڑا گہرا اثر پڑ چکا تھا اسی طرح قنوج ، بدایوں، ناگور اور بہار کے بعض شہروں میں بھی مسلمان موجود تھے ۔لیکن ہندوستان میں اسلام ابھی ایک ہمہ گیر قوت کی حیثیت سے نہیں ابھرا تھا۔ حضرت خواجہ غریب نواز کی تشریف آوری ہندوستان میں ایک زبردست روحانی اور سماجی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اور دین حق نے اس سرزمین میں ایک ہمہ گیر حیثیت اختیار کرلی۔ حضرت خواجہ کی تشریف آوری سے قبل ہندوستان کی سیاسی طاقت اونچی ذات کے ہندو راجاؤں کے ہاتھ میں تھی جو پرلے درجے کے مشرک ،سرکش اور متکبر تھے۔ عام لوگوں کی مذہبی، تمدنی اور اخلاقی حالت انتہائی پست ہو چکی تھی ان پر ہولناک فکری جمود طاری تھا۔ جاہلانہ ضعیف الاعتقادی، کفر و شرک ،اوہام پرستی ،ذات پات کا امتیاز اور چھوت چھات ان کا خاصہ بن چکے تھے ۔پتھر، درخت، سانپ، چوپائے اور ان کا گوبران کے معبود تھے،کوئی شودر کسی برہمن سے قریب ہو کر گزر جاتا تو اس کی پیشانی داغ دیجاتی ۔نیچ ذات کے لوگوں کے لئے زندگی ایک بوجھ بن گئی تھی ،بعض فرقوں کی بے حیائی کا یہ عالم تھا کہ مادرزاد ننگا رہنا اپنے لئے باعث افتخار سمجھتے تھے بعض فرقے شیولنگ اور شیو کی بیوی کی شرم گاہ کو پوجنا ایک مذہبی فریضہ جانتے تھے لواطت اور زنا کی وہ گرم بازاری تھی کہ اللہ کی پناہ۔ بعض فرقے تو ان افعال قبیحہ کو گناہ سمجھتے ہی نہ تھے بعض نابکار انسانوں کا گوشت کھانا اور دیوی دیوتاؤں کے سامنے انسانی جان کی قربانی پیش کرنا ایک مذہبی لازمہ سمجھتے تھے۔

امیر خورد دہلوی نے اپنی کتاب ''سیر الاولیاء''میں اس دور کے ہندوستان

Marfat.com

کا نقشہ درج ذیل الفاظ میں کھینچا ہے:

''مملکت ہندوستان .... ہمہ دیار کفر و کافری و بت پرستی بود و متمردان ہند ہر یکے دعویٰ انا ربکم الاعلیٰ می کردند و خدائے جل و علیٰ را شریک می گفتند و سنگ و کلوخ و دار و درخت و ستور گاؤ و سرگین ایشاں را سجدہ می کردند و بہ ظلمت کفر قفل دلِ ایشاں مظلم و محکم بود''

ترجمہ: پورا ہندوستان کفر و شرک اور بت پرستی کا گہوارہ تھا اور ہندوستان کے سرکشوں میں سے ہر سرکش انا ربکم الاعلیٰ (میں تمہارا رب اعلیٰ ہوں) کا دعویٰ کرتا تھا اور اپنے آپ کو اللہ جل شانہ کا شریک سمجھتا تھا اور وہ لوگ پتھر، ڈھیلے، درخت، گائے اور اس کے گوبر کو سجدہ کرتے تھے اور کفر کی تاریکی سے ان کے دلوں کے تالے اور بھی مضبوط ہو رہے تھے۔

آج کے ہندوستان میں بھی ہندوؤں کے حالات اس سے مختلف نہیں ہیں مگر آج تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملک کے ہر گوشے اور ہر خطے میں مسلمان موجود ہیں اس زمانے میں کوئی اللہ و رسول کا نام لیوا اور آپ کی مدد کرنے والا نہ تھا ایسے حالات اور ماحول میں حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ ہندوستان میں وارد ہوئے۔

ملتان میں ورود

سرکار خواجہ سفر کرتے ہوئے غزنی پہونچے اور خواجہ عبدالواحد غزنوی سے ملاقات کی اور وہاں سے قندھار، چمن اور کوئٹہ ہو کر ملتان پہونچے۔ ملتان میں ملاحدہ کی حکومت کا خاتمہ کر کے سلطان شہاب الدین غوری اپنی حکومت قائم کر چکے تھے اور علی کرماخ کو گورنر بنا کے آپ غور جا چکے تھے۔ حکومت بلاشبہ اس وقت غوریوں کی تھی مگر ملتان میں ملاحدہ کی معتقداتی جڑیں مضبوط تھیں، سرکار خواجہ کی آمد علمی حلقوں کے لئے بڑی اہمیت اختیار کر گئی۔ ملاحدہ کو تشویش ہوئی تو اہل سنت نے قوت اور توانائی محسوس کی۔ ملاحدہ کے چلتے ہوئے فقروں کی فریب کاری کو سرکار خواجہ نے اپنے استدلال کی آگ سے جلا کر خاک

Marfat.com

کردیا۔ پہلے نجی محفلوں میں ملاحدہ کا ناطقہ بند کر کے قرآن وسنت کی حقانیت کا لوہا منوایا، اس کے بعد بڑے بڑے مناظروں میں ملاحدہ کا اس طرح ابطال کیا کہ بے خبروں کی آنکھیں کھل گئیں صراط مستقیم سے بھٹک جانے والے آپ کے دست حق پرست پر جوق درجوق تائب ہونے لگے۔

قتل کا ناکام وناپاک ارادہ

ملاحدہ نے علمی محاذ پر شکست فاش کھا کر اپنے تربیت یافتہ قاتلوں کو سرکار خواجہ کے قتل پر مامور کردیا۔ کئی حملے ناکام ہونے کے بعد ایک رات ملاحدہ کے پانچ آدمی زہر آلود خنجر لہراتے ہوئے آپ کے حجرے میں گھس گئے آپ اس وقت نوافل میں مشغول تھے انہوں نے آتے ہی خنجروں کے وار شروع کردیئے مگر وہ اس وقت حیرت زدہ رہ گئے جب انہوں نے یہ محسوس کیا کہ حضرت خواجہ کے جسم سے خنجر اس طرح پار ہو رہے ہیں جیسے وہ فضا میں خنجر چلا رہے ہوں آپ اطمینان سے نماز میں مصروف رہے سلام پھیرنے کے بعد آپ حملہ آوروں کی طرف متوجہ ہوئے تو وہ خنجر چلا چلا کے نڈھال ہو چکے تھے۔

ملاحدہ کا پیشوا عمل تنویم کا ماہر تھا اپنے عمل کا تابع بنا کر وہ جسے جو حکم دیتا تھا وہ اس حکم کو بجا لانے پر مجبور ہو جاتا تھا۔ وہ پانچوں بھی اسی کا معمول بن کر قتل کرنے آئے تھے مگر جب سرکار خواجہ نے ان کو خاموشی سے ایک طرف بیٹھ جانے کا حکم دیا تو ان کے ذہن آزاد ہو گئے۔ عمل تنویم کے سارے اثرات زائل ہو گئے۔ حواس و ہوش بجا ہوئے تو تمام صورت حال ان کی سمجھ میں آ گئی اور وہ رو رو کر معافی مانگنے لگے۔ آپ نے نہایت فراخ دلی سے درگزر فرما دیا، معافی حاصل کرنے کے بعد انہوں نے سرکار خواجہ سے کہا "آپ اگر اجازت دیں تو ملاحدہ کے سربراہ ابن کشاف کو ہم ختم کر دیں تاکہ خوں ریزی کا یہ گھنونا سلسلہ بند ہو جائے جس سے اہل حق کا مسلسل خون بہہ رہا ہے"۔

آپ نے فرمایا "پہلے اپنی نیتوں کا جائزہ لو اگر تم بقائے امن کے لئے واقعی کسی ظالم کو راہ سے ہٹانا چاہتے ہو تو اللہ کے یہاں اس کا بڑا اجر ہے لیکن اگر اپنے نفس کی تحریک پر کسی

Marfat.com

کو تم نے قتل کیا تو بلاشبہ یہ بڑے گھاٹے کا سودا ہے"۔

ملتان میں مدت قیام

سرکار خواجہ نے ملتان میں تقریباً تین سال قیام فرمایا کیونکہ آپ نے اس ضرورت کو محسوس کر لیا تھا کہ اگر ملاحدہ کا عوام پر اثر باقی رہ گیا تو کسی وقت بھی کوئی داخلی انقلاب ایسا برپا ہو سکتا ہے جس سے مسلمانوں کی طاقت پارہ پارہ ہو سکتی تھی۔ قیام کی دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ ملتان میں ایسے مسلمانوں کی تعداد کافی ہے جو سنسکرت اور بھاشا جاننے والے تھے کیونکہ وہ صدیوں پہلے اسلام قبول کر چکے تھے اور ہندو تہذیب و تمدن سے بخوبی واقف تھے۔ آپ نے وہاں ہندوستانی زبانوں میں ملکہ پیدا کیا کیونکہ تبلیغ دین کے لئے ان زبانوں کا علم ضروری تھا۔

اجمیر کے راجہ اور راج ماتا پر ہیبت

ہندوستان میں بھی اہل خبر اور صاحب نظر روحانیوں کی کمی نہ تھی۔ کرامت تو ایمان کے ساتھ مشروط ہے مگر استدراج کے دروازے ریاضت نفس کے لئے کھلے ہوئے ہیں۔ استدراج کے ذریعے بھی حیرت ناک امور کا اظہار ہو سکتا ہے۔ مزید برآں ہندوستان میں سحر بھی اپنے پورے شباب پر تھا۔ آپ نے جب ملتان میں قدم رکھا تھا تو اجمیر میں راج گرو نے راج ماتا سبیتا کو آنے والے خطرے سے آگاہ کر دیا تھا اور سرکار خواجہ معین الدین حسن کو راہ سے ہٹانے کی تدبیریں شروع کر دی تھیں۔

تاراگڑھ پر ہون

تاراگڑھ کے بلند اور سنگین قلعے میں ہون کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں ہندو دھرم میں کسی آفت ناگہانی کو ٹالنے کے لئے یہ رسم ادا کی جاتی ہے۔ بڑے بڑے سادھو، گیانی، راج گرو اور راج ماتا سبیتا مشرق کی طرف رخ کئے زیر لب کچھ پڑھ رہے تھے۔ سورج

Marfat.com

دیوتا کے روشن ہوتے ہی سیکڑوں من صندل کو جلاتا تھا جس پر گاؤ ماتا کا گھی چھڑکا ہوا تھا۔ آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں سورج نے مشرق سے جھانک کر تو ہم پرستوں کو دیکھا تو راج گرو نے وید کے کچھ اشلوک پڑھ کر ایک مشعل سے ہون کی آگ جلا دی، سیکڑوں پنڈتوں نے ہم آہنگ ہو کر اشلوک پڑھنا شروع کر دیئے، فضا شور، خوشبو اور گرمی سے بھر گئی آگ کے شعلے اور دھواں بلند ہوا تو جہاں جہاں سے دیکھا گیا وہاں وہاں تمام مندروں کے گھنٹے جاگ پڑے اور پورا شہر ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر پرارتھنا کرنے لگا۔ پانچ گھنٹوں کے بعد آگ شعلوں سے محروم ہوئی اسی کے ساتھ ہون کی رسم کا بھی اختتام ہو گیا۔

راج ماتا کا بزدلانہ خطاب

پرتھوی راج کی ماں، راج ماتا سیتا کی طرف سے پنڈتوں پر زر و جواہر کی بارش کی گئی اس کے بعد سیتا نے کھڑے ہو کر سب کو پرنام کیا اور دور دور سے آنے والوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا "یہ میری بڑی خوش نصیبی ہے کہ آپ جیسے مہاپرشوں نے اجمیر آنے کا کشٹ اٹھایا، پرتھوی راج میرا بیٹا ہے نڈر اور بہادر، اس کی تلوار دشمنوں کے سر کاٹنے سے پہلے حوصلوں کی ڈور کاٹ دیتی ہے ہندوستان اور ہندوستان سے باہر کسی میں اتنا دم نہیں کہ اس سے آنکھ ملا سکے۔ آج ہندوستان کے باون راجہ اس کے سامنے اپنی گردن جھکاتے ہیں۔ دہلی، اجمیر کی حکومت کا ایک صوبہ ہے یہ بات آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہمارے دھرم کے واسطے بھی پرتھوی راج ایک مضبوط قلعہ ہے ورنہ مسلمان اب تک ہمارا اور ہمارے دھرم کا ستیاناس کر چکے ہوتے۔ اگر بڑے سے بڑا دشمن بڑی سے بڑی فوج لے کر ادھر آتا تو میں آپ کو تکلیف نہ دیتی۔ پرتھوی راج اس کے دانت کھٹے کر دینے کے لئے کافی تھا مگر راج گرو جی کہتے ہیں کہ ایک مسلمان درویش اپنی روحانی طاقتوں کے ساتھ ملتان تک آ چکا ہے اور وہاں سے وہ ادھر کا رخ کرنے ہی والا ہے۔ راج گرو جی کہتے ہیں کہ ہماری ساری فوجیں مل کر بھی اس روحانی قوت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ روحانی قوت کا مقابلہ روحانی قوت ہی سے کیا جا سکتا ہے اب یہ معاملہ آپ لوگوں کے سپرد ہے آپ ہی لوگ

Marfat.com

جائیں''۔

جادوگر اجے پال جوگی کا جوابی خطاب

راج ماتا اپنی بات ختم کر کے بیٹھی تو ہندوستان کا سب سے بڑا جادوگر اپنی جگہ سے اٹھا اسے اس عہد کا ''سامری'' کہا جاتا تھا اس کے پاس بڑے بڑے دیوتاؤں کا آشیرواد تھا اسے لوگ روحانی قوتوں کا سرچشمہ کہتے تھے وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر وہاں پہونچا جہاں سیتا نے ابھی ابھی اپنی بات ختم کی تھی۔ اسے دیکھ کر تمام مجمع فلک شگاف نعروں سے گونج اٹھا ''مہاراج اجے پال جی کی جے''۔

نعروں کا شور تھما تو اجے پال نے مجمع کو مخاطب کیا اور کہا ''راج ماتا سیتا جی اور سجنو! ہم سب اپنے دھرم کے سیوک ہیں راج گرو جی نے مسلمان درویش کی روحانی قوتوں کے ذکر سے جو خوف وہراس پھیلایا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اس کا سبب کیا ہے میں یہ جانتا ہوں کہ وہ بڑے گیانی ہیں اور ان کا علم معتبر ہے مگر رسّی کو سانپ سمجھ کر کانپنا بزدلی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مسلمان درویش کے پاس بڑی شکتی ہے۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ انہیں ہماری شکتیوں کا بھی حال معلوم ہے''۔؟

مجمع پھر بے قابو ہو گیا نعروں کا شور دیر تک جاری رہا ''آپ نے ہون کر کے دیوتا کو راضی کر لیا ہے ستاروں کی چال اب ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی''۔ اجے پال پھر بولنے لگا ''نراش ہونے کی ضرورت نہیں، میں یقین دلاتا ہوں کہ یہاں کے جو بڑے ہیں وہ تو بہت بڑے ہیں میرا معمولی سے معمولی چیلا بھی مسلمان درویش کو دوڑاتا ہوا وہاں پہونچا آئے گا جہاں سے وہ چلا ہے۔ اب سارے گیانیوں سے میری درخواست ہے کہ آپ لوگ اپنے اپنے استھانوں پر جائیں صرف کچھ لوگ یہاں رکیں تا کہ سانپ کا منہ کچلنے میں ہماری مدد کریں۔ ہم جن لوگوں کو روک رہے ہیں وہ سب شکتیوان ہیں ان میں کوئی کالی دیوی کا لاڈلا ہے تو کوئی وشنو کا پیارا، کوئی شنکر کا میت ہے تو کوئی جادو میں اپنی مثال آپ ہے''۔

Marfat.com

سرکار خواجہ کے لئے جاسوسی

رکے ہوئے لوگوں کے ساتھ ایک میٹنگ ہوئی جس میں اپنے ذرائع استعمال کر کے سرکار خواجہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

سب اپنی اپنی جھول داریوں میں چلے گئے اور اپنے اپنے وسائل سے سرکار خواجہ معین الدین حسن سے متعلق معلومات اکٹھا کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔

دوسرے دن مقررہ وقت پر سب اہل کمال جمع ہوئے اور سب نے اپنی ناکامی کا اظہار کیا صرف جوگی انندنرائن متھراباشی اور اجے پال جوگی نے اپنی کامیابی کا اعلان کیا جس سے ان میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ انہوں نے بتایا کہ دشمن اس وقت ملتان میں ہے اور اس کے ساتھی اسے خواجہ صاحب کہتے ہیں۔ اس کے بعد دونوں نے آپ کا حلیہ بیان کیا جو بڑی حد تک مشابہت کامل کا آئینہ دار تھا۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ حلیے کے مطابق ایک تصویر بنائی جائے۔

جادوئی تصور سے صورت گری

ابھی اس مسئلے میں تشویش کے اظہار نے راہ پائی تھی کہ بھوٹان کے ایک عظیم جادوگر ناتھ نے کہا ''اگر چند اچھے مصور میسر آجائیں تو میں تصویر بنوادوں گا''۔

راج ماتا سیتا نے دو گھنٹے کے اندر اندر چار مصور بلوا لیئے وہ ایسے ماہر فن تھے کہ ایک مرتبہ کسی کو دیکھ کر اس کی تصویر بنا لینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔

ناتھ نے دو مصوروں کو جوگی اجے پال کے سامنے اور دو کو جوگی انندنرائن کے سامنے بٹھا کر کہا ''سب لوگ آنکھیں بند کر لیں'' دوسرا مطالبہ اس نے اجے پال اور انندنرائن سے کیا ''آپ دونوں خواجہ کی دیکھی ہوئی صورت پر اپنے ذہن کو آدھے گھنٹے تک مرتکز رکھیں آپ جیسے گیانیوں کے لئے یہ کام مشکل نہیں ہوگا''۔ اس کے بعد جادوگر ناتھ نے مصوروں

Marfat.com

کو مخاطب کیا "میں اب منتر پڑھنا شروع کرتا ہوں تم کچھ ہی لمحوں کے بعد اپنی نظروں کے سامنے اسے پاؤ گے"۔

جوگیوں کے ذہن میں ابھرنے والی تصویر مصوروں کی نظروں کے سامنے آ گئی آدھے گھنٹے کے بعد جب یہ عمل پورا ہو گیا تو ناتھ نے پوچھا "کیا اب تم تصویر بنا سکتے ہو"۔؟

چاروں مصوروں نے بیک زبان کہا "اب ہم اپنے دشمن کی تصویر آسانی سے بنا سکتے ہیں"۔

چاروں مصوروں کو الگ الگ کمروں میں بند کر دیا گیا اور ضرورت کا ہر سامان انہیں فراہم کر دیا گیا۔ جب دو گھنٹے بعد وہ تصویریں بنا کر کمروں سے باہر آئے تو سب حیران رہ گئے وہ ایک ہی آدمی کی چار تصویریں تھیں۔

تصویروں کی مدد سے ناکہ بندی

مصوروں کے ذریعہ سرکار خواجہ کی مزید سولہ تصویریں بنوائی گئیں اور تمام سرحدی چوکیوں پر اس سرکاری حکم نامے کے ساتھ بھجوادی گئیں کہ اس شخص کو پرتھوی راج کی حدود سلطنت میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اگر نہ مانے تو اسے گرفتار کر لو یا قتل کر کے اس کا سر پرتھوی راج کے پاس لے آؤ۔ سر لانے والے کو یا زندہ گرفتار کرنے والے کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ اسی کے ساتھ جاسوس رام پرکاش کو ملتان کی طرف بھیجا گیا کہ وہ سرکار خواجہ کو ڈھونڈ کر قتل کر دے یا ان کی سرگرمیوں سے ہمیں مطلع کرتا رہے۔

رام پرکاش ضیاء الرحمٰن ہو گیا

رام پرکاش ایک ذہین نوجوان تھا وہ کٹر مذہبی اور بلا کا دلیر تھا۔ سندھ اور پنجاب میں رہ کر مسلمانوں کی تہذیب اور ان کے عادات واطوار سے وہ اچھی طرح واقف ہو گیا تھا مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کی کئی کامیاب کارگزاریوں کی وجہ سے پرتھوی راج کی نظر میں اس کی کافی عزت تھی۔

Marfat.com

رام پرکاش نے ملتان پہونچ کر مسلمانوں کا بھیس بدل لیا، سرکار خواجہ کو تلاش کرنے میں اسے کوئی دشواری پیش نہ آئی ۔وہ کسی اچھے اور مناسب موقع کی تاک میں سرکار خواجہ کے آس پاس منڈلاتا رہا آخر ایک رات آنکھ بچا کر وہ سرکار خواجہ کے خیمے میں داخل ہو گیا مگر اس نے توقع کے خلاف سرکار خواجہ کو جاگتا ہوا پایا۔ جیسے ہی وہ اندر پہونچا سرکار خواجہ نے اس سے کہا'' ۔رام پرکاش! تمہیں ملتان آئے ہوئے سات دن ہو چکے ہیں اور ہمارے پاس آج آئے ہو جب زہر میں بجھا ہوا خنجر لے کر تم اجمیر سے چلے تھے ہم اسی وقت سے تمہارے منتظر تھے۔''

ان انکشافات پر وہ حیران رہ گیا مگر تحیر کو ذہن سے جھٹک کر اس نے حملے کے لئے خنجر لہرایا۔ آپ کی ایک ہی نگاہ نے اسے شل کر دیا۔ آپ نے زیرلب تبسم کے ساتھ فرمایا'' ارے تم رک کیوں گئے ۔؟ پرتھوی راج، راج گرو اور سیتا کو خوش کرنے کے اس موقع کو کیوں کھو رہے ہو''۔؟

رام پرکاش قدموں پر گر گیا اور کہنے لگا'' مجھے معاف کر دیجئے آپ تو بھگوان کے اوتار ہیں''۔

سرکار خواجہ نے فرمایا'' ۔ایسا نہ کہو رام پرکاش! میں اللہ کا ایک ناچیز بندہ ہوں اور صرف ایک پیغام لے کر یہاں آیا ہوں کہ ہم سب ایک خدا کے بندے ہیں اونچ نیچ کی ہر تقسیم غیر فطری ہے اپنے بنائے ہوئے بتوں کے سامنے سر جھکانا انسانی شرف کا انکار ہے''۔ آپ نے تھوڑی سی دیر میں رام پرکاش کے ذہن کو توحید کے نور سے منور کر دیا اور وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہو گیا۔ اس کا اسلامی نام ضیاء الرحمن رکھا گیا۔

ملتان سے لاہور کی طرف

سرکار خواجہ غریب نواز ملتان سے لاہور کی طرف روانہ ہوئے اس سفر میں ضیاء الرحمن بھی آپ کے ساتھ ہو گیا۔ بستی بستی آپ نے لوگوں کے دلوں پر اسلام کی عظمت کا سکہ جمایا، مسلمانوں کو قرب الٰہی کا راستہ دکھایا، کافروں اور مشرکوں کو کلمۂ طیبہ پڑھایا۔ یہ

Marfat.com

قافلہ ساہیوال پہونچا وہاں ایک دن قیام کے بعد اوکاڑہ سے گزر کر آپ لاہور پہونچے وہاں علماء اور مشائخ نے آپ کا شاندار استقبال کیا آپ کی شہرت آپ سے پہلے لاہور پہونچ چکی تھی عمائدین وا کابرین سلطنت میزبانی کا شرف حاصل کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے مگر آپ نے شہر سے باہر حضرت شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ کے قریب قیام فرمایا۔ اہل شہر کو معلوم ہوا تو ہجوم لگ گیا۔ پورا دن رشد و ہدایت کے کاموں میں صرف ہوتا، رات گئے جب چاہنے والے بادل ناخواستہ چلے جاتے تو آپ کچھ دیر آرام فرما کر تہجد کے لئے اٹھ جاتے۔ لاہور ہی میں چالیس افراد کی ایک جماعت آپ نے ایسی مرتب کی جو سفر تبلیغ میں ہر طرح کے حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے روحانی طاقتوں سے پوری طرح مسلح تھی۔

سرکار خواجہ غریب نواز نے حضرت داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدح میں یہ شعر فرمایا تھا:

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

آج بھی آستانہ پاک حضرت داتا گنج بخش پر یہ شعر جلی حروف میں کندہ ہے اور لوگوں کو مخاطب کر کے زبان حال سے سرکار خواجہ کی داتا گنج بخش سے دلی عقیدت اور محبت کا ثبوت پیش کر رہا ہے۔

لاہور میں تشریف آوری

بعض مؤرخوں اور روایتوں کے مطابق سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ غزنی سے سیدھے لاہور پہونچے اور لاہور سے دو ماہ کے سفر کے بعد اجمیر کی سرزمین پر رونق افروز ہوئے اس حساب سے آپ کا ہندوستان (اجمیر) میں سال ورود ۵۸۶ھ یا ۵۸۷ھ ٹھہرتا ہے۔

قیام لاہور کے دوران حضرت خواجہ غریب نواز حضرت مخدوم علی ہجویری المعروف بہ

Marfat.com

داتا گنج بخش کے مزار پرانوار پر حاضر ہوئے اور اس سے متصل ایک حجرے میں معتکف ہوکر چالیس دن یادالٰہی میں مشغول رہے۔ یہ حجرہ آج بھی حضرت شیخ علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ کے مزار کے پاس حضرت خواجہ غریب نواز کے چلہ کے نام سے محفوظ و مشہور ہے۔ ڈاکٹر اقبال نے بھی اپنے ایک شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے وہ کہتے ہیں۔

سید ہجویر مخدوم امم
مرقد او پیر سنجر را حرم

لاہور سے دہلی

سرکار خواجہ غریب نواز لاہور میں آٹھ ماہ قیام فرمانے کے بعد وہاں سے دہلی روانہ ہوگئے۔ امرتسر سے کچھ آگے بڑھے تو ضیاء الرحمان نے عرض کیا۔ ''سرحدی چوکی قریب آگئی ہے یہاں آپ کو ضرور روکا جائے گا۔''

آپ نے فرمایا ''بڑھتے رہو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔'' سرکار خواجہ غریب نواز نے جو کچھ کہا وہی ہوا۔ قافلہ سرحدی چوکی سے گزر گیا اور چوکی کے نگراں اس طرح بیٹھے رہے جیسے ان کے سامنے سے کوئی گزرا ہی نہیں ہے۔ راستے میں پانی کا ذخیرہ ختم ہوگیا اور قافلے والے پانی کے لئے بے چین ہوگئے۔ آپ نے رک جانے کا حکم دیا۔ ضیاء الرحمان نے چاہا عرض کرنے کہ پیاس کے ایسے عالم میں رکنے سے سفر جاری رکھنا قرین مصلحت ہے۔ چلتے رہنے سے کسی جگہ پانی دستیاب ہوجانے کا امکان روشن رہتا ہے، رکنے میں ہلاکت کا یقینی تصور ذہن کو پریشان کرتا ہے مگر وہ چپ ہی رہا وہ جان چکا تھا کہ سرکار خواجہ غریب نواز کا کوئی حکم مصلحت سے خالی نہیں ہوتا۔

قافلہ رک گیا تو سرکار خواجہ غریب نواز نے سر اٹھا کر ایک نگاہ آسمان کی طرف ڈالی اور گردن جھکالی تھوڑی دیر بعد ہی مشرق سے ایک تیز رفتار آندھی کالی گھٹاؤں کے ساتھ نمودار ہوئی اور اس زور کی بارش ہوئی کہ کوہ و بیاباں جل تھل ہوگئے۔ سب نے خوب سیر ہوکر پانی پیا اور پانی کا وافر ذخیرہ کرلیا۔

Marfat.com

ایک قصبہ میں قیام

سرکار خواجہ غریب نواز کا قافلہ اس پڑاؤ سے روانہ ہوا پھر لدھیانہ اور پٹیالہ کے درمیان ایک قصبے میں پہنچ کر مقیم ہوا۔ وہاں کے مندر کا پجاری بڑا گیانی تھا اس کی پاٹھ شالہ میں دور دور سے طالب علم آ کر پڑھا کرتے تھے۔ اسے اپنے علم سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ ایک پبتر آتما اس کے قصبے میں آئی ہے۔ وہ چیلوں کے ساتھ درشن کے لئے آیا مگر جب اس نے یہ دیکھا کہ سرکار خواجہ غریب نواز دوسرے دھرم کے ماننے والے ہیں تو اس کے تیور بدل گئے۔ اسے اجمیر کے ہون کی بات یاد آ گئی۔ کیونکہ وہ اس میں شریک تھا۔ وہ سرکار خواجہ غریب نواز کے پاس پہنچا اور نہایت سخت لب و لہجہ میں کہا۔ "تم اپنی خیریت چاہتے ہو تو فوراً لوٹ جاؤ ورنہ جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دوں گا۔"

خواجہ قطب کی بلند پروازی

پجاری کی سخت کلامی کا جواب سرکار خواجہ غریب نواز نے کمال نرمی سے دیا اور فرمایا "ہماری تم سے کوئی لڑائی نہیں ہے ہم تو صرف حق کا پیغام لائے ہیں سن لو قبول کرو یا نہ کرو یہ تمہاری مرضی ہے۔ اگر ہماری بات مان لو گے تو پستیوں سے نکل کر بلندی حاصل کر لو گے۔"

آپ کی یہ بات سن کر پجاری فضا میں بلند ہو گیا اور کہا۔ "بلندی کی بات کرنی ہے تو پھر بلندی پر آؤ زمین پر کیا کھڑے ہو۔"

آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے کہا جو آپ کے ساتھ سفر کر رہے تھے۔ "جاؤ اسے اسی کی زبان میں بلندی اور پستی کا مفہوم سمجھا دو۔" حکم سنتے ہی خواجہ قطب الدین بختیار بھی فضا میں بلند ہوئے اور پجاری سے زیادہ بلند ہو کر کہا۔ "آؤ یہاں بات کریں گے۔" جب پجاری نے مزید بلند ہونا شروع کیا تو آپ نے بھی بلند ہونا شروع کر دیا اور رفتار ایسی رکھی کہ درمیانی فاصلہ قائم رہے۔ بلندی کی طرف دونوں کا سفر جاری رہا

Marfat.com

مگر ایک ایسا مقام آیا جہاں کرۂ باد ختم ہو گیا۔ خواجہ بختیار نے دیکھا کہ کرۂ باد کی حدود سے وہ آگے بڑھنے سے قاصر ہے تو اسے مزید بلند ہونے کی دعوت دی۔

پجاری نے ہاتھ جوڑ کر سر جھکا دیا اور کہا۔ ''بیشک آپ بہت بلند ہیں۔ ہندوستان کے گیانی یہاں سے زیادہ بلندی تک پرواز نہیں کر سکتے۔ میں یہ سوچ رہا ہوں کہ چیلے اتنے بلند پرواز ہیں تو گرو کی پرواز کیا ہوگی۔ آؤ گرو دیو کے پاس چلیں۔'' جب دونوں سرکار خواجہ کے پاس پہونچے تو خواجہ قطب الدین بختیار نے اپنے مرشد کی دست بوسی کی اور پجاری قدموں میں گر گیا آپ نے اسے اٹھا کر سینے سے لگا لیا۔ سینہ سینے سے مس ہوا تو اس کے اندر نور ایمان قبول کرنے کی استعداد پیدا ہو گئی۔ آپ نے کلمہ طیبہ پڑھا کر اسے داخل اسلام کر لیا۔ پجاری کے تمام چیلے بھی اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ شام ہونے سے پہلے اکثر ہندو باشندے مشرف بہ اسلام ہو چکے تھے۔ سرکار خواجہ غریب نواز نے وہاں ایک ہفتہ قیام کیا اور اپنے ایک مرید خواجہ غریب اصغر کو نو مسلموں کی دینی اور روحانی تربیت کے لئے مقرر کر دیا۔ پجاری کا نام آپ نے عبداللہ تجویز کیا وہ آپ کی ایک ہفتے کی مصاحبت میں ولی کامل ہو گیا۔

روحانی حصار

سرکار خواجہ غریب نواز اس قصبے سے رخصت ہو کر پٹیالہ سے گزرتے ہوئے سرسہ اور پھر ہانسی پہونچے۔ ہانسی میں قافلے کو لوٹنے کے لئے جاٹوں نے حملہ کر دیا۔ سرکار خواجہ غریب نواز نے جاٹوں کے اس انبوہ کثیر کو دیکھا تو انگشت شہادت سے ایک حصار کھینچ دیا جیسے ہی انگلی نے دائرہ مکمل کیا ایک سنگین حصار قائم ہو گیا۔ جاٹ اس قلعہ نما حصار کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ اچانک کسی عمارت کے ظہور میں آنے کا مسئلہ ان کے نزدیک خارج از امکان تھا۔

جاٹ خوف زدہ ہو کر بھاگ لئے ان کے سردار نے انہیں روکا اور بزدلی کے طعنے دے کر غیرت دلائی۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو قافلہ میدان میں فروکش تھا اور اس کے گرد کسی

Marfat.com

قسم کا حصار نہ تھا پہلے مشاہدے کو فریب نظر سمجھ کروہ پھر حملہ آور ہوئے اس مرتبہ اس کی نظریں اہل قافلہ پر جمی رہیں مگر جب بالکل قریب پہونچے تو انہیں پھر سنگین حصار راہ میں سرپھوڑنے کے لئے حائل ملا۔ اس بار ان کا خوف توہم کی حدیں پار کر کے یقین بن چکا تھا۔ واپس ہونے لگے تو پھر ان کے سردار نے انہیں روکنا چاہا مگر وہ نہ رکے اور جدھر جس کے سینگ سمائے نکل گیا۔

سرکار خواجہ کا دہلی میں ورود

سرکار خواجہ غریب نواز ہانسی سے روہتک پہونچے اور وہاں سے ۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء میں دہلی پہنچے۔ وہاں خوشی کے جشن منائے جارہے تھے۔ گھر گھر گھی کے چراغ روشن تھے کیونکہ پرتھوی راج نے پانی پت کے قریب ترائن کے میدان میں ہندوستان کے باون راجاؤں کی متحدہ قوت سے شہاب الدین غوری کو شکست دے کر پسپا کر دیا تھا۔ ہندو جس قدر خوش تھے سرکار خواجہ غریب نواز اسی قدر ملول ہوئے۔ آپ کچھ دن دہلی میں ٹھہرے دہلی کا چپہ چپہ بھی کفروشرک میں ڈوبا ہوا تھا۔ وہاں کے لوگ ان مسلمان درویشوں کو دیکھ کر تلملائے تو بہت لیکن خدا کی قدرت کہ ان پران اللہ کے شیروں کی کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ شرارت کی جرأت نہ کر سکے۔ البتہ ایک نوجوان خفیہ طور پر سرکار خواجہ غریب نواز کو قتل کرنے کے ارادے سے ایک چھری بغل میں چھپا کر آپ کی مجلس میں آیا اور وار کرنے کے لئے موقع کی تلاش میں تھا کہ آپ نے اچانک اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ''بھائی اپنا کام کر،نا! جھجکتا کیوں ہے؟'' آپ کے الفاظ نشتر بن کر اس نوجوان کے سینے میں پیوست ہو گئے۔ وہ اسی وقت قدموں پر گر پڑا، عفوودرگزر کا خواستگار ہوا اور پھر مشرف بہ اسلام ہو گیا۔

سرکار خواجہ قیام دہلی کے دوران برابر تبلیغ حق میں مصروف رہے۔ پانچوں وقت اذان اور نماز باجماعت کا اہتمام ہوتا۔ آپ کی جلالت اور عظمت سے متاثر ہو کر ہزاروں ہندو حلقہ بگوش اسلام ہو گئے۔

Marfat.com

سمانا میں آپ کے خلاف سازش

کچھ دن قیام دہلی کے بعد آپ اجمیر کی طرف روانہ ہو گئے۔ بعض تذکرہ نگاروں کے بقول آپ نے اجمیر کے سفر میں سونی پت، نارنول اور سمانا میں بھی قیام کیا۔ سونی پت میں سیدنا امام ناصر الدین رحمتہ اللہ علیہ کے آستانے پر معتکف ہونے کا بھی ذکر ملتا ہے۔ سمانا میں آپ کے دوران قیام ایک عجیب واقعہ بھی پیش آیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ وہاں کے راجہ کے پاس سرکار خواجہ غریب نواز کی تصویر بھی تھی اور آپ کو گرفتار یا قتل کرنے کے احکامات بھی۔ اسے جب آپ کی آمد کا حال معلوم ہوا تو بہت خوش ہوا۔ پرتھوی راج کو خوش کرنے کا ایک نادر موقع اس کے ہاتھ آ گیا تھا۔ اس نے اپنے مشیروں کو جمع کر کے ان کی رائے لی کہ سرکار خواجہ اور ان کے ساتھیوں پر کس طرح قابو پایا جائے۔

راجہ کے ایک تیز مزاج مشیر نے کہا۔ "آپ اس مسئلے کو اتنی اہمیت کیوں دے رہے ہیں آپ مجھے حکم دیجئے ان تیس چالیس مسلمانوں کو گرفتار کرنا یا قتل کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔"

راجہ یہ بات سن کر بولا "یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا تو سمجھ بیٹھا ہے ان کے سامنے طاقت سے کام لینا خود کو موت کے منہ میں ڈالنا ہے مہاراج آنند نرائن سے یہ بات میں نے خود سنی ہے کہ اگر ہندوستان کے سارے جوگی، گیانی اور جادوگر مل کر بھی حضرت خواجہ غریب نواز کا مقابلہ کریں تو ہار جائیں گے۔ ہاں ان پر اگر دھوکے سے قابو پا لیا جائے تو کامیابی کا امکان ہے۔"

کھانے سے زہر باہر

سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق راجہ پرشوتم اپنے مصاحبین خاص کے ساتھ سرکار خواجہ غریب نواز کے قافلہ میں پہنچا اور ہاتھ جوڑ کر پرنام کرتے ہوئے کہا۔ "یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ آپ جیسا مہاتما ہماری ریاست میں آیا ہے۔ میری التجا ہے کہ آپ راج محل کی شوبھا بڑھائیں اور ہمیں اپنی سیوا کا موقع دیں۔"

Marfat.com

آپ نے کہا۔ "ہم کسی راج محل میں نہیں ٹھہر سکتے۔ یہ زمین یہ آسمان ہمارے لئے کافی ہیں۔" راجہ پرشوتم بولا۔ "یہ آپ نے ٹھیک کہا آپ جیسے لوگ ان تکلفات کو پسند نہیں کرتے۔ اچھا یہ التجا ہی قبول کرلیں کہ جب تک آپ یہاں ٹھہریں آپ سب کا بھوجن میری رسوئی سے پیش کیا جائے۔"

سرکار خواجہ نے یہ پیش کش مسکراتے ہوئے قبول کرلی اور کہا۔ "ہم نے سنا ہے کہ راجپوت بات کے دھنی ہوتے ہیں اور مہمان کے ساتھ کبھی دھوکا نہیں کرتے۔ کیا تم بھی راجپوتوں کی روایت کا احترام کرو گے۔"

پرشوتم کے چہرے کا رنگ اڑ گیا مگر اس نے حضرت خواجہ کو یقین دلایا کہ وہ راجپوتوں کی روایت کے مطابق مہمانوں کی عزت کرتا ہے۔

راج محل سے کھانا آیا تو سرکار خواجہ کے سامنے لاکر رکھا گیا۔ کھانا دیکھ کر آپ مسکرائے اور خواجہ فخر الدین سے کہا "ایک کاغذ کھانے کے پاس رکھ دو۔" ارشاد کی تعمیل ہوگئی تو آپ نے کچھ قرآنی آیات پڑھ کر کھانے پر دم کردیا۔ کھانے میں جتنا زہر تھا کھانے سے نکل کر سفوف کی صورت میں کاغذ پر جمع ہوگیا۔ آپ نے زہر کی پڑیا باندھ کر کھانا لانے والوں میں سے ایک آدمی کے ہاتھ پر رکھ دی جو پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔

"پرشوتم سے کہنا یہ اپنا زہر واپس لے لو تم راجپوتوں کے ماتھے پر کلنک کا داغ ہو اللہ ظالموں اور بدعہدوں کو اپنی مخلوق کی نگہداری پر کبھی برقرار نہیں رکھتا"۔ سرکار خواجہ نے اس شخص سے کہا جس کو زہر کی پڑیا دی۔

کھانا لانے والے چلے گئے تو آپ نے اپنے رفقاء سے کہا "بسم اللہ" اور درویش کھانے میں مصروف ہوگئے۔

ماں اور بیٹے کی خودکشی

ادھر ملازم نے زہر کی پڑیا راجہ کے ہاتھ پر رکھ کر جو کچھ دیکھا تھا بتادیا اور سرکار خواجہ

Marfat.com

کا پیغام لفظ بہ لفظ سنا دیا۔اس وقت راجہ پرشوتم کی ماں بھی وہاں موجود تھی جب اس نے اپنے بیٹے کے ہاتھوں راجپوتی آن کی دھجیاں اڑتی ہوئی دیکھیں تو اپنا سر پیٹ لیا اور کہا۔"کمبخت اگر میں نے تیری بجائے سانپ جنا ہوتا تو اچھا تھا تو نے راجپوتوں کی ناک کٹوا دی"۔

پرشوتم جو بت بنا ہوا تھا ماں کے اس طنز پر چونک پڑا اس نے پڑیا کھول کر زہر اپنے منہ میں ڈال لیا۔زہر اتنا مہلک تھا کہ پرشوتم نے ایک پل بھی نہ گزرا تھا کہ جان دے دی۔ماں اس کے منہ پر تھوک کر اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنا کمرہ بند کر کے اپنے کپڑوں میں آگ لگالی اور وہ بھی مرگئی۔پورا شہر ماتم کدہ بن گیا۔

انند نرائن جوگی جنت کی آغوش میں

سرکار خواجہ سمانا سے چلے تو کسی نے مزاحمت نہ کی ابھی آپ سمانا سے دس فرسخ ہی چلے ہوں گے کہ آپ کے رفقاء میں سے ایک نے دیکھا کہ ایک شخص ہرن کی کھال پر بیٹھا ہوا ہوا میں پرواز کرتا چلا آرہا تھا۔آپ کو اطلاع دی گئی تو فرمایا:

"آنے دو یہیں آرہا ہے"۔

تھوڑی ہی دیر میں آنے والا سرکار خواجہ کے قدموں میں پڑا ہوا تھا۔آپ نے فرمایا۔"تمہیں آنا ہی تھا انند نرائن جوگی! اچھا ہوا کہ وقت پر آگئے۔جب تم نے اور اجے پال نے ہمیں تصور میں دیکھا تھا اور ہماری تصویریں بنوائی تھیں اسی وقت میرے خدا نے ایمان کا بیج تمہارے دل میں بو دیا تھا آؤ دیر نہ کرو"۔

انند نرائن دوزانو آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے کلمہ طیبہ پڑھایا اور اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی، پھر قلب پر توجہ ڈالی جس سے اس پر نشے کی کیفیت طاری ہوگئی۔اسی عالم میں اس نے کہا"میرے خواجہ اب اجازت دیجئے"۔

آپ نے کلمہ طیبہ پڑھنا شروع کیا تمام رفقاء بھی ہم آہنگ ہوگئے، انند نرائن بھی کلمۂ طیبہ کے ورد میں شریک ہوگیا اور کلمہ پڑھتے پڑھتے ہی اپنی جان، جاں آفریں کے سپرد کر دی۔سرکار خواجہ نے مریدوں سے کہا"دیکھا خوش نصیبی اسے کہتے ہیں مرنے سے

Marfat.com

پہلے اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کی توفیق عطا فرمادی مجھے قوی امید ہے کہ یہ شخص جس نے نہ کبھی نماز پڑھی نہ روزے رکھے نہ حج کیا نہ دیگر فرائض ادا کرنے کی مہلت پائی، اللہ اپنی رحمتوں سے اسے بخش دے گا"۔

آپ نے غسل دلا کر نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔ آخری دیدار کرنے والوں نے قبر میں ایک شگفتہ چہرہ دیکھا جس پر آسودگی اور اطمینان کی بارش ہو رہی تھی۔ تدفین کے بعد رات اسی منزل پر گزاری صبح قافلہ اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔

سادھوؤں کے ایک منچلے گروہ کو سبق

سرکار خواجہ کا قافلہ چلتے چلتے وہاں پہونچا جہاں اب جیسور ہے تو سادھوؤں کے ایک منچلے گروہ سے آپ کا ٹکراؤ ہو گیا۔ کسی کو خود چھیڑنا مسلمانوں کے اخلاق کے منافی تھا جوابی کارروائی پر مجبور ہو جاتے تو بھی دشمن کو ہلاک کرنے سے دامن بچاتے، کوشش یہی ہوتی کہ اصلاح حال ہو جائے اگر ایمان نہ لائیں تو اہل ایمان کے راستے میں دیوار نہ بنیں۔ سادھوؤں کا یہ حریف گروہ اپنے کرتبوں پر نازاں تھا۔ حضرت خواجہ اور ان کے رفقاء کا اسلام ان سادھوؤں کے لئے جنگ کا جواز بن گیا۔ پہل انہیں کی طرف سے ہوئی انہوں نے اپنے منتروں سے مسلمانوں پر آگ برسانی شروع کر دی۔ خواجہ بزرگ نے اس آگ کو اپنے زیر لب تبسم سے پھول بنا دیا پھولوں کی بارش دیکھ کر وہ حیران ہوئے۔ انہوں نے دوسرا وار کیا۔ سرکار خواجہ کی طرف ایک طوفانی دھواں بھیجا جس میں دھانس ہی دھانس تھی اگر یہ دھواں سرکار خواجہ تک پہونچ جاتا تو مسلمان اس وقت تک چھینکتے رہتے جب تک وہ بے ہوش نہ ہو جاتے مگر سرکار خواجہ نے اس دھوئیں کی یلغار کو دشمنوں ہی کی طرف لوٹا دیا نتیجے میں سادھوؤں پر چھینکوں کا دورہ پڑ گیا۔ وہ چھینکتے چھینکتے نڈھال ہو گئے اور بے ہوش ہو کر ایک دوسرے پر ڈھیر ہو گئے۔ آپ کے نزدیک ان سرکشوں کے لئے اتنی ہی سزا کافی تھی آپ انہیں اسی حال میں چھوڑ کر اپنی راہ چل پڑے۔

Marfat.com

سرکار خواجہ کا قافلہ اجمیر میں

راج ماتا سبیتا کو راج گرو نے اطلاع دی کہ ''خواجہ کو روکنے کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں ہمارا دشمن اجمیر سے قریب آ گیا ہے''۔ سبیتا نے یہ خبر سن کر حقارت کی نظر سے راج گرو کی طرف دیکھا اور فوراً چند فوجی دستوں کو اجمیر کی طرف آنے والے تمام راستوں پر روانہ کر دیا پھر حکم دیا کہ جہاں کہیں بھی مسلمان مل جائیں انہیں قتل کر دیا جائے''۔

سرکار خواجہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چلے آ رہے تھے کہ دور سے فوجی دستے کے گھوڑوں کی اڑائی ہوئی گرد آپ نے دیکھی تو اپنے ساتھیوں کو راستے سے ذرا ہٹا کر ایک طرف لے گئے اور ایک حصار کھینچ کر ایک طرف کھڑے ہوگئے۔ فوجی دستہ ان کے سامنے سے گزر گیا مگر اسے سرکار خواجہ اور ان کے ساتھی نظر نہ آئے۔ قافلہ پھر چل پڑا اور چند گھنٹوں کے سفر کے بعد اجمیر کی حدود میں داخل ہو گیا۔

بیٹے کو ماں کی نصیحت

قافلے نے پہاڑی سلسلے کی ایک وادی میں قیام کیا۔ فوجی دستوں نے راج ماتا سبیتا کو اطلاع دے دی کہ بارہ بارہ کوس کی حدود میں مسلمانوں کا کوئی قافلہ نہیں ملا یہ اطلاع غلط ہے کہ اجمیر کی حدود میں مسلمانوں کا کوئی قافلہ داخل ہوا ہے۔

سرکار خواجہ دوسرے دن اجمیر شہر میں داخل ہو کر ایک سایہ دار درخت کے نیچے ٹھہر گئے۔ آپ کے اجمیر آنے کی خبر شہر میں عام ہوگئی۔ یہی خبر تارا گڑھ پہونچی تو راج محل پر بجلی بن کر گری پرتھوی راج اجمیر ہی میں تھا۔ راج ماتا نے اسے مشورہ دیا کہ وہ خواجہ کو اس کے حال پر چھوڑ دے ''وہ تجھ پر حملہ کرنے نہیں آیا ہے'' راج ماتا بولی ''اس کے اپدیش کا یہاں کوئی اثر قبول نہ کرے گا اس پر طاقت استعمال کرنا کھلی نادانی ہوگی''۔

پرتھوی راج کا غرور

پرتھوی راج شہاب الدین غوری کو شکست دینے کے بعد بہت مغرور ہو گیا تھا وہ

Marfat.com

اپنی ماں سے بولا۔ "ماتا جی! آپ اپنے کام سے کام رکھیں بیکار باتیں سوچ سوچ کر اپنی صحت خراب نہ کریں آپ کی یہ بات میں مانتا ہوں کہ نہتوں کے خلاف فوج کشی کرنا میری توہین ہے میں مہاراج اجے پال جوگی کو بلا کر اس کے ذریعہ اس کے سارے کس بل نکال دوں گا"۔

دوران سفر سیکڑوں لوگوں کا قبول اسلام

لاہور سے اجمیر تک تمام راستے میں حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ تبلیغ حق کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ ایک روایت کے مطابق دہلی اور اجمیر کے راستے میں سات سو آدمی مشرف باسلام ہوئے تھے "خزینۃ الاصفیاء" میں ہے کہ ہزاروں لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اس کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

"ہزار ہا ہزار صغار و کبار بخدمت آں محبوب کردگار حاضر شدہ مشرف بہ شرف اسلام و ارادت آں حضرت شدند بحدیکہ چراغ اسلام در ہند بطفیل ایں خاندان عالی شان روشن گشت"۔

اس روایت میں جن ہزارہا لوگوں کے اسلام لانے کا ذکر کیا گیا ہے ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو اجمیر میں بارگاہ غریب نواز میں حاضر ہو کر شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔

غوری لشکر ہندوستان میں

سلطنت غور کے اولوالعزم فرماں روا سلطان شہاب الدین محمد غوری اور راجہ پرتھوی راج کے درمیان پہلی جنگ ۵۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء میں تھانیسر سے چودہ میل دور ترائن یا تراوڑی کے میدان میں ہوئی۔ سلطان شہاب الدین غوری اپنے بڑے بھائی سلطان غیاث الدین غوری کی وفات کے بعد تخت نشیں ہوا۔ اس کا اصلی نام محمد تھا ایام شہزادگی میں لوگ اسے شہاب الدین کہتے تھے۔ تخت نشینی کے بعد اس نے اپنے لئے معزالدین کا لقب اختیار کیا لیکن عام طور پر وہ شہاب الدین محمد غوری کے نام سے مشہور ہے۔ وہ بچپن ہی سے نہایت

Marfat.com

جری، شجاع اور بلند ہمت تھا ۱۱۷۴ء میں اس نے محمود غزنوی کی یادگار سلطنتِ غزنی اس کے کمزور جانشینوں سے چھین لی اس کے بعد اس نے سرزمین ہند کی طرف اپنے قدم بڑھائے اور ملتان، اوچ اور لاہور پر قبضہ کر لیا ۱۱۹۰ء کے اواخر میں قلعہ سرہند (بھٹنڈا) پر بھی اپنی فتح کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس فتح کے بعد وہ واپس غزنی جا رہا تھا اسے راستے میں خبر ملی کہ اجمیر اور دہلی کا راجہ پرتھوی راج ایک لشکر جرار کے ساتھ قلعہ سرہند پر حملے کے لئے آ رہا ہے۔ سلطان کے پاس اس وقت پرتھوی راج کے قہار لشکر سے نپٹنے کے لئے فوج کافی نہیں تھی۔ لیکن اس کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ بھٹنڈہ کے نامزد قلعہ دار کو بے یار و مددگار چھوڑ دے فوراً واپس پلٹ پڑا اور تراوڑی کے میدان میں پرتھوی راج کے لشکر کے سامنے خیمہ زن ہو گیا۔ پرتھوی راج کے پاس دو لاکھ جنگ جو سپاہی اور تین ہزار ہاتھی تھے۔ سلطان کے لشکر کی تعداد زیادہ سے زیادہ بارہ ہزار تھی۔

دونوں فوجوں کے درمیان گھمسان کا رن پڑا۔ عین معرکہ کارزار میں سلطان شہاب الدین کا پرتھوی راج کے شجاع بھائی کھانڈے راؤ (حاکم دہلی) سے سامنا ہو گیا۔ کھانڈے راؤ ہاتھی پر سوار تھا اور سلطان گھوڑے پر۔ کھانڈے راؤ نے سلطان کو پہچان لیا اور اس پر اپنا ہاتھی ریل دیا۔ سلطان نے اپنا نیزہ کھانڈے راؤ کے منہ پر دے مارا۔ کھانڈے راؤ کے دو دانت ٹوٹ گئے لیکن اس نے سنبھل کر سلطان پر اپنے نیزے سے ایک بھرپور جوابی وار کیا۔ سلطان سخت زخمی ہوا اور نیم بے ہوشی کے عالم میں گھوڑے سے گرا ہی چاہتا تھا کہ اس کا ایک نوعمر خلجی غلام جو پاس ہی لڑ رہا تھا اچک کر سلطان کے برق رفتار گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ اس نے ایک ہاتھ سے سلطان کو سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے شمشیر زنی کے جوہر دکھاتا ہوا کھانڈے راؤ کے ٹڈی دل سے نکل بھاگا۔ سلطان کی حالت دیکھ کر اس کی فوج بددل ہو گئی اور اس نے میدان جنگ سے راہِ فرار اختیار کر لی۔ بچے کھچے غزنوی سپاہی لاہور میں جمع ہوئے، سلطان بھی وہاں کئی ہفتے زیر علاج رہا اور زخم مندمل ہونے پر اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھ واپس غزنی چلا گیا۔ پرتھوی راج کو لاہور کا رخ کرنے کی جرأت تو نہ ہوئی لیکن اس فتح نے اس کے حوصلے بڑھا دیئے اس سے اس کی طاقت اور وقار میں اضافہ ہو گیا۔ اس لڑائی

Marfat.com

کے بعد اس نے قلعۂ سرہند کا محاصرہ کرلیا۔ قلعہ کا حاکم اس وقت قاضی ضیاء الدین تولکی تھا وہ ایک نہایت بہادر اور بلند ہمت شخص تھا۔ پرتھوی راج کا خیال تھا کہ قلعۂ سرہند پر قبضہ کرنا چند دن کی بات ہے لیکن قاضی ضیاء الدین تولکی اور اس کے گنتی کے بہادر ساتھیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا جب کئی ہفتے تک قلعہ فتح ہونے میں نہ آیا تو پرتھوی راج محاصرے پر اپنے لڑکے گولا کو چھوڑ کر اجمیر چلا آیا۔ محصورین نے تیرہ ماہ کے جان توڑ مقابلے کے بعد مجبوراً قلعہ خالی کردیا کیونکہ اس عرصے میں انہیں کسی طرف سے کوئی مدد نہ پہونچ سکی۔

اجمیر مقدس میں خواجہ غریب نواز کا پہلا قدم

۵۸۷ھ میں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے قدم مبارک اجمیر کی سرزمین پر آئے جیسا کہ بیان کیا جاچکا ہے کہ اس دور میں چوہان خاندان کے مشہور راجہ رائے پتھورا کی وہاں حکومت تھی جس کا دائرۂ اختیار واقتدار دور دور تک پھیلا ہوا تھا یہاں تک کہ دہلی جیسا اہم شہر بھی اسی کے زیر حکمرانی تھا۔ پرتھوی راج اپنے زمانے کے تمام مقامی راجاؤں سے طاقت، اثر، اقتدار اور بہادری میں مشہور وممتاز تھا۔

سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے ہمراہی چالیس درویشوں کا مقدس قافلہ اجمیر شہر سے باہر وسیع میدان میں ایک گھنیرے سایہ دار درخت کی چھاؤں میں جاکر فروکش ہوا۔ اس میدان میں راجہ کے اونٹ بیٹھا کرتے تھے۔ راجہ کے کارندوں کو ان درویشوں کا اس میدان میں ٹھہرنا برا معلوم ہوا چنانچہ انہوں نے خدا کے ان نیک بندوں کو میدان خالی کردینے کو کہا۔ سرکار غریب نواز نے ان سے فرمایا "بھائی! یہ میدان بہت وسیع ہے راجہ کے اونٹ بھی یہیں بیٹھ جائیں گے اس میں کوئی پریشانی کی بات نہیں ہے"۔ لیکن راجہ کے ملازمین نے ان کی ایک نہ سنی اور بدتہذیبی پر اتر آئے۔ سرکار خواجہ غریب نواز نے انتہائی ضبط وتحمل کا مظاہرہ فرمایا اور یہ فرماتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو لے کر وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے "اچھا بھائی یہ جگہ نہ سہی کوئی دوسری جگہ سہی یہاں اونٹ بیٹھتے ہیں تو بیٹھیں"۔

Marfat.com

اونٹ بیٹھے رہ گئے

یہاں سے جا کر خواجہ غریب نواز نے انا ساگر کے کنارے قیام فرمایا وہ جگہ آج بھی خواجہ غریب نواز کے چلّے کے نام سے مشہور ہے۔ میدان میں جب اونٹ آ کر بیٹھے تو ایسے بیٹھے کہ ساربانوں کے ہزار جتن کے باوجود نہ اٹھے ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے زمین نے ان کو جکڑ لیا ہو اور وہ اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کر پا رہے ہوں۔ ساربانوں نے گھبرا کر اس واقعہ کی اطلاع راجہ کو دی۔ راجہ نے پوری داستان سننے کے بعد کہا کہ تم لوگ درویش کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے اپنی غلطی اور گستاخی کی معافی طلب کرو۔ شتربانوں نے آپ کے پاس آ کر معذرت چاہی۔ آپ نے فرمایا "اچھا جاؤ اونٹ کھڑے ہو گئے" پھر جب ان شتربانوں نے وہاں سے آ کر اونٹوں کو اٹھایا تو وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔

اناساگر تالاب یا حوض مرتضوی

اناساگر ایک نہایت وسیع و عریض اور خوب صورت تالاب ہے جسے راجہ اناد یو نے بنوا کر اپنے نام سے منسوب کیا تھا۔ کثرت استعمال سے "اناساگر" سے "اناساگر" ہو گیا۔ تالاب کے چاروں طرف بڑے بڑے مندر تھے۔ ان میں ایک بہت بڑا مندر خاص راجہ پرتھوی راج اور اس کے خاندان کے لوگوں کے پوجا پاٹ کے لئے مخصوص تھا۔ اس کے اخراجات کے لئے کئی گاؤں کی آمدنی وقف تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کی ان مندروں میں ہر رات سیکڑوں من تیل جل جاتا تھا اور سیکڑوں کی تعداد میں پجاری اور مہنت ہر وقت وہاں موجود رہتے تھے ان مندروں کے قریب ہونے کی وجہ سے اناساگر کو بھی ایک مقدس تالاب تصور کیا جاتا تھا۔

"سیر الاقطاب" میں اناساگر پر قیام سے متعلق یہ روایت بھی تحریر کی گئی ہے کہ جب حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اناساگر تالاب کے کنارے رونق افروز ہوئے تو ایک شخص نے عرض کی "حضور! یہ وہی جگہ ہے کہ جب میر سید حسین خنگ سوار

Marfat.com

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس دیار کی تسخیر کے لئے تشریف لائے تھے تو آپ نے بھی یہیں قیام فرمایا تھا اور اس کا نام "حوض مرتضوی" رکھا تھا"۔

حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا "الحمدللہ کہ اپنے بھائی کی ملکیت پر میں متصرف ہوں"۔ اگرچہ اس وقت حوض کے چاروں کناروں پر ان گنت مندر اور بت خانے آباد تھے جب حضرت خواجہ نے دیکھا تو فرمایا کہ "انشاء اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد سے جلد ہی یہ بت خانے ناپید ہو جائیں گے"۔

تبلیغی مشن کا آغاز

اس تالاب پر قیام فرمانے کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز نے اسلام کی تبلیغ کا کام نہایت زور و شور کے ساتھ شروع کر دیا۔ آپ کے بے مثال اخلاق و اطوار میں اس قدر جاذبیت و کشش تھی کہ لوگ کثیر تعداد میں آپ کی خدمت میں آ کر اسلام قبول کرنے لگے۔

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی تبلیغی جدوجہد کے زیر اثر خوش قسمت اور سعادت مند لوگ خود بخود اسلام کی حقانیت و جامعیت سے متاثر ہو کر اس کی جانب دیوانہ وار بڑھنے لگے مگر شہر اجمیر کی اکثریت کفر و شرک اور فسق و فجور کی لعنتوں میں گھری ہوئی تھی۔ اس تیرہ و تاریک ماحول میں صدائے توحید و رسالت جب چاروں طرف گونجی تو ان بدبختوں میں غم و غصہ اور ہیجان پیدا ہو گیا وہ سب سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے درپے آزار ہو گئے اور ان پر ظلم و ستم کے پہاڑ ڈھانے لگے۔ پرتھوی راج بھی اجمیر میں ان مقدس درویشوں کی موجودگی برداشت نہیں کر رہا تھا لیکن وہ طاقت کا استعمال کر کے ان کو نکالنا بھی مناسب نہیں جانتا تھا کیونکہ اس کو ماں کی ایک نصیحت یاد تھی جو مدتوں پہلے بطور پیش گوئی اس کی ماں نے اسے متنبہ کیا تھا۔

بعض تذکرہ نگاروں نے تحریر کیا ہے کہ راجہ پرتھوی راج کی ماں ایک نہایت ہوش مند عورت تھی اور علم کہانت و نجوم میں مہارت رکھتی تھی اس نے کئی برس قبل ہی راجہ کو اچھی طرح باخبر کر دیا تھا کہ کسی روز اجمیر میں ایک درویش وارد ہوگا اگر اس کو ستایا گیا اور اس کے

Marfat.com

ساتھ ظالمانہ سلوک کیا گیا تو پرتھوی راج کی حکومت وسلطنت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

ماں کی اس تنبیہ کی وجہ سے راجہ ان درویشوں پر زیادتی کرنے سے احتراز کرتا تھا مگر اس کے دل میں ان حضرات کے لئے نفرت وعداوت کا لاوا پک رہا تھا اور وہ یہی چاہتا تھا کہ یہ مسلمان لوگ اس کی حدود سلطنت سے باہر چلے جائیں۔

حملے کی ناکام کوشش

"سیر الاقطاب" میں ہے کہ جب حضرت خواجہ کا کارواں اناساگر کے کنارے خیمہ زن ہوا تو آپ کے خادم روزانہ ایک گائے خرید کر لاتے اور ذبح کر کے پکا کر سب لوگ کھاتے اور بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ "اناساگر سے مچھلیاں نکال کر لوگ کھاتے تھے۔ قریب کے مندروں میں آنے جانے والے پجاری یہ دیکھ دیکھ کر غضب ناک ہوئے اور آپس میں متحد ہو کر آپ پر حملہ کرنے کا پلان بنالیا اور چاہا کہ طاقت کا استعمال کر کے ان مقدس نفوس کو یہاں سے باہر نکال دیں۔ چنانچہ اس وقت کے تمام طرح کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر آپ کی طرف روانہ ہوئے اور آپ کے گرد جمع ہو کر آپ کو اذیت پہونچانا چاہی۔

حضرت خواجہ نماز میں مصروف تھے آپ کے ساتھی اور خادم موجودہ حالات سے مضطرب ہو کر آپ کے پاس گئے اور آپ کو صورت حال کی اطلاع دی۔ حضرت نماز سے فارغ ہو کر اٹھے اور ایک مٹھی خاک لے کر اس پر آیۃ الکرسی پڑھی اور ان کافروں کی طرف اچھال دی۔ وہ خاک جس جس پر پڑی اس کا جسم ایسا خشک ہو گیا کہ اس میں کوئی حس وحرکت بھی باقی نہ رہی۔ باقی لوگ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مہنت رام دیو کا قبول اسلام

اناساگر کے آس پاس سیکڑوں مندروں میں جو سب سے بڑا مندر تھا اور جو راجہ پرتھوی راج اور اس کے خاندان کے لئے مخصوص تھا اس مندر کا سب سے بڑا مہنت "رام دیو" تھا جس سے تمام لوگوں کی گہری عقیدتیں وابستہ تھیں یہاں تک کہ راجہ پرتھوی راج کا یہ

Marfat.com

عقیدہ تھا کہ اس کی دولت وحکومت سب اسی رام دیو کی رہین منت ہے۔ وہ ایک قوی ہیکل شخص تھا اور بہت سی سفلی قوتوں کا مالک بھی۔ بعض تذکرہ نگاروں نے بیان کیا ہے کہ وہ ایک جن تھا جسے پرتھوی راج نے اپنی حفاظت پر مامور کر رکھا تھا۔ غالباً ان تذکرہ نگاروں کو لفظ ''دیو'' سے غلط فہمی ہوئی ہے۔ سنسکرت زبان میں ''دیو'' جن کو نہیں کہتے بلکہ یہ لفظ ''دیوتا'' کے مخفف کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

''سیر الاقطاب'' میں ان کے قبول اسلام کا واقعہ اس طرح درج ہے کہ ''جب دشمنان اسلام حضرت خواجہ غریب نواز سے جسمانی اور مادی طاقت کے ذریعہ مقابلے سے عاجز آگئے تو یہ طریقہ چھوڑ کر کسی دوسرے طریقے کی تلاش میں غور وخوض کرنے لگے۔ اچانک ان کے ذہنوں میں مہنت رام دیو کا خیال آیا اور سب کے سب اس بڑے بت خانے میں گئے رام دیو جہاں کا مہنت تھا۔ وہاں جا کر ان سے ان لوگوں نے منت سماجت کی کہ آپ اپنی باطنی قوت سے کام لے کر ہم لوگوں کو ان سے نجات دلائیے۔ مہنت رام دیو کچھ دیر خاموش رہ کر بولا ''اے رفیقو! یہ درویش جو یہاں قیام فرما ہیں بڑے ہی صاحب کمالات شخصیت کے مالک ہیں ان سے یوں مقابلہ آسان نہیں ہے ممکن ہے جادوٹونے کے ذریعے ان کو زیر کر لیا جائے اس کے علاوہ کوئی طریقہ نہیں۔ چنانچہ ان سب لوگوں کو جادوٹونا سکھایا اور کہا کہ جس قدر اس کی تکرار کر سکتے ہو کرو تا کہ ان درویشوں کو یہاں ٹھہرنے کی ہمت نہ رہے پھر مہنت رام دیوان سارے لوگوں کو اپنی قیادت میں لے کر سرکار خواجہ کی سمت چل دیا یہاں تک کہ وہاں پہونچ کر وہ لوگ مہنت کے پیچھے پناہ لے کر کھڑے ہوئے اور جادوٹونا کا جاپ شروع کیا۔ ایک مرید نے حضرت کی خدمت میں عرض کیا ''یا پیر دستگیر! یہ کفار وفجار دیو کی حمایت لے کر پھر واپس آگئے ہیں اور جادو چلا رہے ہیں تا کہ ہم پر غلبہ حاصل کرلیں''۔

سرکار خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ ''ان سب کا جادو باطل ہے انشاء اللہ ہم لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا بلکہ دیو خود ان لوگوں پر حملہ آور ہو جائے گا''۔ یہ فرما کر حضرت خواجہ نماز میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ وہ تمام کمبخت قریب آگئے مگر جب ان لوگوں کی

Marfat.com

نگاہیں حضرت خواجہ پر پڑیں تو ان کے قدموں اور زبانوں سے رفتار و گفتار کی طاقت سلب ہو گئی وہ جہاں تھے وہیں کھڑے رہ گئے۔

جب حضرت خواجہ نماز سے فارغ ہوئے تو اپنا چہرۂ مبارک ان کی طرف کیا۔ ان کے پیشوا مہنت رام دیو نے جب آپ کا جمال وکمال دیکھا تو سر سے پاؤں تک بید کی طرح لرز اٹھا اور زبان سے رام رام کہنے کی کوشش کی مگر رحیم رحیم کے سوا کچھ نہ نکلا۔ تمام کافر یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گئے اور دیو کو نصیحت کرنے لگے۔ ان کی باتیں سن کر دیو کو غصہ آ گیا اور سامنے لکڑی پتھر جو کچھ ملا اٹھا لیا اور کافروں کے سر پر مارنا شروع کر دیا نتیجے کے طور پر ان میں سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور باقی لوگ بدحواس ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

حضرت خواجہ نے مہنت رام دیو کو تلاش کر کے ان کو شاباشی دی اور اپنے مبارک ہاتھوں سے ایک پیالہ پانی ایک خادم کے ذریعہ عنایت فرمایا۔ دیو نے فوراً اس پیالے کو اپنے ہاتھ میں لے کر عقیدت کے ساتھ پورا پانی پی لیا۔ اس پانی کا پینا تھا کہ اس کا دل کفر کی ظلمتوں سے صاف وشفاف ہو گیا وہ وہاں سے بے تحاشا دوڑتا ہوا حضرت خواجہ کے فلک پیا قدموں پر گر پڑا اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

مسلمان ہونے کے بعد حضرت خواجہ سے دیو نے عرض کی "حضور! آپ کے جمال جہاں تاب کی زیارت سے میں بہت شادماں (خوش) ہوں" حضور خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ اسی مناسبت سے تمہارا نام "شادی دیو" رکھتے ہیں۔ مہنت رام دیو حضرت خواجہ کے قدموں میں آ کر "شادی دیو" ہو گیا اور دنیا و آخرت کی تمام تر بھلائیاں اپنے دامن میں سمیٹ کر سرخرو ہو گیا۔

اناساگر کوزے میں

بیان کیا جاتا ہے کہ شادی دیو کے مسلمان ہو جانے کے بعد مد مقابل لوگوں میں غم وغصہ اور زیادہ ہو گیا یہاں تک کہ اناساگر سے پانی کے استعمال پر روک لگا دی۔ ایک خادم

Marfat.com

وضو کرنے گیا اس کو بغیر وضو کیے واپس کر دیا جب حضرت خواجہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے ایک خادم کو ایک پیالہ عطا کرتے ہوئے فرمایا:

''جاؤ اناساگر سے کہو تجھے خواجہ نے بلایا ہے''۔

چنانچہ وہ خادم گیا اور اناساگر سے کافی دوری سے ہی پیالہ دکھاتے ہوئے کہا ''اے اناساگر! تجھے میرے خواجہ نے بلایا ہے''۔ اتنا کہنا تھا کہ اناساگر کا پانی ایک ایک بوند اس پیالے میں سما گیا یہاں تک کہ اجمیر کے دوسرے تالاب اور کنویں بھی خشک ہو گئے مزید حیرت کی بات یہ کہ دودھ پلانے والی عورتوں اور جانوروں کا دودھ بھی سوکھ گیا۔

''سیر الاقطاب'' میں اس واقعے کو اس طرح تحریر فرمایا ہے کہ ''شادی دیو کے اسلام لانے کے بعد جب دشمنوں نے غضب ناک ہو کر آپ کا محاصرہ کیا اور شادی دیو کو مخاطب کر کے اپنے احسانات، عقیدت و محبت اور ان کی پوجا پاٹ یاد دلا کر ان سے اپنے لئے مدد طلب کر رہے تھے مگر شادی دیو نے ان کی کسی بات کا جواب ہی نہیں دیا۔ اسی وقت حضرت خواجہ نے فرمایا ''اے شادی''۔! ''لبیک یا حضرت'' شادی دیو نے بلا تاخیر خادمانہ انداز میں جواب دیا۔

وہ لوگ حیرت میں تھے کہ ہمارے اتنے پرانے معاملات کو چند لمحوں میں فراموش کر کے ان کے اشارۂ ابرو پر اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہے۔ حضرت خواجہ نے ایک کوزہ شادی دیو کو دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''جاؤ اناساگر سے اسے بھر لاؤ اور اسم یا بدوح کا ورد کرتے رہنا۔ شادی دیو اس نام کا وظیفہ کرتے ہوئے تالاب کے کنارے پہونچے اور اسی پاک نام کے سہارے کوزہ بھرنا چاہا تو اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تالاب کا سارا پانی اس کوزے میں سمٹ آیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اناساگر میں مدتوں سے پانی تھا ہی نہیں۔

اجے پال جادوگر خواجہ کے قدموں میں

شادی دیو کے مسلمان ہو جانے سے باطل پرستوں بالخصوص راجہ پر بڑا گراں گزرا۔ وہ اپنی جگہ پر یہ خیال کرنے لگا کہ یہ درویش ساحرانہ طاقت و قوت رکھتے ہیں اور ان کا سردار

Marfat.com

ایک بڑا جادوگر ہے جس کا مقابلہ جادو ہی سے کیا جا سکتا ہے۔ اس وقت ہندوستان میں ایک بڑا جادوگر اجے پال جوگی کے نام سے بہت مشہور تھا جو جادوگری کے فن میں نہایت مہارت وکمال رکھتا تھا۔ اس کے سیکڑوں شاگرد تھے اور وہ ملک میں بے پناہ اثر واقتدار کا مالک تھا بڑے بڑے راجے مہاراجے بھی اس کی بہت عزت کرتے تھے۔

راجہ پرتھوی راج اس کی جادوگری کے کمالات سے بخوبی واقف تھا شادی دیو کے مسلمان ہو جانے سے وہ بہت گھبرا گیا تھا۔ اس نے بہت غور وفکر کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ اجے پال ہی ان درویشوں کو شکست دے سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے تمام ماجرا اس کے پاس کہلا بھیجا اور اسے فوراً اجمیر آنے کا حکم دے دیا۔ اجے پال حالات سن کر غیظ وغضب میں آ گیا اور بلا تاخیر اپنے سیکڑوں شاگردوں کو اپنے ہمراہ لے کر اجمیر پہونچا اجمیر میں اس کا بڑی شان وشوکت کے ساتھ استقبال کیا گیا وہ جادو کی قوت سے ہرن کی کھال پر بیٹھ کر ہوا میں پرواز کرتا ہوا آیا جب کہ اس کے چیلے شیروں پر سوار تھے اور ان کے ہاتھوں میں سانپوں کے کوڑے تھے۔ راجہ پرتھوی راج اور اس کے ہم نوا وہم عقیدہ کفار ومشرکین نے ان کی بڑی خاطر مدارات کی اور ان جادوگروں سے عاجزانہ درخواست کی کہ وہ سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ اور ان کے تمام ساتھیوں کو نیست ونابود کر دیں۔ جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے کہ اجے پال کو اپنی جادوگری کے کمال پر بڑا ناز تھا وہ اس معاملے میں کسی کو خاطر میں نہیں لاتا تھا وہ بہت ہی مغرور ومتکبر تھا اس کو اللہ والوں کی روحانی طاقت کا بالکل اندازہ نہیں تھا۔ اس کو اپنی جادوگری پر پورا اعتماد اور بھروسہ تھا وہ سمجھتا تھا کہ کوئی بڑے سے بڑا جادوگر اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ اسی متکبرانہ خیال کے زیر اثر اس نے کہا کہ یہ سب جادو کا کرشمہ ہے میں اس کا علاج کر دوں گا۔ راجہ پتھورا نے کہلا بھیجا کہ میں چلتا ہوں تو بھی آ جا۔ اثنائے راہ میں جب راجہ سرکار غریب نواز کے بارے میں برا ارادہ کرتا تھا تو وہ فوراً اندھا ہو جاتا تھا اور جب اس سے دل ہی دل میں نادم ہو جاتا تو پھر بینائی واپس آ جاتی تھی اس طور پر وہ سات بار اندھا اور سات بار بینا ہوا بالآخر مجبور ہو کر وہ اپنے دل کو برے ارادوں سے پاک وصاف کر کے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اجے پال جوگی بھی اپنے سات سو جادو کے سانپوں، ایک ہزار

Marfat.com

پانچ سو چکروں (جو بزور سحر ہوا میں معلق ہو کر آئے تھے) اور سات سو شاگردوں کے ساتھ آپ کے نزدیک پہونچا اور جس قدر جادو وغیرہ وہ جانتا تھا سب سرکار خواجہ غریب نواز اور ان کے ساتھیوں پر آزما ڈالا مگر ان پر اس کا کچھ بھی اثر نہ ہوا بلکہ وہ چکر جو آپ پر اور آپ کے خادموں پر استعمال کیے جاتے وہ سب اجے پال جوگی کے شاگردوں پر پلٹ آتے تھے۔ جس کے اثر سے ان کے سر، ہاتھ اور پیر کٹ جاتے اور بری طرح زخمی ہو جاتے سحر و افسوں کے ذریعہ بنائے گئے تمام سانپ سوراخوں میں گھس کر غائب ہو گئے۔

خشک کنویں اور تالاب جل تھل

جب راجہ پتھورا اور اجے پال جوگی نے یہ حال دیکھا کہ ان کا جادو کوئی کام نہیں کر رہا ہے اور انا ساگر کا پانی خواجہ کے قبضے میں ہونے کی وجہ سے لوگ پانی کے بغیر ہلاکت کے قریب پہونچ گئے ہیں تو سرکار خواجہ غریب نواز سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ رحم کی درخواست کرنے لگے۔

آپ نے فرمایا کہ ہمارا یہ لوٹا اٹھا لا! اجے پال نے اپنا پورا زور صرف کر دیا مگر لوٹا ہلا بھی نہ سکا۔ سرکار خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ یہ تیرا جادو نہیں ہے کہ باطل ہو جائے یہ لوٹا مردان حق کا ہے۔ پھر آپ نے شادی دیو سے کہا کہ لوٹا لے آ۔ وہ آپ کے حکم کی تعمیل میں لوٹا اٹھا لایا۔ آپ نے اس میں سے تھوڑا پانی تالابوں کی جانب اچھال دیا تو بحکم الٰہی تمام خشک حوض، کنویں، تالاب اور چشمے پانی سے بھر گئے۔

کھڑاؤں سے پٹائی اور بسدھار

یہ منظر دیکھ کر کفار و مشرکین انگشت بدنداں ہو کر کہنے لگے کہ ہم نے تمام عمر اس دیو کی پوجا اور اجے پال جوگی کی خدمت میں گزاری مگر اس وقت ہمارے کچھ کام نہ آئے۔

اس وقت اجے پال جوگی نے سرکار خواجہ غریب نواز سے جاننا چاہا کہ آپ نے اپنے آپ کو کس مقام تک پہونچایا ہے۔؟

Marfat.com

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ پہلے تو جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے وہ دکھلا۔ اجے پال جوگی نے مرگ چھالا ہوا میں پھینکا اور خود بھی ایک جست لگا کر اس پر بیٹھ گیا مرگ چھالا ہوا میں بلند ہونے لگا۔ کافروں کو اس جادو سے بہت خوشی ہوئی۔ سرکار خواجہ غریب نواز نے مراقبہ فرمایا اور کچھ دیر کے بعد سر مبارک اٹھا کر فرمایا کہ اجے پال کہاں تک پہونچا۔ عرض کی کہ ایک چڑیا کے برابر نظر آرہا ہے۔ پھر پوچھا اب کہاں تک پہونچا عرض کیا گیا کہ اب نظروں سے پوشیدہ ہوگیا سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے اپنی کھڑاؤں کو اشارہ کیا وہ اڑی اور اوپر چلتی چلی گئی یہاں تک کہ اجے پال جوگی کے سر پر پڑنی شروع ہوئی اس وقت تمام حاضرین کھڑاؤں کے سر پر پڑنے کی کھٹا کھٹ آواز اور اجے پال جوگی کی منت، سماجت اور فریاد سن رہے تھے تھوڑی دیر میں لوگوں نے دیکھا کہ کھڑاؤں اس کو مار مار کر فضا سے نیچے زمین پر لے آئی۔

اجے پال جوگی اس مقابلے میں بھی بری طرح شکست کھا گیا اور اس کا سحر و افسوں نیز غرور و تکبر خاک میں مل گیا اب وہ نہایت عاجزی و انکساری اور تضرع و زاری کے ساتھ سرکار خواجہ غریب نواز کے مبارک قدموں پر گر پڑا اور معافی و امان طلب کرنے لگا۔

ملکوت کی سیر

اجے پال نے حضرت خواجہ سے عرض کی کہ حضور! آپ بھی اپنا کوئی کمال دکھائیں۔ ا

آپ نے مراقبہ فرمایا اور اسی حالت میں آپ کی روح عالم ملکوت تک پرواز کر گئی۔ اجے پال جوگی کی روح بھی استدراج کے زور سے آپ کی روح کے پیچھے اڑنے لگی یہاں تک کہ پہلے آسمان تک پہونچ گئی پھر وہاں سے سرکار خواجہ کی روح پاک آسمان کے اوپر بلند ہوئی مگر اجے پال جوگی کی روح آسمان کے نیچے ہی رہ گئی اس کی تاب پرواز یہیں تک تھی اسے اس سے آگے جانے کا راستہ نہ ملا۔ اس نے آپ سے التجا کی کہ مجھے بھی اپنے ہمراہ لے

Marfat.com

چلیں۔آپ نے اس کو بھی اپنے ساتھ لے لیا اور عرش عظیم کے نیچے پہونچے خواجہ غریب نواز کی روح مقدس کی صحبت کی برکت سے اجے پال جوگی کی روح پر پڑا ہوا حجاب اٹھ گیا اور فرشتے سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی روح کی جو تعظیم و تکریم کر رہے تھے اس کا منظر بھی اجے پال جوگی نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

قیامت تک کی زندگی

جب سرکار خواجہ غریب نواز کی روح مراجعت کر کے آسمان اول تک پہونچ کر دوبارہ عروج کی طرف مائل ہوئی تو اجے پال جوگی کی روح نے آپ سے التجا کی کہ مجھے آپ یہاں نہ چھوڑیں تاکہ میں حضور کے ساتھ رہ کر قدرت ہائے خداوندی کا مشاہدہ کر سکوں۔

آپ نے جواب میں فرمایا کہ تو اس مقام و منصب کے لائق جب ہوگا کہ پہلے صدق دل سے خدائے عزوجل اور اس کے رسول برحق پر ایمان لے آئے۔اجے پال جوگی نے سرکار خواجہ غریب نواز کی اس بات کو بسر وچشم قبول کر لیا اور بولا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں لیکن آپ سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے قیامت تک دنیا میں زندہ رہنے کی مہلت دے دے۔

سرکار خواجہ نے بارگاہ الٰہی میں مناجات و دعا کی۔جواب آیا کہ تمہاری دعا قبول کی گئی۔اس کے بعد آپ نے اپنا دست مبارک اجے پال کے سر پر رکھ کر فرمایا کہ تو زندہ رہے گا۔اجے پال جوگی کی روح فوراً ایمان لے آئی پھر سرکار خواجہ غریب نواز کی روح پاک اجے پال کی روح کو ساتھ لے کر بلند ہوئی اور عرش اعظم تک پہونچی اور عرش و کرسی، جنت و دوزخ اور تمام عجائبات کو دیکھ کر واپس ہوئی۔

سرکار خواجہ نے مراقبہ سے آنکھ کھولی تو اجے پال جوگی کلمۂ طیبہ پڑھتا ہوا آپ کے قدم مبارک پر گر پڑا۔اس وقت حق و باطل کے فرق و امتیاز کو جانچنے پرکھنے اور سمجھنے کے لئے مجمع کثیر اکٹھا تھا۔ان سب کے سامنے اجے پال جوگی تین بار کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان

Marfat.com

ہو گیا۔ سرکار خواجہ غریب نواز نے اس کا نام ''عبداللہ'' رکھا۔ تمام کفار و مشرکین مع راجہ پتھورا کے ان واقعات کو اپنے سامنے گزرتے ہوئے دیکھ کر نہایت شرمندگی اور ناامیدی کے احساس کے ساتھ اپنے گھروں کو خائب و خاسر واپس ہو گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اجے پال جوگی ابھی تک زندہ اور باحیات ہے اور خواجہ غریب نواز کے فرمان کے مطابق انشاء اللہ قیامت تک زندہ رہے گا۔ اجمیر کے کوہستانی علاقوں میں گشت کرتے رہنا اور بھولے بھٹکے مسافروں کی رہنمائی ان کا کام ہے۔ سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے روضۂ مقدسہ کی زیارت کے لئے ہر روز حاضری بھی دیتے رہتے ہیں۔

روایت میں بیان کیا جاتا ہے کہ اجے پال جوگی کے قبول اسلام سے متاثر ہو کر ان کے سیکڑوں شاگردوں نے بھی حضرت خواجہ کے دست حق پرست پر مسلمان ہو گئے۔ حضرت خواجہ نے عبداللہ کو کلمہ پڑھانے کے بعد ان کو مرید کر کے حلقۂ ارادت میں داخل فرما لیا۔ پھر اپنے ساتھ رکھ کر اسلامی علوم و معارف کی دولتوں سے مالا مال کر دیا اور حضرت عبداللہ نے بھی پوری دلچسپی اور لگن کے ساتھ مجاہدہ و ریاضت کر کے حضرت کی خاص روحانی توجہ کی بدولت مختصر سی مدت میں مرتبۂ ولایت حاصل کر لیا حضرت خواجہ نے انہیں خرقۂ خلافت بھی عطا کیا۔ جنگل اور بیابان میں رہنمائی کا فریضہ انجام دینے کی وجہ سے لوگ ''عبداللہ بیابانی'' بھی کہتے ہیں۔

مستقل جگہ پر قیام

راجہ کے اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ سے اٹھ کر حضرت خواجہ غریب نواز اپنے ساتھیوں کے ہمراہ انا ساگر کے قریب ایک عارضی قیام گاہ میں مقیم تھے۔ شادی دیو اور اجے پال جوگی کے مسلمان ہو جانے سے حضرت خواجہ کی تبلیغی تحریک کو زبردست طاقت اور مضبوطی حاصل ہوئی۔ خود شادی دیو اور اجے پال نے آپ سے عرض کی کہ حضور یہاں ہم لوگ مسافرت کی زندگی کب تک گزاریں گے، شہر کے اندر چل کر قیام فرمائیں تاکہ مخلوق آپ کے قدموں کی برکت سے مستفیض ہوں۔ آپ نے ان کی عرض قبول فرماتے ہوئے اپنے خادم خاص

Marfat.com

(سابق حاکم سبزوار) محمد یادگار کو حکم دیا کہ شہر میں جا کر فقراء کے قیام کے لئے مناسب جگہ کا انتظام کریں۔ محمد یادگار نے حسب الحکم اندر کوٹ کی مختصر آبادی سے متصل وہ مقام پسند کیا جہاں اس وقت آپ کا روضہ مبارک ہے۔ دراصل یہ جگہ شادی دیو کی افتادہ زمین تھی۔ محمد یادگار پسند کر کے واپس آئے اور معروضہ پیش کیا۔ حضرت خواجہ نے وہاں (لب جھالرہ جہاں آپ کا مزار ہے) جا کر قیام فرمایا اور جماعت خانہ، عبادت خانہ اور لنگر خانہ (مطبخ) کی تعمیر ہوئی۔ اس وقت جہاں آپ کا روضہ ہے یہاں مطبخ تھا۔

راجہ کے ملازم کو مرید نہیں کیا

اجمیر مقدس میں اناساگر سے منتقل ہو کر آپ نے لب جھالرہ جب مستقل قیام فرمالیا تو دین اسلام کی تبلیغ کا کام اور تیز رفتار ہو گیا۔ لوگ کثیر تعداد میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کفر و شرک سے توبہ کرنے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہونے لگے۔ خواجہ بدرالدین اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''اسرار الاولیاء'' میں تحریر فرمایا ہے کہ اسی دوران پرتھوی راج کا ایک مسلمان ملازم خلوص دل سے حضرت خواجہ کی خدمت میں مرید ہونے کی نیت سے حاضر ہوا مگر آپ نے اسے مرید نہیں کیا۔ اس نے یہ واقعہ پتھورا سے کہا پتھورا نے دریافت کرایا کہ آپ اسے مرید کیوں نہیں کرتے آپ نے جواب میں کہلایا کہ اس میں تین باتیں ایسی ہیں جو جانے والی نہیں ہیں۔ اول یہ کہ کثرت سے گناہ کرے گا۔ دوسرے یہ کہ یہ تمہارا ملازم ہے یہاں اسے کلاہ نہیں دی جاتی جو بیگانے کے آگے سر جھکائے۔ تیسرے لوح محفوظ میں میں نے دیکھا ہے کہ وہ بے ایمان مرے گا۔

پرتھوی راج کا زوال

شادی دیو اور اجے پال جوگی کے مسلمان ہو جانے اور سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ عنہ کے خاص مریدوں میں شامل ہو جانے سے پرتھوی راج کو بڑا جھٹکا لگا اور اس کے دل پر بہت شاق گزرا۔ ان واقعات کے بعد وہ انتہائی غم و غصہ اور غیظ و غضب کے عالم میں

Marfat.com

پیچ وتاب کھانے لگا کیوں نہ ہوتا کہ اس کا مایہ ناز اور شہرت یافتہ جادوگر اجے پال بھی حضرت خواجہ کی روحانیت وکرامت سے مغلوب وشکست خوردہ ہوکر اس کے ہاتھوں سے جاتا رہا۔ گویا اس کے ترکش کا ہر تیر بلکہ آخری تیر بھی اپنے نشانے سے خطا کر گیا۔ اب اس کو چاروں طرف مایوسیوں کا اندھیرا دکھائی دینے لگا اور ادھر یہ حال تھا کہ اجمیر کے باشندوں میں اسلام نہایت تیزی سے پھیلنے لگا جس کے سبب سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلقۂ اثر بھی بڑھنے لگا۔ ظاہر ہے کہ اس صورت حال سے راجہ پرتھوی راج پریشان ہو گیا اور حکومت و سلطنت اور تاج وتخت کے باوجود وہ اپنے آپ کو بے بس، لاچار اور عاجز ودرماندہ محسوس کرنے لگا۔

اس موڑ پر ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ وہ بھی سرکار خواجہ کی بارگاہ میں ادب واحترام سے حاضر ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہو جاتا اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوکر دین ودنیا کی عزت و سربلندی اور کامیابی وکامرانی حاصل کر لیتا اس صورت میں اس کا راج پاٹ بھی محفوظ وسلامت رہ جاتا اور اس کی آخرت بھی بن جاتی مگر بدنصیبی کے نتیجے میں دنیوی چندروزہ جاہ وحشم نے اس کو مغرور ومتکبر بنا دیا تھا اور وہ اقتدار کے نشہ میں سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں بھی کھو بیٹھا تھا۔ اس نے بار بار ارادہ کیا کہ وہ سرکار خواجہ غریب نواز کو اجمیر کی سرزمین سے باہر کردے لیکن دوراندیش ماں کی نصیحتیں ہر مرتبہ اس کے عزم وارادہ کی تکمیل میں رکاوٹ پیدا کرتی رہیں۔ بالآخر ایک روز اس کے صبر وضبط کا پیمانہ لبریز ہوکر چھلک ہی پڑا۔

ہوا یوں کہ پرتھوی راج ایک دن قلعہ کی برجیوں پر کھڑا تھا اس نے وہیں سے سرکار خواجہ کی قیام گاہ کی طرف دیکھا وہاں اس وقت سرکار خواجہ کے عقیدت مندوں کا ایک ہجوم واژدھام تھا۔ وہ اس منظر کی تاب نہ لا سکا کہ میری حکومت میں مسلمانوں کا اس قدر اثر و اقتدار اور اس درجہ ان کی مقبولیت۔ اس نے اپنی ماں کی نصیحتیں اور پیش گوئیاں بھی بالکل فراموش کر دیں اور پکا ارادہ کر لیا کہ ان درویشوں کو قوت وطاقت استعمال کر کے اجمیر سے نکال دیا جائیگا اس جنون میں اس نے سرکار خواجہ غریب نواز اور آپ کے خدام ومریدین کی شان میں نازیبا اور غیر مناسب جملے منہ سے نکالے اور اپنے ایک سردار کے ذریعہ سرکار خواجہ

Marfat.com

غریب نواز کے پاس حکم بھیجا کہ اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ اجمیر سے فوراً نکل جائیں۔

جب راجہ کا یہ گستاخانہ حکم اور ظالمانہ پیغام سرکار خواجہ غریب نواز نے سنا تو آپ کو جلال آ گیا اور اسی عالم میں فرمایا۔

"پتھورا را زندہ گرفتیم ودادیم"

پتھورا کو ہم نے زندہ گرفتار کر لیا اور دے دیا۔

ہندوستان کی حکومت غوری کے حوالے

"معین الارواح" کے مصنف نے اپنی کتاب میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ آپ (سرکار خواجہ غریب نواز) نے چند اشخاص کے ذریعہ پرتھوی راج کو اسلام قبول کر لینے کی دعوت اور ترغیب بھی دی لیکن اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے اس کا جواب سننے کے بعد مراقبہ فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا کہ اگر یہ ایمان نہ لایا تو میں (بقوت روحانی) اس کو بدست لشکر اسلام زندہ گرفتار کرا دوں گا۔

ایک دن راجہ نے آپ کو کہلا بھیجا کہ "آپ ہماری سرحد سے چلے جائیں"

آپ نے جواب میں کہلوا بھیجا کہ "ہم تو نہیں جائیں گے البتہ تم کو نکالنے والا شہاب الدین غوری عنقریب آنے والا ہے"۔

چنانچہ جب شہاب الدین غوری ۵۸۷ھ میں کھانڈے راؤ کے ہاتھوں زخمی ہو کر ہندوستان سے خراسان پہونچا تو اس نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ وہ سرکار خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں کھڑا ہے اور آپ ازراہِ کرم اس سے فرما رہے ہیں کہ "خدائے تعالیٰ نے ہندوستان کی سلطانی تجھے بخشی ہے لہٰذا تم جلد اس طرف توجہ کرو اور راجہ پرتھوی راج کو زندہ گرفتار کر کے سزا دو"۔

شہاب الدین غوری اس خواب سے حیران ہو گیا اور بیدار ہونے کے بعد اس نے اپنا یہ خواب علماء و فضلاء سے بیان کیا۔ سب نے خواب کی بہت تعریف کی اور اس کی تعبیر میں مژدۂ فتح سنایا اور ہر طرح دل جوئی کی۔ (سیر الاقطاب)

Marfat.com

راجہ کی دھمکی

مؤلف ''عطائے رسول'' نے تحریر کیا ہے کہ پرتھوی راج نے ایک دن غضب ناک ہوکر ایک راجپوت سردار کوان سرداروں کی گرفتاری کے لئے بھیجا جو سرکار خواجہ غریب نواز کی خدمت میں موجود تھے اور ساتھ ہی شہر میں اعلان کرادیا کہ جو شخص ان بزرگ کے پاس جائے گا اسے قتل کردیا جائے گا اس کا گھربار لٹوادیا جائے گا نیز سرکار خواجہ سے کہلایا کہ ''کل (یکم محرم الحرام ۵۸۸ھ) تک اجمیر سے چلے جائیں۔

بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ آپ نے پرتھوی راج کو جواب میں یہ کہلوایا کہ ''تین دن میں معلوم ہوجائے گا کہ تو نکلتا ہے یا ہم''۔

اسلامی لشکر کی فتح

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی کتاب ''اخبار الاخیار'' میں بیان کیا ہے کہ:

> ''آپ (سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ) پتھورارائے کے دورحکومت میں اجمیر (ہندوستان) تشریف لائے اور عبادت الٰہی میں مشغول ہوگئے۔ پتھورارائے اس زمانے میں اجمیر ہی میں مقیم تھا ایک روز اس نے آپ کے ایک عقیدت مند کو کسی وجہ سے ستایا وہ بیچارہ آپ کے پاس فریاد لے کر پہونچا آپ نے اس کی سفارش میں پتھورارائے کے پاس پیغام بھیجا لیکن اس نے آپ کی سفارش قبول نہ کی اور کہنے لگا کہ یہ شخص یہاں آکر بیٹھ گیا ہے اور غیب کی باتیں کرتا ہے۔ جب سرکار خواجہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ ہم نے پتھورا کو زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالے کردیا۔ اسی زمانے میں سلطان معزالدین عرف شہاب الدین غوری کی فوج غزنی سے یہاں پہونچی، پتھورا لشکر اسلام کے مقابلے کے لئے آیا اور سلطان معزالدین کے ہاتھوں شکست کھا کر گرفتار ہوگیا۔ اسی تاریخ سے اس ملک میں اسلام پھیلا اور کفر کی جڑیں کٹ گئیں''۔

Marfat.com

بدلہ لینے کی تیاریاں

جن دنوں اجمیر میں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ اور پرتھوی راج کے درمیان کش مکش ہو رہی تھی سلطان شہاب الدین غوری غزنی میں راجہ پرتھوی راج سے اپنی شکست کا بدلہ لینے کے لئے ہندوستان پر دوبارہ حملہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف تھا۔ سلطان کو تراوڑی کی پہلی جنگ میں شکست کھانے سے سخت صدمہ پہونچا تھا۔ وہ ایک غیور، بلند ہمت اور حساس بادشاہ تھا۔ غزنی پہونچ کر اس نے قسم کھائی کہ جب تک اس شکست کا بدلہ نہ لے لے گا آرام سے نہیں بیٹھے گا۔ چنانچہ اس نے اپنے آپ کو یکسر جنگی تیاریوں کے لئے وقف کر دیا۔ خلوت کدے میں جانا اور نیا لباس پہننا بالکل ترک کر دیا تھا۔ روکھی سوکھی روٹی کھا کر کسی وقت تھوڑی دیر کے لئے خاک کے بستر پر آرام کر لیتا۔ ورنہ صبح و شام یہی دھن تھی کہ جلد از جلد میدانِ جنگ میں پہونچے۔ غزنوی فوج کے جو امراء تراوڑی کی پہلی جنگ میں میدانِ جنگ سے بھاگے تھے سلطان نے ان پر بڑا عتاب کیا ان کی گردنوں میں جَو کے بھرے ہوئے توبڑے لٹکا کر شہر میں پھرایا تا کہ انہیں عبرت حاصل ہو۔

فرشتہ لکھتا ہے:

''امرائے غور و خلج و خراسان معاتب و مؤاخذ گردانید و توبرہ ہائے پر جو بگردنِ ایشاں درآویختہ گرد شہر بگردانید و حکم کرد کہ آنچہ در توبرہ کہ ہست نخورد سرش از تن جدا کنند''۔

یعنی خراسان، خلج اور غور کے امراء سلطان کے عتاب کا نشانہ بنے۔ سلطان نے ان کی گردنوں میں جو سے بھرے ہوئے توبرے لٹکا کر شہر کے گرد پھرایا اور حکم دیا کہ جو شخص ان توبروں میں سے جو نہ کھائے اس کا سر قلم کر دیا جائے۔

یہاں اس بات کی وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ سلطان خود میدانِ جنگ سے نہیں بھاگا تھا بلکہ ایک خلجی غلام اسے بے ہوشی کے عالم میں میدانِ جنگ سے نکال لایا تھا۔ سلطان اگر ہوش میں ہوتا تو میدانِ جنگ سے ہٹنے کی بجائے وہیں مر جانا قبول کرتا۔ یہی توقع اسے اپنی فوج

Marfat.com

سے تھی لیکن سوائے افغان امراء کے دوسرے امراء نے اس کی توقعات پوری نہ کیں۔ان میں اکثریت غور، خلج اور خراسان کے لوگوں کی تھی ۔ان امراء کے میدانِ جنگ سے فرار ہونے کی وجہ سے عام سپاہی بھی حوصلہ ہار بیٹھے اور میدان پرتھوی راج کے ہاتھ چلا گیا۔سال بھر تک سلطان پوری تندہی سے دوسرے حملے کی تیاری کرتا رہا حتیٰ کہ ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب مسلح سوار اس کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔سلطان نے ابھی کوچ کا دن مقرر نہیں کیا تھا کہ ایک رات خواب میں ایک نورانی صورت بزرگ کو دیکھا جو فرما رہے تھے کہ ''ہندوستان کی طرف جلد توجہ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اس ملک کی بادشاہت عطا فرمائے گا''۔سلطان نے خواب سے بیدار ہو کر اپنے دربار میں اس روحانی بشارت کا حال سنایا تو لوگوں کے حوصلے دو چند ہو گئے۔اسی اثناء میں قلعۂ سرہند کے سقوط کی خبر سلطان کو پہونچی۔اب اس کے لئے ممکن نہ تھا کہ کوچ میں مزید تاخیر سے کام لیتا۔زیرِ عتاب امراء کو بلایا۔وہ اپنے کئے پر نادم تھے۔سلطان نے ان کی خطا معاف کر دی اور پھر اپنی فوج میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔اس دفعہ سلطانی فوج کے تمام امیروں نے حلف اٹھائی کہ مر جائیں گے لیکن میدانِ جنگ سے منہ نہ موڑیں گے۔غرض ایک لاکھ بیس ہزار جنگ جوؤں کو لے کر پوری تیاری اور ساز و سامان کے ساتھ سلطان ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔

تراوڑی کی پہلی جنگ اگرچہ پرتھوی راج نے جیت لی تھی لیکن اس کا دل مطمئن نہیں تھا۔اسے یقین تھا کہ جلد یا بدیر سلطان شہاب الدین اپنی ہزیمت کا بدلہ لینے کے لئے ہندوستان پر ضرور چڑھائی کرے گا چنانچہ وہ بڑی مستعدی سے اپنی فوجی قوت میں اضافہ کرنے میں مصروف رہا۔قلعۂ سرہند کی فتح کے بعد جس دن اس نے سرکار خواجہ غریب نواز کو اجمیر سے نکال دینے کی دھمکی دی اس کے دوسرے ہی دن کھانڈے راؤ حاکم دہلی کی طرف سے یہ اطلاع موصول ہوئی کہ سلطان شہاب الدین ایک جرار لشکر کے ساتھ ہندوستان کی طرف بڑھ رہا ہے۔

پرتھوی راج نے یہ اطلاع ملتے ہی اپنی جنگی تیاریاں تیز کر دیں۔ہندوستان کے

Marfat.com

تمام ہی راجاؤں کو اس نے قومی حمیت کا واسطہ دے کر اپنی مدد کے لئے بلایا۔ سوائے ایک آدھ کے ملک کے تمام راجے اپنی آزمودہ کار فوجوں کو ساتھ لے کر فوراً پرتھوی راج کی مدد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ تذکرہ نگاروں کا بیان ہے کہ پرتھوی راج اور کھانڈے راؤ کی کوششوں سے تھوڑے ہی دنوں میں تقریباً ڈیڑھ سو راجہ اپنی فوجوں کے ساتھ پرتھوی راج کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ فرشتہ کے بیان کے مطابق پرتھوی راج کی فوج تین لاکھ سواروں اور تین ہزار جنگی ہاتھیوں پر مشتمل تھی۔ بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ پرتھوی راج ڈیڑھ لاکھ سوار، ایک لاکھ پیادے، تین ہزار جنگی ہاتھی اور سولہ ہزار سامان جنگ کے چھکڑے لدوا کر سلطان شہاب الدین غوری کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ کچھ اور مؤرخ پرتھوی راج کے لشکر کی تعداد بے قیاس بیان کرتے ہیں۔ اس لشکر کی اصل تعداد خواہ کتنی ہی ہو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ سلطانی لشکر سے بہت زیادہ تھی اور اس کے پاس جنگی ساز و سامان بھی بہت زیادہ تھا۔ بعض مؤرخوں کا بیان ہے کہ سلطان نے لاہور پہونچ کر پرتھوی راج کے پاس پیغام بھیجا کہ سرہند اور تھانیسر کا علاقہ خالی کر دو اور جس طرح اجمیر کے سابق راجہ سلطان محمود غزنوی اور اس کی اولاد کے مطیع رہے تھے اسی طرح تم بھی ہماری اطاعت قبول کر لو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔

پرتھوی راج نے اس پیغام کا نہایت حقارت آمیز جواب دیا اور سلطان کو لکھا کہ سرزمین ہند سے فوراً نکل جاؤ ورنہ تمہیں عبرت ناک سزا دی جائے گی۔ اس نامہ و پیام کے بعد جنگ ناگزیر ہو گئی۔

دوسری خوں ریز جنگ

اتمام حجت کے بعد سلطان غوری طوفانِ برق و باد کی طرح راجائی لشکر سے نبرد آزما ہونے کے لئے بڑھا اور تراوڑی کے میدان میں خیمہ زن ہو گیا۔ دوسری طرف سے پرتھوی راج بھی اپنے قہار لشکر کے ساتھ تراوڑی کے میدان میں آ پہونچا۔ دونوں لشکروں کے عزم کا یہ عالم تھا کہ ایک طرف تو سلطان کی فوج کے امیروں نے قسمیں کھا رکھی تھیں کہ مر جائیں گے لیکن میدانِ جنگ سے منہ نہ موڑیں گے۔ دوسری طرف پرتھوی راج اور اس کے حلیف راجاؤں نے اپنے

Marfat.com

ماتھوں پر قشقہ کھینچ کر اور پان کا بیڑا منہ میں لے کر سوگند کھائی تھی کہ جب تک دشمن کو صفحۂ ہستی سے مٹا نہ لیں گے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

۲۷ محرم الحرام ۵۸۸ھ کو دونوں لشکر لڑائی کے لئے تیار ہو کر ایک دوسرے کے سامنے آ گئے۔ پرتھوی راج نے اپنی فوج اس طرح ترتیب دی تھی کہ آگے ایک لاکھ تیرانداز تھے، ان کے پیچھے ڈیڑھ سو راجاؤں کی فوج اور ان کے پیچھے پرتھوی راج پچاس ہزار سواروں کے ساتھ موجود تھا اور پشت پر جنگی ہاتھیوں کی قطار تھی۔ سلطان نے فوج کے پانچ حصے کیے۔ ایک حصے کو جس میں بیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیدل تھے کمان کی شکل میں ترتیب دیا اور اسے سب سے آگے رکھا۔ تین حصوں کو ایک ایک تجربہ کار سپہ سالار کے سپرد کر کے ہدایت کی کہ وہ لڑائی کے شروع میں خاموش کھڑے رہیں اور تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد مختلف سمتوں سے حملہ کریں بارہ ہزار چیدہ سوار سلطان نے اپنی خاصہ کی فوج میں رکھے اور ایک اونچے ٹیلے پر کھڑا ہو گیا۔ طبل جنگ بجتے ہی راجائی لشکر کے تیراندازوں نے تیروں کی بارش شروع کر دی۔ ادھر سے غوری فوج اپنے نیزے سنبھال کر برق رفتاری سے اس لشکر پر جا پڑی اور دست بدست جنگ شروع ہو گئی۔ راجپوت جاں بازوں اور سلطانی مجاہدوں میں اس زور کا رن پڑا کہ زمین کانپ اٹھی۔ سلطان تیز رفتار سواروں کے ذریعہ اپنی فوج کو ہدایات بھیج رہا تھا۔ جنگ شروع ہونے کے تھوڑی دیر کے بعد سلطان کی محفوظ فوج کے دستے باری باری مختلف سمتوں سے حملہ آور ہونے لگے۔ اس انداز جنگ سے راجائی لشکر بوکھلا اٹھا لیکن راجاؤں کے جوش دلانے پر راجپوت جاں بازوں نے نہایت ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ سلطان کی ہدایات کے مطابق سلطانی فوج نے لڑائی کو بہت وسیع رقبے میں پھیلا دیا اور راجائی لشکر جو ایک سیسہ پلائی دیوار کی طرح جما کھڑا تھا، مختلف سمتوں میں پھیل کر بکھر گیا۔ سلطانی فوج کا مقصد لڑائی کو طول دے کر راجائی لشکر کو تھکانا تھا۔ اس مقصد میں اسے کامیابی ملی اور سہ پہر تک اس فوج پر تھکاوٹ کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ عین اس وقت اپنی خاصہ فوج کے بارہ ہزار تازہ دم سواروں کے ساتھ سلطان نے ایک طوفانی حملہ کیا۔ سلطانی فوج کے مجاہدین نے فلک شگاف نعرہ ہائے تکبیر و رسالت لگاتے ہوئے راجائی لشکر کو اپنے نیزوں پر رکھ لیا۔ یہ حملہ اتنا خوفناک اور شدید تھا کہ راجہ کا لشکر ہزار کوشش کے باوجود ثابت قدم نہ رہ سکا۔ بیسیوں راجے جو اپنی فوج کو لڑائی پر

Marfat.com

ابھار رہے تھے خاک وخون میں لوٹ گئے اور راجائی فوج اپنے ہزارہا مقتولوں کو میدانِ جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ پرتھوی راج اور کھانڈے راؤ نے بھی مجبور ہو کر راہِ فرار اختیار کی۔ کھانڈے راؤ لڑائی میں مارا گیا یا بچ کر نکل گیا اس کے متعلق مؤرخین کے بیانات میں اختلاف ہے۔ پرتھوی راج بھاگتے ہوئے دریائے سرسوتی کے کنارے سلطانی فوج کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا اور پھر قتل کر دیا گیا۔ اس طرح سرکار خواجہ غریب نواز کی یہ پیش گوئی پوری ہوئی کہ "پتھورا را زندہ گرفتار کردیم وو دادیم" سلطانی فوج نے بڑی دور تک ہزیمت خوردہ اس فوج کا تعاقب کیا۔ اس طرح کئی میل تک ہزاروں مقتولوں کی لاشوں سے زمین اٹ گئی اور سالہا سال تک ان مقتولوں کی ہڈیاں لوگوں کو اس خونی معرکہ کی یاد دلاتی رہیں۔

سلطان غوری سرکار خواجہ کی بارگاہ میں

پرتھوی راج کو شکست دینے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری قلعۂ سرسوتی، ہانسی، سامانا اور کہرام وغیرہ کو فتح کرتا ہوا ۵۸۹ھ میں اجمیر پہونچا۔ یہاں اس نے چند ہزار افراد کو جو اس سے مقابل ہوئے تہ تیغ کر کے اجمیر فتح کر لیا اور یہاں اسلامی حکومت قائم کی۔ پرتھوی راج کے لڑکے گولا یا کولا کو اس شرط پر کہ وہ مطیع وفرماں بردار رہے گا اجمیر شریف کا فرماں روا بنا دیا۔ اجمیر میں قیام کے دوران سلطان غوری سرکار خواجہ کی خدمت اقدس میں نہایت عقیدت واحترام کے ساتھ حاضر ہوتا رہا۔ اس زمانے میں حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اجمیر میں موجود تھے۔ اس ملاقات کے موقع پر سرکار خواجہ نے سلطان غوری کو شرف مریدی سے مشرف وسرفراز فرمایا سرکار خواجہ غریب نواز نے سلطان کو سینے سے لگا لیا، اسے فتح کی مبارکباد دی، اپنی دعاؤں سے نوازا اور بہت سی نصیحتیں فرمائیں جن میں خاص طور پر تاکید فرمائی کہ یہاں کے لوگوں کو تکلیف واذیت نہ دینا اور عدل وانصاف کی بنیادوں پر ہی حکومت قائم کرنا۔ سلطان شہاب الدین غوری نے اجمیر شریف میں تین روز تک قیام کیا۔ اس دوران وہ سرکار خواجہ کی اقتداء میں نمازیں پڑھتا رہا اور آپ کے فیض صحبت سے خوب خوب مستفیض ہوتا رہا۔

Marfat.com

ہندوستان میں مسلم اقتدار

اجمیر شریف سے سلطان شہاب الدین غوری غزنی واپس چلا گیا اور یہاں کے لئے قطب الدین ایبک کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔ یہ بہت ہی بہادر اور عالی ہمت تھا اس نے اپنی صلاحیتوں کے ذریعہ فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا اور تھوڑی سی مدت میں گجرات، گوالیار اور بیانہ وغیرہ کے علاقوں میں اپنی شاندار فتح کا پرچم لہرا دیا اسی طرح بختیار خلجی نے بہار، بنگال اور آسام کے صوبے فتح کر کے وہاں سلطان کا اقتدار قائم کر دیا۔

دو سال گزرنے کے بعد راجہ جے چند نے اپنے پر پرزے نکالنے شروع کر دیئے اور دیگر کئی ایک راجاؤں کو اپنے ساتھ متحد کر کے سلطان کے مقابلے میں صف آرا ہوا۔ قطب الدین ایبک نے سلطان کے پاس جے چند کی سرکشی کی خبر بھجوائی وہ اس اطلاع پر فوراً انتہائی تیزی کے ساتھ ہندوستان کے لئے روانہ ہو گیا اور یہاں پہونچ کر ایک ہی ہلّے میں راجہ جے چند اور اس کے ہمنواؤں اور شریک جنگ راجاؤں کے ناپاک منصوبوں کو زیر و زبر کر کے خاک میں ملا دیا اس جنگ میں جے چند مارا گیا۔ اس فتح و کامرانی سے ہندوستان میں مسلم اقتدار کی بنیادیں بہت مضبوط اور مستحکم ہو گئیں۔ سلطان شہاب الدین غوری کے قائم مقام نے پہلے کہرام پھر دہلی کو اپنا دار الحکومت بنا لیا۔ سلطان کے جانے کے بعد اس کے چچا نے جو تراوڑی کی جنگ میں ہارنے کے بعد کہیں چھپ گیا تھا اجمیر پر حملہ کر کے اپنے بھتیجے کو نکال کر سلطنت پر قابض ہو گیا۔ جب ایبک کو اس واقعہ کی خبر ملی تو اس نے فوراً اجمیر کا رخ کر لیا اور ایک مختصر سی جنگ کے بعد اجمیر کو دوبارہ فتح کر لیا۔ اب اس نے میر خنگ سوار کو اجمیر کا حاکم و فرماں روا بنا دیا۔ میر خنگ سوار سرکار خواجہ غریب نواز کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے اور

Marfat.com

اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں سرکار خواجہ کے شریک و معاون ہو گئے۔

میر خنگ سوار کی شہادت

۶۰۲ھ میں قطب الدین ایبک کی موت کی غلط خبر پھیل گئی اس حادثہ سے دشمنوں کو اچھا موقع مل گیا اور آس پاس کے بہت سے لوگوں نے متحدہ محاذ بنا کر میر خنگ سوار پر حملہ کر دیا اس وقت شاہی فوج اجمیر سے باہر تھی۔ میر خنگ سوار کے ساتھ چند آدمی تھے انہوں نے نہایت استقلال و پامردی سے باغی لشکر کا مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے یہ واقعہ رات میں پیش آیا صبح کے وقت جب اس کی خبر سرکار خواجہ غریب نواز تک پہونچی تو آپ بذات خود تشریف لائے اور شہیدوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔ میر خنگ سوار کا مزار شریف تارا گڑھ کی پہاڑی پر ہے۔

سلطان شہاب الدین غوری کی شہادت

اسی سال کھوکھروں نے شورش برپا کی جن کو سلطان شہاب الدین غوری نے ہندوستان آکر بری طرح شکست دی۔ اس بغاوت کو پامال کر کے سلطان غزنی واپس جا رہا تھا کہ دریائے جہلم کے ساحل دھمیک کے مقام پر کسی کھوکھر یا اسماعیلی فدائی نے رات کے وقت سلطان کے خیمے میں اچانک داخل ہو کر اس مجاہد اعظم کو شہید کر دیا۔

عہد خواجہ کے مسلم بادشاہ

۱۲۰۶ء میں سلطان شہاب الدین غوری کی شہادت کے بعد ترک برادران نے قطب الدین ایبک کو متفقہ طور پر بادشاہ ہند منتخب کیا۔ یہ بادشاہ حضرت خواجہ غریب نواز کا ہم عصر تھا جو نہایت انصاف پسند، فیاض اور سخی واقع ہوا تھا اس کی فیاضی اور سخاوت بہت مشہور ہو گئی تھی۔ سلطان ایبک کے انتقال کے بعد سلطان شمس الدین التمش تخت نشین ہوا وہ بھی ایک دین دار اور ہوش مند بادشاہ گزرا ہے۔ وہ سرکار خواجہ کے خلیفۂ ارشد اور محبوب مرید حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے پناہ عقیدت اور مخلصانہ ارادت

Marfat.com

رکھتا تھا اس بادشاہ کا تذکرہ "خزینة الاصفیاء" میں اس طرح کیا گیا ہے:

"بادشاہ رحم دل وعادل وسلطان کامل ومکمل از خلفائے نام دار ومریدان باوقار خواجہ قطب الدین بختیار است واز محبوبان ونظر منظوران خواجہ معین الدین سنجری بود وکمال اعتقاد بخدمت اہل چشت نیک سرشت پیدا کرد اگر چہ بظاہر تعلق بہ بادشاہی داشت لیکن از دل فقیر وحقیر دوست بود، کم خوردے وکم گفتے وکم خفتے وشبہائے دراز بیدار بودے"۔

یعنی شمس الدین التمش رحم دل، انصاف کرنے والا اور کامل ومکمل بادشاہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمة والرضوان کے نامور خلفاء اور باوقار مریدوں میں سے ہے وہ خواجہ معین الدین سنجری کا بھی محبوب اور منظور نظر تھا اسے سلسلۂ چشت کے بزرگوں سے انتہائی عقیدت تھی اگر چہ وہ بظاہر بادشاہ تھا لیکن دل سے فقیروں اور غریبوں کا دوست تھا کم کھاتا، کم سوتا، کم بولتا اور راتوں میں دیر تک جاگتا رہتا تھا۔

سلطان شمس الدین التمش فقیر دوست، غریب پرور، نیک نفس اور عابد وریاضت گزار تھا انہیں خوبیوں کی وجہ سے اکثر تذکرہ نویسوں نے اسے ولی کامل لکھا ہے حضرت خواجہ بختیار کاکی نے اسے خرقۂ خلافت سے بھی نوازا تھا۔

التمش کی رعایا پروری کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ رات میں بھیس بدل کر اہم مقامات پر گشت کیا کرتا تھا اور حاجت مندوں کی اس طرح اعانت ومدد کرتا کہ انہیں اپنے مہربان ونگہبان کا پتہ تک نہ چلتا تھا۔ فقراء، مساکین، طلباء اور غریب لوگوں کے لئے اپنے خزانوں کے دروازے کھول دیئے تھے۔ اس نے اپنے محل میں ایک زنجیر لٹکا رکھی تھی جس کا سلسلہ اس کی خواب گاہ تک تھا اس نے پورے ملک میں منادی کرادی تھی کہ جس پر ظلم وزیادتی ہو وہ فوراً میرے پاس آکر انصاف کا طلب گار ہو اور محل میں آکر زنجیر عدل کو ہلائے۔ غرض سلطان التمش نے اپنے عدل وانصاف اور داد ودہش کی بدولت ساری رعایا کے دلوں میں اپنی جگہ بنالی تھی۔ اس کی علم نوازی اور فقیر دوستی کے تذکرے سن کر دور دراز ملکوں کے امراء اور علماء اپنے وطن سے ہجرت کر کے دہلی میں آکر بس گئے تھے۔

Marfat.com

"طبقات ناصری" اور منظوم "تاریخ فتوح السلاطین" میں التمش کو ایک بے مثال حکمراں اور اس کے عہد سلطنت کو بہترین دور ثابت کیا ہے یہاں تک کہ غیر مسلم مؤرخین بھی سلطان شمس الدین التمش کی تعریف و توصیف کرنے پر مجبور ہیں دراصل اس کی شاندار و مثالی حکومت اور نکوکاری میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ والرضوان کے روحانی فیوض و برکات کا اثر زیادہ تھا۔ یہ نیک سیرت بادشاہ ہر معاملے میں اپنے پیر و مرشد حضرت بختیار کاکی سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرتا تھا۔

"سیــر الاولیــاء" میں بیان کیا گیا ہے کہ بادشاہ التمش نے اجمیر شریف کے اطراف میں ایک گاؤں اور اشرفیوں کے کئی توڑے سرکار خواجہ غریب نواز کی خدمت میں پیش کئے تھے لیکن یہ معلوم نہیں کہ حضرت نے یہ نذر قبول کی تھی یا نہیں۔ اگر قبول فرمائی بھی ہوگی تو آپ کی عظیم شخصیت کے پیش نظر یہی سمجھا جا سکتا ہے کہ وہ رقم اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے کاموں میں ہی صرف کی ہوگی ورنہ آپ کو اپنے لئے دنیوی مال و زر کی کیا حاجت تھی وہ تو متوکل علی اللہ تھے ان کو جس چیز کی جب ضرورت پیش آتی تھی تو غیب سے اس کا انتظام ہو جاتا تھا آپ درحقیقت اس شعر کے مصداق تھے جو یاد الٰہی کی برکتوں سے آپ کو حاصل ہوا تھا۔

یاد او گر مونس جانت بود — ہر دو عالم زیر فرمانت بود

یاد الٰہی اگر تیری جان کی ساتھی اور شریک ہو جائے تو دونوں عالم تیرے تابع فرمان ہو جائیں۔

حضرت گنج شکر پر التفات و کرم کی بارش

مصنف "معین الارواح" ..... "مسالک السالکین" جلد دوم حوالے سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"جب سلطان شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر فتح حاصل کی تو اس کے کچھ دنوں بعد (۵۸۹ھ) میں خواجہ معین الدین چشتی دہلی تشریف لائے

Marfat.com

یہاں چند دن قیام فرما کر پھر مستقل قیام کے لئے اجمیر شریف تشریف لے گئے۔

مصنف موصوف آگے تحریر فرماتے ہیں کہ:

''قیام دہلی کے دوران حضرت سرکار خواجہ غریب نواز سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ والرضوان و دیگر طالبان معرفت نے اپنی اپنی لیاقت کے مطابق نعمت و کرامت حاصل کی جب سب لوگ فیضیاب ہو چکے تو سرکار خواجہ نے حضرت بختیار کاکی سے دریافت فرمایا: ''تمہارے مریدوں میں سے کوئی نعمت پانے سے باقی تو نہیں رہ گیا ہے''۔؟

حضرت خواجہ کاکی نے عرض کی'' مسعودی (بابا فرید الدین گنج شکر) رہ گیا ہے وہ چلے میں بیٹھا ہے''۔

سرکار خواجہ غریب نواز یہ سن کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا'' آؤ اسے دیکھیں''

دونوں حضرات اس حجرے کے دروازے پر تشریف لائے جہاں حضرت گنج شکر چلہ کش تھے دروازہ کھلا تو دیکھا کہ حضرت بابا فرید ضعف و نقاہت کے سبب تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو سکے مجبوراً بھیگی پلکوں کے ساتھ آپ نے زمین پر سر رکھ دیا۔

سرکار خواجہ نے بابا فرید کا یہ حال دیکھ کر ارشاد فرمایا'' قطب الدین اس بیچارے کو مجاہدے میں کب تک گھلاؤ گے آؤ اسے کچھ عطا کر دیں''۔

یہ فرما کر سرکار خواجہ غریب نواز نے بابا فرید کا داہنا بازو اور بابا قطب الدین نے ان کا بایاں بازو پکڑ کر زمین سے اوپر اٹھایا اس کے بعد سرکار خواجہ نے آسمان کی جانب منہ کر کے بارگاہ الٰہی میں دعا کی خداوندا! ہمارے فرید کو قبول فرما اور درویش کامل کے درجے پر پہونچا۔!

آواز آئی: ''ہم نے فرید کو قبول کر لیا یہ یکتائے زمانہ ہو گیا''

یہ سن کر بابا صاحب کی حالت متغیر ہو گئی اس کے بعد سرکار خواجہ نے بابا قطب الدین سے فرمایا'' اسم اعظم جو خواجگان چشت میں سینہ بہ سینہ چلا آ رہا ہے اُسے تلقین کرو''۔

اسم اعظم کی برکت سے بابا فرید کو علم لدنی حاصل ہو گیا، سارے حجابات

Marfat.com

درمیان سے اٹھ گئے سرکار خواجہ نے بابا فرید کو خلعت سے نوازا اور بابا قطب الدین نے دستار، مثال اور دیگر لوازمات خلافت عطا فرمائے۔ اس موقع پر سرکار خواجہ نے فرمایا "قطب! بڑے شہباز کو دام میں لائے اس کا آشیانہ سدرۃ المنتہیٰ ہوگا"۔

اس محفل میں قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا علی کرمانی، علاء الدین کرمانی، سید نور الدین غزنوی، مولانا مبارک غزنوی، شیخ نظام الدین ابوالموید، مولانا شمس الدین ترک، خواجہ محمود مونیہ دوز اور دیگر مشائخ موجود تھے۔ اس موقع پر ایک شاعر نے فی البدیہہ یہ اشعار پیش کیے تھے:۔

بخشش کونین از شیخین شد در باب تو
بادشاہی یافتن از بادشاہان جہاں
مملکت دنیا و دیں گشتہ مسلم برترا
عالم کن گشتہ اقطاع تو اے شاہ جہاں

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی تشریف آوری

معتبر روایات کے مطابق خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ہندوستان کی سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم کے شرف سے مشرف فرمایا ہے۔ اگرچہ بعض مؤرخین نے اس پر اختلاف ظاہر کیا ہے۔ صاحب "اقتباس الانوار" نے حضرت ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہندوستان تشریف لانے سے انکار کیا ہے بعض تاریخیں اس معاملے میں بالکل خاموش ہیں مگر "صولت افغانی" میں تحریر ہے کہ:

"حضرت خواجہ عثمان ہارونی طرف شہر دہلی تشریف لے گئے اس وقت میں سلطان شمس الدین بادشاہ دہلی کا تھا خبر تشریف آوری خواجہ صاحب (خواجہ عثمان) سن کر (بادشاہ) باہر آئے اور با خلاص و اعتقاد تمام ملازمت کر کے ساتھ اعزاز و اکرام تمام کے شہر میں لائے"۔

نیز "فرشتہ" نے جلد دوم میں بحوالہ تاریخ حاجی (محمد) قندھاری لکھا ہے کہ:

Marfat.com

"خواجہ معین الدین چشتی کے پیر یعنی خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ شمس الدین التمش کے دور میں دہلی تشریف لائے جو آں حضرت (خواجہ عثمان) کا مرید تھا آپ کی تعظیم وتکریم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا اور اس زمانے میں خواجہ معین الدین چشتی اجمیر میں متوطن تھے اس صورت میں معلوم نہ ہوا کہ ہندوستان میں پھر ان سے ملاقات ہوئی یا نہیں"۔

اس بیان سے ثابت ہے کہ حاجی محمد قندھاری حضرت خواجہ عثمان کے ہندوستان آنے پر تو متفق ہیں مگر خواجہ غریب نواز سے ملاقات ہونے کے متعلق لاعلمی ظاہر کرتے ہیں مگر ہندوستان میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ العزیز سے غریب نواز کی ملاقات سے متعلق طویل بحث قلمی نسخہ "گنج اسرار" (مرتبہ خواجہ غریب نواز) میں موجود ہے جس سے روز روشن کی طرح یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی بکمال شفقت ومحبت غرۂ ذی الحجہ ۶۱۱ھ میں بمقام دہلی قدم رنجہ فرما کر تین سال قیام فرمایا اور سرکار غریب نواز اپنے مرشد سے قدم بوس ہوئے اور ان کے فیوض وبرکات سے خوب خوب مستفیض ہوئے۔ مزید یہ کہ کتاب "گنج اسرار" کی تصنیف کی وجہ بتاتے ہوئے خواجہ غریب نواز نے تحریر فرمایا ہے کہ "حضرت پیر ومرشد خواجہ عثمان ہارونی نے سلطان شمس الدین التمش کی خاطر اس فقیر کو حکم فرمایا کہ قرآن وحدیث اور ملفوظات اولیائے کرام پر مشتمل ایک رسالہ ترتیب دے کر سلطان کو دے دو کہ وہ اسے ہروقت اپنے پاس رکھے اور اس سے فائدہ حاصل کرتا رہے۔ چنانچہ فقیر نے تعمیل ارشاد میں یہ رسالہ مرتب کیا"۔

حضرت شیخ سعدی سے ملاقات

کتب تواریخ میں سرکار خواجہ غریب نواز کی حضرت شیخ سعدی شیرازی سے بھی ملاقات کا ذکر ملتا ہے، خود سرکار خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"بھائی میرے! شیخ عثمان ہارونی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ سوائے اہل

Marfat.com

معرفت کے اور کسی کو رموز عشق سے واقف نہ کرنا چاہئے جب شیخ سعدی نے آپ (خواجہ عثمان) سے دریافت کیا تھا کہ اہل معرفت کو کس طرح پہچانا جا سکتا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اہل معرفت کی علامت ترک ہے جس میں ترک ہے یقین جانو وہ اہل معرفت سے ہے اور اسے خداشناسی کا درجہ حاصل ہے جس میں ترک نہیں اس میں معرفت حق تعالیٰ کی بو نہیں۔ وغیرہ وغیرہ"۔

اس خط کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ شیخ سعدی کا حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے یہ مکالمہ سرکار غریب نواز کے سامنے ہوا اور یہ ملاقاتیں بھی دہلی ہی میں ہوئیں۔ چونکہ شیخ سعدی کا بھی ہندوستان اور دہلی کا سفر تاریخوں میں درج ہے۔ الطاف حسین حالی نے "حیات سعدی" میں سر گوراوسلی کا حسب ذیل بیان نقل کیا ہے:

"شیخ (سعدی) کو چار مرتبہ ہندوستان آنے کا اتفاق ہوا ہے ازاں جملہ ایک دفعہ پٹھان اُلتمش کے دور میں اور دو مرتبہ خاص امیر خسرو سے ملنے دہلی آیا ہے"۔

پھر آگے لکھتے ہیں کہ:

"اس نے سومنات سے نکل کر ایک بار مغربی ہندوستان کا دورہ کیا ہے اور وہاں سے بحر ہند اور بحر عرب کے راستے سے یمن اور حجاز میں پہونچا ہے"۔

شیخ سعدی کے سفر جس قدر ان کی کتاب "گلستاں" اور "بوستاں" سے ثابت ہوتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے کہ مشرق میں خراسان، ترکستان اور تا تار تک گیا ہے اور بلخ و کاشغر میں مقیم رہا ہے جنوب میں سومنات تک آیا ہے اور ایک مدت تک یہاں ٹھہرا سومنات سے مغربی ہندوستان میں پھر کر دریا کی راہ سے عرب چلا گیا"۔

شیخ نے تحصیل علم سے فارغ ہو کر سیاحت شروع کی اور ایک مدت دراز تک سفر کرتے رہے جس کی مدت عام تذکروں میں بیس سال لکھی ہے۔ حسب "حیات سعدی"

Marfat.com

از احمد حسین خاں لاہوری وغیرہ پہلے شیخ نے ہندوستان کا سفر اختیار کیا اور چھ سال (۶۱۱ھ تا ۶۱۷ھ) ہندوستان میں رہا۔ غالباً انہیں ایام میں شیخ دہلی آئے اور حسب تفصیل گزشتہ سرکار خواجہ غریب نواز حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہما کی خدمت میں دہلی میں مقیم رہے اور رسالہ ''گنج اسرار'' بحکم مرشد سلطان شمس الدین کی تعلیم و تلقین کے لئے مکمل فرمایا جس میں شیخ سعدی سے چند احادیث بھی نقل کی گئی ہیں اور موصوف کے اشعار بھی لکھے گئے ہیں۔

ایک غریب کسان کی دل جوئی

حضرت سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ اجمیر شریف میں قیام پذیر تھے کہ ایک کاشت کار نے سرکار خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں فریاد کرتے ہوئے عرض کی کہ ''میرے کھیت کی پیداوار حاکم نے ضبط کرلی ہے وہ کہتا ہے کہ جب تک شاہی فرمان نہ لاؤ گے اس میں سے کچھ نہ پاسکو گے لہٰذا حضرت کی امداد کا طالب ہوں تاکہ اس سال کا خرچ پورا ہوسکے کیونکہ میری روزی کا ذریعہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے''۔

آپ نے فرمایا ''بعد از اں حاکم کیا کریگا''؟

اس نے عرض کیا ''جو حکم سلطان کا ہوگا اسکے مطابق عمل کرے گا''۔

آپ نے فرمایا ''اگر دائمی فرمان مل جائے تو ہمیشہ کے لئے یہ تکلیف دور ہوجائے گی''۔

اس نے عرض کیا ''اگر حضور قطب صاحب کو سفارش نامہ لکھ دیں تو مستقل یا میعادی فرمان مل جائے گا''۔

آپ نے غور وفکر کے بعد فرمایا ''اگرچہ سفارش سے تیری مقصد برآری آسان ہے مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تیرے کام کے لئے متعین کیا ہے لہٰذا میرے ساتھ چل''۔ چنانچہ آپ اسی وقت اس کو ہمراہ لے کر دہلی روانہ ہوگئے۔

اس سے پہلے جب آپ دہلی تشریف لے گئے تھے تو قطب صاحب کو اپنی آمد سے

Marfat.com

مطلع فرمادیا تھا مگر اس مرتبہ آپ نے اپنے دہلی پہونچنے کی اطلاع نہیں دی مگر اتفاق سے راستے میں ایک شخص مل گیا اس نے دوڑ کر قطب صاحب کو آپ کی تشریف آوری کی اطلاع دے دی۔ قطب صاحب آپ کی اچانک تشریف آوری سے متعجب ہوئے اور بادشاہ کو آپ کی آمد سے مطلع کیا بادشاہ نے افواج اور جلوس کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔

حضرت قطب صاحب نے لوگوں کے چلے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں عرض کیا "بلا اطلاع یکبارگی حضور کے تشریف لانے کا کیا سبب ہے"۔؟

آپ نے کسان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا "اس کے کام کے لئے آیا ہوں"

قطب صاحب نے عرض کی "حضور کے خادموں میں سے کوئی بھی سلطان سے عرض کرتا تو اس شخص کا کام ہوجاتا اس کام کے لئے حضور کو تکلیف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

آپ نے ارشاد فرمایا "یہ ٹھیک ہے مگر اہل اسلام ذلت اور غربت کے وقت خدا کی رحمت کے قریب ہوتے ہیں۔ جب یہ شخص میرے پاس آیا تھا تو بہت رنجیدہ تھا میں نے مراقب ہوکر دربار ایزدی میں اس کے متعلق عرض کیا تو ارشاد ہوا کہ رنج و غم میں شریک ہونا عین بندگی ہے بس میں حق تعالیٰ کی بندگی کے لئے خود یہاں تک آیا ہوں"۔

اس موقع پر قطب صاحب نے عرض کیا "حضور کے تشریف لے جانے کی ضرورت نہیں حضور قیام فرمائیں میں جاتا ہوں"۔

چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سلطان شمس الدین التمش کے پاس تشریف لے گئے اور فرمان معافی لے آئے۔

قطب صاحب کی مقبولیت اور شیخ الاسلام کی کبیدہ خاطری

حضرت شیخ نجم الدین صغریٰ خراسان سے ترک وطن کرکے دہلی میں مقیم ہوگئے تھے اور شیخ الاسلام کے منصب پر فائز تھے حضرت خواجہ غریب نواز سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے دہلی کے بہت سے لوگ آئے مگر شیخ نجم الدین صغریٰ نہیں آئے۔ حالانکہ ان سے سرکار خواجہ کی خراسان میں ملاقات تھی چنانچہ سرکار خواجہ غریب نواز باتباع خلق محمدی دوسرے

Marfat.com

یا تیسرے دن خودان کے مکان پر تشریف لے گئے۔اس وقت شیخ نجم الدین صغریٰ اپنے مکان کے آنگن میں ایک چبوترہ تعمیر کروا رہے تھے۔غریب نواز کے وہاں تشریف فرما ہونے پر نہ انہوں نے آپ کا استقبال کیا اور نہ آپ کی جانب متوجہ ہوئے۔یہ بے گانگی کا برتاؤ خواجہ غریب نواز پر گراں گزرا۔آپ نے فرمایا''اے نجم الدین !ایسی تجھ پر کیا بلا آئی کہ شیخ الاسلامی کے نشے میں انسانیت سے درگزرا اور راہ ورسم دیرینہ و وضعداریٔ قدیم کو یکسر ترک کردیا''۔

یہ سن کر شیخ نجم الدین صغریٰ سرکار غریب نواز کے قدموں پر سر رکھ کر معذرت خواہ ہوئے اور کہنے لگے:

''میں پہلے جیسا آپ کا مخلص تھا ویسا ہی اب بھی ہوں مگر قطب الدین بختیار نے میری منزلت بالکل برباد کردی ہے جب سے وہ مرید آپ کا یہاں آیا ہے تمام مخلوق اس کی طرف رجوع ہے میں برائے نام شیخ الاسلام ہوں کوئی میری پرسش نہیں کرتا''۔

یہ سن کر خواجہ غریب نواز نے تبسم فرمایا اور کہا:

''تو خاطر جمع رکھ میں اس بارگراں کو جو تیرے دل پر ہے اپنے ہمراہ اجمیر لے جاؤں گا''۔

یہ فرما کر آپ وہاں سے چلنے لگے۔ہر چند شیخ نجم الدین صغریٰ نے تناول ماحضر کے لئے اصرار کیا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا اور چلے آئے۔

جب آپ دہلی سے اجمیر شریف کے لئے روانہ ہونے لگے تو قطب صاحب کو اپنے ہمراہ لیا۔چونکہ اہل دہلی کو قطب صاحب سے قلبی محبت ہوگئی تھی اس لئے جب قطب صاحب بقصد اجمیر شہر سے باہر تشریف لائے تو کوئی شخص فراق گوارانہ کر سکا پورے شہر میں اضطراب پھیل گیا اور اہل شہر دیوانہ وار آپ کے پیچھے چل دیئے جہاں آپ قدم رکھتے لوگ اس جگہ کی خاک تبرّکاً اٹھالیتے اور آنکھوں سے لگاتے۔

جب سلطان شمس الدین التمش قطب صاحب کی روانگی سے مطلع ہوا تو بے اختیار وہ

Marfat.com

دوڑا آیا اور غریب نواز سے بمنت وزاری عرض کیا:

''حضور! قطب صاحب کو اجمیر نہ لے جائیں یہیں رہنے دیں''۔

جب غریب نواز نے پورے شہر کو قطب صاحب کا شیفتہ و فریفتہ پایا تو سلطان کی التجا قبول کر لی اور فرمایا:

''بابا قطب تم یہیں رہو! تمہارے جانے سے اہل شہر پریشان و بے قرار ہیں میں نہیں چاہتا کہ اتنے لوگوں کے دلوں کو تمہاری آتش جدائی سے کباب کروں، میں نے اس شہر کو تمہاری امان میں چھوڑا''۔

یہ فرما کر سرکار غریب نواز اجمیر تشریف لے گئے اور قطب صاحب آپ سے رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئے اور وہیں مستقل قیام فرمایا البتہ حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت کے لئے اجمیر آتے جاتے رہے۔

دین اسلام کی اشاعت

برصغیر ہندوپاک کے سب سے پہلے داعیِ اسلام حضرت شیخ اسماعیل بخاری تھے جو ۱۰۰۵ء میں لاہور تشریف لائے۔ آپ ایک خدارسیدہ متبحر عالم دین تھے۔ آپ کے وعظ وارشاد سے ہزاروں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے۔ ''تذکرۂ علمائے ھند'' میں آپ کے تبلیغی مساعی کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے:

''از عظمائے محدثین و مفسرین بود۔ اول کسے است کہ علم تفسیر و حدیث بہ لاہور آوردہ ہزار ہا مردم در مجلس وعظ وے مشرف باسلام شدند''۔

شیخ اسماعیل بخاری کے بعد حضرت شیخ علی ہجویری المعروف بہ داتا گنج بخش نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرزمین لاہور کو رونق بخشی۔ ان کے زہد و تقویٰ، علم و فضل، تبلیغ وہدایت اور شخصیت کی کشش کی بدولت ہزاروں ہندو مشرف باسلام ہوئے۔

ان کے علاوہ شیخ صفی الدین گازرونی، شاہ یوسف گردیزی ملتانی اور کچھ دوسرے مسلمان بزرگ بھی ہندوستان تشریف لا چکے تھے۔ ان کی تبلیغی کوششوں کی بدولت ہندوستان میں کہیں کہیں مسلمان نظر آنے لگے تھے لیکن کروڑوں غیر مسلموں کے درمیان ان کی حیثیت

Marfat.com

آٹے میں نمک کے برابر بھی نہ تھی۔ تبلیغ اور اشاعت اسلام کا کام ابھی تک کسی باقاعدہ نظام اور مرکز کے ماتحت نہیں ہوا تھا۔ حضرت سرکار غریب نواز کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے ظلمت کدۂ ہند میں تبلیغ حق کا کام نہایت باقاعدگی سے آگے بڑھایا اور فی الواقع ہندوستان میں اسلام کی جڑیں آپ ہی نے مضبوط کیں اسی وجہ سے بعض تذکرہ نگار سرکار خواجہ غریب نواز کو ہندوستان میں اسلام کا پہلا داعی کہتے ہیں۔

عجیب اتفاق ہے کہ ایک طرف تو سرکار خواجہ غریب نواز ہندوستان میں اسلام کے تبلیغی نظام کی بنیاد رکھ رہے تھے اور دوسری طرف یہاں مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کی بنیاد بھی رکھی جا رہی تھی۔ یوں تو حضرت خواجہ غریب نواز نے اسلامی حکومت کے قیام سے پہلے ہی نہایت نامساعد حالات میں تبلیغی کوششوں کا آغاز فرمادیا تھا لیکن مسلمانوں کے سیاسی اقتدار کے حصول کے بعد آپ کے کام کو بہت تقویت پہونچی اور چند سالوں کے اندر اندر لاکھوں بندگان خدا دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حضرت سرکار خواجہ کی ہندوستان میں تشریف آوری کا مقصد ہی یہ تھا کہ اللہ کے دین کو اس ملک میں پھیلائیں۔ اسی وجہ سے اجمیر کو آپ کا مستقر بنایا گیا جو سیاسی اور مذہبی لحاظ سے اس وقت سارے ہندوستان کا مرکز تھا۔ کفر و شرک کے اس مرکز میں چند سالوں کے اندر اندر سرکار خواجہ کی تبلیغی جدوجہد کی بدولت قال اللہ و قال الرسول کی صدائیں گونجنے لگیں، بت خانے اور مندر ویران ہو گئے اور اجمیر اشاعت اسلام کا ایک عظیم الشان مرکز بن گیا۔

سرکار خواجہ کی تبلیغی جدوجہد

دراصل سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فطری طور پر اخلاق حسنہ کے پیکر اور صاحب کردار واقع ہوئے تھے اس وجہ سے جو شخص بھی آپ کی نورانی و عرفانی مجلس میں حاضر ہو کر آپ کی باتیں سن لیتا وہ آپ کا گرویدہ ہو کر کفر و معصیت کی زندگی سے تائب ہو جاتا۔ آپ عطائے رسول اور وارث النبی فی الہند تھے اور حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اجمیر کی سرزمین پر ہندوستان میں تبلیغ دین و اشاعت اسلام کی خاطر بھیجا

Marfat.com

تھا۔ "بزم صوفیہ" کے مصنف نے تحریر کیا ہے:

"شہاب الدین غوری کی فتح کے بعد مسلمانوں کے سیاسی اقتدار اور سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات سے ہندوستان اسلام کے نور سے منور ہو گیا اس لئے حضرت کا لقب "وارث النبی فی الہند" ہے"۔

اسی طرح "سیر الاولیاء" میں ہے:

"بوصول قدم مبارک آں آفتاب اہل یقین کہ بحقیقت معین الدین بود ظلمت ایں دیار بہ نور اسلام روشن و منور گشت"۔

یعنی اس آفتاب اہل یقین (سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ) کے مبارک قدم کی آمد سے جو حقیقت میں دین کے مددگار تھے اس دیار کی تاریکی اسلام کے نور سے کافور ہو گئی۔

ابوالفضل نے سرکار خواجہ کی تبلیغی جدوجہد کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"عزلت گزیں با جمیر شد و فراواں چراغ برافروخت و ازدم گیرائے او گروہا گروہ مردم بہرہ گرفتند"۔

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی تبلیغ سے متاثر ہو کر دہلی اور اجمیر کے درمیانی راستے میں ہی سات سو ہندو مسلمان ہو گئے تھے۔ (دعوت اسلام، ترجمہ عنایت اللہ بحوالہ "بزم صوفیہ")

"خزینۃ الاصفیاء" جلد اول میں بیان کیا گیا ہے کہ:

"ہزار وہزار از صغار و کبار بخدمت آں محبوب کردگار حاضر شدہ مشرف بشرف اسلام و ارادت آنحضرت شدند بحدیکہ چراغ اسلام در ہند بطفیل ایں خاندان عالی شان روشن گشت"۔

یعنی ہزاروں ہزار چھوٹے بڑے لوگ اس محبوب کردگار (خواجہ معین الدین چشتی) کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام کے شرف سے مشرف اور ان کے مرید ہو گئے یہاں تک کہ اسلام کا چراغ ہندوستان میں اسی خاندان عالی شان کے طفیل روشن ہوا۔

Marfat.com

نبوی تبلیغ کا حسین عکس

کسی پر بھی اپنی باتوں کا اثر قائم کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس کے سامنے اپنی ذات تسلیم کرائی جائے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبلیغ سے پہلے اپنی قوم کے سامنے اعمال و کردار اور اخلاق و اخلاص کا ایسا نمونہ پیش کیا کہ سب بیک زبان آپ کو "امین اور صادق" جیسے مقدس و پروقار خطابات سے یاد کرنے لگے۔ اس کے بعد پھر اعلان نبوت فرما کر آپ نے تبلیغ شروع فرمائی۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا اور آپ کے نائب و وارث سرکار خواجہ غریب نواز بھی اپنے رحیم و کریم آقا کی اس سنت پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوئے اور کچھ کہنے سے پہلے خود کر کے دکھایا ورنہ لِمَ تَقُولُونَ مَالَاتَفعَلُونَ کا مصداق بننے والوں کی باتوں میں اثر پیدا ہو جانا ناممکن ہی نہیں محال ہے ساتھ ہی سرکار خواجہ غریب نواز نے قرآن مقدس کی آیت اُدعُ اِلیٰ سَبِیلِ رَبِّكَ بِالحِکمَةِ وَالمَوعِظَةِ الحَسَنَةِ کو بھی سامنے رکھا۔

اجمیر شریف میں سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً پچاس سال تک قیام فرمایا۔ اس مدت میں آپ نے قرآنی و نبوی طریقۂ تبلیغ کو اختیار کر کے مخلوق خدا کو حکمت و موعظت کے دل نشیں انداز میں دین حق کی طرف بلایا۔ حضرت خواجہ کی ذات گرامی اخلاق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک بہترین نمونہ تھی جس کی تاثیر و کشش سے ہر طبقہ کے لوگ کھنچے چلے آتے تھے۔ آپ کی بابرکت و فیض بخش مجلسوں میں جہاں دین و شریعت کے اسرار و رموز کا تذکرہ ہوتا وہیں تہذیب و تمدن سے بھی حاضرین کو روشناس کرایا جاتا اور انہیں اسلامی اخلاق و کردار کی تعلیم دی جاتی، ذات پات، اونچ نیچ، چھوت چھات اور طبقاتی فرق و امتیاز کی جو دیواریں کھڑی تھیں آپ کی اخوت و انسانیت کی جامع تعلیمات سے گر گئیں۔ آپ کی خانقاہ ایک چشمۂ فیض بن گئی جس سے تشنگان علم و معرفت برابر سیراب ہوتے تھے۔ اس خانقاہ میں سرکار خواجہ غریب نواز نے ایک وسیع لنگر خانہ جاری

Marfat.com

کیا جس کے دروازے بلاتفریق مذہب وملت مسلم وغیر مسلم سب کے لئے ہمیشہ کھلے رہتے تھے اور ہر شخص اس عام لنگر خانے سے فیض یاب ہوتا تھا۔آپ کے اخلاق کریمانہ میں اس درجہ تاثیر وکشش تھی کہ جو لوگ اپنی خوش بختی سے ایک بار آپ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر آپ کے ارشادات سن لیتے تھے وہ حلقہ بگوش اسلام ہو جایا کرتے تھے۔

غرض کہ سرکار خواجہ غریب نواز کی تبلیغی تحریکات کی بدولت ہندوستان میں ایک عظیم الشان روحانی وسماجی انقلاب نے جنم لیا۔اس لئے آپ کو نائب رسول اللہ فی الہند بجا طور پر کہا جاتا ہے۔

مکمل تبلیغی نظام کی تشکیل

عطائے رسول خواجۂ خواجگان سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی شہرت ومقبولیت تھوڑے ہی عرصے میں عالم گیر حیثیت اختیار کر گئی جس کے سبب دور دراز ممالک کے طلباء، مشائخ اور صوفیاء آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔یہ لوگ حضرت سے تربیت پا کر دور دراز علاقوں میں پھیل گئے اور ہر طرف اسلام کی روشنی پھیلانے لگے۔حضرت کے خلیفۂ اعظم حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ نے آپ کی ہدایت کے مطابق دہلی کو اپنا مستقر بنایا اور وہاں پوری زندگی تبلیغ حق کی بیش بہا خدمات انجام دیں۔سلطان شمس الدین التمش اور دہلی کے باشندے ان کے اس درجہ عقیدت مند ہو گئے تھے کہ وہ جس راستے سے گزرتے وہاں کی خاک تبرکاً اٹھا لیتے۔اسی طرح سرکار خواجہ کے دوسرے خلفاء داعیان اسلام بن کر ہندوستان بھر میں پھیل گئے اور اپنی تبلیغی جدوجہد سے ظلمت کدۂ ہند کو نور اسلام سے منور کر دیا۔

غرض اس طرح سرکار خواجہ نے ایک مکمل تبلیغی نظام کی تشکیل فرما دی۔اس تبلیغی نظام کی عمارت نہایت مستحکم بنیادوں پر قائم کی گئی جو آپ کے وصال کے بعد صدیوں تک باقی رہی اور جو چشمۂ فیض آپ نے جاری کیا وہ آج بھی سلسلۂ چشت کے نام سے جاری وساری ہے۔حضرت کے جانشینوں میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر اور حضرت خواجہ نظام الدین

Marfat.com

اولیاء محبوب الٰہی نے سلسلۂ چشتیہ کو انتہائی عروج پر پہونچادیا اور حضرت محبوب الٰہی کے جانشین حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلی نے تو سلسلۂ چشتیہ کو افغانستان، ملایا، انڈیا، انڈونیشیا اور چین تک پہونچادیا۔ ان کے بعد بھی چشتیہ سلسلے میں بڑے بڑے نامور مشائخ ہوئے جنہوں نے تاریخ کے ہر دور میں اور نہایت نامساعد حالات میں شمع اسلام کو روشن رکھا ان سب کے سردار و پیشوا سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز ہی تھے یہی نہیں بلکہ آج بھی ہندوستان و پاکستان کے عوام و خواص کے دلوں پر خواجۂ اجمیری حکومت کر رہے ہیں۔

Marfat.com

اخلاق و عادات

دنیا سے بے نیازی

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے زہد وقناعت اور آپ کی دنیا سے بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ سلطان وقت اور امراء وحکام آپ کے عقیدت کیش تھے مگر آپ نے کبھی ان کے سامنے اپنی حاجت کا اظہار نہیں فرمایا، نہ ان سے کوئی سوال کیا اور نہ ہی کسی بادشاہ اور امیر کے پاس کسی دنیوی غرض کے لئے تشریف لے گئے۔ اگر کبھی کوئی عقیدت مند وجاں نثار کوئی نذر پیش کرتا تو اسے اپنے ذاتی مصارف میں نہ لاتے بلکہ غریبوں میں تقسیم فرمادیتے یا تبلیغی مشن میں صرف فرماتے۔ آپ حقیقت میں متوکل علی اللہ تھے اور اپنا سارا معاملہ خدا کے فضل وکرم اور اس کی مرضی ومنشا پر چھوڑ دیا تھا۔

غریب پروری

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ اپنے کریمانہ اخلاق وعادات میں "تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ" (یعنی اللہ کے اخلاق اختیار کرو) کے پیکر جمیل اور سیرت محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مظہر اتم اور کامل نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پسندیدہ اخلاق وعادات، نیک خصائل اور اوصاف حمیدہ سے آراستہ ومزین فرمایا تھا انہیں خوبیوں کی وجہ سے آپ غریبوں اور مسکینوں سے بہت محبت فرماتے اور ان کی ضروریات پوری کرنے میں ذرا سا بھی تامل وتوقف نہ فرماتے۔ مریدوں اور عقیدت مندوں کو بھی ہمیشہ یہی نصیحت فرمایا کرتے کہ ''درویشوں اور غریبوں سے محبت رکھو جو ان کو دوست رکھتا ہے اللہ عز وجل اس کو دوست رکھتا ہے''۔

Marfat.com

غریبوں پر بے پناہ شفقت ومہربانی کرنے کے سبب آپ مشائخ وصوفیاء کی تاریخ وسیرت سمیت پورے عالم انسانیت میں ''غریب نواز'' کے معزز وممتاز لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ ملک کے قدیم مشہور استاذ شاعر داغ دہلوی اپنی ایک منقبت میں عرض کرتے ہیں:

لائی ہے مجھے امید کرم اس خاک کی اور اس در کی قسم
آیا ہوں پئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نواز
فریاد تمہیں سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی
ہو داد طلب کی دادرسی سلطان الہند غریب نواز

فیاضی ودریا دلی

سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عطاء وبخشش اور فیاضی ودریا دلی کی یہ کیفیت تھی کہ کبھی کوئی سائل آپ کے در سے محروم نہ جاتا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ میں ایک عرصے تک آپ کی خدمت اقدس میں حاضر رہا اس دوران کبھی کسی سائل یا فقیر کو آپ کے در سے خالی ہاتھ جاتے نہیں دیکھا۔

آپ کے لنگر خانے میں روزانہ اتنا کھانا تیار کیا جاتا تھا کہ شہر کے تمام غرباء ومساکین خوب سیر ہو کر کھاتے۔ خادم حاضر بارگاہ ہو کر جب یومیہ خرچ کا مطالبہ کرتا تو آپ مصلے کا ایک گوشہ اٹھا کر فرماتے ''جس قدر آج کے خرچے کے لئے ضرورت ہو لے لو'' وہ مطلوبہ مقدار میں لے لیتا اور حسب معمول کھانا پکوا کر غریبوں اور مسکینوں کو تقسیم کر دیتا اس کے علاوہ سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار سے درویشوں کا وظیفہ بھی مقرر تھا۔ آپ کی درگاہ شریف میں روزانہ کا لنگر اور مستحقین کے لئے وظائف کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔

سادگی

سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز نہایت سادگی پسند تھے معمولی اور سادہ لباس زیب تن فرماتے حتیٰ کہ اس میں کئی کئی پیوند لگے رہتے مختلف رنگوں کے نہایت سادہ دہرے کپڑے

Marfat.com

کا بخیہ کیا ہوا لباس استعمال فرماتے اور جب تک وہ پرانا ہو کر ناقابل استعمال نہ ہو جاتا اس میں پیوند لگا کر پہنتے رہتے دنیا کے ظاہر پرست لوگوں کی نظر میں آپ نہایت غریب و مفلس دکھائی دیتے تھے لیکن باطن میں کشور روحانیت کے تاجدار تھے اگر آپ چاہتے تو بادشاہوں کی طرح نہایت شاندار زندگی گزار سکتے تھے مگر راہ سلوک اور منزل تصوف میں شان و شوکت اور کروفر کو پسند نہیں فرمایا گویا گدڑی میں چھپے ہوئے لعل کی مانند تھے اور اہل نظر حضرات آپ کی عظمت و بزرگی کے سامنے جبین عقیدت و احترام جھکا دیتے تھے۔ انہیں خاصان خدا اور فقر و فاقہ کی زندگی گزارنے والے درویشوں کے بارے میں حدیث پاک میں فرمایا گیا جس کے مفہوم کا خلاصہ یہ ہے:

''بہت سے اللہ کے نیک بندے ہیں جو پراگندہ بال ہوں گے اور ان کے چہرے غبار آلود ہوں گے لوگ ان کو اپنے دروازوں سے دور کریں گے لیکن خدا کی بارگاہ میں وہ اس قدر مقرب و مقبول ہوں گے کہ وہ جس کام کے لئے اللہ کی قسم کھالیں گے اللہ تعالیٰ ان کی قسم پوری کر دے گا''۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایسے ہی لوگوں کے بارے میں دنیا والوں کو خبردار کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

خاکساران جہان را بہ حقارت منگر
گاہ باشد کہ دریں گرد سوارے باشد

یعنی دنیا کے خاکساروں کو ذلت کی نظر سے نہ دیکھو ہو سکتا ہے کہ اس گرد میں کوئی سوار چھپا ہوا ہو۔

پڑوسی کا خیال

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہ العزیز اپنے پڑوسیوں کے حقوق کا بڑا خیال رکھتے تھے، ان کی خبر گیری فرمایا کرتے تھے۔ اگر کسی پڑوسی کا انتقال ہو جاتا تو اس کے جنازے کے ساتھ ضرور تشریف لے جاتے جب اس کو دفن کرنے کے بعد لوگ واپس ہو جاتے تو آپ

Marfat.com

اکیلے اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر مرنے والے کے حق میں مغفرت ونجات کی دعا کرتے ،اس کے پسماندگان کو صبر کی تلقین کرتے اور انہیں تسلی وتشفی دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک پڑوسی کا انتقال ہو گیا آپ تدفین میں شریک ہوئے اور حسب معمول بعد دفن آپ اپنے ہمسایہ کی قبر پر ٹھہرے رہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''میں نے دیکھا کہ آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہوا پھر اصلی حالت میں آ گیا بعد ازاں آپ الحمدللہ فرماتے ہوئے وہاں سے اٹھے اور مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ''بیعت بھی عجیب چیز ہے''۔

میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ ''جس وقت اس مردے کو دفن کیا گیا عذاب کے فرشتے آ گئے اور اس پر عذاب کرنا چاہا۔ اسی وقت سیدنا خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرما ہوئے اور فرشتوں سے فرمایا کہ ''۔یہ میرا مرید ہے اس پر عذاب نہ کرو''۔

فرشتوں نے کہا کہ ''یہ آپ کا مرید ہے مگر آپ کے طریقے پر نہ چلا''۔

آپ نے فرمایا ''سچ ہے لیکن اس نے اپنی ذات کو فقیر کے ساتھ وابستہ کیا تھا میں نہیں چاہتا کہ اس پر عذاب ہو''۔

اسی وقت فرمان ایزدی آیا کہ ہمیں شیخ کی خاطر منظور ہے۔ اس پر عذاب نہ کرو۔(راحۃ القلوب بحوالہ معین الارواح ص ۱۸۸)

مریدین ومعتقدین سے محبت

سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مریدین ،معتقدین ،خلفاء اور ان کے متعلقین سے بہت محبت فرمایا کرتے تھے اور انہیں اپنے باطنی فیوض وبرکات سے بالا مال کرنے کی زیادہ سے زیادہ کوشش فرمایا کرتے ۔جن ایام میں حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے عہد شباب میں مجاہدہ وریاضت میں مشغول تھے سرکار خواجہ غریب نواز اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہما دونوں بزرگ ان کے حجرے

Marfat.com

میں تشریف لائے۔سرکار خواجہ غریب نوازان کی عبادت وریاضت سے بہت متاثر ہوئے اوران کو بہت سی نعمتوں اور کرامتوں سے نوازااوران کی جانب خاص روحانی توجہ فرما کر انہیں درجۂ کمال تک پہونچادیا۔

عفوو بردباری

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرۂ بہت ہی متحمل مزاج، متین اور سنجیدہ بزرگ تھے آپ کو غصہ شاید ہی کبھی آیا ہو کوئی سخت بات بھی کہہ دیتا تو آپ برہم نہیں ہوتے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آپ نے اس کی نازیبا باتیں سنی ہی نہ ہوں ایسی صورت میں آپ کسی سے انتقام لینے اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا آپ ہمیشہ عفوودر گزر سے کام لیتے تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص آپ کا قتل کرنے کے ارادے سے آپ کے پاس آیا۔کشف کے ذریعہ آپ پراس کے آنے کا مقصد ظاہر ہوگیااس شخص کونہایت شفقت ومحبت سے اپنے پاس بٹھا کرفرمایا''جس ارادے سے یہاں آئے ہواسے پورا کرو''۔

وہ شخص سرکار خواجہ کی زبان سے یہ جملہ سن کر مبہوت وحیران رہ گیا وہ اسی وقت آپ کے قدموں پرگر کر معافی کا طلب گار ہوا حضرت نے اسے معاف کردیااوراس کے حق میں دعائے خیر بھی فرمائی۔

بعض تذکرہ نگاروں نے اس واقعہ کے ضمن میں لکھا ہے کہ وہ شخص غیر مسلم ہندو تھااور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب آپ لاہور سے اجمیر آتے ہوئے دہلی میں قیام پذیر تھے وہ شخص آپ کے اخلاق کریمانہ کی برکت سے کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیااور حضرت کے فیض صحبت اوردعاؤں کے اثر سے اسے پینتالیس مرتبہ حج وزیارت کی سعادت نصیب ہوئی۔

''اسرارالاولیاء''میں بیان کیا گیا ہے کہ:

''وہ شخص آخر میں خانۂ کعبہ کے مجاوروں میں شامل ہوگیا تھااور خوش قسمتی سے وہی مقدس سرزمین اس کا مدفن ہوئی''۔

Marfat.com

تواضع وانکساری

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نہایت منکسر المزاج اور متواضع تھے۔ خاکساری وفروتنی آپ کی عادت میں شامل تھی۔ بزرگوں نے کسی ولی کی پہچان کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس کی ذات میں سورج کی طرح شفقت، دریا کی طرح سخاوت وفیاضی اور زمین کی مانند خاکساری ہو۔

یہ تینوں اوصاف حضور خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ کی شخصیت میں بدرجۂ کمال جلوہ گر تھے اسی خاکساری کا اثر تھا کہ آپ ہمیشہ لوگوں سے سلام کرنے میں سبقت فرمایا کرتے تھے (دلیل العارفین)

درویشوں کے ساتھ حسن سلوک

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہ العزیز اپنے پیر ومرشد سیدنا خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان رقم فرماتے ہیں کہ:

> ''میں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے ساتھ بیس سال تک رہا۔ ایک مرتبہ ہم ایک ایسے جنگل میں پہونچے جہاں کوئی پرندہ بھی پر نہیں مارسکتا تھا۔ ہم تین روز تک اس جنگل میں پھرتے رہے میں نے سنا تھا کہ اس جنگل کے پاس ایک پہاڑ پر کوئی بزرگ رہتے ہیں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے مصلے کے نیچے سے دو روٹیاں نکال کر مجھ کو دیں اور فرمایا کہ ان بزرگ کی خدمت میں لے جاؤ اور میرا ان سے سلام کہو۔
>
> میں نے روٹیاں ان بزرگ کے سامنے رکھیں۔ انہوں نے ایک روٹی مجھے عنایت فرمائی اور دوسری افطار کے لئے رکھ لی پھر مصلے کے نیچے سے چار کھجوریں نکالیں اور مجھے دیتے ہوئے فرمایا ''یہ معین الدین کو دے دینا''۔
>
> جب میں کھجوریں لے کر آیا تو سرکار غریب نواز مجھے دیکھ کر بہت مسرور ہوئے اور فرمایا ''اے درویش! پیر کا فرمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

Marfat.com

وسلم کا فرمان ہوتا ہے پس جو پیر کا فرمان بجالاتا ہے وہ گویا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان بجالاتا ہے"۔(ترجمہ "اسرار الاولیاء" بحوالہ معین الارواح)

پردہ پوشی

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ:

"میں کئی برس تک سرکار خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر رہا لیکن اس مدت میں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کبھی کسی دوست کا راز ظاہر کیا ہو۔آپ کسی کے بھید کا کبھی تذکرہ تک نہ فرماتے اور نہ ہی ان انوار و تجلیات کو ذرہ برابر ظاہر ہونے دیتے جو آپ پر نازل ہوتے تھے"۔ (ترجمہ اردو فوائد السالکین)

خوف خدا

سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر خوف خدا کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ ہمیشہ خشیت الٰہی سے کانپتے اور گریہ وزاری کرتے رہتے تھے۔آپ اس معاملے میں فرمایا کرتے کہ:

"اے لوگو! اگر تم کو زیر خاک سوئے ہوئے لوگوں کا ذرا سا بھی حال معلوم ہو جائے تو تم (مارے خوف و دہشت کے) کھڑے کھڑے پگھل جاؤ اور نمک کی طرح پانی ہو جاؤ"۔(مسالك السالكين)

اتباع سنت

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ اتباع سنت میں کامل واکمل تھے اور ہمیشہ جان و دل سے سنت نبوی کی پیروی کرتے تھے کیونکہ آپ اس حقیقت سے واقف و باخبر تھے کہ بغیر اتباع

Marfat.com

رسول و پیروی مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طریقت و معرفت کی منزل نہیں مل سکتی ہے۔

خلاف پیمبر کسے رہ گزید
کہ ہرگز بہ منزل نہ خواہد رسید

ارشاد ربانی ہے ومن یطع الرسول فقد اطاع الله یعنی جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ (ترجمہ کنز الایمان پارہ ۵) اور ارشاد باری قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا (ترجمۂ کنز الایمان پارہ ۳) ہر وقت آپ کے پیش نظر رہتے اور طریق رسول کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اختیار کر کے زندگی گزارتے اور اپنے تمام مریدین و متوسلین کو بھی شریعت محمدیہ پر عمل پیرا ہونے کی تاکید فرماتے۔

محمد کی غلامی دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے
محمد کی غلامی ہے سند آزاد ہونے کی
خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

محبت رسول

''بزم صوفیہ'' میں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی محبت رسول کی کیفیت بیان کرتے ہوئے تحریر کیا گیا ہے کہ:

''سرکار خواجہ غریب نواز تمام عمر عشق الٰہی میں وارفتہ و بے خود رہنے کے ساتھ محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نشے میں بھی سرشار رہے''۔

آپ اپنے ملفوظات میں رسول محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر مبارک بہت والہانہ انداز میں فرماتے تھے اور اکثر حدیث نبوی بیان فرما کر رونے لگتے تھے۔ ایک جگہ ملفوظات میں آپ نے فرمایا ہے کہ:

''افسوس ہے اس شخص پر جو قیامت کے دن آپ سے شرمندہ

Marfat.com

ہوگا اس کی جگہ کہاں ہوگی جو آپ سے شرمندہ ہوگا کہاں جائے گا۔
یہ فرمانے کے بعد ہائے ہائے کہہ کر رو پڑے"۔

آپ کو رسول پاک سے اس درجہ عشق تھا کہ جب سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر کرتے یا سنتے تو آپ کی آنکھیں پرنم ہو جاتیں۔ اسی محبت رسول و عشق مصطفےٰ کا اعجاز تھا کہ آپ کی شخصیت آفاقی شہرت و مقبولیت کی حامل ہوگئی اور پورے عالم اسلام میں سرکار خواجہ غریب نواز کا نام نامی اسم گرامی نہایت قدر و منزلت اور کمال احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے اور آج بھی وہ مخلوق خدا کے دلوں پر حکومت کر رہے ہیں اور آپ کے آستانے پر شب و روز بلاتفریق مذہب و ملت مسلم، غیر مسلم، اپنے اور بیگانے سبھی نذرانۂ عقیدت اور ہدیۂ محبت پیش کرتے ہیں اور آپ کے فیض بخش دربار سے اللہ کی نعمتیں اور دولتیں پاتے ہیں۔

جذبات محبت کا کیسا یہ فسانہ ہے
سمٹے تو دلِ عاشق پھیلے تو زمانہ ہے

مرشد کی تکریم

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے دل میں اپنے پیر و مرشد کے لئے بڑی قدر و عظمت تھی۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ آپ اپنے ہم مشرب لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے اور سلوک کے بارے میں گفتگو فرما رہے تھے اس دوران جب آپ داہنی طرف چہرہ کرتے تو ادب کے ساتھ کھڑے ہو جاتے۔ حاضرین آپ کے اس عمل سے حیران تھے اور سمجھ نہیں پا رہے تھے کہ بار بار کس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جب اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا کہ:

"اس طرف میرے پیر و مرشد کا روضہ ہے اور جب میں اس طرف دیکھتا تھا تو وہ نظر آنے لگتا تھا اس لئے میں اس کی تعظیم کے واسطے کھڑا ہو جاتا تھا"۔ (مسالك السالكين جلد دوم بحوالہ معين الارواح)

Marfat.com

اس واقعہ سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پیرومرشد کا روضۂ مبارک تصور میں نظر آجانے پر اس کی تعظیم کا یہ حال ہے کہ جب جب اس طرف نظر اٹھے تعظیماً کھڑے ہو جائیں تو جب پیرومرشد کے آستانہ پاک پر جسم وجسمانیت کے ساتھ حاضر ہوتے ہوں گے تو اس کی تعظیم کا کیا حال ہوتا ہوگا۔ اور خود پیرومرشد کی حیات ظاہری میں ان سے ملاقات پر حضرت خواجہ غریب نواز کس انداز سے تعظیم وتوقیر فرماتے ہوں گے۔ اور بزرگوں کی تعظیم وتکریم ہی سے آپ کے درجات بلند سے بلند تر ہوتے گئے سچ کہا ہے کسی نے:۔ ع

باادب بانصیب بے ادب بے نصیب

نماز

سرکار سیدنا خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ملفوظات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے نزدیک اہل سلوک کے لئے ہر قسم کے صوری ومعنوی اخلاق ومحاسن سے مزین ہونا ضروری ہے کیونکہ ان کے نزدیک تصوف نہ علم ہے اور نہ اسم بلکہ مشائخ کا ایک خاص اخلاق ہے جو ہر لحاظ سے مکمل ہونا چاہئے۔ صوری حیثیت سے ان اخلاق کی تکمیل یہ ہے کہ سالک اپنے ہر کردار میں شریعت کا پابند ہو۔ جب اس سے کوئی بات خلاف شرع سرزد نہ ہوگی تب وہ دوسرے مقام پر پہونچے گا جس کا نام طریقت ہے اور جب اس میں ثابت قدم رہے گا تو معرفت کا درجہ حاصل کرے گا اور جب اس میں پورا اترے گا تو حقیقت کا مرتبہ پائے گا اس کے بعد وہ جو کچھ طلب کرے گا اس کو ملے گا۔ اس لئے سرکار خواجہ غریب نواز نے شریعت کے تمام ارکان اور ان کے جزئیات بالخصوص نماز کی پابندی پر بڑا زور دیا ہے فرماتے ہیں:

> ''نماز رکن دین ہے اور رکن وستون مترادف (ہم معنی) ہیں۔ اگر ستون کھڑا ہے تو گھر بھی کھڑا رہے گا اور جب ستون گر جائے گا تو گھر بھی سلامت نہیں رہے گا۔ جس نے نماز میں خلل ڈالا اس نے اپنے دین اور ایمان کو خراب کیا''۔

Marfat.com

نماز کی اہمیت کی تلقین کرتے ہوئے حضرت خواجہ نے فرمایا کہ:

''میرا گزر شام کے قریب ایک شہر میں ہوا اس شہر کے باہر ایک غار تھا جس میں ایک بزرگ سکونت پذیر تھے خوف خدا اور ہیبت الٰہی سے ان کے بدن کا گوشت پوست سب پگھل گیا تھا پورے جسم پر صرف ہڈیاں ہی رہ گئی تھیں۔ ایک سجادہ پر متمکن (تشریف فرما) تھے میں ادب سے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ بزرگ نے دریافت فرمایا ''کہاں سے آئے ہو''۔؟

میں نے جواب دیا ''بغداد سے حاضر ہوا ہوں''۔

فرمایا ''خوب آئے لیکن مناسب یہ ہے کہ درویشوں کی خدمت کرتے رہو تا کہ تم کو ذوق درویشی حاصل ہو۔ مجھے اس غار میں رہتے ہوئے کئی برس گزر گئے پوری دنیا سے علیحدگی اختیار کر کے اس غار میں چھپا بیٹھا ہوں ایک بات سے ایسا ڈرتا ہوں کہ رات دن روتے گزر جاتے ہیں''۔

میں نے پوچھا کہ ''حضرت وہ کون سی بات ہے۔؟''

فرمایا ''نماز ہے، جس وقت ادا کرتا ہوں خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں کوئی شرط فروگزاشت نہ ہوگئی ہو اور میری ساری محنت اکارت ہو کر یہی نماز موجبِ عتابِ خداوندی نہ ہو جائے۔'' (دلیل العارفین مجلس دوم بحوالہ بزمِ صوفیہ ص ۷۶)

جس طرح حدیث پاک میں نماز کو مومنوں کی معراج بتایا گیا ہے اسی کی روشنی میں حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا ہے کہ:

''جب وہ (مومن) نماز پڑھے تو اس طرح کہ گویا انوار و تجلیات کا مشاہدہ کر رہا ہے''۔ (دلیل العارفین)

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے نزدیک نماز کے ساتھ ساتھ روزے اور حج کی بھی بڑی اہمیت تھی وہ خود صائم الدہر (ہمیشہ روزہ دار) رہے اور آپ نے خانۂ کعبہ کی زیارت بھی بکثرت کی ہے۔ ''فوائد السالکین'' مجلس پنجم میں ہے کہ:

''اجمیر سے ہر سال حج کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ ممکن ہے یہ

Marfat.com

خیال ہو کہ ہر سال اجمیر سے حج کے لئے جانا اور واپس آنا اس زمانے میں اتنا آسان نہ تھا بلکہ دوسرے لفظوں میں یہی کہئے کہ ناممکن تھا تو اس سے یہ مراد ہے کہ انہوں نے خانۂ کعبہ کی زیارت اتنی بار فرمائی ہے کہ اس کا شمار نہیں کیا جاسکتا"۔(بزمِ صوفیہ)

سرکار خواجہ غریب نواز اور سماع

حضرت سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز کو سماع سے بہت شغف تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ہندوستان آ کر آپ نے اپنی مجلس سماع سے تبلیغ دین کا کام بھی لیا۔ نغمہ ولحن اور موسیقی اہل ہند کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی اور "آہن بہ آہن نرم تواں کرد" کے بمصداق موسیقی ہی ان کے نظریات میں انقلاب لانے کا مؤثر ترین ذریعہ بن سکتی تھی چنانچہ ایک طرف تو آپ نے اپنی پاکیزہ زندگی اور مجالس ہدایت سے لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرنا شروع کیا اور دوسری طرف مجالس سماع کے ذریعہ انہیں اپنے دام تبلیغ کا اسیر بنانے لگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ سرکار خواجہ دو قسم کی مجالس سماع منعقد فرماتے تھے ایک خاص یاران طریقت کے لئے اور دوسری عوام کے لئے۔ دوسری قسم کی مجالس سماع سے ہی تبلیغ کا کام لیا جاتا ہوگا کیونکہ مخصوص مجالس میں ہر کس و ناکس کو شریک ہونے کی اجازت نہیں ہوتی۔

مخصوص مجالس سماع میں آپ پر عجیب وغریب کیفیت طاری ہوجاتی۔ بعض دفعہ آپ بیہوش ہوجاتے اور بعض دفعہ وجد میں آجاتے۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ بے اختیار رونے لگتے۔ دلیل العارفین کی ایک روایت کے مطابق ایک دفعہ آپ خواجہ ابو یوسف چشتی کی خانقاہ میں چند درویشوں کے ساتھ مقیم تھے ایک دن وہاں مجلس سماع منعقد ہوئی جب قوالوں نے یہ شعر پڑھے:

عاشق بہ ہوائے دوست بیہوش بود
وزیاد محبت خویش مدہوش بود

Marfat.com

فردا کہ بہ حشر حیراں مانند
نام تو درونِ سینہ و گوش بود

تو سرکا خواجہ بے ہوش ہو گئے اور سات رات دن عالم بے ہوشی میں تڑپتے رہے اس سے حضرت خواجہ کے قلب گداز کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا بیان ہے کہ ''سرکار خواجہ کی مجلس سماع میں اس دور کے بڑے بڑے نامور مشائخ شریک ہوا کرتے تھے۔

سماع ایک مختلف فیہ مسئلہ

سماع کا مسئلہ ملت اسلامیہ میں ہمیشہ سے مختلف فیہ رہا ہے مسلمانوں کے بعض طبقے ہر قسم کے سماع کو حرام قرار دیتے ہیں اس کے برخلاف بعض طبقے کچھ شرائط کے ساتھ سماع کو نہ صرف جائز بلکہ اسے تبلیغ اسلام کا ایک مفید اور مؤثر ذریعہ سمجھتے ہیں۔ بزرگان چشت کے اشغال میں سماع کو ہمیشہ خاص اہمیت حاصل رہی ہے لیکن ان بزرگوں نے سماع کے جو آداب مقرر کئے تھے ان کو برقرار رکھ کر قوالی سننا کچھ آسان کام نہیں۔ موجودہ دور میں سماع کی مجلسیں کثرت سے منعقد ہونے لگی ہیں اور عام طور پر لوگ سماع کو تفریح طبع کا ایک ذریعہ سمجھنے لگے ہیں۔ یہاں یہ واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جو بزرگان چشت مجالس سماع منعقد فرماتے تھے انہوں نے کبھی اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے لئے سماع سننا ضروری قرار نہیں دیا بلکہ مجالس سماع کے انعقاد پر ایسی کڑی شرائط و قیود عائد کی ہیں کہ ایک عام آدمی کے لئے سماع کا سننا ایک امر محال ہے۔

حضرت چراغ دہلی کا نظریہ سماع

سماع سے متعلق حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے نظریہ کا ذکر کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ آپ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی کے خلیفۂ اعظم تھے اور حضرت محبوب الٰہی کے ذوق سماع سے تمام تذکرے بھرے پڑے ہیں لیکن حضرت چراغ

Marfat.com

دہلی ہر قسم کے سماع سے کلیۃً اجتناب فرماتے تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن آپ کے ایک پیر بھائی کے یہاں مجلس سماع منعقد ہوئی آپ بھی وہاں موجود تھے جب باجے کے ساتھ سماع شروع ہوا تو آپ وہاں سے اٹھ کر چل دیئے لوگوں نے روکا تو آپ نے فرمایا کہ ''یہ بات خلاف سنت ہے''۔

لوگوں نے کہا'' کیا آپ نے اپنے بزرگوں کا مسلک ترک کر دیا ہے اور سماع کے منکر ہو گئے ہیں''۔؟

شیخ چراغ دہلی نے فرمایا'' یہ کوئی دلیل نہیں ہے قرآن وحدیث سے کوئی سند لاؤ''۔

لوگ خاموش ہو گئے اور حضرت اپنے مکان کو تشریف لے گئے۔ لوگوں نے حضرت محبوب الٰہی سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا تو وہ مسکرا دیئے اور صرف اتنا فرمایا'' شیخ نصیر الدین کا اتقا بہت بڑھا ہوا ہے''۔

''خیر المجالس''(مرتبہ حمید شاعر) میں حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے نظریہ سماع کے بارے میں اس طرح نقل کیا گیا ہے:

> ''عزیزے بخدمت شیخ نصیر الدین محمود درآمد و عرض کرد کہ کجا روا باشد کہ مزامیر درجمع باشد و دف و نائے و رباب و صوفیاں رقص کنند خواجہ فرمود کہ مزامیر باجماع مباح نیست اگر یکے از طریقت بیفتد بارے در شریعت باشد اگر از شریعت بیفتد کجا رود۔ اول در سماع اختلاف است نزدیک علماء باچندیں شرائط مباح اہل آں را۔ اما مزامیر باجماع حرام است۔''

ترجمہ:۔ ایک عزیز حضرت شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کی خدمت میں حاضر آیا اور عرض کیا کہ محفل میں مزامیر بجیں اور صوفیاء رقص کریں یہ کہاں تک جائز ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مزامیر باجماع مباح نہیں ہے اگر ایک شخص طریقت سے گر جائے تو شریعت پر تو رہے گا اور اگر شریعت سے گر جائے تو کہاں جائے گا۔ اول تو یہ کہ سماع میں اختلاف ہے علماء کے نزدیک چند شرطوں کے ساتھ اس کے اہل کے لئے مباح ہے لیکن مزامیر تو باجماع حرام ہے۔ یعنی مزامیر کسی کے نزدیک بھی سننا جائز نہیں بلا اختلاف حرام

Marfat.com

ہے۔

سماع کے شرائط

جو مشائخ سماع کو جائز سمجھتے ہیں انہوں نے اس کے آداب وشرائط مقرر کر دیئے ہیں ان کی پابندی نہ کرنے والوں کو سماع کا اہل نہیں سمجھا جاتا۔ ''فوائد الفواد'' میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی سے منقول ہے کہ سماع کے لئے مندرجہ ذیل شرطیں لازمی ہیں۔

(۱) محفل سماع میں عورتیں نہ ہوں۔

(۲) سنانے والا (قوال) لڑکا نہ ہو۔

(۳) مزامیر یعنی باجے وغیرہ نہ ہوں۔

(۴) جو سنا جائے صرف خدا کے لئے سنا جائے۔

(۵) جو کچھ سنا جائے وہ فحش اور فضول باتوں سے پاک ہو۔

مشہور چشتی بزرگ حضرت شیخ کلیم اللہ جہان آبادی نے اپنی عظیم تصنیف ''عشرات کاملہ'' میں سماع کے بارے میں مفصل بحث کی ہے انہوں نے بزرگانِ سلف کے حوالے سے سماع کے جو آداب تحریر کئے ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

(۱) محفل سماع میں جو لوگ شریک ہوں وہ باوضو ہوں اور جب تک مجلس میں رہیں باوضو رہیں۔

(۲) محفل سماع شارع عام پر نہ ہو اور نہ ایسی جگہ پر ہو جس کی ظاہری صورت سے کراہت محسوس ہو اور اس جگہ کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو جس کی طرف قلب متوجہ ہو جائے۔

(۳) مجلس سماع کا انعقاد ایسے وقت میں ہونا چاہئے کہ نہ وہ نماز کا وقت ہو نہ کھانے کا اور نہ کوئی اور امر مانع ومخل ہو۔

(۴) سماع کے منکر کو محفل سماع میں شریک نہ ہونا چاہئے۔

(۵) مجلس سماع کے آغاز سے پہلے ایک دفعہ سورۂ فاتحہ اور تین مرتبہ سورۂ اخلاص

Marfat.com

پڑھیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بکثرت درود بھیجیں۔

(۶) مجلس سماع میں آلتی پالتی مار کر بیٹھنا یا لیٹنا جائز نہیں بلکہ دوزانو (نماز کے قعدہ کی طرح) بیٹھیں۔

(۷) سماع کے وقت بات چیت اور ہنسی مذاق سے احتراز لازم ہے اسی طرح کھانسے کھنکھارنے، جمائیاں لینے اور ادھر ادھر دیکھنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

(۸) قوال طامع اور حریص نہ ہوں باوضو رہیں اور جو کچھ ان کو دیا جائے اسے احسان سمجھیں۔

(۹) سماع کے وقت سر جھکائے رہیں اور جو کچھ قوال کہیں اس کو سن کر قلب کی رعایتوں میں مشغول رہیں۔

(۱۰) جب اپنے دل میں سماع کی عدم حضوری پائیں یعنی اپنے دل کو سماع کی طرف متوجہ نہ پائیں تو فوراً محفل سماع سے باہر آجائیں ایسی حالت میں راگ سننا محض حرام و ناجائز ہے۔

(۱۱) جب مجلس سماع برخاست ہو تو پھر سب حاضرین سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار پڑھ کر بکثرت درود شریف پڑھیں اور اس کا ثواب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین، صالحین اور مشائخ سلسلہ کی بارگاہوں میں نذر کریں۔ جو شخص ان آداب کو ترک کر کے محفل سماع میں شریک ہوگا اس کو نفع کے بجائے نقصان ہوگا۔

ریاضت و مجاہدہ

سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ فقر و غنا، تجرید و تفرید اور زہد و عبادت میں یگانۂ روزگار تھے۔ شکر گزار بندوں کی طرح آپ نے اپنی تمام عمر عبادات و مجاہدات میں بسر کی۔ ستر برس تک شب میں استراحت نہیں فرمائی اور پہلوئے مبارک زمین سے نہیں لگایا۔ اس عرصہ میں سوائے قضائے حاجات کے برابر باوضو رہے آپ عموماً عشاء کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔ سفر و حضر میں آپ دو قرآن روزانہ ختم فرماتے تھے ایک

Marfat.com

دن میں اور ایک رات میں پڑھ لیتے تھے اور بمصداق "ومن کمل عرفانہ کمل عبادتہ" یعنی جو عرفان میں کامل ہوتا ہے وہ عبادت میں بھی کامل ہوتا ہے۔ آپ عبادت و عرفان میں کامل و اکمل تھے۔ (مسلك السالكين جلددوم)

عشق خدا

روئے مبارک پر غمگینی اور اداسی چھائی رہتی تھی حضرت قطب الاقطاب فرماتے ہیں کہ:

"میں بیس برس تک حاضر خدمت رہا میں نے نہیں سنا کہ کبھی آپ نے اپنی صحت کی دعا مانگی ہو بلکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خداوندا! جہاں کہیں درد محبت ہو اپنے معین الدین کو عطا فرما" میں نے ایک بار ازراہ گستاخی عرض کیا "حضور یہ کیا دعا ہے جو آپ اپنے حق میں کیا کرتے ہیں" ارشاد ہوا" جب کوئی مسلمان درد میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور ابتلاء مسلمان کے لئے صحت ایمان کی دلیل ہے"۔

(مسالك السالكين جلددوم)

شان جلال و جمال

آپ کی حالت کبھی جلال اور کبھی جمال کی تھی جب جمال کا غلبہ ہوتا تو آپ ایسے مستغرق ہو جاتے تھے کہ تمام عالم اور کل ماسوا کی مطلق خبر نہ رہتی تھی نماز کا وقت آتا تو سیدنا قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی و قاضی حمید الدین ناگوری قدس سرہما سامنے جاتے اور دست بستہ کھڑے ہو کر باآواز بلند عرض کرتے "الصلوة الصلوة" مگر آپ کو خبر نہ ہوتی پھر گوش مبارک میں بلند آواز سے یہی کہتے اس پر بھی آپ کو آگاہی نہ ہوتی تب ناچار شانہ مبارک کو جنبش دیتے اس وقت آپ چشم مبارک کھولتے اور فرماتے "شرع محمدی سے چارہ نہیں"۔ سبحان اللہ مجھے کہاں سے کہاں لائے۔ (مسالك السالكين جلددوم)

جب حالت جلال کا غلبہ ہوتا تو حجرے کا دروازہ بند کر کے مشغول ہو جاتے حضرت

Marfat.com

قطب الاقطاب اور حضرت شیخ حمید الدین ناگوری قدس سرہما دروازے کے سامنے پتھروں کے ڈھیر کا پردہ کر لیتے اور اس کے پیچھے چھپ کر حاضر رہتے نماز کے وقت جب آپ حجرے سے باہر تشریف لاتے اور پتھروں پر آپ کی نظر پڑتی تو وہ خاکستر ہو جاتے جب آپ نماز شروع کرتے تو دونوں حضرات پیچھے پہونچ کر اقتداء کرتے اور جیسے ہی آپ سلام پھیرتے دونوں صاحبان بھاگ کر چھپ جاتے تھے۔

آپ سے عقیدت اور خلوص

جب سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی کرامات کی اجمیر اور نواح اجمیر بلکہ تمام ہندوستان میں شہرت ہوئی تو غیر مسلم صاحبان کی جماعتیں بھی آپ کی بارگاہ میں عقیدت سے حاضر ہونے لگیں۔ آپ مشرب صوفیاء کے مطابق جو ایمان لاتا اسے مشرف باسلام فرماتے جو نہ لاتا اس سے مزاحم نہ ہوتے آپ ہر فرقے کے ساتھ تواضع سے پیش آتے بایں وجہ مسلم وغیر مسلم، خویش وبیگانہ سب آپ سے محبت رکھتے تھے اور آپ کی زیارت سے فیضیاب ہوتے تھے چنانچہ آج تک یہ سلسلہ جاری ہے کہ اہل ہنود اور دیگر اقوام ملک کے مختلف حصوں سے بزمانۂ عرس اور دیگر اوقات میں آکر روضۂ مطہرہ پر نذر ونیاز صدق وخلوص کے ساتھ پیش کرتی ہیں۔

بہت سے لوگ جو ایمان نہیں لائے تھے وہ بھی بڑے نذور وفتوحات آپ کی خدمت میں بھیجتے تھے آج تک غیر مسلم معتقدین اسی طرح سے اعتقاد رکھتے ہیں ہر سال (بموقعۂ عرس) آتے ہیں اور آپ کے آستانۂ پاک کی خاک سر پر رکھتے ہیں اور آپ کے روضۂ مطہرہ کے مجاوروں کو زر نذر کرتے ہیں اور ان کی خدمت بجالاتے ہیں۔

آپ کی فیض رسانی

سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی صحبت اتنی زود اثر تھی کہ جو شخص تین روز تک آپ کی صحبت بابرکت میں رہتا صاحب کرامت ہو جاتا۔ چنانچہ ایک شخص جو نہایت فاسق

Marfat.com

وفاجر تھا بنظر امتحان آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے توبہ کرائی اور وہ اسی روز مراد کو پہونچ گیا۔

آپ کے مریدین سلسلہ (ہندوستان میں) قریب قریب ہر جگہ بطور صاحب ولایت شاہی کرتے ہیں اور یہاں تقریباً کوئی شہر ایسا نہیں جہاں ان حضرات میں سے کوئی آسودہ و متصرف نہ ہو نیز آپ کی ولایت معنوی سے دیگر سلاسل کے مشاہیر اصفیاء بھی مستفیض ہیں ان میں سے بعض نے آپ کے سلسلے سے خرقہ پایا ہے بعض نے صرف فیض روحانی حاصل کر کے کمال حاصل کیا ہے اور چہار دانگ ہندوستان میں معناً ان حضرات نے تصرف کیا ہے وحدانیت میں آپ کا فیض روحانی ان کا ہر زمانے میں مددگار رہا ہے۔

آپ بکمال استغراق وحدت الوجود بلا امتیاز مذہب وملت خویش و بیگانہ جو ملنے آتا اس سے کشادہ پیشانی سے پیش آتے تھے اگر کوئی مریض یا حاجت مند آتا اور آپ سے رحم طلب کرتا تو آپ دل جوئی کے ساتھ اس کا حال پوچھتے اور اس کی حاجت براری کرتے،۔ اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے اور جو کچھ اس کی قسمت کا ہوتا مصلے کے نیچے سے نکال کر اس کو عنایت فرماتے۔ چنانچہ حیات ظاہری کی اس عادت کے مطابق بعد وصال اس زمانے میں بھی عیسائی، پارسی، ہنود اور دیگر مذاہب کے لوگ بلا تفریق مذہب وملت آپ کی درگاہ میں حاضر ہو کر اُسی طرح فیضیاب ہوتے ہیں۔

ایک دن آپ بہت خوش تھے حاضرین سے فرمایا ''مانگو جس کو جو مانگنا ہے قبولیت کا در کھلا ہے'' ایک شخص نے دنیا مانگی دوسرے نے عقبیٰ۔ اور دونوں اپنے اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے بعد ازاں آپ نے صوفی شیخ حمید الدین ناگوری کی طرف رخ کر کے فرمایا کہ ''تو کیا مانگتا ہے''۔؟ شیخ نے عرض کی کہ ''بندہ کی کیا مجال ہے جو سوال کے لئے زبان کھولے مولا کا چاہا میرا چاہا ہے''۔

فرمایا ''میں نے تیرے لئے خدا سے دعا کی ہے کہ تو دنیا و آخرت میں معزز و مکرم رہے''۔ بعد ازاں آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''تو بھی جو کچھ چاہے مانگ لے''۔

Marfat.com

انہوں نے جواب میں عرض کیا:

ہر چہ تو خواہی بخواہم روئے سر بر آستانم
بندہ رافرماں نہ باشد ہر چہ بر آئی بر آنم

آپ دونوں حضرات سے خوش ہوئے اور فرمایا:

"التارك من الدنیا"......"والفارغ من العقبیٰ" سلطان التارکین حمید الدین صوفی وقطب الواصلین قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی اوشی "اس دن سے صوفی حمید الدین سلطان التارکین اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی قطب الاقطاب ہوئے۔ آج تک یہ دونوں انہیں خطابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔(اخبار الاخیار ص۳۰ وخزینة الاصفیاء جلد اول ص۳۰۸)

استغراقی کیفیت

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ حالت استغراق میں آنکھیں بند رکھتے جب نماز کا وقت آ جاتا تو آنکھیں کھولتے کہا جاتا ہے کہ اس حالت میں جس پر آپ کی نظر پڑ جاتی وہ ولی کامل ہو جاتا۔(مسالك السالکین جلد دوم بحواله معین الارواح)

لباس مبارک

آپ کا لباس مبارک جامۂ دوتائی تھا یہ بخیہ کیا ہوا تھا جب حضرت قطب الدین بختیار کاکی نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کی اور آپ نے خلافت سے نوازا تو وہ دوہر حضرت قطب الاقطاب کو عطا فرمائی بعد ازاں وہی دوہر قطب الاقطاب نے حضرت بابا فرید گنج شکر کو اور بابا فرید نے حضرت شیخ المشائخ نظام الدین اولیاء کو اور شیخ المشائخ نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلی کو عطا فرمائی۔

جب کوئی کپڑا کہیں سے پھٹ جاتا تو جس قسم کا بھی پاک کپڑا میسر آتا بلا تامل اس کا پیوند لگا لیتے تھے۔ آپ کا لباس اکثر پیوند دار ہوتا تھا(تاریخ فرشته جلد دوم وتذکرۂ اولیائے هند ومسالك السالکین جلد دوم بحواله معین الارواح)

Marfat.com

گزراوقات

ابتداء میں آپ باغ اور پن چکی کی آمدنی سے گزراوقات فرماتے تھے سفر میں تیر، کمان اور چقماق ساتھ رکھتے تھے اور شکار سے اپنی روزی مہیا کرتے تھے۔ آپ کی خوراک گوشت اور خشک روٹی پانی میں تر کی ہوئی ہوتی تھی۔

سفر کی حالت میں

آپ سفر میں عموماً ایک درویش سے زیادہ کو ساتھ نہیں رکھتے تھے اکثر گورستان یا غیر آباد مقام پر قیام فرماتے تھے جہاں کچھ شہرت ہو جاتی تھی وہاں سے فوراً کوچ کر جاتے تھے۔

آپ کا وصال اور عمر شریف

سیدی سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی عمر شریف اور سال وصال کے متعلق تذکرہ نگاروں میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے۔ عمر شریف کسی نے ۱۰۴ برس، کسی نے ۱۰۰ برس اور کسی نے ۹۷ برس لکھی ہے۔ سال وصال اکثر تذکرہ نگاروں نے ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء لکھا ہے تاریخ وفات چھ رجب (دوشنبہ) بیان کی جاتی ہے۔ ”خزینۃ الاصفیاء“ کا بیان ہے کہ:

> ”ولادت باسعادت آنجناب باتفاق اہل تواریخ درسال پانصدوسی و ہفت ووفات آں جامع الکمالات روز دوشنبہ ششم ماہ رجب المرجب سال شش صدوسی وسہ درعہد سلطنت شمس الدین التمش بوقوع آمد“۔

یعنی سیدی سرکار خواجہ غریب نواز کی ولادت باسعادت تذکرہ نگاروں کے اتفاق کے ساتھ ۵۳۷ھ میں ہوئی اور آپ کا وصال دوشنبہ کے دن ۶ رجب المرجب ۶۳۳ھ شمس الدین التمش کے عہد سلطنت میں واقع ہوا۔

Marfat.com

اسی طرح مونس الارواح کا بیان ہے کہ:

''عمر مبارک حضرت بہ نودو ہفت سال رسیدہ بود ورحلت آں حضرت روز دوشنبہ ششم ماہ رجب المرجب شش صدوسی وسہ ہجری ایں مقدمہ از کتاب سیر العارفین نوشتہ شدہ''۔

یعنی سرکار خواجہ غریب نواز کی عمر مبارک ۹۷ سال کو پہونچ گئی تھی اور آپ کی رحلت دوشنبہ کے دن ۶ ر رجب المرجب ۶۳۳ھ کو ہوئی۔ یہ مقدمہ کتاب سیر العارفین سے لکھا گیا۔

''اخبار الاخیار'' میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ غریب نواز کی وفات کے بارے میں لکھتے ہیں:

''نقل خواجہ سادس رجب سنة ثلث وثلثين وستة مأة''

یعنی حضرت خواجہ غریب نواز نے ۶ ر رجب ۶۳۳ھ میں انتقال فرمایا۔

سرمد کی اس رباعی سے بھی حضرت خواجہ کا سال وصال ۶۳۳ھ ہی نکلتا ہے:

شد ز دنیا چو در بہشت بریں
مرشد متقی معین الدیں
گفت تاریخ رحلتش سرمد
محرم دل ولی معین الدیں

نقل کیا گیا ہے کہ جس رات آپ کا وصال ہوا عشاء کی نماز کے بعد آپ حجرۂ خاص میں تشریف لے گئے اور دروازہ اندر سے بند کرلیا آس پاس میں جو خدام حاضر تھے رات بھر آپ کے پاؤں پٹخنے کی آوازیں سنتے رہے جیسے حالت وجد میں اکثر ہوا کرتا تھا۔ ان خادموں نے بھی یہی سمجھا کہ آپ حالت وجد میں ہیں پھر رات کے آخری حصہ میں وہ آوازیں بند ہوگئیں یہاں تک کہ صبح کی نماز کا وقت آگیا لوگوں نے دروازے پر بہت دستک اور آوازیں دیں مگر کوئی اثر نہیں دیکھا اور نہ ہی کوئی جواب ملا مجبوراً ان لوگوں نے دروازہ کھولا تو اچانک نگاہ پڑی اور دیکھا کہ حضرت رحلت فرما چکے ہیں۔

Marfat.com

جس شب آپ نے رحلت فرمائی چند لوگوں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ ارشاد فرما رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے دوست معین الدین حسن آنے والے ہیں ہم ان کے استقبال میں آئے ہیں۔

جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی پیشانی پر لوگوں نے ایک غیبی تحریر دیکھی ''حبیب اللہ مات فی حب اللہ'' آپ کے وصال کی تاریخ ۶/رجب ۶۳۳ھ ہے۔ جس کی تاریخ ''آفتاب ملک ہند'' سے نکلتی ہے بعہد سلطان شمس الدین التمش۔ (سیر الاقطاب)

حضرت قطب الاقطاب کا بیان

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے مقدس ملفوظات کا مجموعہ ''دلیل العارفین'' حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مرتب فرمایا ہے۔ اس کی بارہویں مجلس میں حضرت قطب الاقطاب یوں رقم طراز ہیں:

''جمعرات کے روز قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اور یہ آخری مجلس تھی اجمیر کی جامع مسجد میں درویش عزیز، اہل صفا اور مرید حاضر خدمت تھے بات ملک الموت کے بارے میں شروع ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''بغیر ملک الموت کے دنیا کی قیمت جو بھر بھی نہیں''۔

پوچھا ''کیوں''۔؟

فرمایا ''اس لئے کہ حدیث پاک میں ہے الموت جسر یوصل الحبیب الی الحبیب یعنی موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہونچا دیتا ہے''

پھر فرمایا کہ ''دوست وہ ہے جو دل سے یاد کرے کیونکہ دل دوست کے لئے پیدا کئے گئے ہیں خاص کر اس واسطے کہ عرش کے گرد طواف کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''اے میرے بندے میرا ذکر تجھ پر غالب آجائے گا تو میں تیرا عاشق یعنی محب ہو جاؤں گا''۔

جب حضرت خواجہ غریب نواز فوائد ختم کر چکے تو آپ نے آبدیدہ ہو کر

Marfat.com

فرمایا کہ ''ہمیں اس جگہ لایا گیا ہے جہاں ہمارا مدفن ہوگا ہم چند ہی روز میں اس جہان سے سفر کر جائیں گے''۔

مجلس میں شیخ علی سنجری بھی حاضر خدمت تھے انہیں حکم ہوا کہ مثال لکھو اور شیخ قطب الدین بختیار کا کی کو دے دو تا کہ وہ دہلی جائیں کیونکہ انہیں ہم نے خلافت دی ہے اور وہی ان کا مقام ہے۔

بعدازاں جب مثال مکمل ہوئی تو مجھے دی میں ادب بجالایا۔ حکم ہوا کہ نزدیک آؤ۔ جب میں نزدیک گیا تو دستار اور کلاہ میرے سر پر رکھی اور شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عصا دیا، زرہ پہنائی، قران شریف اور مصلےٰ بھی عنایت کیا اور فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہمارے خواجگانِ چشت کو بطور امانت ملی ہے ہم نے تجھے دے کر روانہ کیا ہے جس طرح انہوں نے ہم تک پہونچائی ہے تم آگے پہونچا دینا نیز اس کا حق ادا کرنا تا کہ قیامت کے دن ہم خواجگان کے روبرو شرمندہ نہ ہوں''۔

میں آداب بجالایا اور خواجہ صاحب نے دوگانہ ادا کیا پھر فرمایا جا! تجھے خدا کو سونپا اور تمہیں تمہاری منزل تک عزت سے پہونچایا۔

اس کے بعد فرمایا کہ ''چند چیزیں نہایت نفیس گوہر ہیں اول وہ درویش جو اپنے تئیں دولت مند ظاہر کرے، دوسرے وہ بھوکا جو اپنے تئیں پیٹ بھرا ظاہر کرے، تیسرے وہ غمزدہ جو اپنے تئیں خوش ظاہر کرے، چوتھے وہ جس کی کسی سے دشمنی ہو اور وہ اسے دوست دکھائی دے۔

پھر فرمایا کہ اہل محبت کا مرتبہ ایسا ہے کہ اگر اس سے پوچھیں کہ تو نے رات کی نماز ادا کی تھی تو کہہ دے کہ مجھے فرصت نہیں ہم ملک الموت کے گرداگرد گھومتے ہیں جہاں وہ جاتا ہے وہیں اسے پکڑتے ہیں۔

خواجہ صاحب یہی فوائد بیان کر رہے تھے میں نے چاہا کہ قدم بوسی کر کے روانہ ہو جاؤں۔ چونکہ آپ روشن ضمیر تھے اس لئے جان گئے۔ فرمایا نزدیک آ۔ میں نے اٹھ کر سر قدموں پر رکھ دیا۔ سورۂ فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ غم نہ کرو اور مردہ نہ بنو۔

Marfat.com

میں آداب بجالا کر واپس آیا جب دہلی پہونچا تو تمام امام اور اصفیاء میرے پاس آئے۔ ابھی دہلی آئے چالیس روز ہی گزرے تھے کہ خبر پہونچی کہ خواجہ صاحب میرے روانہ ہونے کے بعد بیسویں روز اس جہان فانی سے کوچ فرما گئے۔

اسی رات مضطرب دل کے ساتھ مصلیٰ پر بیٹھ کر سو گیا دیکھا کہ خواجہ صاحب عرش پر کھڑے ہیں میں نے سر قدموں پر رکھ دیا اور احوال پوچھے، فرمایا "اللہ تعالیٰ نے بخش دیا اور کرّ وبیاں اور ساکنانِ عرش کے پاس جگہ دی میں یہیں رہوں گا"۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

نائب النبی فی الہند

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس مجمع کمالات صوری ومعنوی ہے اگر حضور ایک طرف صاحب رسالت ہیں تو دوسری طرف صاحب ولایت بھی ہیں چنانچہ آپ نے حسب طلب واستعداد مخلوق کو ان دونوں نعمتوں کے فیض سے سرفراز فرمایا۔ علم شریعت علمائے ظاہر کے حصے میں اور علم لدنی کا گنج مخفی اولیائے کرام کے دامن میں آیا۔ علمائے ظاہر نے دلائل وبراہین پیش کر کے تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی اور اولیائے کرام نے اپنے اعمال وکردار اور کشف وکرامات کے ذریعہ خدا کا دین لوگوں تک پہونچایا۔ ان حضرات نے بمشاہدۂ صداقت معرفت الٰہی اور دولت اسلام سے سرفراز فرمایا۔ حضرت خواجہ غریب نواز کی ذات اقدس بفیض سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر دو علوم حمیدہ کی حامل ہے آپ نے ہندوستان میں بفیض رسالت وہ تبلیغی خدمات انجام دیں جن کی حضور سرور عالم نے حجاز مقدس میں مثال قائم فرمائی تھی۔ یہ خدمات یوں تو علیٰ قدر مراتب اکثر علماء وصوفیاء نے انجام دی ہیں مگر سرکار غریب نواز کی ذات اقدس نے اس باب میں جو شاندار کارنامہ عالم اسلام کے سامنے پیش کیا ہے وہ اپنی مثال خود ہے اور سرور عالم کی سنت تبلیغ کی جیتی جاگتی تصویر ہے۔

بقول صاحب "مآثر الکرام"

Marfat.com

''اولیاء اللہ میں سب سے پہلے اقلیم ہندوستان میں سلسلۂ ولایت جاری کرنے اور شریعت و طریقت کی ترویج و اشاعت کا شرف آپ ہی کو حاصل ہے یہاں بعض امور میں عرب سے زیادہ دقتیں درپیش تھیں۔ وہاں مبلغ کے پاس باشندگان ملک کی بے تکلف آمد و رفت تھی اور وہ مبلغ کے عادات و خصائل حمیدہ سے پوری طرح واقف تھے۔ وہ جانتے تھے کہ مبلغ ایام طفلی سے راست گفتار، امین و نیک کردار ہے نیز بعض کا مبلغ سے میل جول، شناسائی یا قرابت تھی علاوہ ازیں حجاز میں وہ ہی زبان رائج تھی جو مبلغ اعظم کی تھی مگر ہندوستان میں برخلاف اسکے مبلغ سے موانست تو درکنار اہل ہند کو مبلغ کے ہم مذہب لوگوں تک سے اتنی نفرت تھی کہ لوگ مسلمان کی صورت تک دیکھنے کے روادار نہ تھے پرچھائیں تک سے احتراز کرتے تھے دوسری مشکل یہ تھی کہ مبلغ کی زبان فارسی تھی اور اہل ہند بھاشا یا مارواڑی وغیرہ بولتے تھے۔ چنانچہ ضرورت تبلیغ کے پیش نظر دونوں کے اختلاط سے ایک نئی زبان (جس کی تفصیل آگے آئے گی) وجود میں آئی مگر سرکار غریب نواز با کرام خداوندی و بفیضان رسالت ان مشکلات کے قلعہ کو بھی فتح کر کے نائب النبی فی الہند اور سلطان الہند کا خطاب پایا۔''

(مآثر الکرام دفتر اول ص ۶۷ بحوالہ معین الارواح)

جانشین نبی دریں عالم
غبطۂ مرسلاں معین الدین

محافل سماع تبلیغ کا مؤثر ذریعہ

سرکار خواجہ غریب نواز صرف خود ہی یہ خدمت انجام نہیں دیتے تھے بلکہ یہ مبارک کام آپ اپنے مریدین و متوسلین سے بھی لیتے تھے۔ یہ تبلیغ تلوار کے ذریعہ نہ تھی بلکہ تصرفات روحانی، اخلاق کریمانہ و شفقت بزرگانہ کے ذریعہ تھی۔ محافل سماع اس تبلیغ کے لئے مؤثر ترین ذریعہ تھی وہ محفلیں غیر مانوس کو مانوس اور موسیقی کے دل دادہ بلکہ عبادت تصور کرنے والے غائبین کو حاضر کرنے میں بہت کامیاب ثابت ہوئیں اس لئے جہاں تک تبلیغ کا تعلق

Marfat.com

ہے محفل سماع کو اسلام کی تبلیغ کا بہترین ذریعہ کہا جائے تو غیر موزوں نہ ہوگا۔

قاسم گنجینۂ معرفت

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی ذات اقدس بت پرستوں کو صرف خدا پرست ہی نہیں بناتی تھی بلکہ علم معرفت کا خزانہ عطا فرما کر انہیں صاحب معرفت و حق شناس اور خدا رسیدہ بھی بنا دیتی تھی۔آپ کی تبلیغ کے زیر اثر بتعداد کثیر لوگ مشرف باسلام ہوئے اور بہت سے لوگ عارفان کامل، اولیاء اللہ اور صاحب دل ہوئے بالفاظ دیگر آپ صرف مبلغ شریعت ہی نہیں بلکہ قاسم گنجینۂ معرفت و حقیقت بھی ہیں۔آپ کی تبلیغ کے زیر اثر جہاں ایک بڑی تعداد اہل اسلام کی نظر آتی ہے وہیں آپ کے مریدین سلسلہ یعنی اہل معرفت کی لمبی فہرست بھی دکھائی دیتی ہے۔ہمارے اس قول کے شاہد ''سیر الاقطاب''۔ ''مسالک السالکین اور''اقتباس الانوار''وغیرہ کتب تذکرہ کے بیانات ہیں۔

اسلام کیسے پھیلا

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے تصرفات باطنی، فیوض روحانی، اخلاق حمیدہ اور اسلام کی صداقت کے سبب ہندوستان میں اسلام پھیلا نہ کہ تلوار کے زور سے۔اگر یہاں اسلام بزور شمشیر پھیلا ہوتا تو بنیئے، بقال، برہمن اور اچھوت اقوام میں سے آج کوئی بھی اپنے آبائی مذہب پر نہ ہوتا بلکہ یہ سب مسلمان ہو چکے ہوتے کیونکہ سب سے زیادہ بزدل اور ڈرنے والی قومیں یہی مانی گئی ہیں مگر اس کے برخلاف ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بہادر راجپوت اور ٹھاکر لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں ان بہادر اور جاں باز لوگوں کے لئے ہرگز یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ تلوار کے خوف سے مسلمان ہو گئے بلکہ ایسا کہنا ان بہادر اقوام کی تذلیل و توہین ہے۔ہمارے اس بیان کا ایک زندہ ثبوت یہ بھی ہے کہ بہادر پرتھوی راج نے شہاب الدین غوری کے ہاتھوں گرفتار ہو کر بھی دعوت اسلام قبول نہ کی اور جان کی سلامتی کے ساتھ اپنا راج پاٹ لینے کا بھی خیال نہ کیا بلکہ اپنی جان دینا گوارا کر لیا۔مگر اسی راجہ کی اولاد نے بغیر تلوار کے ڈر اور بنا کسی لالچ کے اسلام قبول کر لیا۔

Marfat.com

پرتھوی راج کی اولاد

سرکار خواجہ غریب نواز نے راجہ پرتھوی راج کو جس دعوت اسلام سے سرفراز فرمایا تھا وہ اگرچہ اس وقت راجہ کو ناگوار ہوئی مگر وہ آخر کار رنگ لاکر رہی اور سترہویں پشت میں پرتھوی راج کی اولاد میں سے سب سے پہلے قصبۂ منڈراج (علاقہ الور) میں راؤ جہام کے پسر راؤ حاجی چاند بعہد فیروز شاہ مشرف باسلام ہوئے بعد کی پشتوں میں راؤ معین الدین خاں ولد راؤ اودھو، راؤ دولت خاں، راؤ فیروز خاں، راؤ عمر خاں، راؤ حبیب خاں، راؤ اجمیر خاں اور راؤ یوسف علی خاں وغیرہ بھی اسلام کی پناہ میں آگئے ان میں راؤ یوسف علی خاں خاندانی اعزاز کی وجہ سے ریاست الور کے سرداروں میں تھے۔

(مراۃ الانساب ص ۱۸۲۔۱۸۳ بحوالہ معین الارواح)

اردو زبان کی ابتداء

سرکار خواجہ غریب نواز کے ہمراہی اور خود حضرت خواجہ کی مادری زبان فارسی تھی، اجمیر کی زبان مارواڑی تھی اور ہندوستان میں دیگر مقامات پر بھاشا (ہندوستان کی ایک قدیم زبان) وغیرہ بولی جاتی تھی۔ایسی حالت میں تبلیغ کا کام بہت مشکل تھا اس لئے کہ تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ تبلیغ کرنے والے اور جن لوگوں میں تبلیغ کی جائے ان سب کی زبان ایک ہو یا درمیان میں کوئی مترجم یا ترجمان ہو جو دونوں زبانیں بہتر طریقے پر جانتا ہو اور دونوں کے مافی الضمیر کو ایک دوسرے تک آسانی سے دیانت داری کے ساتھ پہونچا سکے اور وہاں یہ سہولت بھی مفقود تھی۔ چنانچہ ان سب کے آپسی اختلاط، میل، جول اور زبانوں کے تبادلے سے ایک الگ زبان وجود میں آئی جو تبلیغی کاموں کے لئے بہت ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوئی۔ اب اس زبان کے ذریعہ یہاں کے لوگ آپ کی باتیں کچھ کچھ سمجھ لیتے تھے اور اپنا معروضہ بھی آپ کی خدمت میں پیش کر لیتے تھے۔

بعد ازاں حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے تک بھاشا اور فارسی

Marfat.com

دونوں زبانیں رائج رہیں آپ کی شاعری میں بھی دونوں زبانیں موجود ہیں اور بعض عبارات میں مخلوط زبان یعنی اردو کی ابتداء نظر آتی ہے۔ چنانچہ باہر سے آئے ہوئے فارسی بولنے والے اہل ملک کے نزدیک یہ قابل تسلیم ہے کہ خرید وفروخت اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے بھی یہی مخلوط زبان استعمال کی جاتی تھی گویا اردو کے نقش اول کے بعد یہ نقش دوم تھا۔ یہی زبان فروغ پا کر شہنشاہ جہانگیر کے زمانے میں لشکری ضروریات پورا کرنے کا ذریعہ بن کر ''اردو'' کہلائی۔ چنانچہ ثابت ہوا کہ اردو زبان کے حقیقی بانی اور موجد اول سرکار خواجہ غریب نواز ہیں یہ الگ بات ہے کہ اس زبان میں کوئی تصنیف آپ نے نہیں چھوڑی۔

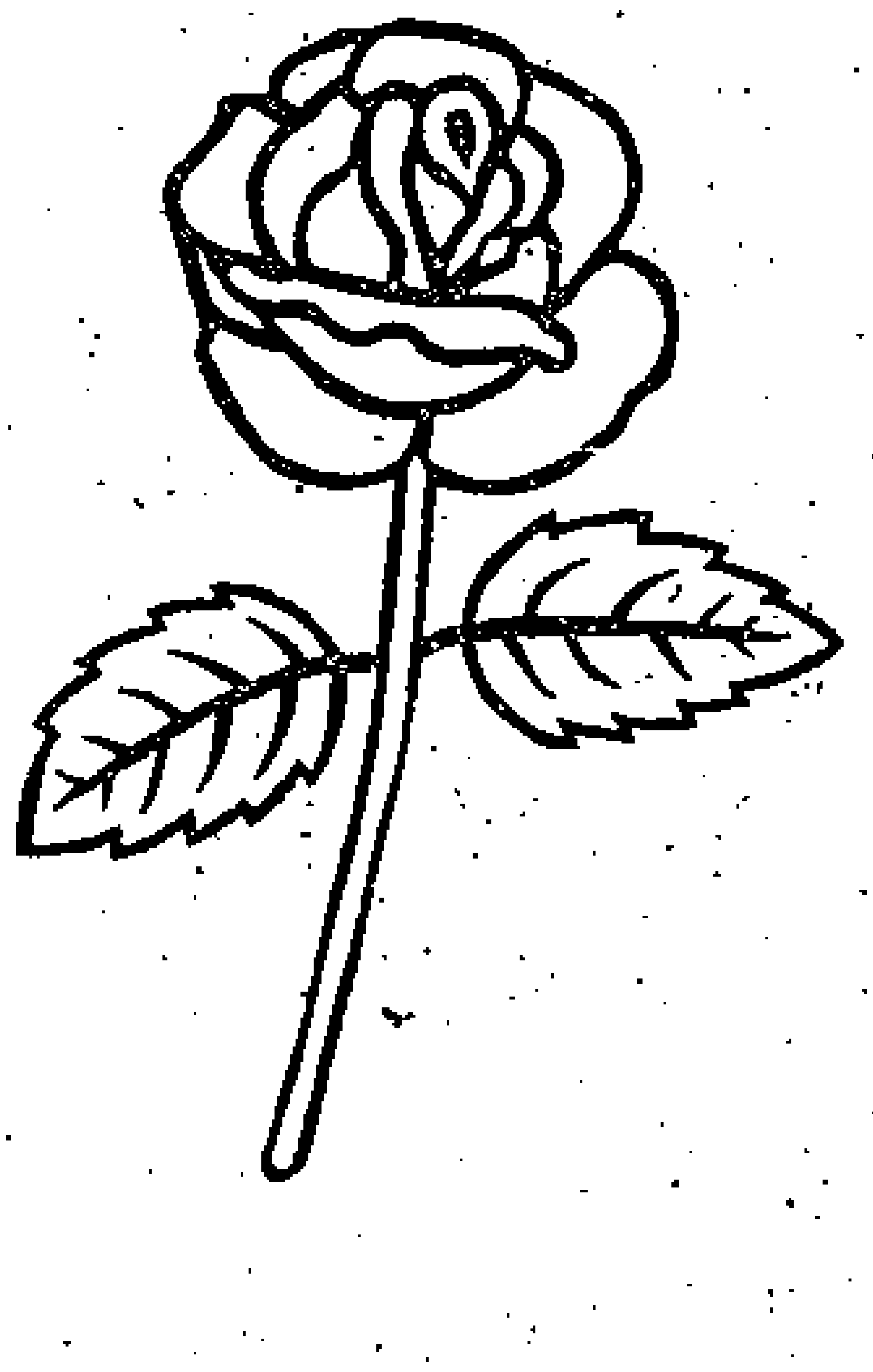

Marfat.com

ازدواجی زندگی

آپ کی شادی

قیام اجمیر شریف کے زمانے میں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی دو شادیوں کے تذکرے کتب تواریخ میں ملتے ہیں۔آپ ازدواجی زندگی میں کس عمر میں داخل ہوئے اس سلسلے میں تذکرہ نگاروں کا اختلاف ہے۔ایک مشہور روایت کے مطابق پہلی شادی آپ نے ۸۹ نواسی سال کی عمر میں کی اور وہ بھی رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہدایت وتاکید پر۔ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے پہلا نکاح ۵۸۹ھ میں کیا۔اگر سرکار خواجہ کا سال ولادت ۵۳۷ھ تسلیم کیا جائے تو ۵۸۹ھ میں آپ کی عمر باون سال کی ہوگی نہ کہ نواسی سال کی۔اسی طرح ایک روایت میں آپ کا وصال پہلے نکاح کے ستائیس سال بعد ہونے کا ذکر ہے۔سال وصال اور عمر کے بارے میں بھی مؤرخین میں بہت اختلاف ہے اس لئے آپ کے پہلے اور دوسرے نکاح کا سال اور اس وقت آپ کی عمر کے متعلق یقینی طور پر کچھ کہنا بہت مشکل ہے البتہ یہ بات تاریخی طور پر ثابت ہے کہ آپ نے دو نکاح کئے ایک بیوی کا نام عصمت اللہ بی بی تھا اور دوسری کا نام بی بی امۃ اللہ تھا۔ان میں کون سی بیوی آپ کے نکاح میں پہلے آئیں اس کے متعلق بھی مؤرخین کے بیانات مختلف ہیں۔بی بی عصمت اللہ حاکم اجمیر خواجہ وجیہ الدین مشہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صاحب زادی تھیں کہا جاتا ہے کہ خواجہ وجیہ الدین مشہدی حضرت خواجہ کے قرابت دار اور ایک باکمال بزرگ تھے انہوں نے خواب میں سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں وجیہ الدین! حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منشا ہے کہ تم اپنی دختر نیک

Marfat.com

اختر کا عقدِ معین الدین حسن سے کردو چنانچہ آپ نے خواب سے بیدار ہو کر اپنی صاحبزادی کا نکاح حضرت خواجہ سے کر دیا۔

بی بی امۃ اللہ کسی ہندو راجہ کی لڑکی تھیں مسلمانوں نے ایک قلعہ فتح کیا تو اسیرانِ جنگ میں یہ بھی تھیں انہیں حضرت خواجہ کے سپرد کر دیا گیا انھوں نے برضا و رغبت اسلام قبول کر لیا تو سرکار خواجہ نے ان سے نکاح کر لیا۔

اولاد امجاد

صاحب ''معین الارواح'' کے مطابق سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا پہلا رشتہ ازدواج بی بی امۃ اللہ کے ساتھ ۵۹۰ھ میں قائم ہوا اور حسب روایت مولانا شمس الدین طاہر ان کے بطن سے تین اولادیں حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر، حضرت خواجہ حسام الدین ابو صالح اور حضرت بی بی حافظ جمال تاج المستورات علیہم الرحمۃ تولد ہوئیں۔

اور زوجۂ دوم بی بی عصمت اللہ سے سرکار خواجہ کا نکاح ۶۲۰ھ میں ہوا جن کے بطن سے ایک صاحب زادے حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو سعید پیدا ہوئے۔

حضرت خواجہ فخر الدین

حضرت خواجہ فخر الدین ابوالخیر سرکار خواجہ غریب نواز کے خلف اکبر ہیں۔ آپ کی ولادت ۵۹۱ھ میں ہوئی۔

آپ نے موضع مانڈل (جو اجمیر سے تین منزل کے فاصلے پر ہے) مین بود و باش اختیار فرمائی یہاں زراعت کر کے اکل حلال سے بسر اوقات فرماتے تھے آپ عالی مرتبت بزرگ اور صاحب مقام عالیہ ہیں علوم ظاہری و باطنی اور کمالات صوری و معنوی سے آراستہ تھے آپ کی تاریخ شہادت ۵ / شعبان ہے مزار شریف قصبہ سرواڑ شریف میں ہے۔ یہ قصبہ اجمیر شریف سے تقریباً ۴۴ میل کے فاصلے پر علاقہ کشن گڑھ میں واقع ہے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے پیدا ہوئے ان میں سے ایک شیخ حسام الدین سوختہ ہیں آپ کا عرس مبارک

Marfat.com

ہر سال ۳/شعبان سے ۶/شعبان تک سرواڑ شریف میں ہوتا ہے۔

حضرت خواجہ حسام الدین

حضرت خواجہ حسام الدین ابو صالح سرکار خواجہ غریب نواز کے پسر دوم (فرزند اوسط) ہیں آپ کے متعلق مختلف روایات ہیں بعض کہتے ہیں کہ آپ بعمر ۴۵ سال اور بعض کے نزدیک خورد سالی میں ہی ابدالوں کی جماعت میں شامل ہو گئے۔ حالانکہ دوسری روایت صحیح نہیں معلوم ہوتی اس لئے کہ تواریخ میں آپ کے سات صاحبزادوں کا بھی ذکر ملتا ہے۔ آپ کا مزار احاطۂ درگاہ سرکار خواجہ غریب نواز میں لب جھالرہ واقع ہے۔

حضرت بی بی حافظ جمال

تاج المستورات حضرت بی بی حافظ جمال رحمۃ اللہ علیہا کا نکاح شیخ رضی الدین عرف عبداللہ بن قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ساکن موضع منڈل علاقہ ناگور) کے ساتھ ہوا آپ کے دو صاحبزادے ہوئے مگر دونوں کا بحالت طفلی انتقال ہو گیا۔ آپ کا مزار سرکار خواجہ غریب نواز کے پائیں میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ کا عرس شریف بتاریخ ۱۷/رجب بمقام درگاہ شریف ہوتا ہے اور بی بی کے چلہ پر لب نور چشمہ ۱۹/رجب کو سالانہ میلہ ہوتا ہے اجمیر شریف میں یہ تال کا میلہ اور بی بی حافظ جمال کے میلے کے نام سے مشہور ہے آپ بڑی عابدہ و زاہدہ تھیں۔

حضرت خواجہ ضیاء الدین

حضرت خواجہ ضیاء الدین ابو سعید سرکار خواجہ غریب نواز کے فرزند خورد ہیں عمر شریف پچاس سال کی ہوئی آپ کے دو صاحب زادے تھے مزار شریف درگاہ خواجہ غریب نواز کے احاطے میں لب جھالرہ سایہ گھاٹ پر زیارت گاہ خلائق ہے آپ کا عرس شریف ۱۳/ذی الحجہ کو ہوتا ہے۔

Marfat.com

صاحب "معین الاولیاء" نے لکھا ہے کہ "آپ کے دونوں صاحب زادوں کے نام خواجہ احمد اور خواجہ وحید ہیں۔ان کا ذکر" فوائد الفواد "میں بھی ہے۔

"واضح ہو کہ سرکار خجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے سید فخر الدین اور بی بی حافظ جمال علیہا الرحمۃ کو خلافت بھی عطا فرمائی تھی۔بی بی حافظ جمال عورتوں کو شرعی اور روحانی تعلیم دیا کرتی تھیں"۔(اقتباس از بزم صوفیہ)

علمی وعرفانی تصانیف

سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ حافظ قرآن اور متبحر عالم دین تھے بعض روایات میں ان کے درس حدیث کا بھی ذکر ملتا ہے۔تذکرہ نگاروں نے ان کی تصانیف اور شعری دیوان کا بھی ذکر کیا ہے۔

سید میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ اپنی مشہور کتاب "سبع سنابل" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"خواجہ معین الحق والدین حسن سنجری علم کامل رکھتے تھے آپ کی تصانیف خراسان کے اطراف ونواح میں بہت ملتی ہیں۔"

لیکن بعض اہل علم اور اہل قلم نے سرے سے ہی ان کی تصانیف کا انکار کیا ہے۔

صباح الدین عبدالرحمن "بزم اولیاء" میں لکھتے ہیں:

"خواجہ صاحب نے کوئی مستقل تصنیف نہیں چھوڑی۔"

اس کی بنیاد اولیاء کرام کی شان میں ان کی اپنی روایتی کج روی ہے یا لے دے کے حضرت نظام الدین اولیاء کی جانب منسوب یہ قول:

"شیخ نظام الدین می فرمود کہ من ہیچ کتابے نہ نوشتہ ام زیرا کہ شیخ الاسلام فرید الدین و شیخ الاسلام قطب الدین واز خواجگان چشت ہیچ شخصے تصنیف نہ کردہ است۔"

(خیر المجالس، مرتبہ حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلی)

ترجمہ:۔شیخ نظام الدین فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی اس لئے کہ شیخ

Marfat.com

الاسلام فریدالدین (گنج شکر) اور شیخ الاسلام قطب الدین (بختیار کاکی) اور خواجگان چشت میں سے کسی نے بھی تصنیف نہیں فرمائی ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اکثر تذکرہ نگاروں نے آپ کی تصانیف کا ذکر کیا ہے جب کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی تصانیف کا انکار کسی قلم کار نے نہیں کیا ہے نیز بعض کتب مطبوعہ اور متداول بھی ہیں اور بعض کے قلمی نسخے بھی لائبریریوں میں محفوظ ہیں اس تناظر میں اس کا پایۂ استناد بجائے خود مستند ہے۔ ایسی صورت میں اکثر روایات کو نظر انداز کر کے صرف ایک روایت کی بنیاد پر نادر شاہی فرمان جاری کر دینا کہاں کی دانش مندی ہے۔ اور اگر حضرت نظام الدین اولیاء کی جانب منسوب یہ قول مستند بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس میں شیخ الاسلام فریدالدین اور شیخ الاسلام قطب الدین کی طرح حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا ذکر اس میں موجود نہیں ہے جبکہ ایسی صورت میں سرفہرست حضرت خواجہ غریب نواز کا ذکر ہونا چاہئے تھا۔ اور اگر ''خواجگان چشت'' میں شامل مانا جائے تو کیا خواجگان چشت میں عرب وعجم کے تمام مشائخ چشتیہ ان میں شامل ہیں بصورت اثبات یہ مراد عقلاً ونقلاً باطل ہے۔ تاریخ وسیر پر نظر رکھنے والوں پر مخفی نہیں کہ بہت سے مشائخ چشت کی تصانیف موجود ہیں، اور بعض مراد لینے کی صورت میں حضرت خواجہ غریب نواز کی شمولیت اس قول میں کیا ضروری ہے جبکہ ارباب علم ودانش ان کی تصانیف، ملفوظات اور مکتوبات کا مسلسل ذکر کرتے چلے آرہے ہیں۔

یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت نظام الدین اولیاء کا یہ ارشاد کسی خاص پس منظر میں صادر ہوا ہو یعنی مجلس میں کسی خاص موضوع کے مسئلے پر گفتگو چل رہی ہو تو اسی موضوع کی جانب اشارہ کر کے فرمایا ہو کہ خواجگان چشت نے اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں چھوڑی یا یہ مراد ہو کہ تصوف کے نظریاتی مباحث پر کوئی مبسوط کتاب نہیں چھوڑی جیسا کہ پروفیسر نثار احمد فاروقی اپنے ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں:

''اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ چشتی بزرگوں نے تصوف کے نظریاتی مباحث پر ایسی کوئی تصنیف نہیں چھوڑی جیسی مرصاد العباد، قوت القلوب،

Marfat.com

کشف المحجوب، التصرف، عوارف المعارف یا آداب المریدین وغیرہ ہیں۔
(ضیاء وجیہ۔جنوری، فروری ۱۹۹۳ء رامپور)

یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی تصانیف حضرت نظام الدین اولیاء کے زمانے تک منصہ شہود پر نہ آسکی ہوں حضرت کے وصال کے بعد عوام ان سے متعارف ہوئے ہوں اس لئے پرانے تذکروں میں آپ کی تصنیفات کا ذکر نہیں ہے۔ یہ مسلم ہونے کے باوجود کہ سرکار خواجہ غریب نواز مصنف اور شاعر تھے اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کے سرمایۂ قلم میں الحاقات بھی ہوئے ہیں اور کچھ چیزیں ان کی جانب غلط منسوب بھی ہوگئی ہیں اور نادان یا شاطر مہربانوں کی یہ کارستانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور بعض دیگر باکمال علماء ومشائخ کے ساتھ بھی رہی ہے لیکن تاریخ میں اس سے بھی بدتر عمل یہ ہوچکا ہے کہ بعض لوگوں نے اپنی زندگی میں ہی دوسرونکی کتابیں اپنی جانب منسوب کرلیں جیسا کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے غلام احمد قادیانی کی ایک کتاب اپنے نام سے شائع کرلی جس پر قادیانیوں نے خوب واویلا مچایا اور بعض نقادوں نے بھی خوب کھری کھری سنائیں۔

اب بحث وتحقیق کو نظرانداز کرتے ہوئے پیش خدمت ہے سرکار خواجہ غریب نواز کی تصنیفات وتالیفات کا ایک جائزہ۔

(۱) انیس الارواح

یہ کتاب حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے سرکار خواجہ غریب نواز نے اپنے مرشد کے حکم سے بغداد میں جمع فرمایا تھا خود سرکار خواجہ غریب نواز تحریر فرماتے ہیں:

> "جب ہم سفر کرتے ہوئے دوبارہ بغداد پہونچے تو خواجہ عثمان ہارونی (میرے پیرومرشد) نے فرمایا کہ میں کچھ عرصہ اعتکاف میں بیٹھوں گا اس دوران میں تم روزانہ میرے پاس آیا کرنا اور جو کچھ مجھ سے سننا اسے یاد رکھنا

Marfat.com

چنانچہ حضرت کے اعتکاف کے دوران میں نے جو ارشادات زبان مبارک
سے سنے انہیں قلم بند کر لئے۔"

اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بغداد کی مسجد میں حضرت شیخ عثمان ہارونی دوران اعتکاف اپنے لبہائے مبارک سے تصوف کے اسرار و رموز بیان فرماتے اور سرکار خواجہ غریب نواز اپنی نوک قلم سے تحریر کی سدا بہار لڑیوں میں پروتے جاتے اس طرح اسلام کی اخلاقی اور عرفانی تعلیمات کا ایک بیش بہا گلدستہ محفوظ ہو گیا جس کی عطر بیزیوں سے ایک عالم مہک رہا ہے اور ہمیشہ مہکتا رہے گا۔ یہ مجموعہ ملفوظات اٹھائیس مجالس پر مشتمل ہے اصل نسخہ فارسی زبان میں ہے اردو داں طبقے میں اس کا اردو ترجمہ حرز جاں بنا ہوا ہے۔ "انیس الارواح" کا ذکر دونوں بزرگوں کے اکثر تذکروں میں موجود ہے ۔اور اکثر بزرگوں کا خیال ہے کہ ملفوظات کا یہ مجموعہ فی الواقع سرکار خواجہ غریب نواز نے مرتب کیا ہے۔

(۲) کشف الاسرار

یہ رسالہ بھی سرکار خواجہ غریب نواز نے طالبان معرفت کے لئے مرتب فرمایا۔ یہ کتاب فارسی زبان میں تصوف کے موضوع پر ہے اس کتاب کا دوسرا نام "معراج الانوار" بھی تذکروں میں ملتا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کتاب ہندوستان میں آپ کی تشریف آوری کے بعد لکھی گئی ہے کیونکہ اس میں بعض اصطلاحات کا ہندی نام بھی درج کیا گیا ہے۔ اس میں چہار دم، حبس دم اور ذکر خفی پر بحث کی گئی ہے۔

(۳) کنز الاسرار

یہ کتاب بھی فارسی زبان میں ہے بعض تذکرہ نگاروں کی روایات کے مطابق سرکار خواجہ غریب نواز نے اپنے مرشد خواجہ عثمان ہارونی کے حکم کی تعمیل میں سلطان شمس الدین التمش کی تعلیم و تلقین کے لئے لکھی تھی یہ کتاب سرکار خواجہ غریب نواز کے قیام دہلی کی یادگار ہے اس کی تصنیف کا زمانہ ۶۱۱ھ اور ۶۱۵ھ کے درمیان کا ہے اس کتاب میں تصوف اور معرفت

Marfat.com

کی اعلیٰ تعلیم دی گئی ہے۔قرآن ،احادیث اور بزرگان دین کے احوال واقوال کے مطابق ظاہری وباطنی پاکیزگی کی تفصیل ،مجازی اور حقیقی عبادات کی تشریح بھی کی گئی ہے۔اس میں حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی احادیث نقل کی گئی ہیں اور موصوف کے اشعار بھی درج کیے گئے ہیں۔

(۴) رسالۂ آفاق وانفس

سرکار خواجہ غریب نواز کی یہ کتاب بھی فارسی زبان میں ہے مگر ابھی تک قلمی ہی ہے اس کی اشاعت نہیں ہوسکی ہے۔اس کا ایک قلمی نسخہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں موجود ہے۔اس میں بھی تصوف کے بعض اہم نکات پر بحث کی گئی ہے(معین الارواح)

(۵) رسالۂ تصوف منظوم

یہ بھی سرکار خواجہ غریب نواز کی تصنیف ہے اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں موجود ہے اس کتاب سے آپ کی شاعری اور تعلیم تصوف پر کافی روشنی پڑتی ہے۔(معین الارواح)

(۶) حدیث المعارف (۷) رسالۂ وجودیہ

(۸) رسالہ درکسب نفس

یہ تینوں کتابیں بھی سرکار خواجہ غریب نواز کی تصنیفات بتائی جاتی ہیں لیکن نایاب ہیں۔

شعر وسخن

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے شعری دیوان کے سلسلے میں اہل علم وتحقیق کا اختلاف ضرور ہے لیکن اتنا طے شدہ ہے کہ آپ فارسی زبان کے ایک بلند پایہ شاعر تھے۔آپ کے اشعار کی تعداد سات آٹھ ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے صاحب

Marfat.com

''سیر السالکین'' لکھتے ہیں:

''حضرت ایشاں در زمرۂ شعرائے نامور از مغتنمات روزگار اند، ودر اصناف شعر قصیدہ وغزل مرئی دارند مجموعۂ کلام عرفان آں حضرت کہ گنجینہ بیش از ہفت ہشت ہزار بیت بودہ از دست دورانِ نامہرباں از میاں رفت واندکے کہ ازاں ماندہ''۔

یعنی سرکار خواجہ غریب نواز زمانہ کی خوش بختیوں سے نامور شعراء کی صف میں ہیں قصیدہ وغزل کے اصناف میں دستگاہ رکھتے تھے حضرت کا صوفیانہ کلام سات آٹھ ہزار اشعار کا بیش بہا خزانہ تھا مگر زمانے کی دست درازیوں سے محفوظ نہ رہ سکا اس میں سے جو کچھ بچا وہ بہت مختصر ہے۔

فارسی شعراء کے مشہور تذکرہ ''آتش کدہ'' میں مصنف لطف علی بیگ آزر نے آپ کی یہ دو رباعیاں نقل کی ہیں:

عاشق ہر دم فکر رخ دوست کند معشوق کرشمہ کہ نکوست کند
ما جرم وگنہ کنیم واو لطف وعطا ہر کس چیزیکہ لائق اوست کند

اے باج نبی بر سر تو تاج نبی اے دادہ شہاں ز تیغ تو باج نبی
اے تو کہ معراج تو بالا ترشد یک قامت احمدی ز معراج نبی

دیوانِ معین

یہ دیوان سرکار خواجہ غریب نواز کی بلند پایہ شاعری کا گرانقدر نمونہ ہے اس میں آپ کی اعلیٰ اور معیاری شاعری کے نمائندہ قطعات، رباعیات اور نعت وحمد پر مشتمل اشعار ہیں۔ اس دیوان سے متعلق اہل قلم نے بہت کچھ خامہ فرسائی کی ہے بعض نے اسے صاحب ''معارج النبوۃ'' مولانا معین الدین کاشفی کا دیوان بتایا ہے لیکن پروفیسر عبدالمغنی نے اپنی کتاب ''پری مغل پرشین ان انڈیا'' میں اس کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی

Marfat.com

اجمیری کا دیوان ثابت کیا ہے، ذیل کی مشہور رباعی کو ڈاکٹر اقبال نے بھی خواجہ معین الدین چشتی کی جانب منسوب کیا ہے۔

شاہ است حسین بادشاہ است حسین　　دین است حسین دیں پناہ است حسین
سرداد نہ داد دست در دست یزید　　حقا کہ بنائے لا الٰہ است حسین

درج ذیل شعر بھی عام طور پر حضرت خواجہ غریب نواز کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جو حضرت شیخ علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مدح میں ہے اور لاہور میں حضرت کے آستانے پر آج بھی منقش ہے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

ان اشعار کے سلسلے میں اکثر اہل نقد اور اہل فکر کی رائے یہی ہے کہ یہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا کلام ہے۔ اس کلام کا ''دیوان معین'' میں ہونا اس دعویٰ کو تقویت بخشتا ہے کہ یہ دیوان معین الدین چشتی ہی کا ہے۔

اب رہا پروفیسر محمود شیروانی اور پروفیسر ابراہیم ڈار کی تحقیقات کا حاصل کہ مولانا معین الدین کاشفی کی تصنیف ''معارج النبوۃ'' میں بہت سی ایسی غزلیں ہیں جو 'دیوان معین' میں موجود ہیں اس لئے زیر بحث دیوان مولانا معین الدین کاشفی کا ہے۔

یہ بات یقیناً غور طلب ہے لیکن اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے مولانا معین الدین کاشفی نے اپنی تحریروں کو مبرہن کرنے یا برکت حاصل کرنے یا قارئین کی دل کشی کے لئے حضرت خواجہ غریب نواز کا کلام دل نواز جا بجا نقل کیا ہو اور نثری کتابوں میں دوسروں کے منتخب اشعار نقل کرنا کوئی معیوب بھی نہیں۔ تاہم یہ احتمال باقی ہے کہ مرتب کو تخلص معین دیکھ کر غلط فہمی ہوئی ہو اور بلا تحقیق دونوں بزرگوں کا کلام جمع کر کے شاعر کا نام معین الدین لکھ دیا ہو اور بعد والوں کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہو گیا کہ یہ معین الدین چشتی ہیں یا کاشفی۔ لیکن یہ صرف احتمال ہے ورنہ یہ مجموعہ برسوں سے حضرت معین الدین چشتی ہی کے نام سے چھپ رہا ہے۔

Marfat.com

اولیاءرا ہست قدرت از الٰہ تیر جستہ باز گرداند ز راہ

حیرت انگیز کرامات

یوں تو کسی بھی ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت اور ولایت کی اہم علامت ان کی استقامت فی الدین ہوا کرتی ہے۔ تمام فرائض و واجبات پر عمل کرنے کے علاوہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت اور تمام مستحبات پر دوام و استمرار اور مواظبت کے ساتھ عمل پیرا ہونا ہر ولی کی خاصیت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ سیدنا سرکار غوث اعظم محی الدین عبدالقادر جیلانی بغدادی قدس سرہٗ کا فرمان ہے کہ "ایک بھی سنت کا تارک ولی نہیں ہوسکتا مگر غیر مسلموں کے درمیان اسلام کی حقانیت ثابت کرنے اور انہیں متاثر کرنے کے لئے انبیاء کرام سے معجزات کا ظہور ہوا اور اولیاء کرام سے خوارق عادات اور کرامات کا صدور رہا۔

چنانچہ حضور خواجۂ خواجگان سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی بے شمار کرامتیں ظہور میں آئیں یہی نہیں بلکہ آپ کا ہر نفس انسانی زندگی میں انقلاب لانے والا اور آپ کا ہر تار نظر دنیا سے برائیوں کا خاتمہ کرنے والا اور نیکیوں کو جنم دینے والا تھا یعنی آپ کی ذات بابرکات سراپا کرامت ہے بعض محققین کے اعداد و شمار کے مطابق آپ کی کرامتوں کی تعداد چار ہزار چھ سو آٹھ ۴۶۰۸ ہے ان میں سے چند کرامتوں کا ذکر ذیل میں کیا جا رہا ہے۔

خانۂ کعبہ کا طواف

قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ آپ (خواجہ غریب نواز) ہر سال اجمیر سے بقوت روحانی مکۂ معظمہ خانۂ کعبہ کی زیارت کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ جب آپ درجۂ کمال کو پہونچ گئے تو آپ بیک وقت اجمیر مقدس

Marfat.com

کے اپنے حجرے میں بھی ہوتے اور مکہ معظمہ میں حج وزیارت بھی ادا کر رہے ہوتے تھے۔ اس لئے کہ جو حاجی صاحبان حج کو جاتے تھے اور آپ کو پہچاننے والے ہوتے تھے وہ واپس آ کر بتاتے تھے کہ ہم نے حضرت خواجہ کو مکہ معظمہ میں خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ یعنی ایام حج میں ہر روز آپ مکہ معظمہ میں بھی ہوتے اور اجمیر شریف میں بھی۔ ایک ساتھ دونوں جگہ آپ کا موجود ہونا سوائے روحانی تصرف کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

مظلوم نوازی

ایک مرتبہ ایک مرید نے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہا "والی شہر مجھے شہر سے باہر نکالنا چاہتا ہے، اس حاکم نے خلق خدا کو بہت پریشان کر رکھا ہے"۔

آپ نے پوچھا "اس وقت وہ ظالم کہاں ہے"؟

مرید نے عرض کیا "ابھی ابھی سوار ہو کر شکار کھیلنے گیا ہے"۔

آپ نے ارشاد فرمایا "وہ گھوڑے سے گر کر مر گیا اور خلق خدا کو اس سے نجات مل گئی"۔

مرید تحقیق حال کیلئے میدان کی طرف گیا تو اس نے دیکھا کہ والی شہر واقعی گھوڑے سے گر کر مر چکا ہے اور خلق خدا اس کی لاش کو چاروں طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔

نگاہوں سے اوجھل ہو گئے

ایک دن آپ مراقبے میں تھے کہ عالم تنزیہہ آپ کے جسم اطہر پر طاری ہوا اور لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے چالیس دنوں تک آپ کسی کو نظر نہیں آئے پھر چالیس دنوں کے بعد آپ کا پرنور سراپا لوگوں کی نگاہوں اور دلوں کو نور و سرور بخشنے لگا۔

موت سے رہائی

ایک شخص کو حاکم وقت نے بے قصور پھانسی کی سزا دلوادی سرکار خواجہ غریب نواز وضو کرنے کے لئے بیٹھے تھے کہ اس کی ماں گریہ وزاری کرتی ہوئی آپ کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہوئی اور اپنے بیٹے کو بے قصور بتاتے ہوئے انصاف اور رحم کی بھیک مانگنے لگی۔ آپ اپنا عصائے مبارک لے کر اس عورت کے ساتھ چل دیئے۔ صوفیوں، خادموں اور اہل شہر کی ایک جماعت آپ کے ساتھ ہوگئی، ملزم کو پھانسی دی جا چکی تھی۔ آپ مقتول کے قریب پہونچے اور عصا سے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ ''اے مظلوم! اگر تو بے قصور قتل کیا گیا ہے تو خدا کے حکم سے زندہ ہو جا اور دار سے نیچے چلا آ''۔

آپ کا یہ فرمانا تھا کہ مقتول زندہ ہو گیا اور دار سے اتر کر آپ کے قدموں پر جھک گیا اور اپنی ماں کے ساتھ اپنے گھر چلا گیا۔

آگ نہ جلا سکی

شہر بغداد شریف میں سات آتش پرست مجوسی عبادت، ریاضت اور مجاہدہ میں بہت مشہور تھے چھ چھ مہینے بعد ایک لقمہ کھاتے تھے اس لئے مخلوق ان کی معتقد تھی۔ ایک دن آپ کی نظر مبارک ان پر پڑی تو ان پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ بید کی طرح کانپنے لگے اور آپ کے قدموں پر گر گئے۔

آپ نے فرمایا کہ ''تم لوگ آگ کیوں پوجتے ہو حق تعالیٰ کو کیوں نہیں پوجتے کہ تمہیں تمہاری منزل مقصود مل جاتی''؟

انہوں نے کہا ''ہم اس لئے آتش پرستی کرتے ہیں کہ قیامت کے دن آگ ہمیں نہ جلائے''۔

آپ نے فرمایا کہ ''آگ کی کیا مجال کہ خالق و مالک کی مرضی اور اس کے حکم کے خلاف کچھ بھی کر سکے''۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی پاپوش (جوتا) آگ میں ڈال دی۔ جلنا تو درکنار اس میں داغ تک نہ آیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ لوگ صدق دل سے ایمان لے آئے اور آپ کی صحبت و خدمت میں رہ کر اولیائے کاملین میں سے ہو گئے۔

بھوکے پر رحم

دمشق کی مسجد میں خواجہ بزرگ حضرت خواجہ عثمان ہارونی، حضرت اوحدالدین

Marfat.com

کرمانی، حضرت خواجہ غریب نواز اور بہت سے درویش تشریف فرما تھے۔ طے یہ ہوا کہ ہر ایک کوئی نہ کوئی کرامت دکھائے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ نے اپنے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر سونے کے ٹکڑے نکال کر ایک درویش کو دیئے کہ جا کر حلوہ لے آؤ۔ تمام لوگوں کو کھلایا جائے۔ حضرت اوحدالدین کرمانی نے ایک لکڑی پر ہاتھ رکھا تو وہ سونا بن گئی، حضرت عثمان ہارونی کے بہت اصرار پر سرکار خواجہ غریب نواز نے بھی اپنی کرامت دکھائی اور وہ یہ کہ آپ نے کشف سے معلوم کرلیا کہ ان تمام درویشوں میں ایک بہت زیادہ بھوکے ہیں لیکن شرم وحیا کی وجہ سے وہ کسی سے اس کا اظہار نہیں کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے اپنے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈالا اور چار گرم گرم روٹیاں نکال کر ان کی خدمت میں پیش کر دیں۔ اس پر خواجہ عارف نے کہا کہ "جب تک درویش میں اتنی قوت نہ ہو اسے درویش نہ کہنا چاہئے۔

چھ روٹیاں

ایک شخص نے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر کی خدمت میں عرض کیا کہ "حضور! میں نے ایک وقت خواب دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ غریب نواز نے مجھے چھ روٹیاں عنایت فرمائی ہیں۔ اس وقت سے آج تک تقریباً ساٹھ سال کا زمانہ ہو گیا مجھے وہ وظیفہ بلاناغہ پہونچ رہا ہے۔"

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر نے فرمایا کہ "وہ خواب نہ تھا بلکہ حق تعالیٰ کا کرم تھا کہ حضرت خواجہ نے تجھ پر مہربانی فرمائی تاکہ تو مبتلائے افلاس نہ ہو"۔

ماں کے شکم سے بچہ بول اٹھا

ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سلطان شمس الدین التمش کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے شاہی قلعے کی سیر فرما رہے تھے وہاں بہت سے امراء وارا کین سلطنت بھی موجود تھے کہ اتنے میں ایک بدکار حاملہ عورت نے حاضر ہو کر بادشاہ سے فریاد کی کہ "خدارا آپ میرا نکاح کرا دیجئے میں بڑے عذاب میں ہوں"۔

Marfat.com

بادشاہ دہلی نے کہا کہ ''تیرا نکاح کس کے ساتھ کرادوں اور تو کیوں عذاب میں ہے''۔؟

اس نے نہایت گستاخانہ انداز میں قطب صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ''میرے پیٹ میں ان کا حمل ہے''۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرم سے پسینہ پسینہ ہو گئے بادشاہ اور تمام مصاحبین پر سکتہ طاری ہو گیا۔ حضرت قطب صاحب نے فوراً اپنے پیر و مرشد حضور خواجہ غریب نواز کی طرف توجہ کی ۔سرکار خواجہ اس وقت اجمیر شریف میں رونق افروز تھے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت خواجہ غریب نواز بہ نفس نفیس وہاں موجود ہیں اور دیگر حاضرین نے بڑھ کر قدم بوسی کی۔

سرکار خواجہ نے حضرت قطب صاحب سے پوچھا کہ ''تم نے مجھے کیوں یاد کیا''۔؟

آپ منہ سے کچھ نہ کہہ سکے البتہ آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔

حضرت خواجہ غریب نواز فرط محبت سے تڑپ اٹھے اور فرمایا ''اے بدکار حاملہ تو خود ہی سن''۔! پھر عورت کے شکم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ''اے پیٹ کے بچے تو ہی بتا۔ تیری ماں قطب صاحب کو تیرا باپ بتاتی ہے کیا یہ سچ ہے''۔؟

پیٹ سے بچے نے جواب دیا ''حضور! یہ بالکل غلط ہے یہ عورت بڑی مکّار اور فاحشہ ہے میں ہرگز قطب صاحب کا بیٹا نہیں ہوں''۔

تب اس زن فاحشہ نے اعتراف کیا کہ حضرت قطب صاحب کے دشمنوں نے ان پر الزام لگانے کے لئے تیار کر کے اسے بھیجا تھا۔

ہاتھی پتھر کا

اجمیر شریف میں سرکار خواجہ غریب نواز کے قیام کے ابتدائی ایام میں راجہ پرتھوی راج یا اس کے کارندوں نے ایک دفعہ فطری شرارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایک مست ہاتھی آپ کی طرف دوڑا دیا جوں ہی وہ مست ہاتھی آپ کے قریب پہونچا آپ نے زمین سے تھوڑی

Marfat.com

سی خاک اٹھا کر اس ہاتھی کی طرف پھینکی اللہ کی قدرت سے وہ ہاتھی پتھر کا ہو گیا۔

کعبہ دکھا دیا

سرکار خواجہ غریب نواز جس زمانے میں سمرقند میں مقیم تھے ایک دن خواجہ ابواللیث سمرقندی کے مکان سے متصل مسجد پر ایک شخص نے اعتراض کر دیا کہ اس مسجد کے قبلہ کی سمت صحیح نہیں ہے۔ حضرت خواجہ بھی اس مسجد میں نماز ادا فرماتے تھے آپ نے پہلے تو اس شخص کو سمجھایا کہ اس کی سمت بالکل صحیح ہے مگر وہ انکار ہی کرتا رہا اور اپنی بات پر اڑا رہا پھر یکایک سرکار خواجہ نے اس کی گردن پکڑ کر کہا دیکھ سامنے دیکھ! اس نے دیکھا تو خانہ کعبہ اس کی نگاہوں کے سامنے تھا جس سے اسے یقین ہو گیا کہ اس مسجد کی سمت قبلہ بالکل درست ہے۔

دست غیب

سرکار خواجہ غریب نواز کا لنگر خانہ بہت وسیع تھا ہزارہا لوگ دونوں وقت اس سے فیضیاب ہوتے تھے۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ تھی کہ حضرت کی آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں تھا کیوں کہ آپ ایک بوریہ نشین فقیر تھے بادشاہ اور امراء سے بھی آپ کچھ قبول نہیں فرماتے تھے۔ تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ اس شاہانہ خرچ سے عہدہ برآ ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دست غیب عطا فرمایا تھا۔ چنانچہ مطبخ کا داروغہ ضرورت کے وقت حاضر خدمت ہوتا اور آپ اپنے مصلے کا گوشہ اٹھا دیتے اور فرماتے جتنی ضرورت ہو اٹھا لے جاؤ۔ اس کے نیچے غیبی خزانے کا اتھاہ سمندر رہتا تھا داروغہ حسب ضرورت رقم نکال لیتا اور اس طرح پورے اہتمام سے لنگر خانہ جاری رہتا اور کبھی کوئی کمی محسوس نہ ہوتی۔

دہلی کا بادشاہ

ایک روز سرکار خواجہ غریب نواز تشریف فرما تھے حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے شمس الدین التمش

Marfat.com

کا بچپنا تھا وہ آپ کے سامنے سے تیر وکمان لئے گزرا۔ آپ نے شمس الدین کو دیکھ کر فرمایا کہ ''یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہوگا''۔

چنانچہ حضرت کی پیش گوئی کے مطابق شمس الدین التمش دہلی کا بادشاہ ہوا۔ یہ بادشاہ فقیر منش اور درویش دوست تھا۔

لاینحل مسائل کا حل

حضرت شیخ فیض اللہ بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ''میں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی خدمت میں حاضر ہوا میرے حاضر ہونے کا سبب یہ تھا کہ میں چند مسائل میں الجھ گیا تھا جو کسی طرح میری سمجھ میں نہیں آرہے تھے میں نے اپنے سوالات ایک کاغذ پر لکھے اور علی الصبح حاضر خدمت ہوا لیکن اس وقت بھی اہل عقیدت کا کافی ہجوم تھا مجھے عرض حال کرنے کا موقع بالکل نہ مل سکا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت نے مجھے قریب بلایا اور ایک کاغذ میرے حوالے کرتے ہوئے فرمایا۔ اس میں آپ کے مسائل کا حل موجود ہے۔ رخصت ہونے کے بعد جب میں نے وہ کاغذ کھولا تو واقعی میرے سوالات کے جواب اس میں موجود تھے جن سے مجھے پوری طرح تسلی وتشفی ہوگئی۔

برص سے نجات مل گئی

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی بارگاہ میں ایک برص زدہ جاگیر دار حاضر ہوا اس نے کہا میں بہت علاج کر چکا ہوں لیکن کسی طرح مجھے اس موذی مرض سے نجات نہیں ملتی۔ آپ کی نگاہ کرم کا طالب ہوں۔

آپ نے ایک آبخورے میں پانی منگوایا اس سے تھوڑا خود پیا اور بچا ہوا پانی اس مریض کو پلا دیا۔ اللہ کے فضل وکرم سے اسے کامل شفا وصحت حاصل ہوگئی۔

لڑکا ہوگیا

ایک دولت مند خاتون کے سات لڑکیاں پیدا ہو چکی تھیں اس کا شوہر لڑکیوں کی

Marfat.com

کثرت سے سخت ناراض تھا اور اس نے دوسری شادی کرنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ وہ عورت بارگاہ غریب نواز میں حاضر ہوئی اور عرض حال کرتے ہوئے کہا کہ "غریب نواز! میں پھر حاملہ ہوں اس بار اللہ سے مجھے لڑکا دلوائیے"

حضرت نے فرمایا "جا تیرا مقصد پورا ہوگا"۔

چند ماہ کے بعد اس کے بطن سے نہایت خوبصورت لڑکا پیدا ہوا۔

غیب کی خبر

اودے پور سے ایک شخص حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا کہ "فلاں جاگیردار نے حضرت کا پرانا کرتہ منگایا ہے۔ حضرت خواجہ نے فرمایا "اسے اب کرتے کی ضرورت نہیں"۔

جب وہ شخص اودے پور واپس آیا تو معلوم ہوا کہ اس جاگیردار کا انتقال ہو چکا ہے۔

مردہ درخت سرسبز ہو گئے

اجمیر شریف سے کچھ فاصلے پر ایک باغ تھا۔ اس کا مالک حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ "باغ کے درخت بالکل خشک اور بے برگ و بار ہو گئے ہیں"۔

حضرت نے مٹی کے لوٹے میں پانی بھر کر دیا اور فرمایا "یہ پانی ان درختوں کی جڑوں میں ڈال دو"۔

وہ پانی خشک درختوں کی جڑوں میں ڈال دیا گیا۔ جس کی برکت سے وہ باغ سرسبز و شاداب اور پھل دار ہو گیا۔

دشمن درویش ہو گیا

ایک شخص خنجر آبدار چھپا کر آپ کو شہید کرنے کے ارادے سے آپ کے پاس آیا لیکن اس کے بشرے سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ شخص آپ کا بڑا عقیدت مند ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے آپ کو اس کا فریب معلوم ہو گیا۔ آپ نے مسکرا کر فرمایا "اب تم جس

Marfat.com

ارادے سے آئے ہو اس کو پورا کیوں نہیں کرتے''۔؟

آپ کی یہ بات سن کر وہ شخص خوف زدہ ہو گیا اور چھپا ہوا خنجر نکال کر آپ کے سامنے پھینک دیا اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی کا طلب گار ہوا۔ آپ نے اسے معاف کر دیا اس کے بعد وہ مسلمان ہو کر آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو گیا۔ بالآخر وہ شخص اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور آپ کے تصرفات روحانی سے درویش کامل ہو گیا۔ اس نے ۵۵ حج کئے یہاں تک کہ مکۂ معظمہ میں ہی اس کا انتقال ہوا اور وہیں دفن کیا گیا۔

گائے زندہ ہو گئی

اناساگر کے قریب ایک غریب عورت رہا کرتی تھی اس کے پاس ایک گائے تھی جس کا دودھ بیچ کر وہ اپنا گزارا کرتی تھی اتفاق سے وہ گائے مر گئی عورت کو بہت افسوس ہوا اور وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگی۔ حضرت خواجہ غریب نواز سے اس کی اشک باری اور آہ وزاری نہ دیکھی گئی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ آپ کی دعا کی برکت سے اور اپنے فضل و کرم سے اللہ تعالیٰ نے اس گائے کو زندہ کر دیا۔

بدکار، ولی ہو گیا

سرکار خواجہ غریب نواز جب بغداد شریف میں قیام پذیر تھے تو وہاں یہ خبر مشہور تھی کہ جو شخص آپ کی خدمت بابرکت میں تین دن قیام کر لیتا ہے وہ ولی کامل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ایک دن ایک شخص جو بدکار اور فاسق تھا آپ کی خدمت سراپا ہدایت میں آیا۔ آپ نے اسے اس کے گناہوں سے توبہ کرائی اس کے بعد وہ شخص تین دن تک آپ کی خدمت میں رہا اور آپ کے ساتھ نماز پنجگانہ ادا کرتا رہا بالآخر آپ کے فیوض باطنی سے تیسرے دن وہ ولی کامل ہو گیا۔

بچھیا نے دودھ دیا

ایک مرتبہ آپ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ اناساگر کے کنارے سیر کر رہے تھے

Marfat.com

کہ ادھر سے ایک چرواہا چھوٹی بچھیوں کو لیئے ہوئے نکلا۔آپ نے فرمایا کہ "بھائی! مجھے تھوڑا دودھ پلادو"۔

اس نے کہا "بابا ابھی یہ بچے ہیں ان میں دودھ کہاں سے آیا"۔

آپ نے فرمایا "نہیں، جا تو دودھ دوہ لے" اس نے مذاق سمجھا۔

آپ نے ایک بچھیا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "جا اس کا دودھ دوہ لے"۔

اس نے قریب جا کر دیکھا تو حیران رہ گیا کہ ابھی اس کے تھن برائے نام تھے اب دودھ بھر جانے کی وجہ سے اس کے تھن کافی بڑے ہو گئے تھے۔اس چرواہے نے دودھ دوہنا شروع کیا اس نے اس قدر دودھ دوہا کہ آپ نے بھی نوش فرمایا اور آپ کے چالیس ساتھی بھی شکم سیر ہو گئے۔

کچھ کرامات کا خلاصہ

کرامات کے باب میں سرکار خواجہ غریب نواز کی چند کرامتوں کا ذکر کیا گیا اور پچھلے ابواب میں بھی ضمناً کئی کرامتیں بالتفصیل بیان کی جا چکی ہیں من وعن ان کو دہرانا یہاں مناسب نہیں ان کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے تفصیل کے لئے اسی حوالے سے گزشتہ ابواب میں ملاحظہ فرمالیں۔

(۱) سرکار خواجہ غریب نواز کی سیر و سیاحت کے دوران سبزوار کا بدکردار حاکم یادگار محمد آپ کے ہاتھ پر تائب ہوا اور آپ کی ایک نگاہ کرم نے اس کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دیا نتیجہ کے طور پر وہ ولایت کے عظیم منصب پر فائز ہو گیا۔

(۲) ایک متکبر اور خودسر فلسفی مولانا ضیاء الدین کے دل سے تمام فلسفیانہ خیالات آپ کی نگاہ فیض اثر سے محو ہو گئے اور آپ کی غلامی میں آ کر دنیا و عقبیٰ میں سرخروئی حاصل کر لی۔

(۳) اجمیر میں راجہ کے اونٹ بیٹھ گئے تو ایسے بیٹھے کہ اٹھنے کی طاقت سے یکسر محروم ہو گئے جب تک سرکار خواجہ غریب نواز نے نہ چاہا وہ زمین سے ہل بھی نہ سکے۔

Marfat.com

(۴) مہنت رام دیو پر آپ کی نگاہ کرم و کرامت نے یہ اثر کیا کہ وہ اپنا آبائی دھرم ترک کر کے آناً فاناً اسیرِ حلقۂ اسلام ہو گیا۔

(۵) جے پال جوگی اور اس کی تمام ساحرانہ قوتیں سرکار خواجہ کے سامنے سرنگوں ہو گئیں۔

(۶) پرتھوی راج کے زوال کی آپ نے جو پیش گوئی فرمائی تھی وہ حرف بحرف پوری ہوئی

(۷) آپ کے حکم سے ایک پیالے میں اناساگر ہی نہیں بلکہ تمام تالابوں، کنووں اور چشموں کا پانی یہاں تک کہ عورتوں اور جانوروں کا دودھ سمٹ کر آ گیا۔ جب خلق خدا پریشان ہوئی تو آپ نے سارا پانی اس کے مقامات تک لوٹا دیا۔

(۸) جب ہنود کے مجمع نے آپ کو اناساگر کے کنارے سے اٹھانے کے لئے حملہ کیا تو آپ نے ایک مشت خاک اٹھا کر اس پر آیۃ الکرسی دم کر کے ان کی طرف پھینک دی جس پر وہ خاک پڑی اس کا جسم خشک ہو گیا۔

Marfat.com

بعد وصال تصرفات روحانی

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہ کی حیات ظاہری کا لمحہ لمحہ کرامات وخوارق عادات کا آئینہ دار تو تھا ہی آپ کے وصال سے لے کر آج تک تقریباً آٹھ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی آپ کے مزار پاک، در اقدس اور نام مبارک سے بے شمار کرامتوں کا ظہور ہوا اور آئے دن نت نئے واقعات رونما ہوتے ہی رہتے ہیں۔ وصال مبارک کے بعد تصرفات روحانی کے چند واقعات ذیل میں درج کیے جا رہے ہیں۔

شان بندہ نوازی

"ضیاء المکتوب" میں ہے کہ: "ایک زمیندار دولت وثروت اور شان وشوکت کا مالک تھا۔ انگریزی دور حکومت جب شروع ہوا تو ان کی زمینداری وغیرہ ضبط کر لی گئی۔ اس کے لئے تمام کوششیں اور تدبیریں وہ کر چکے تھے مگر اپنے مقصد میں وہ ناکام ہی رہے۔ حرماں نصیبی سے مایوس ہو کر وہ آستانہ خواجہ غریب نواز پر پہونچ گئے۔ پوری زندگی عیش وعشرت میں گزری تھی مزاج نازک تھا مگر ہمت مستقل تھی یہ سمجھ کر کہ غریب نواز کی نوازی مشہور ہے یہاں سے کوئی محروم نہیں جاتا اس نے یہ عہد کر لیا کہ جب تک تمام آراضی اور کل جائداد واپس نہیں مل جاتی اس در پاک سے نہیں جائے گا اور نہ کچھ کھائے پیئے گا۔ تین روز تک بے آب ودانہ باب اجابت پر کھڑے کھڑے گزار دیئے۔ عاشقوں کی ناز برداری

Marfat.com

کرنے والے، خدام کے حاجت روابندہ نواز نے اپنے مچلے ہوئے آرزومند کو دھن کا پکا اور بات کا پورا پا کر اپنے جمال جہاں آرا کی ایک جھلک دکھلا دی اور اپنی شان غریب نوازی کا مظاہرہ فرماتے ہوئے دریافت فرمایا کہ "تو کیا چاہتا ہے"۔؟

انہوں نے اپنے دل کی خواہش بیان کر دی۔

ارشاد ہوا "جا جو زبان سے کہے گا پورا ہوگا"۔ یعنی اس بیکراں بخشش نے ان زمیندار صاحب کو مستجاب الدعوات بنا دیا۔ عالم ملکوت اور لوح محفوظ ان پر منکشف ہو گیا۔ ان کا ظرف اتنا وسیع اور کشادہ نہ تھا کہ اس دولت گراں بار کا متحمل ہو سکتا فوراً مجذوب ہو گئے اور صحرانوردی اور بادیہ پیمائی اختیار کر لی۔

ادھر مولوی فضل رسول صاحب، صاحب "ضیاء المکتوب" کے پیرو مرشد عالم جذب میں دشت نوردی کو اپنا شعار کئے ہوئے تھے کسی صحرا میں دونوں بزرگوں کی ملاقات ہوئی بقول شخصے۔ ع

خوب گزرے گی اگر مل بیٹھیں گے دیوانے دو

ان زمیندار صاحب نے جو خواجہ کی چشم کرم سے مالا مال ہو چکے تھے فرمایا کہ "مولوی! میں ایک اسم اعظم بتاتا ہوں جو ہمیشہ ہر مقصد کی کامیابی کے لئے اکسیر کا کام دے گا۔ اس کو آپ یاد رکھیں اور جسے چاہیں اجازت سے سرفراز فرمائیں۔ وہ اسم اعظم یہ ہے:

"الٰہی بحرمت خواجہ معین الدین چشتی مشکل کشا"

اس کے بعد صاحب "ضیاء المکتوب" نواب مولانا ضیاء الدین خاں صاحب فرماتے ہیں کہ "اس اسم اعظم کی اجازت حضرت پیر و مرشد نے اکثر اکابر کو عطا فرمائی اور مجھے بھی اپنے کرم خاص سے عطا فرمائی"۔

حضرت گنج شکر کی اصلاح

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں سرکار خواجہ

Marfat.com

غریب نواز قدس سرہٗ کے روضۂ پاک میں معتکف رہا ذی الحجہ کا مہینہ تھا عرفہ کی رات روضۂ مبارک کے نزدیک میں نے نماز ادا کی اور وہیں قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول ہو گیا تھوڑی رات گزری تھی کہ میں نے پندرہ سیپارے ختم کر لئے سورۂ کہف یا سورۂ مریم میں پڑھنے میں ایک حرف مجھ سے چھوٹ گیا تھا سرکار خواجہ غریب نواز کی قبر شریف سے آواز آئی کہ بیٹے فریدالدین فلاں سورہ کی فلاں آیت کا یہ حرف تم سے پڑھنے میں چھوٹ گیا ہے اسے دہرا لو۔

بابا فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس چھوٹے ہوئے حرف کو دہرا لیا تو پھر سے آواز آئی کہ ماشاء اللہ بہت عمدہ قرآن پڑھتا ہے خلف الرشید ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔

بابا فریدالدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ جب میں نے قرآن مجید کی تلاوت مکمل کر لی تو سرکار غریب نواز کی جانب متوجہ ہوا اور عرض کی کہ "حضور مجھے پتہ نہیں کہ میں کس گروہ سے ہوا"۔

قبر شریف سے پھر آواز آئی کہ "مولانا! جو شخص یہ نماز ادا کرتا ہے وہ بخشے ہوؤں میں سے ہے یہ سن کر آپ بیحد مسرور ہوئے اور ایک مدت قیام اور بے شمار روحانی نعمتیں حاصل کرنے کے بعد واپس ہوئے۔

حضرت بابا فرید گنج شکر کی خصوصی نماز

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جس نماز کے پڑھنے کی بنیاد پر سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مغفرت کا مژدہ سنایا تھا وہ نماز ۹/ ذی الحجہ کی رات کو پڑھی جاتی ہے صرف دو رکعتیں ہوتی ہیں۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ۱۰۰۔۱۰۰ بار پڑھی جاتی ہے۔ (سب رنگ ڈائجسٹ دھلی خواجہ غریب نواز نمبر۔ ص ۱۴۶، اگست ۱۹۷۵ء)

Marfat.com

سلام کا جواب

مشہور ہے کہ علم ظاہر کے دلدادہ شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالم گیر جب اجمیر شریف حاضر ہوئے تو ان کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا کہ میں شرع شریف کے مطابق سرکار خواجہ کی خدمت میں سلام پیش کروں گا جیسا کہ بتایا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ تو اگر آپ واقعی زندہ ہیں تو میرے سلام کا جواب آنا چاہئے کہ سلام کرنا سنت اور جواب دینا واجب ہے اگر جواب نہ آیا تو میں درگاہ شریف کو شہید کرادوں گا۔

چنانچہ جب سرکار خواجہ غریب نواز کے روضۂ مبارک پر وہ حاضر ہوئے تو بلند آواز سے سلام مسنون پیش کیا قبر شریف سے آواز آئی ''وعلیکم السلام عالمگیر حجتی''۔

عالمگیر اس واقعہ سے بہت متاثر ہوئے اور انہوں نے حضرت خواجہ کی روحانی بزرگی تسلیم کی۔ (معین الارواح)

شہنشاہ جہانگیر کی منت

شہنشاہ ہند نورالدین جہانگیر ایک مرتبہ شکار کے لئے ایک نیل گائے کے پیچھے دوڑتے ہوئے کافی دور نکل گئے نیل گائے بھی اپنی جان بچانے کے لئے پوری تیز رفتاری سے بھاگ رہی تھی۔ سلطان جہانگیر تھک ہار کر اور مایوس ہو کر بیٹھ گئے کہ اب یہ نیل گائے شکار نہ ہو سکے گی اپنے امراء و وزراء کے سامنے ناکامی کی شرمندگی سے بچنے کے لئے سلطان جہانگیر دل ہی دل میں سرکار خواجہ غریب نواز کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کیا ''سرکار! اگر آپ کے کرم سے نیل گائے کو شکار کرنے میں کامیاب ہو گیا تو آستانۂ عالیہ پر لا کر ذبح کر کے آپ کے خدام میں تقسیم کر دوں گا۔

Marfat.com

سلطان جہانگیر نے یہ التجا کرنے کے بعد جب نیل گائے کی جانب گھوڑا دوڑایا تو نیل گائے بجائے بھاگنے کے ایک جگہ پر کھڑی ہوگئی سلطان نے نہایت آسانی سے اس نیل گائے کا شکار کرلیا اور سرکار غریب نواز کے آستانہ مبارک پر لاکر اسے ذبح کر کے اور اس کا گوشت پکوا کر آستانے کے خدام اور فقراء میں تقسیم کر دیا۔

آپ کی نذر

مذکورہ واقعہ کے دو تین دن بعد سلطان جہانگیر کو پھر ایک نیل گائے نظر آئی جہانگیر نے ہر چند چاہا کہ یہ کسی جگہ ٹھہرے تو میں بندوق ماروں لیکن ایسا کوئی موقع اس نے نہیں دیا اور اس کے پیچھے بندوق لئے شہنشاہ شام تک پھرتا رہا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ ناامیدی کے عالم میں جہانگیر کی زبان پر فوراً یہ جملہ آ گیا کہ "یا خواجہ! یہ نیل گائے بھی آپ کی نذر ہے"۔

یہ کہنا تھا کہ نیل گائے فوراً اسی جگہ بیٹھ گئی جہاں وہ تھی۔ جہانگیر نے بندوق چلا کر اس کا بھی شکار کرلیا اور فقیروں کو کھلائے جانے کا حکم دے دیا۔

مذکورہ دونوں واقعات میں نیل گائے کا رک جانا اس بات کی طرف ایک لطیف اشارہ ہے کہ نیل گائے نے زبان حال سے بتا دیا کہ سلطان جہانگیر تم مجھے شکار نہیں کر سکے بلکہ میں نے اپنے آپ کو سرکار خواجہ غریب نواز کے نام اور ان کی مرضی پر قربان کر دیا۔ (تزک جہانگیری بحوالہ معین الارواح)

مصافحہ کے لئے ہاتھ باہر آ گیا

حضرت مولانا جلال الدین بخاری مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے سفرنامے میں سرکار خواجہ غریب نواز کے آستانہ پاک کی حاضری کے تذکرہ میں لکھا

Marfat.com

ہے کہ:

''اجمیر کی سرزمین میں سلسلۂ چشتیہ کے سرگروہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی آسودۂ خاک ہیں آپ کی قبر شریف کے پائیں انار کا ایک درخت تھا جس کی یہ خاصیت تھی کہ جو شخص سات انار کھالیتا وہ ولی ہوجاتا اور جس نے اولاد کی آرزو کے ساتھ کھایا حق تعالیٰ نے اس کو فرزند عطا کیا ہندوستان میں آپ ہی کے قدم سے اسلام آیا۔ فقیر جب آپ کے مزار پر حاضر ہوا تو عرض کیا السلام علیکم یا خواجہ معین الدین چشتی! اپنا دست مبارک دیجئے دست بوسی کروں''۔ اسی وقت مزار مبارک سے ایک نورانی ہاتھ برآمد ہوا اور سلام کا جواب بھی ملا میں نے مصافحہ اور دست بوسی کا شرف حاصل کیا''۔

پان کی گلوری عنایت فرمائی

سید الاولیاء حضرت میر سید محمد ترمذی ثم کالپوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قادری سلسلے کے مشہور بزرگ ہیں جن کا مزار کالپی شریف ضلع جالون (یوپی) میں ہے۔ علامہ میر غلام علی آزاد چشتی بلگرامی حضرت سید صاحب کی حاضری اجمیر کے تذکرے میں لکھتے ہیں:

آپ کا معمول تھا کہ ہر سال سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پرانوار کی زیارت کے لئے اجمیر شریف حاضر ہوتے تھے۔ ایک بار آپ آٹھ روز تک اجمیر شریف میں مقیم رہے۔ ایک روز آپ مزار مبارک کے روبرو مراقبے میں تھے کہ یکایک کیفیت طاری ہوئی اور آپ پر غنودگی چھاگئی اسی عالم میں سرکار خواجہ غریب نواز تشریف لے آئے اور پان کی ایک گلوری آپ کو عنایت فرمائی۔ تھوڑی دیر بعد جب یہ کیفیت جاتی رہی تو آپ نے دیکھا کہ پان کی گلوری آپ کے ہاتھ میں موجود تھی۔ بارگاہ سرکار خواجہ غریب نواز میں آپ کی محبوبیت و مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جس جگہ بھی آپ چاہتے روحانی ملاقات سے

Marfat.com

مشرف ہو جاتے اور فیوض و برکات سے ہمکنار ہو جاتے۔

ایک وہابی دربار خواجہ میں

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جس کو آپ کے ملفوظات میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا ہے:

"بھاگلپور (بہار) سے ایک صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے تھے ان کی ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی اس نے کہا میاں ہر سال کہاں جاتے ہو بیکار اتنا روپیہ صرف کرتے ہو۔ انہوں نے کہا چلو انصاف کی آنکھ سے خود دیکھ لو پھر تم کو اختیار ہے۔

خیر ایک سال وہ ساتھ آیا دیکھا کہ ایک فقیر سوٹا لئے ہوئے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا ہے "خواجہ پانچ روپیہ لوں گا، ایک گھنٹہ کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا"۔

جب اس وہابی کو خیال آیا کہ اب بہت وقت گزر گیا ایک گھنٹہ ہو گیا ہوگا اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا، جیب سے پانچ روپئے نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھے اور کہا لو میاں! تم خواجہ سے مانگ رہے ہو بھلا خواجہ کیا دیں گے لو ہم دیتے ہیں فقیر نے وہ روپئے تو جیب میں رکھے اور چکر لگا کر زور سے کہا "خواجہ تورے بلہاری جاؤں دلوائے بھی تو کیسے خبیث منکر سے"۔

(الملفوظ مطبوعہ میرٹھ ص ۴۷)

Marfat.com

بعض پیر بھائی، خلفاء اور خدّام

حضرت شیخ محمد ترک نارنولوی

آپ کا وطن ترکستان ہے وطن سے ترک سکونت کر کے آپ نے نارنول (علاقہ پٹیالہ) میں قیام فرمایا آپ نے اپنی زندگی میں کسی کو مرید نہیں کیا۔ آپ نارنول میں حوض کے کنارے رہا کرتے تھے۔ جمعہ کے دن جب مسلمان جامع مسجد میں جمع تھے ہنود ننگی تلواریں لئے آپہنچے اور ان پر حملہ کر دیا آپ ان ہنگامہ میں شہید ہو گئے۔ (گلزار ابرار)

آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ العزیز کے مرید و خلیفہ ہیں مگر سرکار خواجہ غریب نواز سے بھی خلافت کا خرقہ پایا۔ شہادت ۶۴۲ھ میں ہوئی۔ مزار شریف نارنول میں زیارت گاہ خلائق ہے۔

حضرت خواجہ فخر الدین گُردیزی

حضرت خواجہ فخر الدین گُردیزی ابن خواجہ احمد کی ولادت ۵۴۴ھ میں گردیز (علاقہ کابل متصل ضلع قندھار افغانستان) میں ہوئی۔ آپ سادات حسینی سے ہیں۔ تیرہ واسطوں سے آپ کا سلسلۂ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ حسب تفصیلات گزشتہ آپ نے ۵۸۲ھ میں سرکار خواجہ غریب نواز کے ہمراہ اصفہان کا سفر کیا۔

مونس الارواح میں ہے کہ حضرت قطب الدین اوشی فرماتے ہیں۔

Marfat.com

"بیس برس میں آپ (خواجہ غریب نواز) کی صحبت میں رہا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کو اپنے پاس (قریب تر) آنے دیا ہو۔ جب باورچی خانے میں کچھ نہ ہوتا خادم آ کر عرض کرتا آپ مصلیٰ اٹھا کر فرماتے آج کے خرچ کے بقدر لے لے۔ خادم اسی قدر لے لیتا۔ اسی طرح برسوں اور مہینوں درویشوں کا وظیفہ پہونچتا رہتا۔"

کہا جاتا ہے کہ لنگر خانہ کی خدمت خواجہ فخر الدین گردیزی ہی کے سپرد تھی۔ "مونس الارواح" میں خادم مطبخ کا نام بھی فخر الدین ہی لکھا ہے۔ کتاب "مولود عطائے رسول" میں بحوالہ کتاب "گلشن" مرقوم ہے کہ آپ غریب نواز کے پیر بھائی ہیں۔ صاحب گلزار ابرار آپ کو خلفاء غریب نواز کے زمرہ میں شمار کرتے ہیں۔ وہ تحریر کرتے ہیں کہ۔

"آپ (خواجہ فخر الدین) کو پیر کی خدمتگاری اور دربانی میں درجۂ غلامی حاصل تھا۔ آپ پیر کی ناصحانہ گفتگو کو لکھ لیا کرتے تھے۔ اپنی پوری زندگی عبادت وریاضت کے لئے وقف کر رکھی تھی۔"

جب سرکار خواجہ غریب نواز نے نکاح ثانی کیا تو آپ سے بھی سنت نکاح کی ادائیگی کے لئے فرمایا۔ آپ نے عرض کیا "اس ضعیفی میں کیا شادی کروں خدا معلوم اولاد کیسی ہو۔ اس کا بار میرے کاندھوں پر رہے گا۔"

خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا۔ "تم اس کا خیال نہ کرو تمہاری اولاد میں جو برے ہونگے ان کو ہم سنبھالیں گے۔" چنانچہ آپ نے بھی ۶۷ سال کی عمر میں سنت نکاح ادا فرمائی اور آپ کے تین صاحبزادے مولانا مسعود، حضرت سید محبوب عرف بہلول اور سید ابراہیم ہوئے۔ حضرت خواجہ سید فخر الدین گردیزی کی اولادوں میں سولہویں پشت میں حضرت سید حسین علی رضوی تھے جو وکیل جاورہ کے نام سے مشہور تھے اور سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے چہیتے مرید اور جلیل القدر خلیفہ بھی تھے آپ کے وصال کے بعد آپ کے صاحبزادے مولوی سید احمد علی صاحب رضوی خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند اور آپ کے صاحبزادگان جناب سید اسد علی رضوی، حاجی سید فرقان علی رضوی، سید عرفان علی رضوی

Marfat.com

اور سید آصف علی رضوی درگاہ اجمیر میں موجود ہیں اور جس طرح ان کے جدامجد (خواجہ فخر الدین گردیزی) خواجہ غریب نواز کی حیات ظاہری میں خدمات بجالاتے تھے اسی طرح یہ حضرات آج بھی روضۂ اطہر کی خدمات بجالا کر اپنے اجداد کی یہ سنت وفاداری اور استقلال کے ساتھ برابر ادا کر رہے ہیں۔

صاحب تاریخ سلف نے اقتباس الانوار اور مرأۃ الاسرار کے حوالوں سے نقل کیا ہے کہ خواجہ فخر الدین سید ابوالحسن ساکن کڑا مانک پور کی اولاد ہیں۔ چنانچہ صاحب مرأۃ الاسرار لکھتے ہیں کہ خواجہ غریب نواز کے آستانہ عالیہ کے خدام سید فخر الدین کی اولاد سے ہیں اور سید فخر الدین سید ابوالحسن کڑا مانک پور کی اولاد ہیں۔ لیکن صاحب تاریخ سلف نے سید فخر الدین کے سید ابوالحسن کی اولاد ماننے سے انکار کیا ہے ان کا کہنا ہے کہ ان دونوں بزرگوں کے آباء واجداد ایک ہیں۔

آپ کا وصال بتاریخ ۲۶ رجب ۶۳۷ھ بعمر ۹۳ سال اجمیر شریف میں ہوا۔ مذکورہ تاریخ میں خواجہ غریب نواز کی درگاہ میں آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے۔

حضرت قاضی قدوہ

حضرت قاضی قدوۃ الدین عرف قاضی قدوہ رحمۃ اللہ علیہ سادات میں سے ہیں۔ بادشاہ روم نے جو بنی اسرائیل میں سے تھا اپنی دختر کی شادی قاضی قدوہ کے والد کے ساتھ کی تھی انہیں کے بطن سے حضرت قاضی قدوہ پیدا ہوئے۔ اس سلطانی نسبت کی وجہ سے انہیں بنی اسرائیلی بھی کہتے ہیں۔ سلطان میرک کے دو بیٹے تھے بڑے حضرت قاضی قدوہ قدس سرہ العزیز اور چھوٹے سید نصرت الدین۔ سلطان میرک کے بعد سلطنت کے مروجہ قوانین کے مطابق تخت وتاج چھوٹے بیٹے سید نصرت الدین کے سپرد ہوئے اور حضرت قاضی صاحب مسند قضا پر جلوہ افروز ہوئے۔

سلطان نصرت الدین شریعت کا پابند نہیں تھا بہت سے عمل خلاف شرع کرتا تھا مگر چونکہ قاضی کے احکام سلطان کے لئے واجب العمل تھے اسلئے ان سے چھپا کر سارے مکروہ

Marfat.com

افعال کرتا تھا مگر یہ زیادہ دنوں چھپ نہ سکا اور معلوم ہونے پر قاضی صاحب نے سختی سے احکام نافذ کر دیئے۔ قاضی صاحب کا یہ عمل سلطان نصرت الدین کے لئے ناگواری کا سبب بنا اور اپنی فوجی طاقت کی بنیاد پر قاضی صاحب کو حدود سلطنت سے نکل جانے کا حکم صادر کر دیا۔ قاضی صاحب بلا تامل اپنے وطن مالوف سے مع اہل و عیال کے روانہ ہو گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کی عفت مآب بیوی صالحہ اور بیٹے عزیز الدین جو بیوی صالحہ کے بطن سے تھے اور ایک ہزار آدمی سوار اور دس غلام روانہ ہوئے۔ غلاموں کے نام اس طرح ہیں فرخ، سہراب، اختر، فہیم، آفرید، اسکر، سیدا، جمشید یا جمشیر، سیدوں اور شیر۔

حضرت قاضی صاحب روم سے نکل کر شام، عراق، بصرہ، بسطام، بخارا اور ماوراء النہر وغیرہ ہوتے ہوئے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے بعہد سلطنت سلطان شہاب الدین غوری ۵۹۷ھ میں ہندوستان وارد ہوئے اور اپنے پیر بھائی حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ العزیز کی مرضی کے مطابق شہر اودھ میں سکونت اختیار فرمائی۔

جب سلطان شہاب الدین غوری کو معلوم ہوا کہ حضرت قاضی صاحب روم سے ہندوستان تشریف لے آئے ہیں تو سلطان غوری نے اپنے وزیر کو چند غوری سواروں کے ساتھ قاضی صاحب کی خدمت میں بھیجا جن کے ذریعہ اپنی ملاقات اور دہلی میں قیام کی تمنا کا اظہار کیا۔ حضرت قاضی صاحب نے سلطانی دعوت منظور فرمالی اور اسی قافلہ کے ہمراہ دہلی کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب دہلی کے قریب پہونچے تو خود سلطان شہاب الدین نے اراکین سلطنت کے ساتھ انتہائی مسرت و شادمانی اور خوش خلقی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دہلی سے باہر آ کر آپ کا استقبال کیا۔ اور نہایت عزت و احترام کے ساتھ ایک شاہی محل میں آپ کا قیام کرایا۔ آپ نے دو سال پانچ مہینے سات دن دہلی میں قیام فرمایا۔ اسی دوران سید زکریا مدنی نے جو سلطان کے ساتھ غور سے مع اہل و عیال دہلی آ کر مقیم ہو گئے تھے سلطان کی وساطت سے قاضی صاحب کے صاحبزادے قاضی عزیز الدین کے ساتھ اپنی بیٹی کے نکاح کا پیغام دیا مگر چونکہ قاضی صاحب حضرت زکریا مدنی صاحب کے نسبی حالات سے واقف نہ تھے اس

Marfat.com

لئے آپ نے سلطان سے فرمایا کہ اگر شریف مدینہ منورہ جو اولا د رسول پاک میں سے ہیں ان کی سیادت کی تصدیق فرمادیں تو مجھے یہ رشتہ منظور کر لینے میں کوئی تامل نہ ہوگا۔

سلطان شہاب الدین نے شریف مدینہ سے سید زکریا مدنی کی سیادت سے متعلق استفسار کیا تو شریف مدینہ نے جوابًا تحریر فرمایا کہ سید زکریا صاحب کا نسب آفتاب کی طرح روشن ہے اور ہمارے ان کے درمیان خاندانی واسطہ بھی ہے۔

اس جواب سے مطمئن اور خوش ہو کر قاضی صاحب نے اپنے بیٹے قاضی عزیز الدین کا نکاح سید زکریا مدنی صاحب کی صاحبزادی سے ۱۱ رجب ۵۹۸ھ کو کر دیا۔

سلطان شہاب الدین غوری نے حضرت قاضی صاحب سے کہا کہ قوم بہر سے آباد صوبۂ اودھ بطور نذر میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ان کفار سے جتنے مواضعات آپ پاک کرالیں گے وہ آپ اور آپ کی اولاد کی ملک رہیں گے۔ اور صوبہء اودھ کا دستخطی معافی نامہ قاضی صاحب کے حوالے کر دیا۔ صوبۂ اودھ اس وقت اگرچہ سلطنت دہلی کے ماتحت تھا مگر برائے نام۔ یہاں کے علاقہ دار اور زمیندار اپنے اپنے محکومات و مقبوضات پر پورے پورے اختیار کے ساتھ متصرف تھے۔ قاضی صاحب جب اپنے ہمراہ ایک ہزار سواروں اور دس غلاموں کو لے کر اودھ کی جانب روانگی کے لئے تیار ہوئے تو سلطان شہاب الدین نے پانچ ہزار غوری سوار مزید آپ کے ساتھ کر دیئے آپ ان سواروں کو لے کر روانہ ہوئے اور ۱۷ رمضان ۵۹۹ھ میں موضع جگدیو پور (جگور) کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ آپ کے چند سوار کسی ضرورت سے موضع جگدیو پور گئے تو وہاں کے سرکش لوگوں نے دیکھتے ہی راجہ جگدیو یا اودھ راج کے حکم سے بلا وجہ ان سواروں کو شہید کر کے ان کے گھوڑے اور اسلحہ وغیرہ لے لئے۔ یہ خبر ملتے ہی قاضی صاحب غضبناک ہو گئے اور تین ہزار رومی و غوری سواروں کے ساتھ جگدیو پور پر حملہ کر دیا اور صبح سے شام تک خوں ریز جنگ ہوئی چنانچہ نماز مغرب کے قریب اودھ راج سمیت اس کے کنبہ، قبیلہ اور تین ہزار سپاہیوں کو تہ تیغ کر کے موضع جگدیو پور پر قاضی صاحب قابض ہو گئے۔ اس معرکہ میں تین سو رومی اور غوری سوار بھی شہید ہوئے۔

Marfat.com

۷؍شوال ۵۹۹ھ کو موضع ہرسولی (رسولی) میں دانیال وارجن سے (جو راجہ گنیش اور سورج بھان کے بھائی اور موضع سرسنڈھ، کوسنڈھ، بھٹیا اور اودھ کے زمیندار تھے) جنگ عظیم واقع ہوئی دانیال نے دھوکے سے رات کو قاضی صاحب کے لشکر پر حملہ کر کے پانچ سونو آدمیوں کو شہید کر دیا جواب میں قاضی صاحب نے دانیال وارجن کے چار ہزار فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ دانیال اور ارجن اس خونخوار حملے سے گھبرا کر بھاگنے کی کوشش کرنے لگے جس سے اس کا لشکر درہم برہم ہو گیا لیکن قاضی صاحب کے جنگ آزما سپاہیوں کی خوں آشام تلواروں نے دونوں دشمنوں کے سر کاٹ دیئے اور رسول پور پر پورا قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد قاضی صاحب چملائی (بڑا گاؤں) کی طرف متوجہ ہوئے یہاں بھی معمولی سی جنگ کے بعد قبضہ ہو گیا اسی طرح مہگاؤں (بھیارہ) پر بھی۔ یعنی ۵۹۹ھ سے ۶۰۲ھ تک باون مواضعات پر قاضی صاحب قابض ہو گئے۔

قاضی اجمل بن قاضی عماد کا بیان ہے کہ "میں جب نوے ۹۰ سال کا ہوا تو میرے دادا قاضی محمد برک متوطن سترکھ جنہوں نے ایک سو ستر برس کی عمر میں وفات پائی مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ حضرت قاضی قدوہ صاحب نے باون مواضعات فتح کرنے کے بعد سہراب، سید، آفرید اور سیدوں کو معہ بقیہ سواروں کے سرسنڈھ و کرسنڈھ وغیرہ مواضعات کی نگرانی پر مقرر کیا اور جمشید و جمشیر کو قاضی عزیز الدین صاحب کے ہمراہ اور فہیم، فرخ اور اختر کو اپنے ساتھ رکھا۔

۶۰۲ھ میں آپ اجودھیا تشریف لے گئے اور وہیں ایک محلے میں قیام فرمایا جو بعد میں آپ کے نام سے منسوب قدوائی محلّہ کے نام سے مشہور ہوا اور یہیں ۶۰۵ھ میں ۱۱؍رجب کو آپ کا وصال ہوا اور اسی محلے میں مدفون ہوئے۔

جب ۱۲۰۰ھ میں دریائے گھاگھرا کاٹتا ہوا مزار اقدس کے قریب پہونچ گیا تو قاضی صاحب نے اپنی اولاد میں سے ایک صاحب کو جو نواب سعادت علی خاں برہان الملک ناظم اودھ کی فوج میں کسی اہم عہدے پر فائز تھے حالت خواب میں حکم فرمایا کہ "دریا میرے جسم سے قریب ہو کر بہہ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ بہا لے جائے لہٰذا تم میری نعش کو یہاں سے نکال

Marfat.com

کہ فلاں جگہ دفن کردو"۔ ادھر نواب صاحب کو بھی خواب میں اسی طرح کا حکم دیا۔ چنانچہ دونوں نے آپس میں مشورہ کر کے اس کی تعمیل کا فیصلہ کیا اور آپ کی نعش مبارک نکال کر ایک صندوق میں رکھی گئی اور شہر اودھ کے کنارے جہاں اب آپ کا مزار اقدس زیارت گاہ عام ہے دفن کیے گئے ۵۹۵ برس کا طویل زمانہ گزر جانے کے بعد بھی جسم اقدس یا کفن میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کرامت آپ کی شہرت شہزادگی یا منصب قضا کی وجہ سے نہ تھی بلکہ وہ اسرار ربانی و لطائف روحانی تھے جن کے لازمی نتائج قبولیت عام اور حیات علی الدوام کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ آپ سے کثیر تعداد میں کرامتوں اور خوارق عادات کا بھی ظہور رہا۔ ۱۱ر ذی قعدہ کو ہر سال آپ کا عرس اجودھیا میں ہوتا ہے۔

حضرت حاجی رومی

آپ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ العزیز کے مرید ہیں۔

سید معین الدین

آپ بھی حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ العزیز کے مرید ہیں مزار مبارک بیانہ (متصل بھرت پور راجستھان) میں ہے۔

سلطان شمس الدین التمش

"مسالك السالكين" کے مصنف کے بیان کے مطابق "سلطان شمس الدین التمش حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے مرید تھے اور سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے تعلیم (تعلیم تصوف) یافتہ تھے لیکن ان کو حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے ساتھ انتہا درجہ کی عقیدت و محبت تھی ممکن ہے کہ بعد میں آپ نے قطب صاحب سے بھی شرف ارادت حاصل کر لیا ہو لیکن صاحب "معین الارواح" کا قول ہے کہ:

Marfat.com

”ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ”گنج اسرار“ اور ”سیر الاقطاب“ وغیرہ کے مطابق سلطان شمس الدین التمش خواجہ قطب صاحب کے مرید و خلیفہ تھے خواجہ غریب نواز سے فیض حاصل کیا اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے نسبت اعلیٰ کے حصول کی خاطر تجدید بیعت کی“

حضرت قاضی دانیال قطری

آپ قطر سے ترک سکونت کر کے اسلامی لشکر کے ساتھ ساتھ ہندوستان میں وارد ہو کر لاہور میں مقیم ہوئے تھے سلطان شمس الدین التمش کی خواہش پر بڑی عزت و اکرام کے ساتھ بدایوں لائے گئے اور وہاں عظمت و وقار کے ساتھ عہدۂ قضا پر فائز کیا گیا اس وقت سے آپ دائرۂ حکومت شمسی میں ”قاضی القضاۃ“ کے لقب سے مشہور ہوئے۔

حضرت قاضی صاحب کو ظاہری علوم کے ساتھ باطنی کمالات بھی حاصل تھے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے ساتھ فرط عقیدت نے آپ کو سلسلۂ عالیہ چشتیہ کے زمرۂ ارادت میں داخل کر دیا تھا۔ آپ کے سالِ رحلت کا پتہ نہیں چلتا۔ آپ کا مزار مبارک آستانہ عالیہ قادریہ (بدایوں) سے جنوب مشرق میں حضرت پیر مکہ صاحب علیہ الرحمۃ کی حریم کے مشرقی دروازے کے سامنے بتایا جاتا ہے آپ کی نسل میں علم و فضل نسلاً بعد نسل اب تک چلا آرہا ہے۔

شیخ عبداللہ رازی

یہ بزرگ تہران سے متصل رے کے باشندے تھے یہ وہی سابق آتش پرست ہیں جن کے ہاتھ سے بچہ لے کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ نے آتش کدہ میں ڈال دیا تھا اور خود بھی آتش کدہ سے صحیح سلامت واپس آگئے تھے۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ مسلمان ہو گئے تھے اور سرکار خواجہ غریب نواز کی چشم ولایت و معرفت سے عرفان و کمالات باطنی کی نعمتوں سے بہرہ ور ہوئے اور حق شناسی کے مرتبہ پر پہونچے۔ صاحب ”گلزار ابرار“ نے

Marfat.com

انہیں خلفائے غریب نواز میں شمار کیا ہے ممکن ہے کہ مرید حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے دست حق پرست پر ہوئے ہوں اور منصب ولایت پر فائز کرنے کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا ہو۔

شیخ صفی الدین ابراہیم رازی

یہ وہی بچہ ہے جن کو لے کر حضرت عثمان ہارونی قدس سرہٗ آتش پرستوں کے آتش کدہ میں چلے گئے تھے اور نمرودی آگ والا ابراہیمی جلوہ دکھا کر صحیح وسالم نکل آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی تلاش وجستجو میں ہندوستان آئے تھے جب اجمیر پہونچے تو حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت وملازمت اپنا شیوہ بنالیا آخرکار درجۂ ولایت پر فائز ہوئے۔ بعد رحلت آپ کو حضرت خواجہ کے روضہ کی دیوار کے سائے میں جگہ میسر آئی صاحب ''گلزار ابرار'' نے آپ کو بھی حضرت خواجہ غریب نواز کے خلفاء میں تسلیم کیا ہے۔

حضرت سید عرب

ساتویں صدی ہجری کے شروع میں آپ بدایواں تشریف لائے بڑے صاحب معرفت وباطن ہیں مزار شریف بدایوں میں ہے۔ آپ کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی سے شرفِ بیعت حاصل ہے۔ (سید مہدی حسن مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بحوالہ معین الارواح)

شیخ نجم الدین صغریٰ

یہ بزرگ بھی حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے مرید وخلیفہ اور حضرت خواجہ غریب نواز کے پیر بھائی ہیں۔ حضرت نجم الدین صغریٰ تو خراسان سے ترک وطن کر کے دہلی ہی میں مقیم ہو گئے تھے اور شیخ الاسلام کے منصب پر فائز ہو گئے تھے یہیں آپ کا وصال ہوا اور مزار مبارک بھی دہلی میں ہے۔

Marfat.com

آپ کے مشاہیر خلفاء

سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز کا سب سے اہم مقصد ہندوستان میں ایک مستقل وسیع تبلیغی نظام کا قیام تھا اس کے لئے ضروری تھا کہ آپ زیادہ سے زیادہ اسلام کے داعی اور مبلغ تیار کریں یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے بے شمار مخلص مریدوں کو اسلامی ظاہری و باطنی تعلیم سے آراستہ و پیراستہ کر کے خرقۂ خلافت سے سرفراز فرمایا اور انہیں ملک کے دور دراز علاقوں میں دین اسلام کی تبلیغ کیلئے متعین فرمایا۔ آپ کے متعدد مشاہیر خلفاء کا تذکرہ تاریخ کی کتابوں میں ملتا ہے مگر ان سب میں حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے خلیفۂ اعظم اور حقیقی سجادہ نشین ہیں جن کے مختصر حالات زندگی ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی

سلسلۂ چشت کے بزرگوں میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے جلیل القدر بزرگ آپ ہی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ سرکار خواجہ غریب نواز زیادہ تر اجمیر میں رہے اور دہلی و نواح میں آپ کے سلسلے کا کام خواجہ قطب صاحب کرتے تھے۔ آپ سترہ یا بیس سال کی عمر میں حضرت خواجہ غریب نواز کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے اور زندگی کی آخری سانس تک تبلیغ و ہدایت کا مقدس فریضہ اپنے مرشد کی رہنمائی میں انجام دیتے رہے۔

Marfat.com

ولادت

حضرت خواجہ بختیار کا کی ۵۶۸ھ ماہ ربیع الاول میں ماوراء النہر کے ایک قصبہ ''اوش'' میں پیدا ہوئے۔ اسم گرامی بختیار اور قطب الدین لقب تھا۔ عام لوگوں میں خواجہ کا کی کے لقب سے مشہور ہو گئے تھے۔ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ آپ کا سلسلۂ نسب سولہ واسطوں سے شہید کربلا سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جاملتا ہے جو درج ذیل ہے:

شجرۂ نسب

(۱) سید الشہداء امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۲) سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۳) سیدنا امام محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (۴) سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(۵) سیدنا حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ (۶) سیدنا حضرت علی موسیٰ رضا رضی اللہ عنہ
(۷) حضرت نقی الوجود رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۸) سید جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۹) سید رشید الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۰) سید حسام الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۱) سید رضی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۲) سید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۳) سید محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۴) سید کمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۵) سید احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۶) سید موسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(۱۷) سید کمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (۱۸) خواجہ سید قطب الدین بختیار کا کی قدس سرہ

تعلیم و تربیت

خواجہ قطب الدین بختیار کا کی ابھی ڈیڑھ برس کے تھے کہ ان کے والد ماجد سید کمال الدین کو خالق حقیقی کا بلاوا آ گیا اور انہوں نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ آپ کی والدہ نے نہایت محبت اور توجہ سے آپ کی پرورش کی جب قطب صاحب کی عمر پانچ برس کی ہوئی تو شفیق والدہ نے اپنے بچے کو ایک ہمدرد پڑوسی کے سپرد کیا اور اس سے درخواست کی کہ اسے مکتب میں لے جا کر بٹھا آؤ۔ وہ شخص آپ کا ہاتھ پکڑ کر جا رہا تھا کہ راستے میں ایک نورانی

Marfat.com

صورت بزرگ ملے انہوں نے اس شخص سے پوچھا ''یہ بچہ کس کا ہے اور تم اسے کہاں لے جارہے ہو''۔؟

اس نے جواب میں سارا حال بیان کر دیا۔ان بزرگ نے فرمایا ''آؤ بھئی میں اس بچے کو ایک ایسے استاذ کے پاس لے جاؤں گا جو اسے ایک لاثانی انسان بنادے گا''۔

چنانچہ وہ بزرگ ان کو ساتھ لے کر مولانا ابوحفص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان پر پہونچے۔مولانا ابوحفص ایک باکمال بزرگ تھے اور علوم ظاہری و باطنی پر کامل عبور رکھتے تھے ان بزرگ نے خواجہ قطب کا ہاتھ حضرت ابوحفص کے ہاتھ میں دے دیا اور کہا ''اے ابوحفص !اس بچے کو خاص توجہ سے تعلیم دینا یہ ایک دن آسمان ولایت پر آفتاب بن کر چمکنے والا ہے''۔اتنا کہہ کر وہ بزرگ وہاں سے چلے گئے۔حضرت ابوحفص نے خواجہ بختیار کاکی کے ساتھی سے پوچھا ''جانتے ہو یہ کون تھے''۔؟

اس نے لاعلمی کا اظہار کیا تو ابوحفص نے فرمایا ''یہ حضرت خضر تھے تم اب اطمینان سے گھر جاؤ انشاء اللہ اس بچے کی تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا جائے گا''۔

اس پڑوسی نے واپس آکر حضرت کی والدہ سے سارا واقعہ بیان کیا تو وہ بہت مسرور ہوئیں ادھر مولانا ابوحفص نے نہایت محنت اور توجہ سے خواجہ بختیار کاکی کو تعلیم دی اور چند ہی برسوں میں انہیں ایک جید عالم بنانے کے ساتھ باطنی علوم و کمالات بھی عطا کر دیئے۔

خواجہ غریب نواز سے بیعت

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے سترہ برس کی عمر میں سرکار خواجہ غریب نواز سے بیعت و ارادت کا شرف حاصل کیا۔یہ بیعت کہاں ہوئی اس کے بارے میں دو روایات ہیں پہلی روایت کے مطابق سرکار خواجہ غریب نواز سیاحت فرماتے ہوئے خود ہی اوش پہونچ گئے اس طرح خواجہ بختیار کاکی کو گھر بیٹھے گوہر مقصود ہاتھ آگیا اور آپ خواجہ غریب نواز کی بیعت سے مشرف ہوئے۔(سبع سنابل)

دوسری روایت کے مطابق خواجہ بختیار کاکی پیر کامل کی جستجو میں مختلف مقامات کا سفر کرتے ہوئے بغداد پہونچے اور وہاں حضرت ابو اللیث سمرقندی کی مسجد میں شیخ شہاب

Marfat.com

الدین سہروردی، شیخ برہان الدین چشتی، شیخ اوحدالدین کرمانی، شیخ محمود اصفہانی اور شیخ داؤد کرمانی علیہم الرحمۃ کی فیض بخش موجودگی میں حضرت خواجہ غریب نواز کے مقدس ہاتھوں پر آپ نے بیعت کی اور ان سے خرقۂ خلافت پایا۔ (سیر الاولیاء و دلیل العارفین)

ریاضت ومجاہدہ

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی مولانا ابوحفص کی تعلیمات کے زیر اثر بچپن ہی میں ریاضات ومجاہدات میں مشغول رہنے لگے تھے اور بیعت کے بعد اس میں اور زیادہ اضافہ ہوگیا تھا ایک دن رات میں باختلاف روایت پچانوے یا ڈھائی سو رکعت نماز ادا فرماتے تھے اور تین ہزار بار درود شریف رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھیجتے تھے۔

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ قصبہ اوش کا ایک رئیس حضرت خواجہ (قطب الدین بختیار کاکی) کا مرید تھا ایک رات کو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک عالی شان محل ہے جس کے ارد گرد لوگوں کا ہجوم ہے ایک نورانی صورت کے بزرگ بار بار اس محل کے اندر جاتے ہیں اور پھر باہر آ کر ان لوگوں میں سے کسی سے ایک آدھ بات کرتے ہیں۔ رئیس مذکور نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ جواب ملا کہ اس محل کے اندر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رونق افروز ہیں اور یہ بزرگ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ جو حضور کے پیام اقدس ان لوگوں کو نام بہ نام پہونچا رہے ہیں۔ اس رئیس نے موقع پا کر حضرت عبداللہ بن مسعود سے عرض کیا کہ بارگاہ رسالت میں میری یہ التجا پہونچا دیجئے کہ یہ عاجز بھی حضور کے دیدار کا مشتاق ہے۔ حضرت ابن مسعود اندر گئے اور حضور کا یہ پیغام لائے کہ تمہارے لئے ابھی ہماری زیارت کا وقت نہیں آیا تم جاؤ اور قطب الدین سے کہو کہ جو تحفہ تم ہر شب ہمارے لئے بھیجا کرتے تھے وہ تین راتوں سے ہمارے پاس نہیں پہونچا اس کے بعد ہی رئیس کی آنکھ کھل گئی۔ بیدار ہوتے ہی وہ سیدھا حضرت خواجہ بختیار کاکی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنے خواب کی ساری کیفیت بیان کی معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ نے شادی کی ہے اسی وجہ سے تین شب سے معمول کے مطابق

Marfat.com

درود شریف نہیں پڑھ سکے۔ حضرت خواجہ بختیار کا کی نے خواب کی کیفیت سن کر اسی وقت اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور دنیوی معاملات سے کنارہ کش ہو گئے اب رات دن عبادت الٰہی سے ہی سروکار تھا۔ اوائل عمر میں تو نیند کے غلبہ کی وجہ سے کچھ سو بھی لیتے تھے لیکن رفتہ رفتہ آرام کرنا بالکل ترک کر دیا۔ آخر عمر میں تو دن رات بیدار رہتے تھے اور ایک ایک لمحہ یاد الٰہی میں گزارتے تھے بیس سال تک زمین سے پیٹھ نہ لگائی ہر وقت عالم استغراق میں رہتے البتہ نماز کے وقت ہوشیار ہو جاتے غسل فرماتے اور تجدید وضو کر کے نماز ادا فرماتے اور چونکہ کلام پاک کے حافظ بھی تھے اس لئے اس کی بکثرت تلاوت بھی فرماتے تھے عام طور پر اپنے حجرے میں خلوت گزیں رہتے اور شہرت سے پرہیز کرتے اگر کبھی بہت سے لوگ زیارت کے لئے جمع ہو جاتے تو آہ سرد بھرتے ہوئے حجرے سے باہر تشریف لاتے سب لوگوں کو ایک ایک پیالہ تقسیم فرماتے پھر انہیں پند و نصیحت کرتے جب وہ رخصت ہو جاتے تو حضرت پھر حجرے میں مشاہدۂ ربانی میں مشغول ہو جاتے۔

ہندوستان آمد

سرکار خواجہ غریب نواز سے شرف بیعت حاصل کرنے اور علائق دنیوی سے کنارہ کش ہونے کے بعد ایک عرصہ تک اپنے پیر و مرشد کی خدمت میں رہ کر عبادت و ریاضت میں مشغول رہے پھر خواجہ بزرگ کی اجازت سے مختلف ملکوں اور شہروں کی سیر و سیاحت کی اور بہت سے اولیاء کرام سے ملاقات کی۔ اسی دوران آپ کو اطلاع ملی کہ حضرت خواجہ غریب نواز بغداد چھوڑ کر ہندوستان چلے گئے ہیں تو وہ بھی اپنے مرشد کے شوق ملاقات میں ہندوستان کے لئے عازم سفر ہو گئے اس طرح یکے بعد دیگرے مرشد و مرید دونوں نے ہندوستان کی سرزمین کو اپنے اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ حضرت خواجہ غریب نواز کے ساتھ ۵۸۶ھ میں ہندوستان تشریف لائے لیکن اور روایتیں اس کی تصدیق نہیں کرتیں۔

Marfat.com

ملتان میں تشریف آوری

جب حضرت خواجہ بختیار کاکی بغداد مقدس سے روانہ ہو کر ملتان پہونچے اور یہاں کے مشہور بزرگ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کے پاس قیام کیا۔ دونوں خدارسیدہ بزرگ تھے کچھ دنوں خوب صحبتیں رہیں۔ اسی زمانے میں مغلوں نے ملتان پر حملہ کیا اور شہر کا نہایت سختی سے محاصرہ کرلیا۔ ملتان کا حاکم ناصرالدین قباچہ حضرت شیخ بہاء الدین زکریا کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کا طالب ہوا۔ اس وقت وہاں حضرت خواجہ بختیار کاکی بھی موجود تھے۔ قباچہ نے حضرت خواجہ قطب سے بھی دعا کی درخواست کی۔ اس وقت آپ کے ہاتھ میں ایک تیر تھا وہ تیر قباچہ کو دے دیا اور فرمایا کہ اسے دشمن کے لشکر کی طرف چھوڑ دینا۔ قباچہ نے ایسا ہی کیا۔ تیر کے چھوڑتے ہی دشمن کا لشکر محاصرہ اٹھا کر تتر بتر ہو گیا۔

حضرت بابا فریدالدین گنج شکر ملتان ہی میں حضرت خواجہ بختیار کاکی کے مرید ہوئے تھے اتفاق سے ان دنوں شیخ جلال الدین تبریزی بھی ملتان میں مقیم تھے خواجہ موصوف کی ان سے بھی خوب صحبتیں رہیں۔

دہلی میں ورود مسعود

شہر ملتان میں کچھ دنوں قیام بزرگوں سے فیوض حاصل کرنے اور طالبوں کو برکتیں عطا کرنے کے بعد خواجہ بختیار کاکی دہلی تشریف لے آئے۔ شہر سے باہر سلطان شمس الدین التمش نے آپ کا نہایت شاندار استقبال کیا اور آپ سے شہر کے اندر قیام کرنے کی درخواست کی۔ حضرت خواجہ نے فرمایا مجھے یہ جگہ (شہر کے باہر ہی) پسند ہے۔ کیونکہ یہاں پانی اور سبزہ بافراط ہے چنانچہ آپ نے دہلی کے باہر موضع کیلوکھری یا تلوکھری میں اپنا ڈیرہ لگایا۔ یہاں سے اپنے مرشد حضرت خواجہ غریب نواز کی خدمت میں ایک عریضہ ارسال کیا جس میں تحریر فرمایا کہ شوق قدم بوسی میں دہلی تک آ پہنچا ہوں اب اجازت ہو تو اجمیر حاضر ہو کر آستانۂ عالی پر جبہ سائی کروں۔

Marfat.com

خواجہ غریب نواز نے جواب میں رقم فرمایا کہ تم وہیں دہلی میں قیام کرو اور ہدایت خلق میں مشغول رہو میں انشاء اللہ دہلی آکر خود تم سے ملوں گا۔ چنانچہ سرکار خواجہ کے فرمان کے مطابق آپ نے دہلی ہی میں مستقل قیام فرمالیا۔ چند دنوں کے اندر دور دور تک آپ کی شہرت ہوگئی اور آپکی بارگاہ میں ہر وقت خلقت کا ہجوم رہنے لگا۔ خود سلطان شمس الدین التمش دہلی سے دو بار کیلوکھری آیا اور حضرت کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوا۔ کچھ مدت کے بعد سلطان کے اصرار پر حضرت خواجہ دہلی شہر کے اندر تشریف لے آئے اور ملک عین الدین یا عزالدین کی مسجد میں قیام فرمایا۔ سلطان نے ایک وسیع حویلی بھی آپ کے سپرد کر دی تھی۔ شہر تشریف لانے کے بعد عوام کا بے پناہ ہجوم بڑھ گیا اور دہلی کے رؤساء وامراء بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہونے لگے۔

عہدۂ قضا قبول کرنے سے انکار

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی کو دہلی شہر تشریف لائے ہوئے کچھ ہی دن گزرے تھے کہ اس وقت کے شیخ الاسلام مولانا جمال الدین بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا۔ سلطان شمس الدین نے خواجہ کا کی سے التجا کی کہ آپ شیخ الاسلام کا عہدہ قبول فرمالیجے لیکن حضرت نے اسے منظور نہیں فرمایا۔ چنانچہ سلطان نے اس عہدہ پر شیخ نجم الدین صغریٰ کو مامور کیا۔ شیخ نجم الدین صغریٰ ایک عالم و فاضل اور صاحب طریقت بزرگ اور حضرت خواجہ غریب نواز کے پیر بھائی تھے لیکن خدا کی قدرت کہ شیخ الاسلام کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد وہ خواجہ بختیار کا کی کی مقبولیت اور اثر ورسوخ سے خار کھانے لگے تھے۔ اس کا تفصیلی واقعہ گزشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ چنانچہ اس واقعہ کے بعد خواجہ بختیار کا کی آخر تک دہلی ہی میں مقیم رہے اور شیخ نجم الدین صغریٰ آپ سے بدستور خار کھاتے رہے آخر کار سلطان شمس الدین التمش کی ناراضگی کا شکار ہو کر شیخ الاسلام کے عہدے سے معزول ہو گئے اور نہایت عسرت و پریشانی کی حالت میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

Marfat.com

کاکی کہلانے کی وجہ

حضرت خواجہ قطب صاحب کاکی کے لقب سے کیسے مشہور ہوئے اس سلسلے میں کئی روایتیں بیان کی جاتی ہیں جن میں دو روایتیں بہت مشہور ہیں جو درج ذیل ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار قدس سرہٗ کے گھر میں اکثر فاقہ رہتا تھا بظاہر کوئی آمدنی کا ذریعہ نہیں تھا۔ آپ کے پڑوس میں ایک بنیا رہتا تھا۔ شدید ضرورت کے وقت آپ اس سے کچھ قرض ادھار لے لیا کرتے تھے۔ ایک دن بنیا کی بیوی کو غرور آ گیا اور اس نے آپ کے خادم سے طنزاً کہا کہ ہم تمہیں قرض نہ دیں تو تم لوگ بھوکے مر جاؤ۔

حضرت خواجہ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ آئندہ قرض نہ لینا اور ضرورت کے وقت میرے مصلے کا کونہ اٹھا لینا اس کے نیچے سے تمہیں ضرورت کے مطابق کاک (میٹھی روٹیاں) مل جایا کریں گی۔ ایک دوسری روایت کے مطابق آپ نے فرمایا کہ حجرہ کے طاق میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کہہ کر ہاتھ ڈال دینا بقدر ضرورت کاک مل جایا کریں گی۔ چنانچہ ایک زمانے تک حضرت خواجہ مع افراد خانہ و مہمان اسی خدائی عطیہ پر گزر بسر کرتے رہے اور اس وجہ سے آپ ''کاکی'' (کاک والے) کے نام سے مشہور ہو گئے۔

ایک روز شاہی نانبائی سے سلطان التمش کے خاص کاک جل گئے ادھر سلطان کے خاصہ کا وقت قریب تھا نانبائی سخت پریشان ہوا اتفاق سے خواجہ قطب الدین ادھر سے گزرے۔ نانبائی کا حال دیکھ کر فرمایا ''گھبراؤ نہیں بسم اللہ کہہ کر تنور میں ہاتھ ڈالو اور کاک نکالو'' نانبائی نے تعمیل ارشاد کی دیکھا تو سب کاک بے جلے اور نہایت عمدہ پکے ہوئے تھے۔

یہ واقعہ آناً فاناً لوگوں میں مشہور ہو گیا اور آپ ''کاکی'' کے لقب سے پکارے جانے لگے۔

Marfat.com

توکل و استغنا

سیدنا خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پروردگار عالم نے توکل، فقر اور استغنا کی دولت سے مالا مال فرمایا تھا اگرچہ شہنشاہ ہندوستان شمس الدین التمش اور دوسرے بڑے بڑے امراء و صاحبان دولت و ثروت آپ کے مخلص مرید اور معتقد تھے جو آپ کی خدمت کرنا اپنے لئے باعث صد سعادت و افتخار جانتے تھے مگر آپ نے ان لوگوں سے کبھی کوئی دنیوی فائدہ نہ اٹھایا بارہا آپ کی خدمت میں کئی کئی گاؤں بطور نذر دینے کی پیش کش کی گئی لیکن آپ نے ہر بار ان کو قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا "ہمارے خواجگان کا یہ طریقہ نہیں ہے اگر آج ہم یہ گاؤں قبول کر لیں تو کل قیامت کے دن اپنے خواجگان کے سامنے کیسے جائیں گے"۔

حضرت خواجہ کا کی ابتداء میں اپنی گزر اوقات کے لئے بقدر ضرورت قرض لے لیا کرتے تھے لیکن بعد میں اسے بھی ترک کر دیا۔ اپنے پاس کبھی اتنی رقم نہ رکھتے تھے جس پر زکوٰۃ واجب ہو جاتی اگر کوئی کچھ نذر کرتا تو اسے فوراً حاجت مندوں میں تقسیم کر دیتے یا لنگر خانے میں دے دیتے جہاں ہر وقت مہمانوں کے لئے کھانا تیار کیا جاتا۔ بارہا گھر میں فاقوں تک کی نوبت پہونچی مگر کسی سے اس کا ذکر تک نہ فرماتے اللہ پر توکل کر کے صابر و شاکر رہتے۔

Marfat.com

آپ کی بعض کرامتیں

دیگر اولیائے کرام کی طرح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ سے بھی بے شمار کرامات کا ظہور ہوا ہے جن کی تفصیل کے لئے ایک عظیم دفتر کی ضرورت پیش آئے گی۔ ذیل میں صرف چند کرامات درج کی جا رہی ہیں۔

گھر بیٹھے حج کا ثواب

ایک مرتبہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ، قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا علاء الدین کرمانی اور کئی دوسرے بزرگ ایک مجلس میں اکٹھا تھے حج کے موضوع پر گفتگو ہو رہی تھی کہ اچانک خواجہ بختیار کاکی کی زبان سے یہ الفاظ نکلے "اللہ تعالیٰ کی رحمت بے حساب ہے وہ چاہ لے تو اپنے فضل سے اپنے بندوں کے پاس کعبہ شریف بھیج دے کہ اپنے اپنے مقام پر ہی اس کا طواف کر لیں"۔

حضرت کے اس ارشاد پر حاضرین مجلس پر وارفتگی کا عالم طاری ہو گیا نگاہیں اٹھا کر دیکھا تو خانہ کعبہ سامنے موجود تھا سب نے طواف کی سعادت حاصل کی۔ پھر غیب سے ایک آواز آئی "عزیزو! ہم نے تمہیں حج کا ثواب عطا کر دیا"۔

چھپن ہزار اشرفیاں

فارسی زبان کا مشہور و معروف ایرانی شاعر ناصری سلطان شمس الدین التمش کی سخاوت و دریا دلی کا شہرہ سن کر دہلی آیا۔ شاہی دربار میں جانے سے پہلے حضرت خواجہ کاکی کی خدمت

Marfat.com

میں حاضر ہو کر دعاء کی درخواست کی حضرت نے دعاء دیتے ہوئے فرمایا "جاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں سرخرو کرے گا"۔

ناصری پر امید ہو کر خوشی خوشی دربار میں پہونچا اور سلطان کی شان میں ایک مدحیہ قصیدہ پڑھا اتفاق سے بادشاہ کی توجہ کسی اور طرف تھی قصیدہ پر کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا۔ ناصری نے مایوسی کے عالم میں دل ہی دل میں حضرت خواجہ کاکی کو یاد کیا۔ اچانک بادشاہ متوجہ ہو گیا اور حکم دیا کہ پھر سے اپنا قصیدہ پڑھو۔ اس نے دوبارہ شروع کیا جس کا مطلع تھا:

اے فتنہ از نہیب تو زنہار خواستہ
تیغ تو مال وفیل زکفار خواستہ

جب پورا قصیدہ پڑھ چکا تو پھر تیسری بار پڑھوایا پھر پوچھا "اس قصیدہ میں کتنے اشعار ہیں"۔؟

ناصری نے عرض کیا "چھپن"۔

دریا دل بادشاہ نے چھپن ہزار اشرفیاں ناصری کو دینے کا حکم صادر کر دیا۔ اسے اتنے بڑے انعام کی توقع نہ تھی۔ شاداں وفرحاں حضرت خواجہ کاکی کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصف اشرفیاں آپ کی خدمت میں نذر کرنا چاہا مگر آپ نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اسے محبت سے رخصت کر دیا۔

دریائے سیم وزر

بادشاہ ہند شمس الدین التمش کا شاہی چوکیدار اختیار الدین ایک اشرفیوں کے کچھ توڑے لے کر حاضر خدمت ہوا آپ نے اسے اپنے قریب بلایا اور اپنے مصلے کا ایک گوشہ اٹھا کر فرمایا "ذرا ادھر دیکھو"۔

اختیار الدین کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں دیکھا کہ سیم وزر کا ایک دریائے ذخار بہہ رہا ہے۔ اس کے بعد خواجہ کاکی نے فرمایا "جسے اللہ تعالیٰ نے یہ خزانے عطا کر رکھے ہوں وہ تمہاری اشرفیاں لے کر کیا کرے گا جاؤ آئندہ کسی درویش کے ساتھ ایسی گستاخی نہ

Marfat.com

کرنا''۔

شمسی تالاب

سلطان شمس الدین التمش ایک ہمدرد اور رحم دل انسان تھا عوام کی تکلیف سے وہ تڑپ اٹھتا تھا۔ ایک عرصہ سے اس کے دل میں یہ آرزو تھی کہ ایک وسیع وعریض تالاب کھدوا کر دہلی کے باشندوں کو پانی مہیا کرایا جائے تا کہ ان کی پریشانی دور ہو سکے لیکن اس کے لئے کوئی موزوں جگہ ابھی تک نہیں ملی تھی ایک رات خواب میں قسمت بیدار ہوئی اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا دیکھا کہ سرکار گھوڑے پر سوار ہیں اور ایک خاص مقام پر کھڑے ہو کر ارشاد فرما رہے ہیں ''تالاب یہاں کھدواؤ''۔

سلطان نیند سے بیدار ہو کر فوراً اس جگہ پہونچا تو دیکھا کہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وہاں پہلے سے کھڑے ہیں۔ سلطان نے سرکار کی بتائی ہوئی جگہ پر ہی تالاب کھدوانا شروع کر دیا جس کی تکمیل کے بعد دہلی میں پانی کی کمی دور ہو گئی۔ یہ تالاب آج بھی ''شمسی تالاب'' کے نام سے موجود ہے۔

دریا نے راستہ دے دیا

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے آپ کے ساتھ بابا فرید الدین گنج شکر بھی تھے راستے میں ایک دریا آ گیا جس کے پار جانے کی کوئی سبیل نہ تھی آپ نے سورۂ اخلاص پڑھ کر دریا کے پانی پر پھونک ماری اسی وقت دریا میں راستہ بن گیا آپ دونوں آسانی سے دریا کے پار چلے گئے۔

گمشدہ لڑکا واپس آ گیا

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں ایک ضعیفہ روتی چلاتی ہوئی آئی اور عرض کیا ''حضور میرا نو برس کا بچہ مدت سے لاپتہ ہے میں اس کے فراق میں تڑپتی رہتی ہوں اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے میرے لخت جگر سے ملا دے۔

Marfat.com

حضرت خواجہ نے صدق دل سے اس عورت کے لئے دعا مانگی اور پھر فرمایا ''گھر جا اللہ نے چاہا تو تیرا نور نظر مل جائے گا''۔

بڑھیا جب گھر پہونچی تو دیکھا کہ اس کا لڑکا وہاں پہلے ہی سے موجود ہے۔ اس نے اپنی سرگزشت بتاتے ہوئے کہا کہ مجھے کوئی سوداگر ملک روم لے گیا تھا آج ایک شخص مجھے شہر سے باہر لے آیا اور کہا کہ اپنی آنکھیں بند کرو۔ میں نے آنکھیں بند کیں اور کچھ دیر کے بعد کھولیں تو میں یہاں موجود تھا۔

اس طرح کی بہت سی کرامات حضرت قطبؒ صاحب سے منسوب ہیں۔

کیفیت سماع

اپنے پیر ومرشد اور دیگر چشتی بزرگوں کی طرح حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی قدس سرہٗ کو بھی سماع سے بہت لگاؤ تھا اور اسے بہت پسند فرماتے تھے لیکن مجلس سماع کے انعقاد میں اس کے تمام آداب وشرائط کا لحاظ رکھتے تھے۔ اپنی خانقاہ کے علاوہ کبھی کبھی حضرت قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ میں ہونے والی محفل سماع میں شرکت فرماتے اور کبھی دیگر ہم مشرب بزرگوں کے یہاں تشریف لے جاکر اپنے ذوق سماع کی تسکین فرماتے۔ ایک بار ایک سماع کی مجلس میں قوالوں نے درج ذیل شعر پڑھا:

سرود چیست کہ چندیں فسون عشق ذروست
سرود محرم عشق است وعشق محرم اوست

تو حضرت خواجہ کا کی پر کیفیت طاری ہوگئی اور اسی عالم مدہوشی میں سات رات اور دن گزر گئے اس درمیان جب نماز کا وقت آتا تو آپ ہوش میں آجاتے اور نماز ادا کرتے ہی پھر بے ہوش ہوجاتے غرض سماع میں آپ کی کیفیت عجیب وغریب ہوجاتی اکثر ایسا ہوتا کہ کسی شعر پر وجد میں آجاتے اور پہروں تڑپتے اور پھڑکتے رہتے۔

سانحۂ ارتحال

اکثر تذکرہ نویسوں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آپ کا وصال پیر ومرشد سرکار خواجہ

Marfat.com

غریب نواز قدس سرہٗ کے وصال کے بعد ۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ھ میں دوشنبہ مبارکہ کی شب میں ہوا۔ آپ کے وصال کا حال یوں بیان کیا جاتا ہے کہ ایک دن حضرت شیخ علی سنجری یا سجستانی کی خانقاہ میں مجلس سماع منعقد ہوئی حضرت خواجہ کاکی بھی وہاں تشریف لے گئے۔ قوالوں نے حضرت احمد جام کا کلام پڑھنا شروع کیا جب وہ اس شعر پر پہونچے:

کشتگان خنجر تسلیم را

ہر زماں از غیب جان دیگر است

تو حضرت خواجہ کاکی نے یہ شعر ایک بار اپنی زبان مبارک سے دہرایا اور پھر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اور حالت انتہائی نازک ہوگئی۔ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری، مولانا بدر الدین غزنوی اور دوسرے بزرگ آپ کو سہارا دے کر خانقاہ تک لائے یہاں پھر قوالی شروع ہوئی مکمل تین دن اور تین راتوں تک اسی شعر کی تکرار ہوتی رہی نماز کے وقت آپ ہوش میں آجاتے اور وضو کر کے نماز ادا کرنے کے بعد پھر بے خود ہو جاتے۔ کیفیت یہ تھی کہ پہلا مصرع پڑھنے پر بالکل بے جان ہو جاتے اور دوسرا مصرع پڑھتے ہی بدن میں حرکت پیدا ہو جاتی۔

بالآخر تمام لوگوں کی رائے سے دوسرے مصرع کی تکرار بند کر دی گئی اور صرف پہلا مصرع پڑھا جانے لگا دو چار دفعہ کی تکرار سے ہی آپ واصل بحق ہو گئے۔ وصال کے وقت سر مبارک حضرت قاضی حمید الدین ناگوری کی گود میں تھا اور پاؤں مولانا بدر الدین غزنوی کی آغوش میں۔ سلطان شمس الدین التمش نے غسل دیا اور خود ہی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر اسی جگہ دفن کیا جو حضرت خواجہ کاکی نے اپنی حیات ظاہری میں ہی اپنے مرقد کے لئے خرید لی تھی مزار مبارک مہرولی شہر دہلی میں مرجع خاص و عام ہے۔

حضرت خواجہ بختیار کاکی کے خلفاء

آپ کے مشہور خلفاء کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں: حضرت بابا فرید الدین گنج شکر،

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش، شیخ تاج الدین منوراوشی، شیخ بدرالدین غزنوی، شیخ بدرالدین موتاب، شیخ ضیاء الدین رومی، شیخ برہان الدین بلخی، شیخ احمد تمامی، شیخ نجم الدین قلندر، قاضی حمیدالدین ناگوری، شیخ صوفی بدھنی، شاہ خضر قلندر، مولانا برہان الدین حلوائی، شیخ محمود بہاری، شیخ بابا سنجری بحر دریا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

سرکار خواجہ غریب نواز کے دیگر خلفاء

سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے ہندوستان میں کتنے لوگوں کو داخل اسلام کیا یہاں تشریف آوری سے قبل دوران سیاحت بھی بہت سے خوش نصیب کفر کی تاریک وادیوں سے نکل کر آپ کی رہنمائی میں اسلام کی روشن دنیا میں آئے اور کتنے لوگوں کو مرید کیا اور پوری دنیائے اسلام میں کتنوں کو اجازت وخلافت سے نوازا تمام مریدین وخلفاء کی متعین تعداد بتانے سے تاریخ کے اوراق قاصر ہیں مختلف کتب تاریخ میں خلفاء کے الگ الگ نام اور تعداد مذکور ہے۔ مشہور خلفائے کرام کے علاوہ اختلاف روایت کے ساتھ جو اسمائے گرامی دستیاب ہوسکے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں اور جن کے سن وصال اور مدفن کا علم ہوسکا وہ بھی شامل فہرست ہے۔ سب سے چہیتے، قریب تر اور مشہور خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کے تفصیلی حالات گزشتہ صفحات میں پیش کئے جاچکے ہیں اس لئے ان کا اسم گرامی اس میں شامل نہیں ہے۔

نمبر شمار	اسم گرامی	سال وصال	مزار مبارک
۲	حضرت خواجہ سید فخر الدین چشتی	۶۶۱ھ	سرواڑ شریف
۳	حضرت شیخ حمید الدین ناگوری	۶۴۳ھ	دہلی
۴	حضرت صوفی حمید الدین ناگوری	۶۷۳ھ	ناگور شریف
۵	حضرت خواجہ برہان الدین	۶۶۴ھ	اجمیر شریف
۶	حضرت شیخ احمد کابلی	۵۹۴ھ	بنارس
۷	حضرت شیخ عبد الغفار	۶۹۲ھ	ملتان

Marfat.com

۸	حضرت شیخ احمد خاں غازی	۶۰۳ھ	قنوج
۹	حضرت قیروان احمد ترک	۵۸۴ھ	دہلی
۱۰	حضرت شیخ شمس الدین فوقانی	۶۷۴ھ	احمد آباد
۱۱	حضرت شیخ محمد یادگار سبزواری	۶۴۵ھ	قندھار
۱۲	حضرت شیخ وجیہ الدین خراسانی	۶۴۵ھ	ہرات
۱۳	حضرت شیخ محمد زاہد ترک	۶۳۴ھ	دہلی
۱۴	حضرت معروف شہاب	۶۳۸ھ	اجمیر شریف
۱۵	حضرت ابوالفرح قریشی	۶۱۷ھ	دہلی
۱۶	حضرت شیخ احمد	۶۳۰ھ	اجمیر شریف

"سیر الاقطاب" میں مذکورہ اسمائے گرامی میں سے کچھ اسماء موجود نہیں ہیں اور اس میں کچھ نام ایسے بھی ہیں جو اس فہرست میں شامل نہیں ہیں وہ نام یہ ہیں مگر اس میں سن وصال اور مقام مزار کا تذکرہ نہیں ہے۔

۱۷ حضرت شیخ محسن

۱۸ حضرت شیخ سلیمان غازی

۱۹ حضرت خواجہ حسن خیاط

۲۰ حضرت عبداللہ المعروف بہ اجے پال جوگی

۲۱ حضرت بی بی حافظ جمال (صاحبزادی سرکار خواجہ غریب نواز)

صاحب "معین الارواح" نے "گلزار ابرار" "خزینۃ الاصفیاء" "تذکرۂ اولیائے ھند" اور "آئینۂ تصوف" کے حوالوں سے دیگر متعدد خلفاء کا تذکرہ کیا ہے ان کے اسمائے گرامی بھی درج کیے جاتے ہیں۔

۲۲ حضرت مولانا حکیم ضیاء الدین حامد بلخی

۲۳ حضرت سید حسین مشہدی عرف خنگ سوار

۲۴ حضرت شیخ معین الدین

Marfat.com

۲۵	حضرت شیخ نظام الدین ناگوری		
۲۶	حضرت شیخ مجد الدین سنجری		
۲۷	حضرت مولانا احمد خادم		
۲۸	حضرت شیخ مہتا یا متا		
۲۹	حضرت شیخ علی سنجری		
۳۰	حضرت شاہ عبداللہ کرمانی		
۳۱	حضرت پیر کریم سلونی	۶۶۳ھ	
۳۲	حضرت شیخ صدر الدین کرمانی		
۳۳	حضرت برہان جی سدا سہاگ	۶۰۰ھ	اجمیر شریف
۳۴	حضرت نیاز اللہ بن شفیق احمد خراسانی	۵۸۵ھ	
۳۵	حضرت امام الدین بن نجم الدین دمشقی	۵۴۷ھ	
۳۶	حضرت داؤد بن شیخ سلیم ساکن طائف	۶۰۰ھ	اجمیر شریف
۳۷	حضرت قادر سعید	۶۰۷ھ	اجمیر شریف
۳۸	حضرت احمد خاں درانی	۶۰۲ھ	
۳۹	حضرت سلطان شاہ	۵۹۳ھ	
۴۰	حضرت غلام ہادی ترک	۵۸۸ھ	
۴۱	حضرت اصغر قندھاری	۶۱۵ھ	دہلی
۴۲	حضرت اظہر خاں ترک دہلوی	۶۰۷ھ	دہلی
۴۳	حضرت سبحان علی خاں چمتی	۶۱۹ھ	اجمیر شریف
۴۴	حضرت فقیر احمد جمرودی	۶۱۱ھ	اجمیر شریف
۴۵	حضرت ہادی محمد غفرت قریانی	۶۰۹ھ	اجمیر شریف
۴۶	حضرت نظام خاں ترک	۶۲۱ھ	
۴۷	حضرت سوغی بہادر شاہ	۶۱۸ھ	اجمیر شریف

Marfat.com

۴۸	حضرت مراد بیگ مغل	۶۱۴ھ	اجمیر شریف
۴۹	حضرت شعبان خاں ترک	۶۱۷ھ	اجمیر شریف
۵۰	حضرت محمد اصغر بہاری	۶۵۷ھ	دہلی
۵۱	حضرت مردعار خاں ترک	۶۱۹ھ	اجمیر شریف
۵۲	حضرت نعمت احمد صفا	۶۱۷ھ	اجمیر شریف
۵۳	حضرت محمود احمد	۶۰۷ھ	اجمیر شریف
۵۴	حضرت اکبر شاہ	۶۲۱ھ	اجمیر شریف
۵۵	حضرت غریب اصغر	۶۰۸ھ	اجمیر شریف
۵۶	حضرت شہاب ولی	۶۱۷ھ	اجمیر شریف
۵۷	حضرت سرور احمد	۶۸۵ھ	اجمیر شریف
۵۸	حضرت ظہیر الدین بن شمس الدین	۶۰۱ھ	اجمیر شریف
۵۹	حضرت سفیان احمد	۶۱۵ھ	دہلی
۶۰	حضرت معروف شہاب الدین قریشی	۶۳۸ھ	اجمیر شریف
۶۱	حضرت عبداللہ اصغر	۶۴۰ھ	دہلی
۶۲	حضرت عبدالغفار	۶۶۱ھ	اجمیر شریف
۶۳	حضرت عزیز احمد شاہ	۶۹۷ھ	دہلی
۶۴	حضرت موشیوخ عراقی	۷۰۰ھ	دہلی
۶۵	حضرت کریم شعیب ابن محمود شاہ ایرانی	۶۷۲ھ	دہلی
۶۶	حضرت یعقوب خاں	۶۹۸ھ	دہلی
۶۷	حضرت حسن داؤد جی	۶۲۱ھ	اجمیر شریف
۶۸	حضرت خواجہ احمد شاہ	۶۱۸ھ	دہلی
۶۹	حضرت الشیخ محمد فتار	۶۳۳ھ	اجمیر شریف
۷۰	حضرت خواجہ یادگار خرم	۶۴۰ھ	غزنی

Marfat.com

۷۱	حضرت خواجہ سبز یادگاری	۶۴۵ھ	قندھار
۷۲	حضرت شیخ احمد قہر ابن فقیر جبار	۶۴۱ھ	دہلی
۷۳	حضرت شیخ وجیہ الدین	۶۷۲ھ	ملتان
۷۴	حضرت خواجہ محی الدین		اجمیر شریف
۷۵	حضرت احمد شہاب کوفی		اجمیر شریف

مختلف کتب سیر کے حوالوں سے مذکورہ ۷۵ اسمائے گرامی کے بارے میں یہ یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ سب کے سب سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے خلفائے کرام ہی ہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ اس فہرست میں چند خلفاء کے علاوہ ان مخصوص مریدین کے نام بھی شامل ہوں جو سرکار خواجہ غریب نواز سے زیادہ قریب رہ کر خصوصی فیوض و برکات سے مالا مال ہوئے ہوں اور دین اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں اپنے پیر و مرشد کا ساتھ دینے میں پیش پیش رہے ہوں۔

ہفت حمید

جس زمانے میں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ دہلی میں قیام پذیر تھے اسی دوران ایک دن آپ کا گزر ایک بت خانے کے قریب سے ہوا جہاں سات اشخاص بتوں کی پرستش کر رہے تھے اچانک ان کی نگاہیں سرکار غریب نواز کے پرنور چہرے پر پڑیں اور وہ بے تحاشہ آپ کے قدموں پر آ کر گر پڑے خدا جانے انہوں نے آپ کی کون سی روحانی قوت کا مشاہدہ کر لیا یا آپ کے چہرۂ پاک میں جذب و کشش والا کوئی جلوہ دیکھ لیا کہ اسی وقت ان ساتوں لوگوں نے کلمۂ شہادت پڑھ کر حضرت خواجہ کے ہاتھوں اسلام قبول کر لیا۔ آپ نے ان ساتوں کا اسلامی نام "حمید الدین" رکھا۔ ہوا یوں کہ جب حضرت خواجہ نے ان میں سے سب سے بڑے کا نام حمید الدین رکھ کر دوسرے کا نام رکھنا چاہا تو ان سب نے بیک زبان التجا کی کہ جس طرح حالت کفر میں ہم سب ایک ساتھ رہے اور اب ایک ساتھ ہی مسلمان بھی

Marfat.com

ہوئے تو ہم سب چاہتے ہیں کہ ہمارا نام بھی ایک ہی ہو چنانچہ یہ ساتوں ایک ہی نام سے موسوم ہو گئے۔ البتہ پہچان کے لئے ان کے ناموں کے ساتھ الگ الگ علامتی الفاظ جوڑ دیئے گئے جو اس طرح ہیں۔

(۱) خوی حمید الدین (۲) کاسہ بردار حمید الدین (۳) عصا بردار حمید الدین (۴) مشرقی حمید الدین (۵) مغربی حمید الدین (۶) حمید الدین خاصہ (۷) حمید الدین دہلوی۔

بتایا جاتا ہے کہ ان ساتوں کے مزارات ناگور شریف میں ہیں اور وہاں انہیں ناموں سے مشہور ہیں لوگ ان کے آستانے سے فیضیاب ہوتے ہیں۔

Marfat.com

معنوی اولادیں

ہندوستان میں سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی حقیقی اور معنوی یعنی نسبی اور روحانی دو طرح کی اولادیں آج بھی موجود ہیں بلکہ نسبی اولاد تو محدود ہیں روحانی اولاد کا سلسلہ بہت وسیع ہے۔ ملک کا قریب قریب کوئی شہر ایسا نہیں جہاں آپ کی معنوی اور روحانی اولاد موجود نہ ہو بلکہ چھوٹے چھوٹے قصبوں اور گاؤں تک میں آپ کا سلسلہ پہونچا ہوا ہے۔ کہیں چشتی نظامی کے نام سے منسوب ہے تو کہیں چشتی صابری سے مشہور ہے۔

صاحب ''گلزار ابرار'' بیان کرتے ہیں کہ پورے ملک میں جتنے مشائخ چشت مدفون ہیں ان سب کا سلسلہ حضرت خواجہ غریب نواز پر ہی ختم ہوتا ہے سوا ایک سلسلہ شیخ عزیز اللہ منڈ والہ کے کہ وہ شیخ رکن الدین نہروالہ سے ملتا ہے اور شیخ رکن الدین اپنے آپ کو چھ واسطوں سے حضرت خواجہ مودود چشتی تک پہونچاتے ہیں۔

سرکار خواجہ غریب نواز کے خلفاء و مقتدر مریدین میں آپ کی جانشینی کا شرف حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو حاصل ہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے خلفاء میں جانشین و سرگروہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر ہیں۔ حضرت بابا گنج شکر کے بھی بہت سے خلفاء ہیں مگر مقتدر و صاحب سلسلہ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی اور مخدوم علاء الدین صابر کلیری ہیں۔ یہاں سے سلسلۂ چشتیہ کی ہندوستان میں دو شاخیں جاری ہوئیں ایک نظامی چشتی نے مشہور ہوئی اور دوسری صابری چشتی کہلائی۔ سلسلہ بہ سلسلہ مولانا فخر الدین دہلوی المعروف بہ مولانا فخر صاحب سے نظامی سلسلہ کی دو شاخیں ہو گئیں۔ ایک شاخ حاجی نور محمد صاحب سے چلی جو تونسوی کہلاتی ہے اور دوسری شاخ شاہ نیاز احمد صاحب

Marfat.com

بریلوی سے چلی جو نیازی کہلاتی ہے۔ان دونوں شاخوں میں اس وقت ملک کے لاکھوں افراد شامل ہیں۔صابریہ سلسلہ کا دائرہ بھی بہت وسیع ہے اس میں بھی لاکھوں افراد نظر آتے ہیں مرادآباد، حیدرآباد دکن، پانی پت، ردولی شریف ،مین پوری، دہلی اور دیگر بہت سے مقامات پر صابریہ خانقاہیں فیض وجود کا دریا بہارہی ہیں۔

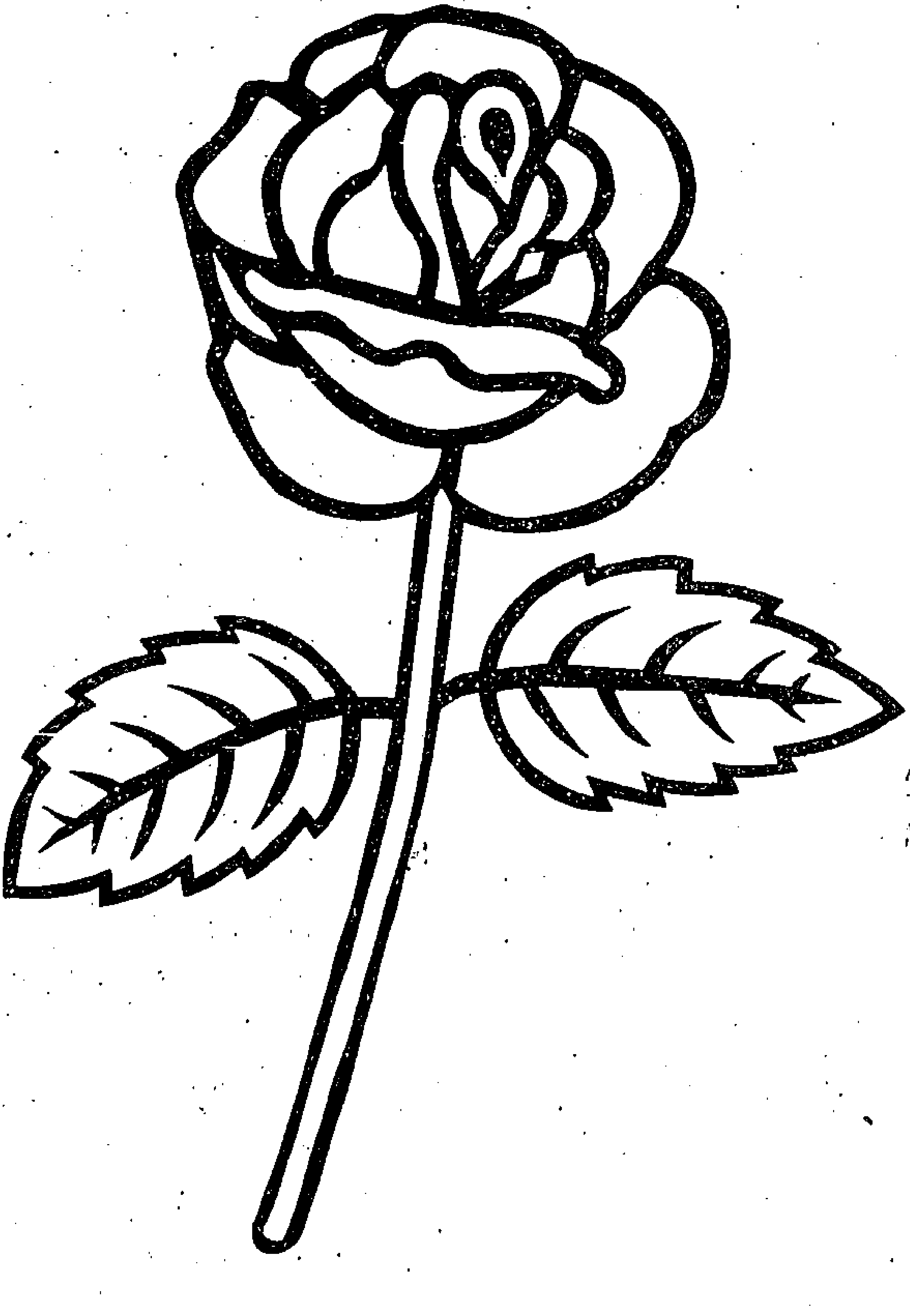

Marfat.com

بعض ہم عصر علماء و مشائخ

سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی حیات ظاہری کے زمانے میں مختلف ممالک، شہروں اور قصبوں میں متعدد اکابر مشائخ کے علاوہ اپنے وقت کے جلیل القدر، جید اور مقبول خواص و عوام، علماء، صوفیاء اور مشائخ بھی موجود تھے جو اپنے اپنے مقام پر دینی، علمی اور روحانی خدمات انجام دے رہے تھے۔ سیاحت اور پھر اجمیر شریف و دہلی وغیرہ میں قیام کے دوران ان میں سے بعض مشاہیر وقت سے سرکار خواجہ غریب نواز کی ملاقاتیں اور صحبتیں بھی رہیں۔ ان بعض معاصر کے احوال قارئین کی معلومات میں اضافے کے لئے ذیل میں اختصار کے ساتھ درج کئے جا رہے ہیں۔

شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی قدس سرہٗ

آپ خلیفہٗ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ آپ کی ولادت ۴۹۰ھ میں ہوئی آپ کا اسم گرامی عبد القاہر، کنیت ابو نجیب اور لقب ضیاء الدین ہے۔ آپ سلسلہٗ سہروردیہ میں اپنے چچا حضرت شیخ وجیہ الدین ابو حفص سہروردی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ ہیں اور سلسلہٗ کبرویہ میں حضرت ابو الفتوح ابن امام احمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے غوث اعظم حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کی صحبت بھی پائی ہے اور خرقہٗ خلافت بھی۔ اور جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ بغداد میں قیام کے دوران سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی بھی آپ سے ملاقات ہوئی ہے۔ آپ کا وصال ۵۶۳ھ میں ہوا مزار پاک بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے

Marfat.com

واقع ہے۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہٗ

آپ کی ولادت ۵۳۹ھ میں ہوئی آپ حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی کے مرید وخلیفہٗ اعظم ہیں۔شیخ موصوف نے ہی بچپن میں آپ کی پرورش بھی کی۔آپ کو شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی اور حضرت سلطان الہند خواجہ غریب نواز معین الدین حسن چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی صحبتوں سے مستفیض ہونے کا سنہری موقع ملا ہے۔حضرت شیخ سعدی شیرازی وغیرہ آپ کے مرید ہیں۔آپ کا وصال ۶۲۳ھ میں ہوا آپ کا مزار شریف بھی بغداد شریف میں ہے۔

حضرت شمس الدین تبریزی قدس سرہٗ

آپ کیانیوں کی اولاد میں ہیں آپ کے والد خاوند علاء الدین قلع الموت کے والی تھے انہوں نے اپنے اجداد کے مذہب سے کنارہ کش ہوکر ملحدوں کے دفتر اور رسالے کو جلا دیا اور اسلام کے آثار ملحدوں کے قلعہ میں ظاہر کئے۔آپ نے خفیہ طریقے سے اپنے بیٹے شمس الدین کو حصول علم کے لئے تبریز روانہ کر دیا وہاں جاکر موصوف نے عورتوں سے زردوزی بھی سیکھی اس لئے آپ کو زردوز کے لقب سے بھی جانا جاتا ہے۔علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد حضرت ابوبکر سلمہ باف تبریزی سے آپ نے بیعت کی اور پھر ریاضت ومجاہدہ میں مشغول ہوگئے۔شیخ رکن الدین سنجانی اور شیخ اوحدالدین کرمانی کی خدمت میں بھی بہت دنوں تک رہے۔ایک دن حضرت رکن الدین نے ارشاد فرمایا کہ "شمس الدین! تم روم جاؤ اور وہاں ایک سوختہ کے آگ لگاؤ"۔چنانچہ آپ قونیہ پہونچے اور مولانا جلال الدین رومی کو مستفیض کیا۔حضرت شمس تبریزی کا وصال ۶۴۵ھ میں ہوا۔

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ شیراز میں اتابک سعد زنگی کے عہد حکومت میں پیدا ہوئے جہاں بعد میں ابوبکر

Marfat.com

بن سعد زنگی حکمراں ہوئے۔آپ نے مدرسہ نظامیہ بغداد میں تعلیم پائی شیخ ابوالفرح ابن جوزی آپ کے مخصوص استاذ ہیں بیت المقدس میں ایک زمانے تک خدمت سقائی انجام دی ہے چودہ حج پاپیادہ کیے ہیں حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے ساتھ ایک کشتی میں دریا کا سفر بھی کیا ہے آپ نے دنیا کے بہت سے ممالک کا سفر کیا ہے ہندوستان کی سیاحت بھی کی ہے اسی دوران دہلی میں حضرت سرکار خواجہ غریب نواز سے بھی ملاقات ہوئی آخری زمانے میں گوشہ نشیں ہو کر یاد الٰہی میں مشغول ہو گئے۔آپ فارسی کے مشہور شاعر و ادیب ہیں۔آپ کی مشہور علمی یادگار ''گلستاں'' اور ''بوستاں'' وغیرہ ہیں۔بوستاں ۶۵۵ھ میں اور گلستاں ۶۵۶ھ میں تصنیف کی۔آپ کا وصال ماہ شوال ۶۹۱ھ میں ہوا۔

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کی ولادت ۶۰۴ھ میں ہوئی۔آپ کے والد ماجد حضرت مولانا بہاء الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بلخ کے رہنے والے تھے بعد میں روم کے شہر قونیہ میں اقامت پذیر ہو گئے تھے۔بچپن میں آپ کی ملاقات حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ہوئی۔ ۶۲۸ھ میں آپ کے والد کے انتقال کے بعد سلطان صلاح الدین سلجوقی نے آپ کو ان کا جانشین بنایا آپ اپنے والد کے مرید حضرت برہان الدین ترمذی کی صحبت میں بھی نو سال تک رہے ان کے وصال کے پانچ سال کے بعد آپ حضرت شمس الدین تبریزی کے مرید و مجاز ہوئے''مثنوی مولانا روم'' آپ کی مشہور و مایۂ ناز تصنیف ہے۔آپ کا وصال ۵ رجمادی الاخریٰ ۶۷۱ھ یا ۶۷۲ھ میں ہوا۔

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ علوم ظاہری و باطنی کے حامل اور شیخ کامل تھے جس پر آپ کی نگاہ پڑ جاتی تھی وہ ولایت کے مرتبہ پر فائز ہو جاتا تھا۔آپ نے شیخ عمار یاسر اور شیخ محمد اسمٰعیل سے ارادت

Marfat.com

وخلافت پائی تھی نیز بابا فرخ تبریزی نے بھی آپ کوخرقہ پہنایا تھا۔چنگیزی لشکر نے آپ کو بعمر ۶۶ سال ۱۰/جمادی الاولیٰ ۶۱۸ھ میں شہید کر دیا۔عالم اسلام کے مشہور عالم وفلسفی حضرت امام فخر الدین رازی آپ کے مرید ومعتقد تھے۔آپ کا مزار اقدس خوارزم میں ہے ۵۸۱ھ میں حضرت خواجہ غریب نواز سے سنجان میں ملاقات ہوئی۔

حضرت شیخ وجیہ الدین ابوحفص سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ حضرت ابومحمد عمویہ کے خلیفہ ہیں آپ کا شمار اجلۂ اولیاء کرام میں ہوتا ہے آپ کو حضرت شیخ ممشاد علو دینوری اور حضرت اخی فرخ ریحانی سے نسبت حاصل ہے شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کو آپ سے ہی کامل فیض پہونچا ہے شیخ موصوف آپ کے برادرزادہ بھی ہیں۔آپ کا وصال ۳/رمضان المبارک ۵۶۶ھ میں ہوا۔

شیخ عبدالخالق غجدوانی

آپ کی ولادت بخارا کے قریب غجدوان میں ہوئی آپ حضرت یوسف ہمدانی کے خلیفۂ اعظم ہیں۔ذکر خفی کا طریقہ آپ ہی نے شروع کیا ہے۔آپ نے اپنے صاحبزادے کو وصیت کی تھی کہ جاہل صوفیوں سے دور رہنا، بادشاہوں سے قربت نہ رکھنا، زیادہ سماع نہ سننا، مخلوق خدا کو ذلیل وکمتر نہ سمجھنا، اپنے آپ کو بہتر نہ جاننا، جہاں تک ممکن ہو خدمت خلق کرنا اور بزرگوں سے ہمیشہ محبت کرنا وغیرہ وغیرہ۔آپ کی وفات ۱۲/ربیع الاول ۵۷۵ھ میں ہوئی غجدوان میں ہی مزار پاک ہے۔

شیخ محمد عارف ریوگیری

آپ حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی کے مرید وخلیفہ اور سجادہ نشیں ہیں۔آپ کا شمار بھی

Marfat.com

اولیاء کبار اور مشائخ عظام میں ہوتا ہے۔ مسجد دمشق میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور شیخ اوحدالدین کرمانی سے آپ کی ملاقات ہوئی ۶۵۰ھ میں آپ کا وصال ہوا مزار پاک قصبہ ریوگیر میں ہے جو بخارا سے اٹھارہ کوس کی دوری پر ہے۔

حضرت شیخ تاج الدین عبدالرزاق قدس سرہٗ

آپ غوث اعظم سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ کے فرزند سعید، شاگرد اور مرید ہیں۔ آپ نے ہی حضور غوث پاک کے ملفوظات ''جلاء الخواطر'' کے نام سے جمع کئے ہیں۔ چونکہ حضرت غوث اعظم خواجہ غریب نواز کے ماموں ہیں اس رشتے سے آپ حضرت غریب نواز کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ آپ کا وصال ۶ رشوال ۶۳۳ھ میں ہوا مزار شریف بغداد شریف میں ہے۔

حضرت سید احمد کبیر رفاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ سے سلسلۂ جنیدیہ کی رفاعی شاخ نکلی ہے آپ کا وصال ۲۲؍ جمادی الاولیٰ ۵۷۲ھ میں ہوا۔

حضرت شیخ محمد محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ

آپ کا اسم گرامی محمد ابن علی ابن محمد ہے آپ اسپین کے شہر قرسیہ میں ۱۷؍ رمضان ۵۶۱ھ میں پیدا ہوئے آپ بڑے عارف، عالم محقق اور صاحب تصانیف کثیرہ ہیں۔ فتوحات مکی، فصوص الحکم اور تفسیر آپ کی مشہور تصانیف ہیں۔ آپ کا وصال ربیع الاول ۶۳۷ھ میں ہوا۔ مزار دمشق کے قریب جبل میں ہے۔

Marfat.com

حضرت شیخ نظام الدین گنجوی قدس سرہٗ

آپ حضرت شیخ اخی زنجانی کے مرید وخلیفہ ہیں آپ کی وفات ۵۹۶ھ میں ہوئی۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کی ولادت ۵۱۳ھ میں ہوئی آپ کا اصل وطن نواح نیشاپور میں قصبہ کدگن ہے۔ابتداء میں عطاری کا پیشہ کرتے تھے اس لئے آپ عطار سے مشہور ہوئے بعد میں حضرت رکن الدین کاف اور حضرت مجدالدین بغدادی کی خدمت وصحبت میں رہے آخر الذکر بزرگ سے خرقۂ خلافت پایا۔مولانا جلال الدین رومی آپ سے ۶۱۰ھ میں چھ سال کی عمر میں ملے تھے۔آپ کا وصال ایک سو چودہ سال کی عمر میں ۶۲۷ھ میں ہوا۔"چالیس رسالہ نظم" اور "منطق الطیر" آپ کی یادگار تصنیفات ہیں۔

حضرت شیخ بہاءالدین زکریا ملتانی قدس سرہٗ

آپ قطب الدین ابن کمال الدین قریشی کے فرزند ہیں۔آپ کی ولادت ۵۶۵ھ میں کوٹ کروڑ (مضافات ملتان) میں ہوئی۔تحصیل علوم سے فراغت کے بعد آپ نے سیاحت شروع کی اسی دوران آپ بغداد میں حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے تھوڑے عرصے کے بعد آپ کے پیرومرشد نے آپ کو اجازت وخلافت سے بھی نوازا پھر ملتان تشریف لاکر یہیں مستقل مقیم ہوگئے۔حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے آپ کا بڑا گہرا ربط تھا۔حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی آپ کی ملاقات ہے۔آپ کا وصال ۶۶۷ھ میں ہوا مزار شریف ملتان

Marfat.com

میں فیض بخش عام ہے۔

حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی قدس سرہٗ

آپ اپنے زمانے کے بڑے علماء و مشائخ میں سے ہیں۔ آپ حضرت شیخ رکن الدین سنجانی کے مرید ہیں جو حضرت شیخ ابونجیب سہروردی کے خلیفہ حضرت قطب الدین سہروردی کے مرید و خلیفہ تھے۔ شیخ شمس الدین تبریزی اور شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سے بھی آپ کی ملاقات ہے آپ کی وفات ۶۳۴ھ یا ۶۳۵ھ میں ہوئی مزار شریف دمشق کے محلہ قصارا میں ہے۔ گزشتہ بیان کے مطابق حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہما سے آپ کی ملاقاتیں رہی ہیں اور بعض سفر میں بھی ساتھ رہا ہے۔

حضرت شیخ جلال الدین تبریزی قدس سرہٗ

آپ حضرت شیخ ابوسعید تبریزی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ فقر کی تکمیل حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ سے کی۔ تبریز سے ترک وطن کر کے ہندوستان تشریف لائے اور دہلی میں قیام پذیر ہوئے وہیں حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے شرف ملاقات و خدمت حاصل کیا۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کی قربت و صحبت سے بہت فیض حاصل کیا یہاں تک کہ آپ کا مشائخ چشت میں شمار ہوا پھر دہلی سے بنگالہ گئے اور وہاں متعدد مساجد و خانقاہوں کی تعمیر کی۔ آپ کی وفات ۶۴۲ھ میں ہوئی آپ کا مزار دیو محل بندر (سلہٹ) میں ہے۔

حضرت عمار یاسر قدس سرہٗ

آپ حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقاہر سہروردی قدس سرہٗ کے خلیفۂ نامدار

Marfat.com

اور حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ قدس سرہٗ کے پیرومرشد ہیں۔آپ کا وصال ۱۶ ربیع الاول ۵۸۲ھ میں ہوا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کا اصل وطن طبرستان ہے آپ کی ولادت ۲۵ رمضان المبارک ۵۴۴ھ میں ''رے'' (ملک ایران) میں ہوئی اسی نسبت سے آپ کو رازی کہا جاتا ہے۔آپ نے اپنے والد ماجد سے علم حاصل کیا۔والد کے انتقال کے بعد آپ بجستان چلے آئے۔علوم ظاہری میں مہارت تامہ کے سبب آپ کو امام کہا جاتا ہے۔آپ کی وفات یکم شوال المکرم ۶۰۶ھ میں ہوئی مزار پاک خیابان ہرات میں ہے آپ کی تصنیفات میں سے ''حدائق الانوار'' اور ''تفسیر کبیر'' وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

حضرت خواجہ علاء الدین غجدوانی قدس سرہٗ

آپ حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے بہت قریبی دوست تھے حضرت خواجہ غریب نواز کی اجازت سے حضرت خواجہ پارسا کی خدمت اختیار کر لی تھی حضرت خواجہ پارسا ہمیشہ آپ سے فرمایا کرتے تھے کہ آپ کو دیکھنے سے حضرت خواجہ غریب نواز کی یاد دل میں تازہ ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

سلطان الہند کے دربار میں

غلامانہ حاضریاں

سلطان الہند عطائے رسول حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری ثم اجمیری المعروف بہ خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلۂ طریقت میں اُن زمانے سے آج تک بلا واسطہ و بالواسطہ صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کے لاکھوں کروڑوں مسلمان داخل ہیں اور آپ سے نسبت، عقیدت اور محبت رکھتے ہیں۔ اہلِ سلسلۂ چشتیہ کے علاوہ دیگر سلاسل طریقت کے عوام، علماء اور مشائخ کثیر تعداد میں آپ سے رشتۂ عقیدت رکھتے ہیں بلکہ اگر یوں کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ ساری دنیا کے بالعموم اور ملک ہندوستان کے بالخصوص تمام مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی عقیدت و محبت کے چراغ روشن ہیں سوا ان مٹھی بھر لوگوں کے جو اولیائے کرام اور بزرگان دین سے کوئی عقیدت نہیں بلکہ عداوت رکھتے ہیں یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخیاں کر کے فخر و مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ دراصل وہ حیات بعد الممات کے قائل ہی نہیں ہیں۔ حالانکہ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ کسی شدید مرض یا بھیانک مصیبت کا علاج جب کہیں اور ممکن نہیں ہوتا تو ایسے لوگ بھی بارگاہ خواجہ غریب نواز میں ہی حاضر ہو کر اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں سے چھٹکارا حاصل کرتے ہیں اور خوب خوب فیضیاب ہوتے ہیں چونکہ وہ دربار اپنے اور بیگانے میں کوئی تفریق و امتیاز نہیں کرتا وہاں سب کو نوازا جاتا ہے۔ چنانچہ جس طرح حضرت خواجہ کی حیات ظاہری میں علماء، مشائخ، صوفیاء، اولیاء، راجے، مہاراجے، امراء،

Marfat.com

حکام، شاہ، گدا، غریب، فقیر، مسکین، بے سہارا، بیمار، مصیبت زدہ، پریشان حال، حاجت مند اور طالبان ہدایت آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر روحانی فیوض و برکات حاصل کر کے نیک اور جائز آرزوئیں پوری کرتے تھے اسی طرح آپ کے وصال کے بعد سے آج تک ہر دور میں ہر فرقے اور طبقے کے لوگ آپ کے آستانہ پاک پر حاضری دیتے اور دلی مرادیں پاتے ہیں۔ ماہ رجب المرجب میں عرس کے موقع پر تو لاکھوں عقیدت مندوں کا مجمع آستانہ پاک پر اکٹھا ہوتا ہی ہے اس کے علاوہ ہر روز وہاں محبت کرنے والوں کا میلہ لگا رہتا ہے ان میں مشائخ بھی ہوتے ہیں اور علماء بھی، ملک و بیرون ملک کے معززین بھی ہوتے ہیں اور بلا امتیاز مذہب و ملت قومی، سماجی اور سیاسی رہنما بھی۔ گزشتہ آٹھ صدیوں میں کتنے اور کیسے کیسے لوگ اس آستانہ پاک پر حاضر ہوئے ان کا پورا ریکارڈ یا ان کی پوری تعداد تو کسی کے پاس بھی محفوظ نہ ہوگی ہاں ہر زمانے میں کچھ نامور شخصیتیں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کا تذکرہ کہیں نہ کہیں کسی طرح تاریخ و سیر کی کتابوں میں مل جاتا ہے۔ انہیں حوالوں سے ذیل میں کچھ ماضی بعید کی اور ماضی قریب کی اہم شخصیتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو بارگاہ خواجہ غریب نواز میں حاضر ہو کر اپنی عقیدتوں اور محبتوں کے پھول نچھاور کر چکے ہیں۔

حضرت بو علی شاہ قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ شرف الدین بو علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شمار مشاہر اولیائے کرام میں ہوتا ہے آپ مجذوب صفت باوقار چشتی بزرگوں میں سے ایک ہیں تحصیل علم کے بعد ریاضت و مجاہدہ میں مصروف ہو گئے جب جذب و سکر کا غلبہ ہوا تو کتابیں دریا برد کر دیں عشق و محبت، عوارف و حقائق، توحید و رسالت اور ترک دنیا و محبت مولا کے موضوعات پر آپ کی کئی تصانیف ہیں آپ کے دو خطوط بھی بشکل کتاب موجود ہیں جو آپ نے اپنے مرید خاص اختیار الدین کے نام تحریر فرمائے ہیں۔

"سیر الاقطاب" کے مصنف کے مطابق آپ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے ہیں اور چند واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام

Marfat.com

اعظم سے ملتا ہے۔ آپ حضرت خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہم عصر ہیں۔

مشہور ہے کہ جب آپ دربار خواجہ غریب نواز میں حاضر ہوئے تو اس زمانے میں حضرت خواجہ کا مزار اقدس کچا تھا آپ نے روضۂ پاک کے خادم سے ارشاد فرمایا کہ ''اس مزار کی خدمت کرو گے تو تمہاری اولادیں بہت ترقی کریں گی''۔

آپ کا وصال ۱۳ / رمضان المبارک ۷۲۴ھ میں ہوا مزار پاک پانی پت کرنال میں ہے۔

مولانا فخر الدین زراوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ شیخ المشائخ حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ خاص تھے۔ علوم ظاہری و باطنی کے جامع اور شعر گوئی میں ممتاز زمانہ تھے آپ متعدد بار خواجہ بزرگ کے روضۂ پاک کی زیارت کے لئے اجمیر شریف آئے اور شیخ فرید الدین گنج شکر کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے اجودھن (پاک پٹن) بھی پہونچے۔ آپ اکثر سفر میں رہا کرتے تھے حضرت نصیر الدین چراغ دہلی اکثر فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجھے ایک ماہ میں منکشف ہوتا ہے وہ فخر الدین زراوی کو ایک ساعت میں ہو جاتا ہے۔ آپ ۷۴۰ھ میں غرق دریائے مغفرت ہو گئے۔

حضرت زندہ شاہ مدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سید شاہ بدیع الدین قطب المدار عرف زندہ شاہ مدار مکن پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہندوستان کے مشہور مشائخ و اولیائے کبار میں سے ہیں۔ حضرت ش[illegible] (بایزید بسطامی) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں۔ جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو سب سے پہلے اجمیر شریف پہونچے اور حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ اجمیر کی کوکلہ پہاڑی پر آپ کچھ دن معتکف بھی رہے حضرت خواجہ کی باطنی

Marfat.com

اجازت حاصل کر کے آپ کالپی تشریف لے گئے۔آپ کی وفات ۸۴۰ھ میں ہوئی مزار شریف مکن پور (ضلع کانپور) میں ہے۔

حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کی ولادت ۸۸۳ھ میں ہوئی آپ خواجہ ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہیں آپ کے والد کا نام بہاء الدین ہے آپ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں ہیں۔اٹھارہ سال کی عمر میں خشکی کے راستے سے آپ حج وزیارت حرمین طیبین کے لئے روانہ ہوئے تیس سال تک عرب، عراق، روم، شام اور مصر کی سیاحت فرماتے رہے اس درمیان آپ نے چودہ حج کئے ۹۴۰ھ میں فتحپور سیکری تشریف لائے ۹۶۲ھ میں پھر حج کے لئے روانہ ہوئے ۹۷۱ھ میں واپس ہندوستان آکر فتحپور سیکری میں خانقاہ تعمیر کرائی۔شیر شاہ، سلیم شاہ اور شہنشاہ اکبر کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔

مشہور ہے کہ ایک مرتبہ آپ اور شہنشاہ اکبر خواجہ غریب نواز کے دربار میں حاضر تھے شہنشاہ اکبر نے آپ سے دریافت کیا ”حضرت خواجہ کی کیا شان ہے“۔؟

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا ”حضرت خواجہ بزرگ کی یہ شان ہے کہ اکبر جیسا بادشاہ اور سلیم جیسا مسکین اتنی دیر سے دربار میں حاضر ہیں مگر اب تک باریابی نصیب نہیں ہوئی“۔

آپ ہی کی دعاء سے اکبر کے یہاں شہزادہ سلیم عرف لے کر تولد ہوا۔آپ کا وصال ۲۹ر رمضان ۹۷۶ھ میں ہوا مزار پر انوار آگرہ سے ۲۴ میل دور فتح پور سیکری میں ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت باسعادت ۹۷۱ھ میں ہوئی۔آپ خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں ہیں۔آپ سلسلۂ نقشبندیہ میں شیخ عبدالباقی عرف باقی باللہ کے، سلسلۂ قادریہ

Marfat.com

میں شیخ اسکندر کے اور سلسلۂ چشتیہ صابریہ و سلسلۂ سہروردیہ میں عبد الاحد سے مرید ہیں۔

جس زمانے میں آپ اجمیر شریف میں حاضر تھے رمضان المبارک برسات میں پڑا تھا اور بارش کا یہ عالم تھا کہ رات دن مسلسل، موسلا دھار اور مستقل ہو رہی تھی کسی وقت بھی بند ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔ آپ صندلی مسجد میں نماز تراویح میں قرآن پاک سنا رہے تھے بارش کے سبب سے آپ کو اور دیگر درویشوں کو بڑی زحمتیں ہوئیں ایک شب آپ تراویح کے بعد مسجد سے نکلے اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا کہ "اگر بارش تھم جائے اور ہمیں حسب معمول تین ختم قرآن سنانے کا موقع دے دے تو کتنا اچھا ہو"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس کے بعد ستائیسویں شب تک رات میں پانی نہیں برسا اور سکون کے ساتھ آپ نے تین ختم قرآن سنائے۔ پھر ستائیسویں شب کو تراویح کے بعد اتنی بارش ہوئی کہ جیسے مشک کا بند دہانہ کھل گیا ہو۔ آپ کا وصال ماہ صفر ۱۰۳۴ھ میں ہوا مزار شریف سرہند (صوبۂ پنجاب) میں زیارت گاہ خلائق ہے۔ ہر سال تاریخ وصال پر آستانۂ پاک پر عرس کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔

حضرت شیخ عبد اللہ قدس سرہٗ

حضرت شیخ عبد اللہ ابن سید عمر ابن سید حسین حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور غوث پاک کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کا سلسلۂ نسب بارہ واسطوں سے حضرت غوث الثقلین تک پہونچتا ہے۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے خرقہ پہنا ہندوستان کے بہت سے مشائخ نے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا ہے دہلی کے نزدیک موضع بہتہ میں اقامت اختیار فرمائی شیخ سلیم چشتی کے ہمراہ سفر پر گئے اور حج و زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ پھر اجمیر شریف حاضر ہو کر آستانۂ خواجہ غریب نواز کے قریب چلہ کر کے فیوض و برکات حاصل کئے۔ آپ کا وصال ۱۰ ربیع الاول بروز جمعہ ۱۰۳۷ھ میں ہوا مزار مبارک دہلی کے قریب موضع بہتہ میں ہے۔

Marfat.com

حضرت میر ابو العلیٰ اکبر آبادی قدس سرہٗ

آپ کی ولادت ۹۹۰ھ میں ہوئی آپ اپنے عم بزرگوار حضرت میر عبداللہ سے بیعت ہیں اور حضرت خواجہ بزرگ سے روحانی فیض حاصل کیا ہے۔ شہنشاہ جہانگیر کے عہد حکومت میں آپ اجمیر حاضر ہوئے اس کے بعد اجمیر سے اکبر آباد (آگرہ) تشریف لے آئے۔ آپ کا وصال ۹ رصفر المظفر ۱۰۶۱ھ میں ہوا مزار مقدس محلہ وزیر پورہ آگرہ میں ہے۔

حضرت میر سید محمد ترمذی قدس سرہٗ

کرامات کے ضمن میں "بعد وصال روحانی تصرفات" کے عنوان کے تحت آپ کا ذکر کیا جا چکا ہے۔

حضرت میر سید احمد ترمذی قدس سرہٗ

آپ مملکت ولایت محمدیہ کے وارث ہیں۔ آپ نے ابتدائی زمانے میں اپنے والد ماجد حضرت میر سید محمد ترمذی قادری قدس سرہٗ سے حصول علم کیا۔ مگر تفسیر بیضاوی وغیرہ آپ نے اپنے والد کے مرید وخلیفہ حضرت سید شاہ محمد افضل الٰہ آبادی قدس سرہٗ سے پڑھی آپ کو بیعت وخلافت کا شرف بھی اپنے والد سے ہی حاصل ہے۔ چوبیس سال کی عمر میں اپنے والد کی مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے آپ کے والد آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ "محمد اور احمد ایک ہیں"۔

جب آپ کے والد حضرت خواجہ غریب نواز کے آستانہ پاک پر حاضری کے بعد رخصت ہوئے تو فرمایا کہ "حضرت خواجہ نے مجھے رخصت فرمادیا اور سید احمد کے سر پر دستار بندھوادی"۔

حضرت میر سید احمد بھی اپنے والد ماجد کے اتباع میں ایک مرتبہ اجمیر حاضر ہوکر سرکار خواجہ کی روحانیت سے بہرہ ور ہوئے۔ آپ کا وصال ۱۹ رصفر ۱۰۸۴ھ میں ہوا مزار پاک

Marfat.com

خانقاہ محمدیہ کالپی شریف ضلع جالون (اتر پردیش) میں ہے۔

حضرت شیخ فخر الدین المعروف بہ مولانا فخر قدس سرہٗ

آپ اپنے والد ماجد حضرت مولانا نظام الدین قدس سرہٗ کے مرید و خلیفہ تھے اور انہیں سے علوم ظاہری و باطنی بھی حاصل کیے۔ آپ کی ذات سے بہت سے لوگوں نے راہ ہدایت پائی۔ نواب نظام الدولہ ناصر جنگ والیٔ حیدر آباد اور ہمت یار خاں کے ادوار حکومت میں آپ نے کچھ دن حیدر آباد میں گزارے پھر وہاں سے ترک سکونت کر کے اجمیر مقدس آ گئے۔ یہاں چند ایام دربار خواجہ میں حاضر رہے بالآخر سلطان الہند کے ارشاد باطنی کی تعمیل میں دہلی تشریف لے آئے آپ سے بہت لوگوں کو فیض پہونچا لاکھوں افراد آپ کے سلسلے میں داخل تھے "نظام العقائد"۔ "رسالہ مرجیہ" اور "فخر الحسن" آپ کی تصانیف ہیں۔

آپ ۲۷ رجمادی الاخریٰ ۱۱۹۹ھ میں عالم بقا کی جانب کوچ کر گئے۔ آپ کا مزار پاک حضرت قطب الدین بختیار کاکی قدس سرہٗ کی درگاہ میں اندرونی دروازہ سے متصل زیارت گاہ خلائق ہے۔ آپ چشتی نظامی سلسلے کے چراغ ہدایت ہیں تونسوی اور نیازی شاخیں آپ ہی سے جاری ہوئیں۔

حضرت حاجی حافظ وارث علی شاہ قدس سرہٗ

آپ کی ولادت یکم رمضان المبارک ۱۲۲۸ھ کو ہوئی آپ اپنے برادر نسبتی حاجی خادم علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ مشہور ہے کہ آپ بارگاہ خواجہ غریب نواز میں حاضری کے لئے جب اجمیر شریف پہونچے تو آپ نے جوتے پہننا ترک کر دیئے اور پھر کبھی نہ پہنے۔ اجمیر شریف سے آپ ناگور، پاک پٹن، بھکر احمد آباد ہوتے ہوئے بمبئی پہونچے وہاں سے مکہ معظمہ حاضر ہو کر حج و زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔ پھر بیت المقدس، نجف اشرف، کربلائے معلی، کاظمین اور بغداد شریف کی زیارتوں سے بھی

Marfat.com

مشرف ہوئے۔آپ ہندوستان کے بہت مشہور درویش ہیں بلا اختلاف قوم و مذہب ملک کے کروڑوں افراد آپ کے معتقد ہیں۔آپ کی وفات یکم صفر بروز جمعہ ۱۳۲۳ھ میں ہوئی مزار شریف دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی میں زیارت گاہ خلائق ہے۔عمارات مزار شریف بہت عالی شان ہیں سالانہ عرس بڑی شان و شوکت سے ہوتا ہے جس میں لاکھوں افراد شریک ہوکر فیوض و برکات حاصل کرتے ہیں۔

حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ

زیدی سادات کا مشہور گھرانہ جس کی شاخیں بلگرام اور مارہرہ شریف میں ہیں اس خانوادہ کے مشہور قادری بزرگ حضرت سید شاہ برکت اللہ کے نام سے منسوب خانقاہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ میں ہے جو پوری دنیا میں شہرت کی حامل ہے۔اسی خاندان کے ایک نامور بزرگ حضرت سید شاہ ابوالحسین احمد نوری ہیں جن کی ولادت ۱۲۵۵ھ میں ہوئی اور اپنے آباء واجداد سے ہی تعلیم و تربیت پائی۔بارہ سال کی عمر (۱۲۶۷ھ) میں اپنے دادا حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ سے بیعت و خلافت کے شرف سے مشرف ہوئے اور دادا کے وصال کے بعد ۱۲۹۷ھ میں خاندانی سجادہ و مسند ارشاد پر جلوس فرمایا۔

حضرت نوری میاں قدس سرہٗ العزیز اکثر و بیشتر بارگاہ خواجہ غریب نواز میں حاضری کے لئے اجمیر شریف تشریف لے جایا کرتے تھے۔ایک مرتبہ آپ اپنے چند خدام کے ساتھ عرس مبارک کے موقع پر حاضر ہوئے رجب المرجب کی پانچویں تاریخ کو ارشاد فرمایا کہ ’’سرکار غریب نواز قدس سرہٗ کے دربار سے فقیر کو حکم ہوا ہے کہ اپنے خدام کو بتادیں کہ اگر کسی کو کچھ عرض کرنا ہو تو درخواست لکھ کر وہ آپ کو پیش کردیں وہ درخواستیں آپ کی معرفت میرے دربار میں پیش ہوں گی اور اس کے جواب بھی آپ ہی کی معرفت ان کو ملیں گے‘‘۔

مولانا غلام شبیر بدایونی نے عرض کی ’’حضور وہ درخواستیں کس طرح دربار تک پیش

Marfat.com

ہوں گی"۔؟

آپ نے ارشاد فرمایا کہ "آستانے کے کچھ خدام جنات بھی ہیں جو اس کام پر مامور ہیں"۔

چنانچہ درخواستیں حضرت کے پاس جمع ہوئیں اور حضرت نے وہ درخواستیں حافظ نذر اللہ خاں بدایونی کو عنایت فرماتے ہوئے حکم فرمایا کہ آستانہ عالیہ کے جنوب مغرب کونے پر کوہ چلہ کی جانب ایک گھاٹی ہے وہاں جاؤ اور جو شخص تم سے یہ درخواستیں طلب کرے اسے دے دو۔

حضرت مولانا غلام شبیر بدایونی کا بیان ہے کہ جب حضرت کے حکم سے حافظ نذر اللہ صاحب وہ درخواستیں لے کر چلے تو میں بھی خاموشی سے ان کے پیچھے لگ گیا۔ جب گھاٹی میں داخل ہوئے تو حافظ نذر اللہ خاں اور میرے درمیان صرف چند قدموں کا فاصلہ تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ حافظ نذر اللہ خاں صاحب کا ہاتھ خالی ہے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ "درخواستیں کہاں ہیں"۔؟

حافظ صاحب نے کہا کہ "تم مجھ سے مذاق کرتے ہو ابھی تم نے ہی تو وہ پرچیاں مجھ سے یہ کہہ کر لے لیں کہ حضور نے طلب کی ہیں"۔

اس جواب پر میں حیران رہ گیا۔

حافظ صاحب نے واپس آ کر حضرت کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت نے فرمایا کہ "وہی خادم آستانہ تھے جو اس صورت میں تم سے پرچیاں لے گئے۔

پھر فرمایا کہ "یہ حضور خواجہ غریب نواز کا اس فقیر پر کرم خاص ہے ورنہ مجھ سے بہتر ہزاروں اس دربار عالی وقار میں حاضر ہوتے ہیں مگر یہ خاص نگاہ کرم بعض خاص خدام ہی پر ہوتی ہے کہ وہ اپنے مریدوں کی عرضیاں سرکار غریب نواز کے حضور تک پیش کریں۔

تیسرے دن وہ پرچیاں جواب کے ساتھ ہم سب کو ملیں جو نوادرات میں سے تھیں۔

حضرت نوری میاں سے بے شمار لوگوں کو فیض پہونچا آپ کا وصال ۱۳۲۴ھ میں ہوا مزار مبارک آستانہ عالیہ برکاتیہ مارہرہ شریف میں ہے۔

Marfat.com

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں قادری برکاتی قدس سرہٗ بریلی شریف کے ایک علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں آپ کی ولادت ۱۲۷۲ھ میں ہوئی اپنے والد مولانا نقی علی خاں اور دادا مولانا رضا علی خاں علیہما الرحمہ سے علوم ظاہری حاصل کئے اور مارہرہ شریف کی خانقاہ برکاتیہ میں خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول احمدی قدس سرہٗ سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل کیا۔ حضرت سید ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ سے بھی علوم باطنی اور کمالات روحانی کی تحصیل فرمائی ۔آپ کے علم وفضل کا آج پوری دنیا میں شہرہ ہے تقریباً ۶۵ فنون پر ایک ہزار کتابیں تصنیف فرمائیں۔ سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور اولیائے کرام کی بارگاہوں میں دریدہ دہنی اور گستاخی کرنے والوں کے چہروں کو بے نقاب کیا۔

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے خادم خاص حضرت سید فخر الدین گردیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں سے حضرت سید حسین علی وکیل جاورہ خادم آستانہ غریب نواز کو آپ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ سید صاحب موصوف نے اپنی کتاب ''دربار چشت'' میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی اجمیر مقدس میں حاضری سے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ:

> ''میرے پیرومرشد مجدد دین وملت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ العزیز بھی دوبار دربار خواجہ غریب نواز میں حاضر ہوئے ہیں۔ دوسری حاضری اعلیٰحضرت کی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔

آپ ۱۳۲۵ھ میں حج وزیارت کی سعادت حاصل کر کے جب ساحل ہندوستان پر اترے تو آپ کے فدائی مختلف بلاد وامصار سے آپ کو لینے بمبئی پہونچ گئے تھے۔ علاوہ وطن کے اور بھی کئی جگہ سے تار دیئے گئے کہ ہمارے وطن کو اپنے قدوم والا سے منور فرمادیں آپ نے کسی کی نہ سنی اور سیدھے خواجہ غریب نواز کے آستانے پر حاضر ہوئے اور خواجۂ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے

Marfat.com

دربار کی حاضری کے بعد آپ نے ان کے شاہزادے خواجۂ ہند کے دربار میں حاضری دی۔ یہ حاضری ایسی عقیدت ومحبت کی حامل تھی کہ ہم خدام آستانہ اور تمام مسلمانان اجمیر شریف کے دلوں پر نقش ہوگئی آج تک ہم خدام میں اس حاضری کے چرچے ہوتے ہیں یہی وجہ تھی کہ ۱۳۴۰ھ میں جب آپ کا وصال ہوا اور آستانہ غریب نواز پر ان کے وصال کی خبر پہونچی تو اجمیر شریف کے لوگوں نے کافی تعداد میں جمع ہوکر قرآن مجید اور کلمۂ طیبہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا اور اس کے بعد علماء ومقررین نے ان کے زریں کارنامے حاضرین کے سامنے پیش کئے اور دنیائے اجمیر کو یہ بتایا کہ اعلیٰ حضرت کی علمی فوقیت آج دنیائے اسلام مانتی ہے علمائے عرب وعجم ان کو اس صدی کا مجدد اور تمام علوم وفنون کا ماہر اور یگانۂ روزگار مانے ہوئے ہیں ان کا ہر شعبۂ حیات اتباع سنت کی وجہ سے اسلامی زندگی کا ایک بہترین نمونہ ہے ان کے مذہبی رسائل اور کتابیں عقائد واعمال کا قول فیصل اور شریعت مطہرہ کا اس دور میں آخری فتوئی ہیں۔ غرض کہ اس موقع پر مسلمانان اجمیر اور دیگر زائرین نے بڑی عقیدت مندی کا اظہار کیا جو ایک زمانے تک یادگار رہے گا"۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ عشق ومحبت رسول سے مست و سرشار تھے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متعلق ومنسوب ہر شئے کا احترام ان کی سرشت میں تھا اولیائے کرام کی محبت وتعظیم ان کا شعار تھا۔ ان کے نعتیہ ومنقبتی دیوان "حدائق بخشش" کے ذریعہ ان دعووں کو پرکھا جاسکتا ہے۔

ان کا وصال ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ میں ہوا بریلی شریف میں عرس کے موقع پر مذکورہ تاریخ میں ہر سال لاکھوں عقیدت مند دیوانہ وار شرکت کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

Marfat.com

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم ابو العلی شاہ امجد علی قادری برکاتی رضوی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲۹۶ھ میں گھوسی ضلع اعظم گڑھ (موجودہ ضلع مئو) میں پیدا ہوئے۔ بڑے صاحب علم وفضل تھے۔ آپ ایک اچھے حکیم بھی تھے پٹنہ میں ایک سال مطب بھی کیا علم فقہ آپ کا پسندیدہ موضوع تھا۔ دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف میں برسوں منصب تدریس پر فائز رہے وہیں اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی سے شرف بیعت وخلافت حاصل کیا تقریباً اٹھارہ برس شیخ کامل کے فیوض وبرکات سے مستفیض ہو کر کمال عروج کو پہونچے۔

مدرسۃ الحدیث پیلی بھیت، مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف، دارالعلوم حافظیہ سعیدیہ دادوں (علی گڑھ) اور دارالعلوم معینیہ عثمانیہ اجمیر شریف میں درس وتدریس کی خدمات انجام دیں پیرومرشد اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے وصال کے بعد ۱۳۴۲ھ میں آپ اجمیر شریف تشریف لے گئے جہاں اس زمانے میں دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے نام سے ایک معیاری دینی درس گاہ تھی۔ بارگاہ خواجہ غریب نواز سے حصول فیوض وبرکات کے ساتھ آپ کے دریائے علم سے سیراب ہونے والوں میں ملک کی عظیم وجلیل دینی وعلمی شخصیتیں تھیں بالخصوص سید العلماء حضرت مولانا حکیم سید شاہ آل مصطفیٰ میاں قادری برکاتی مارہروی، شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی پیلی بھیتی، حضور مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قادری، شمس العلماء حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحب جعفری جونپوری، حافظ ملت حضرت مولانا عبد العزیز صاحب محدث مبارک پوری، صدر العلماء حضرت مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی، محدث پاکستان حضرت مولانا سردار احمد خاں صاحب اور امین شریعت حضرت مولانا مفتی محمد رفاقت حسین صاحب مفتی اعظم کانپور رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہم کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

حضرت صدر الشریعہ نے اپنے ہونہار تلامذہ کے ساتھ درس وتدریس کے بہانے

Marfat.com

تقریباً دس سال تک سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے اکتساب فیض کیا۔ ۱۳۵۱ھ میں آپ پھر اپنے پیرومرشد کے آستانہ پاک پر روحانی برکتیں حاصل کرنے کے لئے بریلی شریف تشریف لے آئے۔ اعلیٰ حضرت کا ترجمۂ قرآن ''کنزالایمان'' آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے ''بہارشریعت'' فقہ حنفی کے مطابق مسائل شرعیہ کا بیش بہا مجموعہ آپ کی شہرہ آفاق اور مقبول خاص وعام گراں قدر تصنیف ہے۔ آپ کی دیگر تصنیفات میں ''حاشیہ برشرح معانی الآثار''، ''فتاویٰ امجدیہ'' اور ''اسلامی اخلاق وآداب'' وغیرہ آپ کی مشہور علمی یادگار ہیں۔

آپ کا وصال حرمین طیبین کی دوسری حاضری کے لئے سفر پر جاتے ہوئے بمبئی میں ۲/ذی قعدہ ۱۳۶۷ھ بروز دوشنبہ مبارکہ ہوا۔ مزار مبارک قصبہ گھوسی ضلع مئو میں ہے جہاں ہر سال بڑے اہتمام سے عرس کی تقریبات منعقد ہوتی ہیں۔

شیر بیشۂ اہل سنت مولانا حشمت علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ کی ولادت ۱۳۱۹ھ میں قصبہ اٹیٹھی ضلع لکھنؤ میں ہوئی۔ آپ نے حفظ وقرأت اور درس نظامی کے متوسطات تک کی تعلیم مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ میں حاصل کی ۱۳۳۶ھ میں بریلی شریف حاضر ہوکر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی، حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں (شہزادۂ اعلیٰ حضرت) اور صدرالشریعہ مولانا امجد علی قادری رضوی اعظمی ودیگر اہل علم بزرگ علماء وفضلاء سے اکتساب علم فرمایا۔ دور طالب علمی ہی میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے دست حق پرست پر بیعت اور اجازت وخلافت سے سرفراز ہوئے۔ ۱۳۴۰ھ میں دستار بندی کے موقع پر دیگر اساتذۂ کرام نے بھی سند واجازت وخلافت سے نوازا۔ آپ ایک متبحر، ذہین، حاضر جواب اور متصلب فی الدین عالم، خطیب اور مناظر تھے۔

آپ نے مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف، دارالعلوم مسکینیہ دھوراجی گجرات اور مدرسہ اہل سنت پادرہ ضلع بڑودہ گجرات میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ کے مشاہیر تلامذہ میں سید العلماء حضرت علامہ سید شاہ آل مصطفےٰ میاں قادری برکاتی مارہروی، مفسر اعظم ہند

Marfat.com

نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا محمد ابراہیم رضا خاں قادری رضوی، شیخ العلماء حضرت علامہ غلام جیلانی اعظمی قادری، مفتی مالوہ حضرت علامہ محمد رضوان الرحمن صاحب قادری، مفتی دھوراجی حضرت علامہ مفتی احمد میاں قادری، مفتی جاورہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب داناپوری اور احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں قادری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔ کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ نے بارگاہ رسالت کے گستاخ اور اولیائے کرام کی عظمتوں کے منکر گروہ وہابیہ سے متعدد تاریخی مناظرے کئے۔ آپ کی تقریروں کا خاص موضوع ردوہابیہ ہی ہوتا تھا اس میں آپ کو پوری مہارت حاصل تھی جس سے آپ کی عشق رسول میں سرشاری کا اندازہ ہوتا ہے۔

دیگر علماء ومشائخ اہل سنت کی طرح سرکار خواجہ غریب نواز سے آپ کو بھی بڑی عقیدت اور محبت تھی جس کے اظہار کے لئے اکثر وبیشتر بارگاہ غریب نواز میں حاضری کے لئے اجمیر شریف کا سفر فرماتے تھے۔ ایک بار کی حاضری کا ثبوت تو آپ کے تلمیذ رشید حضرت سید العلماء علیہ الرحمہ کے درج ذیل واقعہ سے ملتا ہے جسے حضرت علامہ مفتی محمد محبوب علی خاں صاحب علیہ الرحمہ نے ''سوانح شیر بیشۂ سنت'' میں نقل فرمایا ہے۔

> ''(حضرت سید العلماء) فرماتے ہیں کہ جس زمانے میں، میں طالب علم تھا اجمیر مقدس میں اعلیٰ حضرت کا یہ شعر مطالعہ میں آیا:
>
> زبان فلسفی سے امن خرق والتیام اسریٰ
> پناہ دور رحمت ہائے یک ساعت تسلسل کو
>
> بہت غور کرتا رہا مگر سمجھ میں نہیں آیا............ کچھ روز بعد شیر بیشۂ سنت، اجمیر مقدس تشریف لائے اس شعر کا مطلب ان سے دریافت کیا تو سنتے ہی آپ نے فرمایا ''مطلب بالکل صاف ہے''
>
> ''فلسفی خرق والتیام افلاک کو محال بتاتے ہیں مگر جب آیت اسریٰ کے معنی پر غور کیا جائے تو فلسفی کے مقولہ استحالۂ خرق والتیام سے بالکل امن حاصل ہو جاتا ہے کہ اسریٰ کے معنی ہیں لے جانا اور لے جانے والا قادر مطلق ہے تو فلسفی کا استحالۂ خرق والتیام باطل ہو گیا''

Marfat.com

زادالمھند ، اجمل انوار رضا، ستر باادب سوالات ،تقریر منیر قلب، الصوارم الہندیہ، مظہر الحق الاجل، ردسیرت کمیٹی، القول الاظہر، قہر واجد دیان ،سیف خداوندی ،الجوابات السنیہ ، القلادۃ الطیبۃ المرصعہ، الانوار الغیبیہ ،قہر القہار اوران جیسی تقریباً چالیس کتابیں اور رسالے آپ کی علمی وقلمی یادگار ہیں۔

آپ کو قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین قادری رضوی سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی آپ کے مریدین وخلفاء ملک میں دین وسنیت کی تبلیغ میں مصروف ہیں ان میں بہت سے لوگ اس دنیا سے رخصت بھی ہو چکے ہیں بیس ہزار سے زائد مریدین اور پچاس سے زائد خلفاء کی تعداد بتائی جاتی ہے ۔آپ کے صاحب زادگان حضرت علامہ مشاہد رضا خاں صاحب ،حضرت علامہ محمد مشہود رضا خاں صاحب ،حضرت علامہ محمد ادریس رضا خاں صاحب، حضرت مولانا محمد معصوم رضا خاں صاحب اور حضرت مولانا محمد ناصر رضا خاں صاحب اپنے والد گرامی کے نقش قدم پر چل کر دین وملت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت میں مصروف ہیں۔آپ کے فرزند اکبر حضرت علامہ محمد مشاہد رضا خاں صاحب کا وصال ہو چکا ہے۔اس وقت تمام صاحبزادگان میں حضرت علامہ محمد ادریس رضا خاں صاحب اپنے والد گرامی کے مشن کو فروغ دینے میں پوری توجہ اور تندہی سے منہمک اور مصروف ہیں اور پورے ملک میں مشہور ومتعارف ہیں۔

آپ کا وصال ۸ رمحرم الحرام ۱۳۸۰ھ میں ہوا مزار مبارک پیلی بھیت شریف میں ہے ۲۱ ر۲۲ ر۲۳ رصفر المظفر کو ہر سال بڑے تزک واحتشام سے عرس ہوتا ہے۔

حضرت مولانا محمد محبوب علی خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

غازی ملت حضرت مولانا مفتی ابوالظفر محب الرضا محمد محبوب علی خاں صاحب قادری مفتی اعظم بمبئی حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے برادر اصغر تھے لکھنو میں ولادت ہوئی حفظ قرآن پاک اورابتدائی تعلیم دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں حاصل کی ۔دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں حضرت مولانا سید دیدار علی الوری قدس سرہٗ سے دورۂ حدیث کی

Marfat.com

تکمیل کر کے سند فضیلت حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ نے حق بولنے اور حق لکھنے کی بے پناہ صلاحیت آپ کو عطا کی تھی تحریر سے آپ کو اس درجہ شغف تھا کہ تادم زیست پرورش لوح وقلم اور پھر اس کی نشرواشاعت میں سرگرم عمل رہے۔آپ نے اکثر اصلاح عقائد فاسدہ کے موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ کتابوں کا موضوع خالص علمی رنگ لئے ہوئے ہے کتابوں کے مطالعہ سے علمی دقیقہ رسی اور نکتہ شناسی کا اندازہ ہوتا ہے۔آپ کی جملہ تصانیف کا احاطہ تو نہیں کیا جاسکتا البتہ اتنا لکھنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ درجنوں اہم کتابوں کے مصنف تھے۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد ایک عرصہ تک لکھنو میں دین حق کی اشاعت فرماتے رہے پھر آپ پٹیالہ تشریف لے گئے اور وہاں بھی علم دین کی وہ شمع روشن کی جس سے اپنے تو اپنے بیگانوں کے قلوب بھی منور ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔کتنوں کو آپ نے داخل اسلام کیا ایسا جادوئی لب ولہجہ خدا نے آپ کو عطا کیا تھا کہ ہر تقریر میں کوئی نہ کوئی دشمن رسول عاشق رسول ضرور بن جاتا۔آپ کے وعظ سے ہی متاثر ہو کر ایک عیسائی بھی اسلام کی دولت سے مالا مال ہوا۔عروس البلاد بمبئی عظمیٰ میں سنیت کی اشاعت آپ ہی کی جدوجہد کا نتیجہ ہے۔ پٹیالہ میں ایک عرصہ خدمت دین انجام دینے کے بعد حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کے حکم سے بمبئی جیسے عظیم شہر کی سنی بڑی مسجد (مدنپورہ) میں امام وخطیب کی حیثیت سے تشریف لائے اور ساتھ ہی انہیں اس عظیم شہر میں افتاء کی ذمہ داری سپرد کر کے مفتی اعظم بمبئی جیسے اہم لقب سے نواز ا گیا۔

شریعت کا انہیں بیحد پاس تھا زہد وتقویٰ ان کی زندگی کا حصہ بن چکا تھا کوئی کام کرنے سے پہلے شرعی نقطۂ نظر سے اس کا جائزہ ضرور لیتے۔زیارت حرمین طیبین کی سعادت سے بھی بہرہ مند تھے بیعت وارادت کا بھی سلسلہ تھا سلسلۂ قادریہ میں سیکڑوں مریدین ان کے دامن ارادت سے وابستہ ہیں آپ خود اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے۔

آپ کو اولیائے کرام وعلمائے عظام سے بڑی عقیدت اور محبت تھی دیگر آستانوں کے

Marfat.com

علاوہ آستانۂ سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ پر حاضری کے لئے اکثر و بیشتر اجمیر شریف کا سفر فرماتے تھے اور وہاں انتہائی عقیدت کے ساتھ خلوص و محبت کا نذرانہ پیش کرتے تھے۔

۲۴ / جمادی الآخر ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۰ / اکتوبر ۱۹۶۵ء کو آپ نے سفر آخرت کیا بمبئی کے ناریل باڑی قبرستان میں ہی آپ کا مدفن ہے اور ہر سال تاریخ وصال پر آپ کا عرس بھی منعقد ہوتا ہے آپ کے دو نامور فرزند حضرت علامہ الحاج محمد منصور علی خاں صاحب قادری اور حضرت مولانا الحاج محمد مقصود علی خاں صاحب قادری اپنے والد ماجد کی طرح آج بھی خدمات دین و سنیت میں ہمہ تن مصروف ہیں۔

سید العلماء حضرت علامہ سید آل مصطفیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سید العلماء حضرت علامہ حافظ قاری مفتی حکیم الحاج سید شاہ آلِ مصطفیٰ سید میاں قادری برکاتی مارہروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۵ / رجب المرجب ۱۳۳۳ھ بروز بدھ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے نانا حضرت ابو القاسم شاہ اسمٰعیل حسن اور خال محترم حضرت تاج العلماء مولانا سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری علیہما الرحمہ سے علوم درسیہ مروجہ کا اکتساب کیا۔ سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے آستانۂ اقدس پر دار العلوم معینیہ عثمانیہ میں حضور صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی صاحب اعظمی کے بہت ہی چہیتے اور ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ طبیہ کالج علی گڑھ سے طب میں ڈی، آئی، ایم، ایس کا ڈپلوما حاصل کیا۔ بمبئی کی کھڑک مسجد میں امامت کے منصب پر فائز ہوئے آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کے بانی وصدر تھے تادم آخر اس عہدے پر فائز رہ کر دین و ملت کی خدمات انجام دیتے رہے آپ نے دین و سنیت کی تبلیغ و اشاعت کے لئے اپنا سب کچھ وقف کر دیا تھا۔ تبلیغ دین، اشاعت عقائد حقۂ اہل سنت وجماعت اور رد فرقہائے خبیثہ ملعونہ کے سلسلے میں ملک بھر کے دورے کئے آخر عمر میں دورے پر نیپال تشریف لے گئے جہاں کافی تعداد میں لوگ سلسلۂ عالیہ قادریہ برکاتیہ میں داخل ہوئے کئی غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر مشرف باسلام بھی ہوئے۔ آپ کو تمام سلاسل خانوادۂ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ قدیمہ وجدیدہ کی اجازت وخلافت اپنے نانا حضرت

Marfat.com

ابوالقاسم شاہ اسمٰعیل حسن سے تھی حضرت تاج العلماء سے بھی خرقۂ خلافت حاصل کیا ان کے علاوہ سید شاہ مہدی حسن صاحب اور حضرت شاہ ارتضا حسین صاحب کے وصی وجانشین بھی تھے۔

حضرت سید العلماء مستند عالم دین، طبیب حاذق، شیخ طریقت اور ادیب وشاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک فقید المثال خطیب ومقرر بھی تھے۔ ان کی تقریر اتنی فصیح وبلیغ اور جاذب و پرکشش ہوتی تھی کہ آخر تک مجمع ٹس سے مس نہیں ہوتا تھا۔ طبیعت میں خودداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ حق وصداقت کے اظہار میں کبھی کوئی دباؤ یا لالچ کو آڑے نہیں آنے دیا۔

میدان شعروسخن میں داغ دہلوی کے شاگرد رشید حضرت احسن مارہروی سے تلمذ تھا سید تخلص فرماتے تھے۔ نعت ومنقبت کے علاوہ بہاریہ میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ دو اصلاحی ناول "مقدس خاتون" اور "نئی روشنی" کے ساتھ ساتھ ایک تنقیدی مقالہ "فیض تنبیہ" آپ کی علمی وادبی یادگاریں ہیں۔

۱۰/۱۱/ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۴ھ کی درمیانی شب میں گیارہ بج کر چالیس منٹ پر دار فانی سے دار بقاء کی طرف کوچ فرمایا۔ مارہرہ مطہرہ (ضلع ایٹہ) میں اپنے نانا حضرت ابوالقاسم شاہ اسمٰعیل حسن صاحب کے روضے میں دفن ہوئے۔

حافظ ملت حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حافظ ملت حضرت مولانا الحاج حافظ عبدالعزیز صاحب محدث مرادآبادی ثم مبارک پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت ۱۳۱۴ھ میں قصبہ بھوجپور ضلع مرادآباد میں ہوئی۔ ابتدائی تعلیم والد ماجد حافظ غلام نور اور بھوجپور کے ایک اسکول میں حاصل کی۔ والد ماجد کی نگرانی میں ہی حفظ قرآن مکمل کیا۔ فارسی وعربی کی ابتدائی تعلیم جناب مولوی عبدالمجید صاحب بھوجپوری سے حاصل کرنے کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں داخل ہوئے وہاں تین سال تک قیام کرنے کے بعد ۱۳۴۲ھ میں مدرسہ معینیہ اجمیر شریف میں حاضر ہوکر صدر الشریعہ حضرت مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ زمانۂ طالب

Marfat.com

علمی میں ہی شیخ المشائخ مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر آستانہ غریب نواز پر شرف بیعت حاصل کیا پھر مبارک پور میں قیام کے دوران حضرت نے آپ کو خلافت سے بھی نوازا۔ آپ کو اپنے استاذ گرامی حضرت صدر الشریعہ سے بھی قادری رضوی سلسلے میں ۱۳۵۱ھ میں دستار بندی کے موقع پر بریلی شریف میں خلافت عطا ہوئی ۱۳۵۳ھ میں اپنے مشفق استاذ ومرشد حضرت صدر الشریعہ کے حکم سے آپ مبارکپور تشریف لائے جہاں آج اہل سنت وجماعت کی ملکی سطح پر سب سے بڑی دینی علمی درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ عربی یونیورسٹی کی شکل میں دینی وعلمی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہے۔ یہ آپ ہی کی پرخلوص محنتوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ آپ بڑے صاحب علم وفضل وزہد وتقویٰ عالم تھے آپ کے شاگردوں کی تعداد حد وشمار سے بالاتر ہے آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ:

> ”حاضری حرمین طیبین سے قبل میں کہا کرتا تھا کہ میری زندگی کا سب سے قیمتی وقت زمانہ طالب علمی کا وہ نوسالہ دور ہے جو اجمیر مقدس بارگاہ غریب نواز علیہ الرحمہ میں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کی کفش برداری میں گزرا لیکن اب میں کہتا ہوں کہ میری زندگی کا سب سے قیمتی اور پرکیف وقت وہ گیارہ روز ہیں جو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حاضری کے ایام ہیں“۔

الجامعۃ الاشرفیہ ودیگر علمی وتبلیغی مصروفیتوں کے باوجود جو آپ نے تحریری خدمات انجام دی ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

معارف حدیث، ارشاد القرآن، الارشاد، انباء الغیب، المصباح الجدید، فرقۂ ناجیہ (سب مطبوعہ) فتاویٰ عزیزیہ (غیر مطبوعہ) اور حاشیہ شرح مرقاۃ مصنفہ مولانا عبدالحق خیرآبادی (نامکمل اور غیر مطبوعہ)

آپ کا وصال یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۹۶ھ بروز دوشنبہ شب میں گیارہ بج کر پچاس

Marfat.com

منٹ پر ہوا۔ الجامعۃ الاشرفیہ میں ہی آپ کا مزار پر انوار ہے۔ تاریخ وصال پر ہر سال اہتمام کے ساتھ عرس مبارک کی تقریبات انجام پاتی ہیں اسی موقع پر جامعہ سے فارغ ہونے والے طلبہ کی دستار بندی بھی عمل میں آتی ہے۔

مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضور مجاہد ملت حضرت علامہ الحاج الشاہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب قادری عباسی علیہ الرحمہ ۸ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ بروز شنبہ اڑیسہ کے ضلع بالاسور کے قصبہ دھام نگر میں ایک جاگیر دار مگر دین دار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ عباسی ہاشمی سید ہیں۔ آپ کے جداعلیٰ شاہ کمال بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بندگان خدا کی رشد وہدایت کے لئے بلخ سے پٹاسپور ضلع مدناپور (مغربی بنگال) تشریف لائے تھے حضرت مجاہد ملت کا جداعلیٰ شاہ کمال بلخی تک شجرۂ نسب درج ذیل ہے۔

حضرت مجاہد ملت مولانا حبیب الرحمٰن ابن عبدالمنان ابن ملا مظہر الحق ابن محمد صادق علی عرف پران میاں ابن ملا محمد غلام علی عرف دھن میاں ابن مولانا محمد صادق عرف میاں صاحب ابن مولانا سعد الدین ابن مولانا محمد طاہر ابن مولانا محمد صادق علی ابن شاہ محمد یعقوب ابن مولانا شاہ خدا بخش ابن حضرت شاہ کمال بلخی علیہم الرحمہ۔ اور شاہ کمال بلخی کا سلسلۂ نسب چند واسطوں سے سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مقدس چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

آپ رؤفیہ اسٹیٹ نامی خاندانی بہت بڑی جاگیر کے وارث ومتولی تھے ساتھ ہی علمی، دینی وروحانی رجحان بھی آپ کا خاندانی وصف تھا۔ آپ نے اپنے زمانے کے مشاہیر ماہرین فنون علماء ومشائخ سے علوم وفنون کی تحصیل فرما کر اپنے معاصرین میں امتیازی حیثیت اور انفرادی مقام حاصل کیا۔ آپ کے مشاہیر اور ممتاز تلامذہ میں شمس العلماء حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین صاحب بلیاوی ثم الہ آبادی، حضرت مولانا عبدالرب صاحب مرادآبادی، حضرت مولانا الحاج نعیم اللہ خاں صاحب، حضرت مولانا سید عبدالقدوس صاحب بھدرکی،

Marfat.com

حضرت مولانا سید عبدالحی صاحب اجمیری ثم جے پوری، خطیب مشرق حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی، حضرت مولانا قاری سید مقبول حسین صاحب الہ آبادی اور حضرت مولانا عاشق الرحمٰن صاحب کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

مدرسہ سبحانیہ میں دور طالب علمی میں ہی مدرسہ کے بانی و مہتمم حضرت مولانا عبدالکافی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو سلسلۂ قادریہ نقشبندیہ مجددیہ میں بیعت سے سرفراز فرمایا اور مذکورہ سلاسل میں اجازت وخلافت احسن الحکماء حضرت مولانا سید شاہ محمد احسن المعروف بہ حکیم بادشاہ علیہ الرحمہ نے عطا فرمائی۔ سلسلۂ قادریہ معمریہ منوریہ اور سلسلۂ چشتیہ نظامیہ اشرفیہ کی اجازت وخلافت شیخ المشائخ مولانا سید شاہ علی حسین اشرفی میاں کچھوچھوی علیہ الرحمہ سے حاصل ہوئی اور ساتھ ہی دعائے سیفی کی اجازت بھی۔ قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین مہاجر مدنی علیہ الرحمہ نے سلسلۂ عالیہ قادریہ معمریہ چشتیہ کی اجازت دی نیز حدیث اور دیگر سلاسل کی اجازت بھی مرحمت فرمائی۔ حضرت مولانا مصباح الحسن اور حضرت مولانا عبدالقدیر بدایونی نے حدیث کی سند اجازت عطا فرمائی۔ حضرت علامہ عبدالقدیر بدایونی علیہ الرحمہ کی معیت میں سرکار غوث پاک کے آستانے سے واپسی پر حضرت مولانا سعداللہ مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دلائل الخیرات، قصیدہ بردہ شریف، حزب البحر، حزب الاعظم اور حصن حصین وغیرہ کی اجازت عطا فرمائی سلسلۂ حسامیہ کی اجازت وخلافت حضرت مولانا شاہ ظہور حسام مانک پوری علیہ الرحمہ سے ملی اور تاریخ مشیخت کا ایک نادر واقعہ یہ ظہور میں آیا کہ سرکار مجاہد ملت کے استاذ اور مرشد اجازت شاہ ظہور حسام مانک پوری نے خود سرکار مجاہد ملت سے سلسلۂ قادریہ منوریہ کی اجازت حاصل کی ۱۳۵۰ھ میں شہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ شاہ محمد حامد رضا خاں علیہ الرحمہ نے سرکار مجاہد ملت کو تمام سلاسل کی اجازت عطا فرمائی ساتھ ہی قرآن حکیم، صحاح وسنن احادیث، اذکار و اعمال و اوراد کی اجازت سے بھی سرفراز فرمایا۔ اس کے بعد آپ دینی علمی قومی وسماجی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہو گئے ملک بھر میں تبلیغی دورے دینی جلسوں، کانفرنسوں اور مناظروں میں شرکت، مدارس کا قیام، تنظیموں کی تشکیل اور عام لوگوں کے رشد وہدایت یہی آپ کی زندگی

Marfat.com

کے اہم مشغلے تھے۔ سرکار غوثیت مآب کی بارگاہ میں حاضری کے لئے بغداد مقدس کا سفر اور حج و زیارت حرمین طیبین کے لئے بھی متعدد سفر فرمائے ۔ بارگاہ خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ میں حاضری کے لئے اجمیر مقدس کے سفر تو ان گنت ہیں ہر سال ۶ رجب کو عرس پاک کے موقع پر تو حاضری لازمی تھی اس کے علاوہ بھی سال میں کئی بار حاضری کے شرف سے مشرف ہوتے اور اکثر و بیشتر حضرت مولانا سید عبدالحیؒ صاحب اجمیری علیہ الرحمہ کے عشرت کدے پر قیام فرماتے ۔ سید صاحب موصوف حضرت خواجہ مودود چشتی کی اولاد امجاد میں ہیں اور اس نسبت سے وہ سرکار خواجہ غریب نواز کے پیرزادگان میں ہوتے ہیں اور سرکار مجاہد ملت کے بڑے چہیتے شاگرد ہیں۔

حضرت مولانا عبدالتواب صاحب حبیبی خلیفہ حضور مجاہد ملت کا بیان ہے کہ:

''سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے عرس شریف کے موقع پر حضور مجاہد ملت قدس سرہٗ حضرت مولانا سید عبدالحیؒ صاحب کے مکان پر ہی قیام فرماتے تھے اور رخصت ہوتے وقت کچھ رقم مجھے عنایت فرماتے کہ حضرت مولانا سید عبدالحیؒ علیہ الرحمہ کو پیش کردوں۔ سرکار مجاہد ملت کی عرس غریب نواز میں یہ آخری حاضری تھی رخصت ہوتے وقت معمول کے مطابق مجھے رقم عنایت فرمائی کہ سید صاحب کو پیش کردوں لیکن فوراً ہی ارشاد فرمایا کہ عبدالتواب! میں چاہتا ہوں کہ اس دفعہ میں خود نذرانہ پیش کروں تم مولانا سید عبدالحیؒ صاحب کو بلالاؤ۔ میں نے جاکر انہیں پیغام سنایا۔ حضرت مولانا تشریف لے آئے سرکار مجاہد ملت نے بڑی محبت و اصرار کے ساتھ نذرانہ پیش کیا اور سید صاحب کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر ارشاد فرمایا کہ:

''مولانا وعدہ کرو کہ بارگاہ سرکار غریب نواز میں جاکر میرے لئے دعا کروگے''۔

سید صاحب نے کہا کہ ''حضور میں آپ کے لئے دعا کروں گا''۔

سرکار مجاہد ملت نے پھر محبت بھرے انداز میں اصرار کیا کہ'' مولانا وہاں جاکر دعا کرنے کا وعدہ کرو''۔

Marfat.com

سید صاحب چیخ مار کر رو پڑے اور کہا ''حضور! وہاں جانے کا وعدہ نہ لیں''۔ میں وہاں جانے کے لائق نہیں ہوں وہ بارگاہ تو فرشتوں کی گزرگاہ ہے''۔

یہ سن کر سرکار مجاہد ملت بھی بیقرار ہو گئے اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی جب کچھ سکون ہوا تو سرکار مجاہد ملت نے فرمایا ''مولانا عبدالحیٰ صاحب بات تو آپ سچ کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک کے صدقے میں ہم سب کو اس بارگاہ عالی وقار میں صحیح ادب و تعظیم بجالانے کی توفیق عطا فرمائے''۔
(الحبیب پکسر اواں رائے بریلی ''خواجہ غریب نواز نمبر مارچ اپریل ۲۰۰۲ء)

پوری زندگی علمی و دینی خدمات کے ساتھ قومی، ملی و سماجی کارکردگیوں میں بھی ہمیشہ مجاہدانہ جرأت و بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے گزاری متعدد بار قید و بند کی صعوبتوں سے بھی دوچار ہوئے۔ ۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۰۱ھ کو بمبئی کے اسمٰعیلیہ اسپتال میں داعیِ اجل کو لبیک کہا۔ آپ کا جسد اطہر بذریعہ طیارہ کلکتہ اور پھر وہاں سے دھام نگر (اڑیسہ) لے جایا گیا جہاں آپ کا عالی شان مقبرہ اور آستانہ تعمیر ہوا اور ہر سال عرس پاک میں لاکھوں عقیدت مندوں کا بیتابانہ ہجوم ہوتا ہے۔

مفتیِ اعظمِ ہند مولانا مصطفٰے رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مجدد ابن مجدد حضور مفتیِ اعظمِ ہند علامہ الحاج الشاہ ابوالبرکات محی الدین آل رحمٰن محمد مصطفٰے رضا خاں قادری برکاتی نوری ابن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی قدس سرہما کی ولادت باسعادت ۲۲ر ذی الحجہ ۱۳۱۰ھ کو بریلی شریف میں ہوئی۔ اعلیٰ حضرت کے مرشد اجازت خانقاہ برکاتیہ کے سجادہ نشین اور اس زمانے کے مشہور قادری بزرگ خاتم الاکابر حضرت سیدنا شاہ ابوالحسین احمد نوری قدس سرہٗ العزیز نے بریلی شریف تشریف آوری کے موقع پر چھ ماہ کی عمر میں حضور مفتیِ اعظمِ ہند کو اپنی آغوشِ محبت میں لے کر نیک دعاؤں سے نوازا اور منہ میں انگشت مبارک ڈال کر اپنے حلقۂ ارادت میں داخل کیا اور تمام سلاسل

Marfat.com

طریقت کی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا۔ بیعت کرتے وقت مرشد کامل نے فرمایا کہ ''یہ بچہ دین وملت کی بڑی خدمت کرے گا اور مخلوق خدا کو اس کی ذات سے بہت فیض پہونچے گا۔ یہ بچہ ولی ہے اس کی نگاہ سے لاکھوں گمراہ انسان دین حق پر قائم ہوں گے اور فیض کا دریا بہائے گا۔''

آپ نے جن نابغۂ روزگار شخصیتوں کی بارگاہ علم وفضل میں زانوئے تلمذ تہہ کیا ان میں والد ماجد حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی، برادر اکبر حجۃ الاسلام حضرت علامہ حامد رضا خاں، حضرت علامہ شاہ رحم الٰہی مظفر نگری اور حضرت مولانا بشیر احمد علی گڑھی زیادہ مشہور ہیں۔

حضور مفتیِ اعظمِ ہند قدس سرہٗ کے ضمیر وخمیر اور فطرت وسرشت میں تفقہ فی الدین کا وہ ملکہ ودیعت کیا گیا تھا کہ آپ اپنے زمانے میں اپنا کوئی ثانی اور نظیر نہیں رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ پاک، ہند اور بنگلہ دیش کے علاوہ ممالک افریقہ، امریکہ، شری لنکا، ملیشیا، مشرق وسطیٰ اور یورپ تک کے علماء فتاویٰ کے لئے آپ ہی سے رجوع فرماتے تھے۔

آپ نے قومی، ملی اور تنظیمی قیادت کا فریضہ بھی انجام دیا، فتنۂ ارتداد کے انسداد کے لئے ''جماعت رضائے مصطفیٰ'' نے جو تحریک چلائی تھی اس کی سربراہی بھی آپ ہی نے فرمائی تھی اور لاکھوں مسلمانوں کو ارتداد کے فتنے سے محفوظ رکھنے میں کامیابی حاصل کی تھی۔

حضور مفتیِ اعظمِ ہند نے درس وتدریس، تصنیف وتالیف، باطل مذاہب اور گمراہ فرقوں کا رد وابطال، دینی جلسوں، کانفرنسوں اور مناظروں میں شرکت، تبلیغی اسفار اور بیعت وارشاد وغیرہ جیسے ہر محاذ پر قوم وملت کی ہدایت ورہبری اور مذہب ومسلک کے فروغ وارتقاء کے ساتھ ساتھ عظمت وناموسِ رسالت اور عزت وشانِ اولیاء اللہ کی حفاظت وصیانت کے اہم فرائض منصبی نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیئے ہیں۔ آپ نے بریلی شریف میں دار العلوم مظہر اسلام کے علاوہ ملک کے مختلف مقامات پر دینی مدارس بھی قائم فرمائے اور تقریباً ڈھائی تین درجن کتب ورسائل تصنیف فرمائے جو رہتی دنیا تک لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہیں گے۔

Marfat.com

حضور مفتیِ اعظم ہند کا حلقۂ ارادت بھی بہت وسیع ہے دنیا کے اکثر ممالک میں آپ کے مریدین موجود ہیں یہاں تک کہ حرمین طیبین میں بھی آپ کے مریدین ہیں درگاہِ خواجہ غریب نواز اجمیر مقدس کی جامع مسجد کے امام وخطیب اور درگاہ شریف کے بہت سے شاہزادے آپ کے مرید ہیں اور بعض حضرات کو آپ سے اجازت وخلافت بھی حاصل ہے

گزشتہ صفحات میں سرکار خواجہ غریب نواز کے خادم خاص حضرت سید فخر الدین گردیزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد امجاد میں سے سید حسین علی وکیل جاورہ علیہ الرحمہ کا ذکر گزر چکا ہے کہ آپ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے مرید وخلیفہ تھے اور آپ کے صاحبزادے جناب مولوی سید احمد علی قادری چشتی رضوی حضور مفتی اعظم ہند کے مرید وخلیفہ تھے اور اِس وقت سید احمد علی رضوی صاحب کے صاحبزادگان سید اسد علی رضوی، سید فرقان علی رضوی، سید عرفان علی رضوی اور سید آصف علی رضوی بھی حضور مفتی اعظم ہند کے مرید اور ان میں سے بعض بھائی خلیفہ بھی ہیں۔

دیگر علماء ومشائخ اہلِ سنت کی طرح حضور مفتی اعظم ہند کو بھی سیدی سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی عرس مبارک کے ایام کے علاوہ سال کے مختلف مواقع پر آپ اجمیر شریف حاضر ہو کر آستانہ غریب نواز پر اپنی عقیدت ومحبت کی نذر پیش کرنا آپ کے معمولات میں تھا۔

ایک محتاط اندازے کے مطابق حضور مفتی اعظم ہند قدس سرہٗ کے مریدین کی تعداد لگ بھگ دو کروڑ ہے جن میں علماء، فضلاء، شعراء، ادباء، مشائخ، اولیاء، مدبرین، مفکرین، قائدین، دانشور، پروفیسر اور صحافی صاحبان شامل ہیں، آپ کے خلفاء کی ہی اتنی تعداد ہے جتنی بڑے بڑے پیر صاحبان کے مریدوں کی ہوگی۔

آپ کا وصال تقریباً ۹۲ برس کی عمر میں ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو شب میں ایک بج کر چالیس منٹ پر ہوا جنازے میں تقریباً ۲۵ لاکھ افراد نے شرکت کی آپ کا نورانی جسد اطہر والد بزرگوار کے پہلو میں بریلی شریف کی مقدس دھرتی پر رضوی گنبد کے سائے میں سپرد خاک کیا گیا آپ کا مزار مبارک مرجع خلائق ہے۔ ہر سال ۲۳، ۲۴، ۲۵ صفر المظفر کو والد

Marfat.com

ماجد، اعلیٰ حضرت کے عرس کے ساتھ آپ کا بھی عرس مبارک ہوتا ہے جس میں لاکھوں کی تعداد میں علماء، مشائخ، مریدین، معتقدین اور خلفائے کرام شرکت کرتے ہیں۔

امین شریعت مفتی رفاقت حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

امین شریعت حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رفاقت حسین صاحب سابق مفتی اعظم کانپور قدس سرہٗ کی ولادت ماہ ربیع الاول ۱۳۲۶ھ کے پہلے پنج شنبہ کو بھوانی پور ضلع مظفر پور بہار میں ہوئی۔ آپ کے آباء واجداد میں سلسلۂ چشتیہ کے کئی نامی گرامی بزرگ گزرے ہیں۔ آپ کے مورث اعلیٰ مخدوم جلال الدین چشتی مشہد مقدس سے حاجی پور تشریف لائے اور جروحا میں مقیم ہوئے۔ حضرت مخدوم کو حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے ۶۰۳ھ میں ارادت وخلافت واجازت کا شرف حاصل ہوا۔ ان کے اخلاف جٹھیلی، جروحا، بہار شریف، آبگلہ وغیرہ مقامات پر آباد ہوئے انہیں میں سے ایک میر شاہ جلال الدین بعہد شاہجہانی بھوانی پور آکر آباد ہوئے جو حضرت امین شریعت کے جد اعلیٰ ہیں۔

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے نانا حاجی شاہ وارث علی مرحوم سے پائی پھر مدرسہ عزیزیہ بہار شریف، مدرسہ حنفیہ جونپور وغیرہ میں زمانے کے جید علمائے کرام کے زیر درس رہے ۱۳۴۶ھ میں دارالخیر درگاہ معلیٰ اجمیر مقدس کے دارالعلوم معینیہ عثمانیہ میں صدر الشریعہ حضرت مولانا حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ودیگر اساتذۂ کرام سے علم وفن کی تشنگی بجھائی۔ نتیجہ کے طور پر اپنے وقت کے عظیم وجلیل عالم دین اور مناظر ہوئے۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد آپ بریلی شریف تشریف لائے جہاں شاہزادۂ اعلیٰ حضرت حجۃ الاسلام حضرت علامہ الحاج شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رضوی دارالافتاء کا صدر مفتی مقرر کیا ساتھ ہی مدرسہ منظر اسلام میں تدریس کی ذمہ داری بھی سپرد کی۔ حضرت امین شریعت نے نیازمندانہ طریقہ پر حضور حجۃ الاسلام سے تفسیر بیضاوی کے کچھ اسباق پڑھ کر شرف تلمذ حاصل کیا نیز حضور حجۃ الاسلام نے سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ ودیگر سلاسل واوراد ووظائف کی اجازت وخلافت سے نوازا اور ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''وہ وقت قریب آنے والا ہے جب یہ (امین شریعت) بڑے مرتبے پر فائز کئے جائیں گے''۔

آپ کو ابتداء میں شیخ المشائخ حضرت علامہ شاہ سید علی حسین اشرفی میاں قدس سرہٗ کچھوچھوی سے دور طالب علمی میں ہی سرکار خواجہ غریب نواز کے آستانہ پاک پر بیعت وخلافت کا شرف حاصل تھا۔ تمام سلاسل میں اجازت وخلافت ہونے کے باوجود حضرت امین شریعت کو غلبہ اور لگاؤ سلسلۂ قادریہ سے زیادہ تھا اور حضور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی، ان کے شاہزادگان حضور حجۃ الاسلام وحضور مفتی اعظم ہند علیہم الرحمہ سے بڑی گہری عقیدت اور وابستگی تھی جو زندگی کے آخری لمحات تک فزوں تر رہی۔ حضرت امین شریعت حضور حجۃ الاسلام کے حکم سے دار العلوم محمدیہ جائس میں صدر المدرسین کے عہدے پر فائز ہوئے اس کے بعد کانپور تشریف لاکر یہاں کی مشہور اور قدیم دینی درس گاہ الجامعۃ العربیہ احسن المدارس قدیم کی نشاۃ ثانیہ فرمائی اور تقریباً ۳۵۔۴۰ سال تک اس ادارہ کی ایسی خدمات انجام دیں کہ پورا ملک آپ کو اسی ادارے اور اسی شہر کے حوالے سے جاننے لگا۔ آپ زندگی کی آخری سانس تک کانپور اور کانپور کے ادارہ احسن المدارس قدیم سے وابستہ رہے اور اسی ادارے میں بیٹھ کر پوری جماعت اہل سنت کی بالعموم اور کانپور کے مسلمانوں کی بالخصوص رہبری ورہنمائی کا فریضہ انجام دیتے رہے۔ آپ اپنے معاصر علماء میں امتیازی شان کے مالک تھے آپ کا حلقۂ ارادت بھی بہت وسیع تھا تقریباً تین لاکھ افراد آپ کے دامن سے وابستہ ہوئے اور ایسے ہی قریب ودور جن خوش نصیبوں کو اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا۔

آپ کو سرکار خواجہ غریب نواز سے عقیدت وارادت کس قدر تھی اس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ہر سال عرس پاک کے موقع پر اجمیر مقدس حاضری ضرور ہوتی تھی اور پھر کیوں نہ ہو کہ آپ کے آباء واجداد بھی اسی سلسلے کی کڑیوں سے جڑے ہوئے تھے۔

آپ کی علالت کا سلسلہ کانپور ہی سے شروع ہوا اور دہلی کے کسی اسپتال میں زیر علاج تھے کہ ۳؍ربیع الآخر ۱۴۰۳ھ کو دو بج کر پچپن منٹ پر وفات پائی مزار پاک اسلام آباد (بھوانی

Marfat.com

پور) ضلع مظفر پور بہار میں مرجع خلائق ہے اور ہر سال تاریخ وصال پر عظیم الشان پیمانے پر عرس پاک ہوتا ہے۔

حضرت علامہ مفتی محمد برہان الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

برہان الملت حضرت علامہ مفتی محمد شاہ عبدالباقی برہان الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۱۰ھ کو جبل پور (ایم۔ پی) میں پیدا ہوئے آپ مشہور عالم دین اور بزرگ حضرت عیدالاسلام علامہ شاہ عبدالسلام قادری رضوی جبلپوری خلیفہ وتلمیذ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی کے خلف ارشد وشاگرد وخلیفہ وجانشین تھے آپ کا اصل نام ''عبدالباقی'' تھا برہان الحق اعلیٰ حضرت کا دیا ہوا بابرکت خطاب ہے۔ حضرت مولانا مفتی محمد برہان الحق صاحب نے درسیات کی تکمیل اپنے والد ماجد صاحب سے فرمائی مزید حصول فیوض وبرکات کے لئے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں بریلی شریف پہونچے اور یہاں عرصے تک اعلیٰ حضرت کی نگرانی وسرپرستی میں فتاویٰ نویسی کی خدمت انجام دی یوں تو بیعت وخلافت بھی والد ماجد سے ہی حاصل تھی مگر اعلیٰ حضرت نے بھی اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور آپ کو اپنا روحانی بیٹا کہا۔ اعلیٰ حضرت آپ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔

مفتی اعظم مدھیہ پردیش کی حیثیت سے وہاں کے سنی مسلمانوں کے مرکز عقیدت تھے علمی ودینی مسائل کے حل کے لئے لوگ آپ سے ہی رجوع کرتے تھے کثیر تعداد میں لوگ آپ کے دست حق پرست پر بیعت تھے آپ نے متعدد مریدین کو اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ آپ کے دو صاحبزادے حضرت علامہ مفتی محمد محمود میاں صاحب قادری اور حضرت علامہ محمد حامد میاں صاحب قادری آپ کی جانشینی اور نیابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

آپ کو دیگر علماء ومشائخ اہل سنت کی طرح سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے بے پناہ عقیدت ومحبت تھی اور اکثر وبیشتر عرس پاک کے موقع پر اجمیر شریف پہونچ کر آستانۂ پاک پر حاضری دیا کرتے تھے آپ نے سرکار خواجہ غریب نواز کی ایک منقبت کے

Marfat.com

ذریعہ اظہار عقیدت فرمایا ہے جس کا مطلع اور مقطع حاضر خدمت ہے۔

آقا کے کرم کے صدقے میں خواجہ کا روضہ دیکھ لیا
خواجہ کی غریب نوازی کا دربار میں نقشہ دیکھ لیا
حاضر بھی ہوئے چادر تھامی بوسے بھی لئے تعظیم بھی کی
خواجہ کی عطا بر ہاں پہ، کرم تھا غوث و رضا کا دیکھ لیا

۲۶ ربیع الاول ۱۴۰۵ھ کو آپ کا وصال ہوا رانی کی تال بڑی عیدگاہ جبل پور (ایم، پی) میں آپ کا مزار مرجع خواص وعوام ہے۔

خطیب مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

خطیب مشرق پاسبان ملت حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب نظامی ضلع الٰہ آباد کے قصبہ پھول پور کے مضافات میں واقع ایک گاؤں سرائے غنی میں ۱۹۲۲ء میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد ملک زادہ الحاج محرم علی صاحب ایک اسکول میں معلم تھے اور عارف حق عاشق رسول حضرت سید شاہ ظہور حسام مانک پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرف بیعت رکھتے تھے۔ علامہ نظامی صاحب نے ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد کے زیر نگرانی پائی اس کے بعد آپ کے والد ماجد نے اپنے پیرو مرشد کے مشورے یا حکم کے مطابق سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے آستانۂ اقدس پر اپنے فیروز بخت فرزند کو حاضر کرا کے وہاں سے استمداد کے ساتھ واپسی پر ۱۹۳۶ء میں الٰہ آباد کی مشہور قدیم درس گاہ مدرسہ سبحانیہ میں حضور مجاہد ملت علامہ الحاج محمد حبیب الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سپردگی میں دے دیا۔ جہاں حضور مجاہد ملت کے علاوہ حضرت مولانا عبدالرب صاحب مرادآبادی، حضرت مولانا سید عبدالقدوس صاحب بھدرکی، حضرت مولانا حکیم محمد احسن صاحب بہاری، حضرت مولانا محمد عمر صاحب اور حضرت مولانا محمد صدیق صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہم نے آپ کو علوم وفنون کی دولت بے بہا عطا فرمائی۔ ان سب کے باوجود آپ کی زیادہ تر تعلیم شیخ المعقولات شمس العلماء حضرت مولانا مفتی محمد نظام الدین صاحب جیبی الٰہ آبادی علیہ الرحمہ کی مرہون منت ہے۔

Marfat.com

درس نظامی کی تکمیل کے بعد آپ مدرسہ مصباح العلوم الہ آباد، جامعہ حبیبیہ الہ آباد (جو حضور مجاہد ملت کا قائم کردہ ہے) میں تدریسی خدمات انجام دیں پھر بنارس کی مشہور درس گاہ جامعہ فاروقیہ میں صدرالمدرسین کی حیثیت سے خدمت انجام دی۔ پھر الہ آباد ہی میں وہاں کی قدیم درس گاہ مدرسہ سبحانیہ میں تقریباً تین سال آپ نے درس وتدریس کا فریضہ انجام دیا۔

حضرت علامہ نظامی صاحب نے مسند درس وتدریس پر علوم وفنون کا دریا بہانے کے ساتھ ساتھ خطابت، صحافت، تصنیف وتالیف، مناظرہ اور تنظیمی سرگرمیوں کے ذریعہ بھی دین وملت اور سنت وشریعت کی ترویج واشاعت کے عظیم اور نمایاں کارنامے انجام دیئے۔
ان کی خطابت کے سلسلے میں بڑے بڑے اہل علم ودانش کا تاثر تو یہ ہے کہ علامہ نظامی اپنے انداز خطابت کے خود ہی موجد اور خود ہی خاتم ہیں۔ نہ ان سے پہلے ایسا کوئی خطیب تھا اور نہ اب تک کوئی دوسرا ان کی طرح پیدا ہوا۔

ماہنامہ پاسبان الہ آباد، ہفت روزہ تاجدار بمبئی اور تقریباً دو درجن تصنیفات ان کی صحافتی، علمی اورادبی انفرادیت کے شواہد ہیں۔ یوں ہی آل انڈیا سنی تبلیغی جماعت۔ آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء، کل ہند تبلیغ سیرت، آل انڈیا مسلم متحدہ محاذ، آل کرناٹک تنظیم عظمت مصطفےٰ، ادارۂ شرعیہ بمبئی اور پٹنہ جیسی متحرک اور فعال تنظیمیں آپ کی قومی وملی سرگرمیوں کی گواہ ہیں آپ ان میں سے بعض کے بانی اور بعض کے اہم ستون کی حیثیت رکھتے تھے۔ ملک بھر میں آپ نے بہت سے دینی مدارس قائم کئے جن میں سب سے زیادہ نمایاں اور مشہور آپ کا قائم کردہ دارالعلوم غریب نواز الہ آباد ہے جس کی علمی ودینی خدمات پورے ملک میں روشن ہیں آپ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت تاجدار اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند علامہ الحاج الشاہ محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری سے بیعت وخلافت کا شرف حاصل تھا گجرات، راجستھان، کرناٹک، مہاراشٹر اور مدھیہ پردیش کے علاقوں میں کافی تعداد میں آپ کے مریدین ومتوسلین ہیں۔

آپ کو سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے بہت زیادہ عقیدت ومحبت تھی اور یہ آپ

Marfat.com

کے خاندان، اساتذہ اور مرشدان گرامی کی تعلیم و تربیت کے فیوض و برکات کا نتیجہ تھا۔ والد ماجد نے بزرگوں کی بالخصوص سرکار خواجہ غریب نواز کی عقیدت گھٹی میں پلا دی تھی جیسا کہ گزر چکا ہے کہ تعلیم کے آغاز سے قبل آپ کو اجمیر مقدس لے جا کر خواجہ کے قدموں میں ڈال دیا۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی بھر حضرت خواجہ کے گن گاتے رہے۔ اپنے گاؤں سرائے غنی میں ایک مدرسہ ''گلشن اجمیر'' کے نام سے قائم کیا اور دوسرا الہ آباد میں ''دار العلوم غریب نواز'' کے نام سے آج بھی شان و شکوہ کے ساتھ جاری و ساری ہے۔ آپ نے حضرت خواجہ کی ایک سوانح حیات بھی اختصار اور جامعیت کے ساتھ ترتیب دی جس کا نام ''ہند کے راجہ'' ہے اس کے علاوہ سال میں متعدد بار اجمیر مقدس کی حاضری آپ کے معمولات میں تھی۔

تقریباً تین چار ماہ کی علالت کے بعد ۸ / ربیع الآخر ۱۴۱۱ھ (۱۹۹۰ء) بروز دوشنبہ مبارکہ گیارہ بج کر چالیس منٹ پر حضرت علامہ نظامی صاحب نے دار فانی سے دار بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ مزار مبارک دار العلوم غریب نواز الہ آباد میں فیض بخش عام ہے۔ ہر سال دار العلوم کا جلسۂ دستار بندی اور آپ کا عرس دونوں ایک ساتھ منعقد ہوتے ہیں۔

حضرت علامہ مفتی محمد محبوب صاحب اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سابق مفتی اعظم کانپور محبوب العلماء حضرت علامہ مفتی محمد محبوب صاحب اشرفی کی ولادت ۷ مارچ ۱۹۱۷ء مطابق ۱۳۳۵ھ کو محلہ نوادہ قصبہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں ہوئی آپ کے والد ماجد جناب عبداللہ صاحب اور جد امجد جناب محمد فرید صاحب ہیں یہ دونوں بزرگ محلہ نوادہ کے شریف اور باعزت افراد میں شمار کیے جاتے تھے۔ آپ کا نام نامی محمد محبوب لقب محبوب العلماء اور خطاب مفتی اعظم کانپور تھا۔ ناظرہ قرآن پاک و ابتدائی اردو وغیرہ کی تعلیم محلہ نوادہ ہی کے حافظ عبدالغفار صاحب سے حاصل کی بعد میں قصبہ کی جامع مسجد اور قدیم مدرسہ کے علاوہ دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف، مدرسہ اسلامیہ عربیہ میرٹھ اور دار العلوم اشرفیہ مبارک پور میں اس زمانے کے نامور علماء سے شرف تلمذ حاصل کیا اور دار العلوم اشرفیہ مبارک پور کے فارغ ہونے والے طلباء کی پہلی جماعت میں شامل ہو کر ۱۹۳۷ء میں آپ نے

Marfat.com

فراغت حاصل کی ۔آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا شمس الحق صاحب، حجۃ الاسلام حضرت مولانا حامد رضا خاں صاحب، حافظ ملت حضرت علامہ حافظ عبدالعزیز صاحب محدث مرادآبادی، محدث پاکستان حضرت علامہ سردار احمد صاحب گرداسپوری، حضرت مولانا محمد سلیمان صاحب بھاگل پوری اور حضرت علامہ غلام یزدانی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہم کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

فراغت کے بعد جگدل صوبہ بنگال؛ جامعہ فاروقیہ بنارس اور بحرالعلوم مئو میں آپ نے تدریسی خدمات انجام دیں ۱۹۴۰ء میں مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور میں مسند تدریس کو زینت بخشی اور ۲۷ سال تک یہاں قیام فرما کر دینی وعلمی خدمات انجام دیتے رہے اسی دوران احسن المدارس کے دو حصے ہو گئے جو قدیم اور جدید کے نام سے جانے جاتے ہیں آپ احسن المدارس جدید سے منسلک رہے پھر حالات کی ناسازگاری کے سبب کانپور کو خیرباد کہہ کر مدرسہ فیض العلوم محمد آباد (اعظم گڑھ)، مدرسہ ضیاء العلوم خیرآباد ضلع اعظم گڑھ پھر دارالعلوم اہل سنت جبل پور میں تشنگان علوم کو سیراب کرتے رہے ۱۹۸۳ء کے شروع میں انجمن معین الاسلام دارالعلوم اہل سنت بستی تشریف لے گئے اور وہاں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔امین شریعت مفتی اعظم کانپور حضرت علامہ مفتی محمد رفاقت حسین صاحب کے وصال کے بعد کانپور کے باشعور لوگوں نے خلاء محسوس کیا اور حضرت علامہ مفتی محمد محبوب صاحب اشرفی سے گزارش کی کہ کانپور میں ایک بڑی شخصیت کی اہم ضرورت ہے لہٰذا آپ تشریف لے چلیں اور مفتی اعظم کانپور کی ذمہ داریاں سنبھال لیں چونکہ حضرت ایک مدت دراز تک کانپور میں قیام فرما چکے تھے یہاں کے لوگوں سے ایک خاص انسیت بھی تھی اس لئے مخلصین کی دعوت پر آپ دوبارہ کانپور تشریف لے آئے اور مفتی اعظم کانپور کے منصب پر فائز رہ کر دینی ملی اور علمی خدمات کی انجام دہی میں مصروف ہو گئے ۱۹۸۷ء میں شہر کانپور ہی میں آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت علامہ مفتی محمد احمد اشرفی کے قائم کردہ دارالعلوم غوثیہ اشرفیہ میں شیخ الحدیث کی حیثیت سے مسند تدریس وافتاء سنبھال لی ۱۹۹۲ء تک خوش اسلوبی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے، مختلف دینی علمی اداروں میں درس وتدریس کے

Marfat.com

دوران ملک کے مختلف علاقوں کے بے شمار علماء نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے علمی استفادہ واکتساب کیا۔ آپ کو بیعت وارادت کا شرف خانوادۂ اشرفیہ کچھوچھہ مقدسہ کے ایک حقیقت شناس، نکتہ رس، عالم اسرار ورموز، شیخ کامل حضرت علامہ سید محمد میاں محدث اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حاصل تھا۔ چونکہ سلسلۂ اشرفیہ دراصل سلسلۂ چشتیہ ہی ہے اس لئے بطور خصوصی آپ کو سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے گہرا لگاؤ اور عشق تھا انتہائی عقیدت ومحبت کے ساتھ آستانۂ پاک پر حاضری کے لئے اجمیر شریف کا سفر فرماتے تھے ایام عرس کے علاوہ بھی آپ حاضر آستانہ ہو کر اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کرتے تھے۔

آپ نے ملک کے متعدد مقامات پر تدریسی فرائض انجام دیئے مگر کانپور میں زندگی کا زیادہ تر حصہ گزرنے کی وجہ سے بہت سی یادگاریں آپ سے وابستہ ہیں جامعہ احسن المدارس قدیم، دار العلوم اشرفیہ احسن المدارس جدید اور دار العلوم غوثیہ اشرفیہ کی درس گاہیں اور وہاں کے در و دیوار آپ کی علمی گیرائی وگہرائی اور دینی بصیرت کے گواہ ہیں نیز اس شہر کی مختلف قومی وملی تنظیموں کی سربراہی کے ذریعہ بھی عوام وخواص میں آپ کی خدمات کے نقوش روشن ہیں سنی جمعیۃ العلماء اتر پردیش کی صدارت اور آپ کے عہد صدارت میں عظیم الشان آل انڈیا سنی جمعیۃ العلماء کانفرنس (۱۹۶۳ء) کا انعقاد جس کی بے مثال کامیابی آج بھی لوگوں کے اذہان میں محفوظ ہے۔

۲۷ / مارچ ۱۹۹۳ء مطابق ۳ / شوال ۱۴۱۳ھ کو آپ کا وصال ہوا اور محلہ نوادہ قصبہ مبارک پور ضلع اعظم گڑھ میں آپ کی ابدی آرام گاہ بنی جہاں سے لوگ اکتساب فیض وبرکات کرتے ہیں۔

حضرت علامہ سید شاہ حسن میاں صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مرشد اعظم ہند سید العرفاء احسن العلماء حضرت علامہ سید شاہ مصطفےٰ حیدر حسن میاں صاحب قادری برکاتی سجادہ نشین خانقاہ عالیہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ شریف ضلع ایٹہ (یو، پی) کی ولادت باسعادت ۱۳ / فروری ۱۹۲۷ء کو محل سرائے زنانہ سرکار کلاں مارہرہ مطہرہ میں

Marfat.com

ہوئی۔ آپ کا نسبی تعلق مجاہد اسلام حضرت سید محمد صغریٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مقدس خاندان سے تھا جنہوں نے ۶۱۴ھ میں اتر پردیش کے قصبہ سری نگر کو فتح کیا اور اس کا نام بلگرام رکھا اس وقت کے بادشاہ ہند سلطان شمس الدین التمش نے میر سید محمد صغریٰ کو حاکم بلگرام بنایا۔ آپ قطب الاقطاب حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید و خلیفہ اور گلشن سادات زیدیہ کے شگفتہ و مہکبار پھول تھے۔ حضرت علامہ سید شاہ حسن میاں قدس سرہٗ کے والد ماجد حضرت سید شاہ آل عبا قادری ولد سید شاہ حسین حیدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم (نواسۂ حقیقی خاتم الاکابر حضرت سید شاہ آل رسول قدس سرہٗ) اور والدۂ ماجدہ سیدہ اکرام فاطمہ شہر بانو بنت حضرت سید شاہ ابوالقاسم اسمٰعیل حسن شاہ جی میاں قدس سرہٗ جو حضور صاحب البرکات کے گھر کے روشن چراغ تھے۔ مصطفیٰ حیدر نام اور حسن میاں عرفیت تھی۔ نانا نے اپنے چہیتے نواسے کو چودہ ماہ کی عمر میں بیعت کیا اور جملہ سلاسل قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ کی اجازت و خلافت سے سرفراز فرما کر جملہ اوراد و اعمال و اشغال و اذکار و مصافحہ جات وغیرہ کی اجازت عطا فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا کہ "یہ میرا سجادہ نشین ہے"۔

آپ کے ماموں تاج العلماء حضرت علامہ سید شاہ اولاد رسول محمد میاں قادری علیہ الرحمہ کے یہاں ایک صاحبزادے کی ولادت ہوئی جو نو عمری میں انتقال کر گئے اس واقعہ سے سیدی تاج العلماء اور ان کی اہلیہ محترمہ سیدۂ منظور فاطمہ صاحبہ جو بریلی شریف کی رہنے والی تھیں اور حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد میں بخاری سید تھیں بہت مغموم رہتے تھے۔ حضرت سید اسمٰعیل حسن قدس سرہٗ نے اپنے لاڈلے نواسے کو اپنی چہیتی بہو کی گود میں ڈال کر ارشاد فرمایا کہ "بہو! حسن اب تمہارا بیٹا ہے ہم نے تمہیں دے دیا"۔

محترم خسر اور ولی کامل کے ارشاد کو فرماں بردار بیٹے اور بہو نے سر آنکھوں پر رکھا اور اپنے صلبی بیٹے کی طرح پرورش شروع کر دی۔ قرآن کی تعلیم کا آغاز والدۂ ماجدہ نے کرایا اور چھ پارے حفظ کرائے ان کے بعد قصبہ کے مشہور حافظ سلیم الدین قریشی مرحوم نے پڑھایا اور حفظ کی تکمیل حافظ عبدالرحمٰن عرف حافظ کلو صاحب مرحوم نے کرائی۔

اردو فارسی کی تعلیم کا آغاز ممانی صاحبہ سیدہ منظور فاطمہ نے کرایا ابتدائی فارسی کی

Marfat.com

کتابیں پڑھانے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے خال محترم حضور تاج العلماء قدس سرہٗ نے درس نظامی کا آغاز کرایا۔ حضرت مولانا غلام جیلانی اعظمی، سید العلماء حضرت علامہ سید شاہ آل مصطفیٰ سید میاں، شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں قادری برکاتی اور حضرت علامہ مفتی محمد خلیل خاں برکاتی قدست اسرارہم نے درس نظامی کی تکمیل کرائی شروع کے اساتذہ میں منشی سعید الدین صاحب برکاتی کا نام نمایاں ہے انگریزی کے اسباق ماسٹر محمد سمیع خاں صاحب برکاتی نے پڑھائے۔ حضرت مرشد اعظم اپنے ان اساتذۂ کرام کا تذکرہ بڑے ادب سے کرتے تھے۔ ۱۹۴۴ء کے عرس قاسمی میں ماموں حضرت تاج العلماء نے خرقہ پہنایا، اپنے ساتھ حویلی سجادگی سے درگاہ مقدسہ لے گئے وہاں جانشینی کا اعلان فرمایا اور محضر جانشینی تحریر کر کے دیا اس کے ساتھ ہی جملہ سلاسل میں مجاز و ماذون فرما کر تحریری خلافت نامہ عطا فرمایا۔

۲۴ رجمادی الاخریٰ ۱۳۷۵ھ (۶ رفروری ۱۹۵۶ء) کو حضور تاج العلماء نے وصال فرمایا چہلم شریف کے دن ۱۷ رمارچ ۱۹۵۶ء کو علماء و مشائخ اور احباب اہل سنت کی موجودگی میں مرشد اعظم حضور احسن العلماء علامہ سید شاہ مصطفیٰ حیدر حسن میاں قادری سجادہ نشین مسند نوشیہ درگاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ قرار دیئے گئے اور تقریباً چالیس برس تک آپ نے مسند سجادگی کو زینت بخشی۔

حضرت مرشد اعظم قدس سرہٗ کی دینی خدمات کا احاطہ کرنا مشکل ہے دامے، درمے، قدمے، سخنے انہوں نے اسلام وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی خدمت کی لاکھوں بندگان خدا ان کے دست حق پرست پر بیعت ہوئے۔ آپ کے ذریعہ سلسلۂ عالیہ قادریہ کا بے مثال فروغ ہوا (ماخوذ از سوانحی خاکہ از قلم حضرت الحاج سید شاہ ڈاکٹر محمد امین میاں قادری برکاتی خلف اکبر و سجادہ نشین خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ مشمولہ کتاب "طریقۂ احسن" مرتبہ ڈاکٹر سید جمال الدین احمد اسلم)

حضور مرشد اعظم ہند کا سلسلۂ چشتیہ اور سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے آبائی تعلق تھا جیسا کہ مذکور ہوا۔ آپ کے جد امجد حضرت سید محمد صغریٰ قدس سرہٗ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے نیز آپ کے اجداد میں

Marfat.com

سے حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہٗ حضرت مخدوم صفی چشتی صفی پوری کے مرید اور آپ کے ایک خلیفہ کے خلیفہ تھے۔ اور آپ کے جد حضرت میر عبدالجلیل اور میر اویس تک سلسلۂ چشتیہ ہی کا غلبہ رہا جب حضرت صاحب البرکات سید شاہ برکت اللہ (بانی سلسلہ برکاتیہ) قدس سرہ حضرت میر سید فضل اللہ کالپوی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلۂ قادریہ میں مرید و مجاز ہوئے۔ تو سلسلہ قادریہ کی طرف رغبت زیادہ ہوگئی۔ اس کے باوجود اجمیر شریف اور سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے عقیدت و محبت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی بارگاہ غریب نواز میں عقیدتمندانہ حاضری کے علاوہ اپنی اجتماعی و خصوصی مجلسوں میں حضرت خواجہ غریب نواز کا تذکرہ بڑی عقیدت کے ساتھ فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ حضرت سید شاہ محمد اشرف میاں صاحب قادری برکاتی (شہزادۂ حضور مرشد اعظم ہند) اپنی کتاب "یاد حسن" میں اپنے والدگرامی کی چند عادات مبارکہ کا ذکر کرتے ہوئے عادت نمبر ۴۳ میں تحریر فرماتے ہیں:

> "صحابۂ کرام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اولیائے کرام میں حضور غوث پاک، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اور حضور صاحب البرکات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر سب سے زیادہ فرماتے"۔ (یاد حسن ص ۱۴۵)

اسی تعلق خاص کے سبب عرس قاسمی میں اکثر و بیشتر درگاہ معلیٰ اجمیر شریف کے شہزادگان، خدام اور سجادہ نشینوں میں سے کوئی نہ کوئی مارہرہ شریف ضرور آتا ہے۔ چنانچہ حضرت امین ملت کی رسم سجادگی کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضرت سید محمد اشرف میاں صاحب نے "یاد حسن" میں یوں تحریر فرمایا ہے:

> "اجمیر شریف سے آئے ہوئے معزز مہمان صاحبزادہ سید مغیث میاں صاحب نے عمامہ شریف جو آستانۂ غریب نواز سے اپنے ساتھ لائے تھے حضرت امین ملت کے سر پر باندھا۔ حضرت حسین میاں صاحب قبلہ (حضرت مرشد اعظم ہند کے برادر خورد) نے فرمایا کہ ہاں اب کام مکمل ہوگیا ہندالولی کی مہر لگ گئی"۔ (یاد حسن ص ۲۹۴)

Marfat.com

حضرت مرشد اعظم ہند قدس سرہٗ کے چار لائق و فائق وارث شعور و آگہی، حامل فکر و فن، ماہر دینیات و عصریات اور محافظ باقیات صالحات امین ملت حضرت الحاج الشاہ ڈاکٹر سید محمد امین میاں صاحب قبلہ قادری برکاتی خلف اکبر و سجادہ نشین (ریڈر شعبۂ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) اشرف ملت حضرت الحاج الشاہ سید محمد اشرف قادری برکاتی (انکم ٹیکس کمشنر) حضرت سید شاہ محمد افضل قادری برکاتی (سابق رجسٹرار علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) اور رفیق ملت حضرت الحاج الشاہ سید نجیب حیدر قادری برکاتی نوری نائب سجادہ نشین خانقاہ قادریہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ، جن کے اخلاص، جد و جہد اور دلچسپیوں کے سبب اس عظیم خانوادے اور خانقاہ کے تمام معاملات و معمولات حسب سابق جاری و ساری ہیں بلکہ روز افزوں فروغ، وسعت اور ترقی کی شاہراہ پر بے تکان رواں دواں ہیں۔

علم و فضل، زہد و تقویٰ، رشد و ہدایت اور شریعت و طریقت کا یہ آفتاب جہاں تاب ۱۱ر ستمبر ۱۹۹۵ء شب سہ شنبہ مطابق ۱۵ر ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ کو غروب ہو گیا اور ۱۳ر ستمبر ۱۹۹۵ء کو شام تقریباً ساڑھے چھ بجے مارہرہ مطہرہ میں اجداد کرام و مرشدان عظام کے قرب میں ان کا جسد اطہر سپرد خاک کیا گیا۔ ہر سال ۱۴ر ۱۵ر ربیع الآخر کو آپ کے سالانہ فاتحہ کی تقریبات بڑے اہتمام سے منعقد ہوتی ہیں اس موقع پر بھی ہزاروں کی تعداد میں حاضر آستانہ ہو کر مریدین و معتقدین اکتساب فیوض و برکات کرتے ہیں۔

بلبل ہند حضرت علامہ مفتی محمد رجب علی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بلبل ہند حضرت علامہ الحاج الشاہ مفتی محمد رجب علی صاحب قادری رضوی مفتی اعظم نانپارہ کی ولادت نانپارہ ضلع بہرائچ میں ۲۶ر رجب المرجب ۱۳۴۳ھ کو ہوئی ابتدائی تعلیم نانپارہ کے مکتب میں حاصل کرنے کے بعد کانپور اور لکھنؤ میں بھی تعلیم حاصل کی اس کے بعد مرکز علم و ادب دار العلوم منظر اسلام بریلی شریف میں حجۃ الاسلام حضرت علامہ محمد حامد رضا خاں صاحب، مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مصطفےٰ رضا خاں صاحب علیہما الرحمہ اور بہت سے اکابر علماء کرام سے حصول فیض کے ساتھ اپنے مشفق اساتذۂ کرام سے مختلف فنون کی کتابیں

Marfat.com

پڑھیں جن میں خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ الشاہ عبدالعزیز صاحب محدث بجنوری سابق شیخ الحدیث دارالعلوم منظر اسلام بریلی شریف کے آپ بہت ہی چہیتے اور ارشد تلامذہ میں سے تھے اور حضرت ہی سے آپ نے بیعت وخلافت کا شرف بھی حاصل کیا بعد میں حضور مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ نے بھی آپ کو تمام سلاسل کی اجازت وخلافت عطا فرمائی۔ آپ نے اوّلاً انجمن حنفیہ نانپارہ میں تدریسی فرائض انجام دیئے اس کے بعد بمبئی، بیسلپور اور کانپور میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دیئے پھر نانپارہ ہی میں ۱۹۵۸ء میں ''مدرسہ عزیز العلوم'' کے نام سے ایک درس گاہ قائم فرمائی جہاں سے دین وسنیت کی خوب خوب خدمات انجام دی گئیں۔ آپ نے وعظ وتقریر کے میدان میں دین وسنیت اور مسلک اعلیٰ حضرت کی ترویج واشاعت کا فریضہ انجام دیا۔ آپ کی بہت سی تصنیفات بھی آپ کی دینی وعلمی یادگار ہیں۔ ملک کے مختلف علاقوں میں آپ کے لاکھوں مریدین ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سچی محبت کے ساتھ اولیائے کرام وبزرگان دین سے بھی قلبی لگاؤ تھا تمام بزرگان دین کے آستانوں پر حاضری دینا باعث سعادت سمجھتے تھے چند اولیائے کرام کے اعراس میں بالالتزام ہر سال شریک ہونا آپ کے معمولات میں تھا بالخصوص خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت سید سالار مسعود غازی بہرائچی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کے عرسوں میں تو کبھی ناغہ ہی نہیں ہوتا تھا اور خانقاہ محمدیہ کالپی شریف اور حضرت جمال الاولیاء کوڑا جہان آباد کے عرسوں میں جو آج لاکھوں کا مجمع ہوتا ہے یہ آپ ہی کی عقیدت ومحبت اور مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ ہے۔

۳؍ذی الحجہ ۱۴۱۸ھ کو کانپور کے دل کے ایک اسپتال میں آپ کا وصال ہوا مزار مبارک مدرسہ عزیز العلوم نانپارہ میں مرجع خلائق ہے۔ تاریخ وصال پر ہر سال بڑے پیمانے پر عرس بھی ہوتا ہے۔

رئیس القلم حضرت علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مذہب اہل سنت اور مسلک اعلیٰ حضرت کے عالمی مبلغ سیاحِ عالم رئیس القلم فاتحِ

Marfat.com

جمشید پور حضرت علامہ الحاج ارشد القادری ضلع بلیا کے سید پورہ گاؤں میں ۵ مارچ ۱۹۲۵ء کو ایک علمی و مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد حضرت مولانا عبداللطیف صاحب رشیدی سے حاصل کی۔ پھر آپ کے بھائی حضرت مولانا غلام آسی صاحب حسنی ابوالعلائی نے آپ کو ملک کی مشہور درس گاہ الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور میں داخل کر کے جلالۃ العلم استاذ العلماء حافظ ملت حضرت علامہ عبدالعزیز صاحب محدث مرادآبادی کی آغوش تربیت میں دے دیا جہاں سے علم وفن کے حصول کے ساتھ ساتھ فکر و تدبر اور شعور و آگہی سے مزین و مرصع ہو کر اپنی علمی و فکری صلاحیتوں کا پوری دنیا سے لوہا منوایا۔ تحصیل علوم کی تکمیل کے بعد مدرسہ اسلامیہ شمس العلوم ناگپور میں اور پھر اپنے قائم کئے ہوئے ادارے "مدرسہ فیض العلوم" جمشید پور میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ اس کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز کے مشن اور مسلک اعلیٰ حضرت کے فروغ و اشاعت کے لئے ملک و بیرون ملک دورے شروع کئے۔ اس درمیان آپ نے ہندوستان کے مختلف شہروں اور قصبات سمیت متعدد ملکوں میں بڑے بڑے اجلاس اور کانفرنسوں میں شرکت کرنے کے ساتھ ساتھ بے شمار دینی، ثقافتی، تنظیمی، تعلیمی اور تبلیغی ادارے قائم فرمائے اور نئی مساجد تعمیر کرائیں۔ بدمذہبوں اور گستاخانِ انبیاء واولیاء کا رد آپ کا خاص موضوع تھا اس سلسلے میں آپ نے بہت سے مناظرے کئے اور مختلف موضوعات پر تقریباً تین درجن کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جن میں آپ کی کتاب "زلزلہ" بہت مشہور و مقبول ہوئی۔

بیعت کا شرف آپ کو خلیفۂ اعلیٰ حضرت صدر الشریعہ حضرت علامہ حکیم محمد امجد علی صاحب اعظمی سے حاصل تھا اور قطب مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مہاجر مدنی خلیفۂ اعلیٰ حضرت اور سرکار پٹنہ حضرت سید شاہ فدا حسین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے آپ کو اجازت وخلافت سے بھی سرفراز فرمایا تھا لیکن عجز وانکسار کے سبب آپ نے بیعت و ارشاد کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔

عشق رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محبت و عقیدت اولیائے کرام تو آپ کے جسم کی رگ رگ میں خون کے ساتھ رواں دواں تھی۔ آپ کے دادا حضرت مولانا عظیم اللہ

Marfat.com

صاحب نے مدرسہ حنفیہ جونپور سے درسیات کی تکمیل فرمائی تھی اوران کوحضرت حجۃ الاسلام مولانا حامد رضاخاں بریلوی، شیخ المشائخ حضرت مولاناسید شاہ علی حسین اشرفی کچھوچھوی اورحضرت مولانا فاخرصاحب الہ آبادی علیہم الرحمہ سے مختلف سلاسل میں اجازت وخلافت حاصل تھی۔اسی طرح آپ کے والد ماجد حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نے بھی جونپور کے اسی ادارے سے درسیات کی تکمیل فرمائی تھی اورخانقاہ رشیدیہ جونپور کے زیب سجادہ امام العارفین حضرت علامہ سید شاہ عبدالعلیم آسی غازی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت تھے اورسرکارغوث پاک کے عشق وعقیدت میں بیخودوسرشار تھے اورآپ کے بڑے بھائی حضرت علامہ غلام آسی صاحب حسنی ابوالعلائی بھی ظاہری وباطنی علوم کے سنگم تھے اورسلسلۂ قادریہ چشتیہ ابوالعلائیہ کے مشہورشیخ طریقت تھے۔آپ کے بیشمار مریدین وخلفاء ہیں۔

آپ کا اصلی نام غلام رشید (قلمی نام ارشد القادری) اورآپ کے بھائی کا نام غلام آسی تھا جو بزرگوں سے عقیدت کا بیّن ثبوت ہے ۔اس طرح بزرگوں سے قلبی لگاؤ آپ کا خاندانی ورثہ تھا۔سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز سے آپ کوحد درجہ عشق تھااورموقع بہ موقع حاضرآستانہ ہوکراپنے عشق وعقیدت کا اظہار فرمایا کرتے تھے جوآپ کی تحریروں سے بھی ظاہر ہے۔اپنے ایک سفرنامۂ کشمیر میں علامہ خودرقمطراز ہیں:

> ''۵؍رجب المرجب کی صبح کوہم خواجۂ ہند کی راجدھانی میں داخل ہوئے اوراپنے نصیبے کی ارجمندی پرشکرالٰہی بجالائے۔سارااجمیر حضرت خواجہ کے عشاق وزائرین سے بھراپڑاتھا۔اہل اسلام کا یہ امنڈتاہواسیلاب دیکھ کرایک مردقلندرنے کہا:
>
> ''یہ لاکھوں مسلمان جوخواجہ کی روحانی سطوت واقتدار کاجیتاجاگتا یقین لے کریہاں آئے ہیں اگران کے متعلق دیوبند کے مذہبی اجارہ داروں کی یہ بات صحیح مان لی جائے کہ یہ مشرک اوربت پرست ہیں توپھربتایاجائے کہ ہندوستان میں مسلمان کہاں ہیں۔؟'' (جامِ نور''رئیس القلم نمبر''ص ۱۹۲)

Marfat.com

آپ کو مذہب و مسلک کی ترویج واشاعت اور قومی وملی رہنمائی کی پاداش میں متعدد بار قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کرنا پڑی ہیں۔آپ نے دہلی کے مشہور آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز (AIIMS) میں ۲۹؍اپریل ۲۰۰۲ء کو شام چار بج کر پینتیس منٹ پر وفات پائی اور جمشید پور جھارکھنڈ میں آپ اپنے قائم کردہ ادارہ مدرسہ فیض العلوم میں آسودۂ خاک ہوئے۔

نوٹ: سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی بارگاہ میں غلامانہ حاضری دینے والے چند مشائخ وعلماء کرام کے تذکرے اختصار کے ساتھ اس لئے کئے گئے کہ اس سے اندازہ لگایا جاسکے کہ یہاں کے علماء و مشائخ کو سرکار خواجہ غریب نواز سے کس قدر عقیدت و محبت ہے جبکہ مذکورہ علماء و مشائخ میں زیادہ تر سلسلۂ قادریہ سے تعلق رکھنے والے ہیں اس سے صاف واضح ہے کہ سرکار خواجہ غریب نواز سے عقیدت رکھنے والے صرف چشتی حضرات ہی نہیں ہیں بلکہ جتنے بھی خوش عقیدہ سنی علماء و مشائخ اور عوام الناس ہیں سب کو سرکار خواجہ سے عقیدت و محبت ہے اور یہ بطور مثال و نمونہ چند اسمائے گرامی ہیں۔ میرا یہ دعویٰ ہے کہ ملک میں جتنے علماء و مشائخ اور پیران طریقت گزرے ہیں یا موجود ہیں اگر بدعقیدہ نہیں ہیں تو سرکار خواجہ غریب نواز سے ضرور محبت ہوتی ہے اور اگر کوئی مجبوری حائل نہ ہو تو بارگاہ خواجہ میں حاضر ہو کر اپنی غلامی کا ثبوت ضرور پیش کرتے ہیں۔

اب ملک کی کچھ صاحب اقتدار، اہل سیاست اور حامل دولت و ثروت شخصیتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔انہوں نے بھی ہمیشہ بارگاہ غریب نواز میں حاضر ہو کر اپنی عقیدت مندی اور غلامی کا ثبوت دیا ہے۔

سلطان شہاب الدین غوری

جیسا کہ گزشتہ صفحات میں بالتفصیل بیان کیا جا چکا ہے کہ سلطان شہاب الدین غوری پرتھوی راج کو شکست کا مزہ چکھانے کے بعد اجمیر حاضر ہوئے اور سرکار خواجہ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کی (آتشکدۂ آذر ص ۳۶۴)

Marfat.com

سلطان شمس الدین التمش

یہ بادشاہ نیک متقی اور پرہیز گار تھا سرکار خواجہ غریب نوز سے بہت عقیدت رکھتا تھا۔ سرکار خواجہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تعلیم معرفت حاصل کی۔ مزید تفصیلات گزر چکی ہیں۔

سلطان محمود خلجی

کہتے ہیں کہ ایک دن ایک تحریر سلطان محمود خلجی کی نظر سے گزری جس میں لکھا تھا کہ ''ملک ہندوستان میں اسلام کی ابتداء اجمیر سے ہوئی جہاں مرشد الطائفہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار پاک ہے۔ اب چونکہ وہ شہر کفار کے قبضے میں ہے اس لئے وہاں اسلام یا شعائر اسلام کا کوئی اثر باقی نہیں ہے''۔

سلطان تحریر پڑھنے کے بعد حضرت خواجہ کی روح مبارک سے استمداد کرتے ہوئے اجمیر پہونچ گئے وہاں راجہ کی فوج سے جنگ ہوئی قلعہ کا سردار گجادھر مع راجپوتوں کے قلعے سے باہر نکلا۔ دونوں طرف سے چار دن جنگ جاری رہی پانچویں دن گجادھر مارا گیا اور محمود کو فتح حاصل ہوئی۔ سلطان محمود نے اللہ کا شکر ادا کیا اور حضرت خواجہ کے آستانے پر حاضر ہوئے اور مزار کا طواف کر کے ایک مسجد (مسجد صندل خانہ) تعمیر کرائی اور خواجہ نعمت اللہ کو سیف خاں کا خطاب دے کر اجمیر کی حکومت سونپ دی اور مزار اقدس کے خدام کو انعام واکرام دے کر منڈل گڑھ کی جانب روانہ ہوا۔

سلطان ظفر خاں

سلطان فیروز شاہ کی وفات کے بعد اس کا فرزند سلطان محمد شاہ تخت نشیں ہوا۔ گجرات کے حالات کے پیش نظر بادشاہ نے گجرات کی حکومت اپنے ایک نامی امیر اعظم ہمایوں ظفر خاں بن وجیہ الملک کو عطا کی۔ منڈل گڑھ (مانڈل) کے مسلمانوں پر راجپوتوں کے حملے کی خبر پا کر ظفر خاں ادھر متوجہ ہوا اس نواح کا راجہ قلعہ میں بند ہو کر بیٹھا تھا مگر طاعون پھیل جانے

Marfat.com

سے راجہ نے مجبور ہو کر ظفر خاں کی خدمت میں عجز و نیاز کے لئے بھیجا بادشاہ نے اسے تائید غیبی سمجھ کر اس کی عرض داشت کو شرف قبول سے نوازا اور اس کی پیش کش قبول کر کے سرکار خواجہ غریب نواز کے آستانہ گرامی کی زیارت کے لئے اجمیر روانہ ہوا اور سلطان الہند کی روح پر فتوح سے غیر مسلموں پر فتح و نصرت کے لئے مدد چاہی۔ اس کے بعد بھیلواڑہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس سفر سے واپسی پر ظفر خاں نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کر کے اپنے کو مظفر شاہ کے نام سے مشہور کیا اور سلطنت گجرات کا بانی ہوا۔

شہزادہ بہادر خاں

سلطان مظفر بن سلطان بیگرہ گجراتی بن سلطان محمد شاہ ۹۱۶ھ میں تخت نشین گجرات ہوا۔ اس کے دو لڑکے تھے شہزادہ سکندر اور شہزادہ بہادر خاں۔ شہزادہ بہادر خاں باپ سے ناراض ہو کر چتوڑ گڑھ ہوتا ہوا، ۹۳۱ھ میں خواجۂ خواجگان سلطان الہند کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے اجمیر شریف روانہ ہوا آستانۂ غریب نواز سے فیضیاب ہو کر شہزادہ بہادر خاں میوات چلا گیا آخر کار ۹۳۲ھ میں گجرات کا بادشاہ ہوا اور ۹۴۳ھ تک حکومت کی ہمایوں نے ۹۴۳ھ میں اس پر غلبہ پا کر گجرات پر قبضہ کر لیا۔

شیر شاہ سوری

شیر شاہ سوری راجہ بلدیو حاکم مارواڑ کو شکست دینے کے بعد درگاہ سرکار خواجہ معین الدین میں زیارت کے لئے حاضر ہوا اور غرباء و فقراء پر کافی رقم تقسیم کرنے کے بعد آداب آستانہ کے تحت جملہ مراسم ادا کئے جس میں طواف بھی شامل تھا۔ حاضری کے بعد وہ تاراگڑھ کی پہاڑی پر گیا جہاں اسوقت پانی کی بہت کمی تھی جس کے سبب لوگ پریشانی میں مبتلا تھے اس نے چند معمار مقرر کئے کہ چشمۂ حافظ جمال سے لے کر قلعہ پر پانی پہونچائیں اور اس کا نام ''شیر چشمہ'' رکھا سہسرام (بہار) میں شیر شاہ سوری کا تاریخی مقبرہ ہے۔

Marfat.com

سلطان جلال الدین اکبر

شہنشاہ اکبر نے متعدد بار سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کی بارگاہ میں غلامانہ حاضری دی ہے۔ ان میں سے بعض کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

"مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر دارالخلافہ آگرہ سے فتح پور سیکری کی طرف شکار کھیلنے کے لئے جارہا تھا جب موضع منڈیا کے قریب پہونچا تو سرکار خواجہ کے مناقب اس کے سامنے گائے گئے سلطان الہند کے زہد و ورع، کمالات و کرامات اور روحانی تصرفات کا تذکرہ پہلے بھی اس کی مجلس میں ہو چکا تھا اس لئے اس کے دل میں سرکار خواجہ کے روضہ کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور عین شکارگاہ میں اس نے اجمیر معلیٰ جانے کا قصد کرلیا۔ چنانچہ ۸/ جمادی الاولیٰ ۹۶۹ھ بروز چہارشنبہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اجمیر روانہ ہوا۔ اجمیر پہونچ کر اس نے روضۂ غریب نواز کی زیارت کی اس کے بعد آگرہ روانہ ہوا"۔ (اقبال نامۂ اکبری و تاریخ فرشتہ جلد دوم)

"۹۷۵ھ میں اکبر نے "قلعہ چتوڑ گڑھ" فتح کرنے کا ارادہ کیا اور یہ منت مانی کہ اگر قلعہ فتح ہوگیا تو میں حضرت خواجہ بزرگ کے آستانے کی زیارت کے لئے پیدل اجمیر جاؤں گا۔ چنانچہ فتحیابی کے بعد ۲۹/ شعبان ۹۷۵ھ کو وہ پیدل اجمیر کے لئے روانہ ہوا اور ۷/ رمضان المبارک ۹۷۵ھ کو اجمیر مقدس پہونچ کر روضۂ پاک کی زیارت کی اور دس دن قیام کرنے کے بعد آگرہ روانہ ہوا"۔ (اقبال نامۂ اکبری و اکبر نامہ)

۹۷۶ھ میں قلعہ تھمبور فتح کرنے کے بعد اکبر نے پھر اجمیر شریف حاضری دی اور سرکار غریب نواز کے آستانے کی زیارت کے بعد آگرہ پہونچ کر حضرت شاہ سلیم چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں فتح پور سیکری حاضر ہوا اس سے پہلے اکبر کے یہاں چند لڑکے پیدا ہو کر مر چکے تھے چنانچہ

Marfat.com

حضرت شیخ سلیم چشتی نے زندہ لڑکے کی پیدائش کی پیش گوئی فرمائی۔ چنانچہ اسی زمانے میں جب بیگم حاملہ ہوئی تو اکبر نے یہ منت مانی کہ اگر میرے لڑکا ہوا تو حضرت خواجہ بزرگ کے آستانے پر پیدل حاضری دوں گا ۱۷ ربیع الاول ۹۷۷ھ بروز چہارشنبہ عارف باللہ حضرت شیخ سلیم چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان پر فتحپور سیکری میں جہانگیر پیدا ہوا۔ اس کے بعد اکبر ۱۲ شعبان ۹۷۷ھ بروز جمعہ آگرہ سے اجمیر مقدس کے لئے پیدل روانہ ہوا وہاں حاضری دی اور چند روز قیام کر کے آستانے کے مجاوروں کو بیش قیمت تحائف پیش کئے"۔ (فرشتہ چہارم و اقبال نامۂ اکبری و اکبر نامہ)

۳ محرم الحرام ۹۷۸ھ کو اکبر کے یہاں دوسرا بیٹا پیدا ہوا اکبر نے اس کا نام محمد مراد رکھا اس سال بھی بادشاہ نے اجمیر شریف کا سفر کیا اور خواجہ بزرگ کے روضے کا طواف کیا۔

یکم صفر المظفر ۹۷۹ھ میں اکبر حصار فیروزہ کا تماشہ دیکھنے گیا وہاں کی واپسی پر اجمیر شریف حاضر ہوا اور حضرت سلطان الہند کے روضے کی زیارت سے مشرف ہو کر آگرہ پہونچا۔

۲ صفر ۹۸۰ھ کو اکبر شکار کھیلتا ہوا اجمیر روانہ ہوا اور ۱۵ ربیع الاول شریف بروز سہ شنبہ مزار مقدس کی زیارت سے بہرہ ور ہوا۔

۳ جمادی الاخریٰ ۹۸۱ھ بروز چہارشنبہ اکبر اجمیر پہونچا اور سلطان الہند کی درگاہ میں حاضر ہو کر شرائط طواف ولوازم استمداد بجالایا اور تقریباً دو لاکھ نقد و جنس مجاوروں و دیگر مستحقین میں تقسیم کیا۔

اوائل رمضان ۹۸۲ھ میں اکبر اجمیر شریف حاضر ہو کر لوازم زیارت و شرائط طواف بجالایا۔ ۹۸۳ھ میں اکبر پھر اجمیر مقدس حاضر ہوا اور سلطان الہند کے آستانے کی زیارت سے مستفیض ہوا۔ ۷ ذی قعدہ ۹۸۴ھ میں اکبر فتحپور سیکری سے روضۂ غریب نواز کی زیارت و طواف کے ارادے سے اجمیر روانہ ہوا۔ ۴ ذی الحجہ بروز سہ شنبہ اجمیر سے تین میل کے فاصلے پر

Marfat.com

قیام کیا پھر وہاں سے پیدل روانہ ہوکر آستانۂ عالیہ پہونچا اور دس ہزار روپے خدام اور مجاوروں کو عنایت کئے۔ اسی سال اکبر پھر اجمیر شریف گیا اور شکار کھیلتا ہوا دکن کی سرحد تک پہونچ گیا وہاں سے فتحپور سیکری کا رخ کیا اس کے بعد ۹۸۵ھ میں اکبر پھر اجمیر شریف گئے اور حسب عادت ایک کوس سے پیدل ہوکر خواجہ غریب نواز کے آستانے پر حاضر ہوکر فیضیاب ہوئے پھر دہلی کے لئے روانہ ہوئے۔ ۱۶ رجب المرجب ۹۸۷ھ کو اکبر ایک بار پھر اجمیر کے لئے

روانہ ہوئے جب اجمیر پانچ کوس رہ گیا تو وہاں سے حضرت خواجہ بزرگ کے روضے کی زیارت کے لئے پیدل روانہ ہوا۔ اس ورود اجمیر کے بعد چودہ سال تک وہ اجمیر نہیں گیا مگر طبقات اکبری کے مطابق اکبر ۹۸۸ھ میں اجمیر کے مزار کا طواف کر کے حضرت بابا فرید گنج شکر کے مزار کی زیارت کے لئے پاک پٹن پنجاب روانہ ہوا''۔

شہباز خاں

آپ کا اصلی نام شہر الہ تھا اور عمدۃ الملک نظام الدین شہباز خاں خطاب تھا لاہور کے رہنے والے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب ۲۶ واسطوں سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تک پہونچتا ہے۔ آپ کے اجداد میں حاجی جمال الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عرب سے ہندوستان آکر حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید ہوئے۔ ۹۸۵ھ میں اکبر نے آپ کی اور مرزا خان وقاسم کی سرکردگی میں اودے پور کی طرف فوج روانہ کی تھی اس نے کونبھل میر کو فتح کیا پھر ۹۸۶ھ میں اودے پور فتح کیا اور ۹۸۸ھ میں اکبر نے اجمیر کے سرکشوں کو زیر کرنے کے لئے آپ کو اجمیر بھیجا ۱۰۰۸ھ میں آپ کا اجمیر ہی میں انتقال ہوا۔ چونکہ آپ کو حضرت خواجہ سے گہری عقیدت تھی اس لئے آپ نے حضرت خواجہ کی درگاہ میں دفن کرنے کی وصیت کی تھی مگر خدام روضہ راضی نہ ہوئے اس لئے ناچار آپ کو باہر ہی دفن کیا گیا۔ رات کے وقت حضرت خواجہ نے منتظمین درگاہ کو خواب

Marfat.com

میں تاکید فرمائی کہ "شہباز خاں ہمارا دوست ہے اس کو شال رو یہ گنبد میں جگہ دو"۔ صبح کو بمنت وسماجت ان کی نعش قبر سے نکال کر اسی مقام پر دفن کی گئی جہاں کے لئے ارشاد فرمایا گیا تھا۔ (المشاہیر)

جس وقت جہانگیر نے آستانہ غریب نواز پر حاضری دی تھی تو مرزا محمد علی بیگ بھی حاضر دربار ہوئے ان کو شہباز خاں سے بڑی محبت تھی۔ شہباز خاں کی قبر کو دیکھ کر مرزا محمد علی بیگ قبر سے لپٹ گئے اور کہنے لگے "یہ ہمارا اقدیمی دوست ہے" اور اسی وقت وہ بھی جاں بحق تسلیم ہو گئے اور وہیں دفن ہوئے۔

سلطان نورالدین جہانگیر

شہنشاہ جہانگیر اپنی تخت نشینی کے آٹھویں سال یعنی ۱۰۲۲ھ میں اجمیر کے لئے روانہ ہوئے۔ جب خواجہ بزرگ کا گنبد شریف نظر آنے لگا تو وہاں سے پیدل ہو گیا اور فقراء وغرباء کو صدقات تقسیم کرتا ہوا اجمیر مقدس میں داخل ہوا اور انتہائی احترام وعقیدت کے ساتھ مزار اقدس کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔ وہ جگہ اس کو اتنی پسند آئی کہ تین سال وہ وہیں مقیم رہ کر کاروبار حکومت چلاتا رہا۔ اس درمیان برابر وہ آستانہ اقدس پر حاضری دیتا رہا۔ (تزک جہانگیری)

تزک جہانگیری میں ایک جگہ خود شہنشاہ جہانگیر نے لکھا ہے کہ:

"بزمانہ علالت میرے دل میں آیا کہ جس طرح میں قلبی اور باطنی طور پر حضور خواجہ بزرگ کا معتقد اور حلقہ بگوش ہوں اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میرا وجود انہیں کے طفیل ہے اسی طرح ظاہری طور پر بھی کانوں میں دُرِ غلامی پہن کر حضرت خواجہ کا حلقہ بگوش بن جاؤں۔

چنانچہ ماہ رجب میں میں نے کانوں میں سوراخ کر کے مروارید آبدار کا ایک ایک دانہ دونوں کانوں میں پہن لیا ساتھ ہی اہل دربار نے بھی خزانہ شاہی سے دُر اور لعل حاصل کر کے اپنے اپنے کانوں میں پہنے۔ رفتہ رفتہ یہ رسم عام ہو گئی"۔

Marfat.com

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ:

''حضرت خواجہ بزرگ کے عرس پاک کے موقع پر شب یک شنبہ روضہ منورہ میں حاضر ہوا اور آدھی رات تک وہاں رہا فقراء وخدام کو میں نے اپنے ہاتھوں سے زر تقسیم کیا اس موقع پر کل چھ ہزار روپیہ نقد ایک سو شوب کرتہ اور مروارید، مرجان و کہربا کی ستر تسبیحات تقسیم کیں''۔

سلطان شہاب الدین شاہجہاں

شہنشاہ ہند شاہجہاں نے اپنے اکیس سالہ دور حکومت میں پانچ بار اجمیر مقدس پہونچ کر سرکار خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضری دینے کا شرف حاصل کیا ہے۔ پہلی بار اپنی تخت نشینی کے سال حاضر بارگاہ ہوا اور درگاہ کے مجاوروں کو اپنے عطیات سے خوش کیا۔

پھر ۷/رجب ۱۰۴۶ھ میں وارد اجمیر ہو کر کسب فیض کیا۔ پہلے اناساگر کے کنارے قیام کیا پھر وہاں سے پیدل چل کر آستانہ پاک پر حاضر ہوا۔ اس موقع پر مبلغ دس ہزار روپئے وہاں کے خدام عالی مقام کو دیئے۔ زیارت کا شرف حاصل کر کے جامع مسجد آیا۔

تیسری حاضری ۱۰۴۹ھ میں ہوئی اس موقع پر شہزادی جہاں آرا بیگم بھی آگرہ سے ہمراہ آئی تھی۔

چوتھی بار ۱۰۵۳ھ میں پھر رونق افروز اجمیر ہوا۔ دولت باغ میں قیام کیا وہاں سے پیدل چل کر آستان فیض نشان پر حاضر ہوا۔ مزار اقدس کی زیارت کرنے کے بعد مبلغ دس ہزار روپئے مجاور، خدام اور دوسرے ضرورت مندوں کو تقسیم کئے اس موقع پر بھی شہزادی جہاں آرا بیگم ساتھ آئی تھی (کتاب التحقیق بحوالہ مرأۃ الاسرار۔ و مرأۃ العالم)

پانچویں مرتبہ کی حاضری کا ذکر ''تاریخ راج پرستی'' میں ''سیر المتاخرین'' اور مرأۃ العالم کے حوالے سے کیا گیا ہے:

''۱۰۶۴ھ میں شاہجہاں خواجہ بزرگ کے مزار اقدس پر حاضری دینے

Marfat.com

کے لئے اجمیر گیا ہوا تھا وہیں معلوم ہوا کہ چتوڑ کے قلعے کی مرمت ہو رہی ہے۔
چونکہ یہ بات اس قرارداد کے خلاف تھی جو جہانگیر اور کرن سنگھ ولد رانا امر سنگھ کے درمیان طے پائی تھی کہ رانا امر سنگھ یا اس کا کوئی جانشین چتوڑ کے قلعے کی درستی و مرمت نہیں کرے گا۔اس کے بعد شاہجہاں نے جحۃ الملک سعد اللہ خان وزیر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ چتوڑ کے قلعے کو مسمار کرنے کے لئے روانہ کیا۔"

شہزادی جہاں آرا بیگم

شاہجہاں کی ایک شہزادی حورالنساء نے بھی عہد جہاں گیری میں سرکار خواجہ غریب نواز کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی عقیدت مندی اور غلامی کا ثبوت پیش کیا ہے۔لیکن شہزادی جہاں آرا بیگم کی حاضری انتہائی روح پرور و کیف آور ہے اس لئے ان کی حاضری کی تفصیل ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

شہزادی جہاں آرا بیگم نے دو مرتبہ اپنے والد ماجد شاہجہاں بادشاہ کے ساتھ اجمیر جا کر روضۂ غریب نواز پر حاضری دی ہے۔اس حاضری کی تفصیل اس نے خود اپنی کتاب "مونس الارواح" میں تحریر کی ہے جس کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے:

"فقیر جہاں آرا بیگم جب اپنی خوش قسمتی سے اپنے والد کے ساتھ بتاریخ ۱۳ر شعبان ۱۰۴۹ھ آگرہ سے روانہ ہو کر ۷ر رمضان ۱۰۴۹ھ جمعہ کے دن اجمیر پہونچی اور ساحل اناساگر کی عمارتوں میں قیام کیا۔"

اس حاضری کے ضمن میں شہزادی موصوفہ یہ بھی لکھتی ہیں کہ:

"بادشاہ شاہجہاں کو ایک زمانے تک حضرت خواجہ بزرگ کی سیادت تسلیم نہیں تھی وہ مشکوک تھے مگر اجمیر شریف میں قیام کے دوران ایک دن حضرت خواجہ بزرگ سے متعلق ابوالفضل کی ایک تحریر پڑھی جس سے یہ شبہ رفع ہو گیا اور بادشاہ نے جہاں آرا کی بات مان لی۔"

Marfat.com

اس کے بعد شہزادی موصوفہ نے ۱۰۵۳ھ میں اپنے والد کے ساتھ اجمیر شریف جا کر روضۂ سرکار غریب نواز پر حاضری دی۔ اس حاضری کے متعلق جہاں آرا کا وہ بیان درج کیا جارہا ہے جو نہایت ہی روح پرور اور کیف آور ہے جو موصوفہ کی کتاب ''مونس الارواح'' سے نقل کیا جارہا ہے ملاحظہ کیجئے۔

''میں بتاریخ ۱۸؍شعبان والد بزرگوار کے ہمراہ آگرہ سے اجمیر روانہ ہوئی اور ۷؍رمضان المبارک ۱۰۵۳ھ کو وہاں پہونچی اس دوران میرا یہ معمول رہا کہ ہر منزل پر دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کے بعد سورۂ یٰس اور سورۂ فاتحہ نہایت اخلاص اور عقیدت مندی سے پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خواجہ بزرگ کی روح پرفتوح کو نذر کرتی رہی۔ کچھ دنوں تک انا ساگر کی عمارت میں قیام رہا۔ دوران قیام بپاس ادب وتعظیم کبھی پلنگ پر نہیں سوئی اور نہ روضۂ منورہ کی جانب کبھی پشت اور پاؤں کیئے پورا پورا دن درختوں کے سائے میں گزار دیتی تھی۔ حضرت خواجہ بزرگ کی برکت اور فیض کے اثر سے اطمینان قلب کے ساتھ ساتھ ذوق پیدا ہوگیا۔ ایک شب میں نے محفل مولود منعقد کی خوب چراغاں کیا اور جو کچھ کیا وہ کم تھا۔ روضۂ خواجہ بزرگ کی زینت وخدمت کے لئے جو کچھ ملا اور ملے گا سب خرچ کردوں گی اس میں کمی نہیں کروں گی۔ اللہ تعالیٰ کے صد ہزار شکر واحسان کہ ۱۴؍رمضان بروز جمعرات سرکار خواجہ کے مرقد انور کی زیارت نصیب ہوئی ایک پہر دن رہ گیا تھا کہ حاضر بارگاہ سعادت پناہ ہوئی۔ گنبد شریف میں حاضر ہوکر سات مرتبہ مزار مبارک کا طواف کیا بعد ازاں اپنی پلکوں سے جھاڑو دی مزار پاک کی خاک وخوشبو کو سرمۂ چشم بنایا اس کے سبب دل پر جو ذوق وشوق اور کیف وسرور کا عالم طاری تھا وہ تحریر میں نہیں آسکتی۔ کثرت شوق سے میں سراسیمہ ہوگئی کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیا کہوں اور کیا کروں۔ القصہ میں نے قبر شریف پر عطر اپنے ہاتھوں سے ملا اور چادر گل جو میں اپنے سر پر رکھ کر لائی تھی مزار شریف پر پیش کی۔ بعد ازاں سنگ مرمر کی مسجد میں آکر نماز پڑھی۔ یہ مسجد دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف کرکے والد بزرگوار نے تعمیر کرائی تھی پھر گنبد مبارک میں بیٹھ کر سورۂ یٰس و

Marfat.com

سورۂ فاتحہ پڑھ کر حضرت کی روح پُرفتوح کو ایصال ثواب کیا اور مغرب تک وہاں حاضر رہی اور خواجہ بزرگ کے یہاں شمع روشن کر کے آب جھالرہ سے روزہ افطار کیا عجب شام تھی جو صبح سے بہتر تھی اگرچہ اس متبرک مقام اور مخزن فیوض سے گھر آنے کو جی نہیں چاہتا تھا مگر مجبور تھی:

رشتۂ درگردنم افگندہ دوست
می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

اگر خود مختار ہوتی تو ہمیشہ کے لئے اسی گوشۂ عافیت میں پڑ رہتی ناچار روتی ہوئی اس درگاہ سے رخصت ہو کر گھر آئی تمام رات بیقراری میں کٹی صبح کو جمعہ کے دن والد بزرگوار کے ساتھ آگرہ روانہ ہوگئی۔ (احسن السیر)

سلطان محی الدین اورنگ زیب

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پہلی بار اس وقت اجمیر حاضر ہوئے جب داراشکوہ نے قلعہ تاراگڑھ پر مورچہ بندی کر کے عالمگیر کے لشکر کے مقابل آیا۔ ۳۰ رجمادی الاخریٰ ۱۰۶۰ھ کو عالمگیر حضرت خواجہ بزرگ کے آستانۂ پاک پر حاضر ہوئے، مزار اقدس کا طواف کیا اور پانچ ہزار روپیہ آستانے کے مجاوروں کو عنایت کئے۔

پھر بتاریخ ۱۸ رمحرم الحرام ۱۰۹۰ھ میں حاضر آستانہ ہوئے اور مزار اقدس کی زیارت کا شرف حاصل کیا اس کے بعد ۲۹ رشعبان ۱۰۹۰ھ کو عالمگیر نے حضرت خواجہ کے مزار پر حاضری دی اور محلات جہانگیری کی جانب سے مبلغ پانچ ہزار روپیہ نذر کئے اس کے بعد دولت خانۂ عالی واقع اناساگر کی جانب قدم رنجہ فرمایا۔ آخری بار اودے پور سے واپسی کے موقع پر یکم ربیع الاول ۱۰۹۱ھ میں پھر وارد اجمیر ہو کر آستانۂ سرکار خواجہ۔ سے اکتساب فیض کیا۔

لارڈ کرزن وائسرائے ہندوستان

ہندوستان کے وائسرائے لارڈ کرزن نے بھی ۱۹۰۲ء میں سرکار خواجہ غریب نواز کے

Marfat.com

آستانے پر حاضر ہوا۔ وہاں ہر مذہب وقوم کی حاضری، آستانۂ غریب نواز کی ہر قوم کے لوگوں میں مقبولیت اور آپ کے شاہانہ رعب وداب کو دیکھ کر لارڈ کرزن نے ایک رائے قائم کی جس کا اظہار اس نے اپنی تحریر میں کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "میں نے ہندوستان میں ایک قبر کو شہنشاہی کرتے دیکھا ہے"۔

شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ

افغانستان کے بادشاہ نے ۱۹۰۷ء میں حضرت خواجہ کے آستانۂ پاک پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ درگاہ شریف میں چیف کمشنر اور دیگر برطانوی حکام کے ساتھ پہونچے۔ متولی، دیوان اور خدام صاحبان نے آپ کا استقبال کیا مگر آپ کسی سے متوجہ نہیں ہوئے۔ پہلے سیدھے قبہ شریف میں حاضر ہوئے۔ دروازے بند کردیئے گئے سب کو اندر آنے سے روک دیا گیا۔ آپ تنہا تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک گنبد شریف میں حاضر رہے بعد ازاں باہر آ کر متولی صاحب اور دیوان صاحب وغیرہ سے مصافحہ اور کلام کیا۔

نواب حامد علی خاں والئ رامپور

جاورہ جاتے ہوئے آپ نے اجمیر کے اسٹیشن پر اپنی اسپیشل ٹرین رکوائی اور دربار غریب نواز میں حاضری دی۔ آپ کے پہونچنے سے قبل قبہ شریف کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ آپ بیگمی دالان میں دروازہ کے سامنے بہت دیر تک سر جھکائے روتے رہے اس وقت بیگمی دالان میں لوگوں کو آنے سے روک دیا گیا تھا آپ یہاں تقریباً ایک گھنٹہ تک رہے۔ نواب خواجہ محمد خاں صاحب جاگیردار دھول پور آپ کے ساتھ تھے آپ نے چاہا کہ قبہ شریف کے اندر حاضری دوں مگر درگاہ کے ذمہ داروں نے معینہ وقت کے علاوہ دروازہ کھولنے سے معذرت کرلی۔

میر عثمان علی خاں نظام حیدر آباد

۱۶/اکتوبر ۱۹۱۲ء میں آپ نے آستانۂ غریب نواز پر حاضری کی سعادت حاصل کی

Marfat.com

اور وہاں غرباء و مساکین کو کھانا کھلوایا۔ یہ لنگر عام تھا ہزار ہا ہزار روپے تقسیم کئے اور ایک عظیم الشان صدر دروازہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

دوسری بار آپ ۳/ نومبر ۱۹۱۳ء میں حاضر دربار ہوئے اس وقت صدر دروازہ (عثمانی گیٹ) زیر تعمیر تھا۔ جامع مسجد اور گنبد شریف کے اندرونی حصے کی آپ نے مرمت کرائی سنگ مرمر کی اگردانی اور مرمریں چراغ دان تعمیر کرایا۔ دونوں جھالروں کو ایک کر دیا مزار شریف کے پائیں جانب چاندی کی تختی پر سونے کے حروف سے لکھا ہوا ذیل کا شعر آپ ہی کا نذر کردہ ہے۔

گر بگزرم بخاطر پاک تو باک نیست
خاشاک بیں کہ بر سر دریا گزر کند

گنبد شریف کے اندر ہر ایک شمعدان میں ایک ایک موم بتی آپ ہی کی طرف سے روشن ہوتی تھی روزانہ ایک وقت دلیہ کا لنگر اور ایام عرس میں دو دیگیں بھی آپ کی طرف سے پکائی جاتی تھیں۔ آستانے پر قائم دینی تعلیمی ادارہ ''دارالعلوم معینیہ عثمانیہ'' کے اخراجات بھی آپ ہی ادا کرتے تھے۔ اب یہ تمام سلسلے ۱۹۴۷ء سے بند ہیں۔

مہاراجہ گوبند سنگھ والیٔ ریاست دتیا

آپ انگریزوں کے اقتدار کے زمانے میں اپنے عہدے سے معزول ہو جانے کی حالت میں بریلی اور افریقہ میں رہنے کے بعد اجمیر میں رکھے گئے اس زمانے میں آپ بہت غمگین اور متفکر رہتے تھے بالآخر ایک دن سید معصوم علی صاحب، نواب حاجی محمد خاں صاحب جاگیردار دھول پور اور نواب زادہ حاجی اکرم علی خاں صاحب کے ساتھ آستانہ غریب نواز پر حاضر ہوئے، عطر میں بسی ہوئی پھولوں کی چادر جو اپنے سر پر رکھ کر لائے تھے مزار شریف پر پیش کی، اپنی بحالی کی دعاء مانگی اور سرکار غریب نواز کی فیض بخشیوں سے کامیاب و بامراد ہوئے۔

Marfat.com

مہاراجہ سرکشن صدر اعظم دولت آصفیہ حیدر آباد

۲۳ دسمبر ۱۹۲۴ء کو مع اہل وعیال دربار خواجہ غریب نواز میں عقیدت ومحبت کے ساتھ حاضر ہوئے اور وہاں مورچھل جھلنے کی خدمت بجالائے۔

مہاراجہ سرکشن پرشاد اردو کے شاعر بھی تھے شاد تخلص تھا چنانچہ حاضریِ دربار خواجہ کے تاثرات اپنے اشعار کے ذریعہ ظاہر کئے ہیں جو ذیل میں درج کئے جارہے ہیں۔

قطعات

جھکتے ہیں شاہوں کے سر خواجہ کی وہ سرکار ہے
ہیں ملک درباں وہ شاہ چشت کا دربار ہے
شاد کیا پرواہ ہو بالِ ہما کی تجھ کو اب
خواجۂ اجمیر کا تو مورچھل بردار ہے

مورچھل جھلنے کی خدمت مل گئی
شاد کو دنیا کی عزت مل گئی
بارگاہِ خواجۂ اجمیر سے
لو کلید گنج قسمت مل گئی

ہند کے سلطان تم کو مصطفٰے کا واسطہ
پنج تن کا واسطہ آلِ عبا کا واسطہ
شاد اس در کا ہے سائل دیجئے دل کی مراد
یامعین الدین اجمیری خدا کا واسطہ

Marfat.com

آنجہانی پنڈت جواہر لال نہرو

آزاد ہندوستان کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو دربار خواجہ میں پہلی بار ملک کی آزادی سے پہلے ۱۹۴۵ء میں حاضر ہوئے غلام حسین عرف طوطی قوال سے درگاہِ معلی میں قوالی سنی۔ اور دوسری بار فسادات اجمیر کے زمانے میں ۱۹۴۷ء میں حاضر آستانہ ہوئے۔ اس موقع پر پنڈت جی نے تقریر کی اور درگاہ کی حفاظت کا بھی انتظام کیا۔

موہن داس کرم چند گاندھی

آپ ہندوستان کی آزادی کے علمبردار تھے۔ آل انڈیا خلافت کانفرنس کے موقع پر سرکار خواجہ غریب نواز کے آستانے پر عقیدت مندانہ حاضری دی اور مزار اقدس پر پھولوں کی چادر پیش کی۔

مولانا محمد علی جوہر

قائد ملت مولانا محمد علی جوہر نے گول میز کانفرنس میں شرکت کے لئے لندن جانے سے پہلے اجمیر جا کر ہندوستان کے روحانی تاجدار، اہل ملک کے سچے غم گسار سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے دربار عالی میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ بعد نماز عشاء بیگمی دالان میں قوالی سنی پھر رخصت ہوئے۔ لندن میں آپ نے اپنے قول پر عمل کرتے ہوئے ملک کی خاطر جان دے دی۔ آپ کا مزار بیت المقدس میں ہے۔

جوشؔ ملیح آبادی

ہندوستان و پاکستان کے مشہور، معتبر اور مستند شاعر شبیر حسن خاں جوشؔ ملیح آبادی ۱۹۲۱ء میں وارد اجمیر ہوئے کسی نے آپ سے کہا کہ ”دربار خواجہ میں چل کے حاضری دیجئے“ جواب دیا کہ ”میں تو اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک میزبان تشریف نہ لائیں گے“۔ بالآخر شب کے وقت خواب میں ایک بزرگ کو دیکھا ”پوچھا آپ کون ہیں“۔؟ فرمایا ”ہم

Marfat.com

میزبان ہیں''۔

مولانا حسرت موہانی

آپ ہندوستان کے پختہ خیال، مخلص اور باوقار سیاسی رہنما تھے۔یوں تو آپ شاعر کی حیثیت سے زیادہ مشہور تھے اور اردو ادب میں آپ کو رئیس المتغزلین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔آپ کا دیوان بھی منظر عام پر آکر مشہور و مقبول ہو چکا ہے۔آپ کبھی کبھی سرکار غریب نواز کے دربار میں حاضری دیا کرتے تھے۔ایام عرس میں آپ محفل خانہ میں منعقد ہونے والی مجلس سماع میں بھی شریک ہوتے تھے۔

دیگر

مذکورہ بالا صاحبان کے علاوہ دور گزشتہ میں شہزادہ داراشکوہ قادری، سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود خلجی المعروف بہ سلطان مانڈہ، شہزادہ شجاع، شہزادہ فرخ سیر وغیرہ بھی سرکار خواجہ غریب نواز کے عقیدت مندوں اور خدمت گزاروں میں شمار کئے جاتے ہیں اور ملک کی آزادی سے پہلے اور بعد کے تمام رہنمایان ملک وقوم بلاتفریق مذہب وملت حاضر بارگاہ خواجہ ہوئے ہیں جس کا سلسلہ آج تک جاری وساری ہے کہ ہر سال عرس کے موقع پر مرکزی حکومت کی طرف سے ایک چادر آستانہ خواجہ پر پیش کی جاتی ہے اور صدر جمہوریہ، وزیر اعظم ودیگر وزراء وسیاسی لیڈران بھی حسب موقع حاضر بارگاہ ہو کر اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کرتے ہیں۔

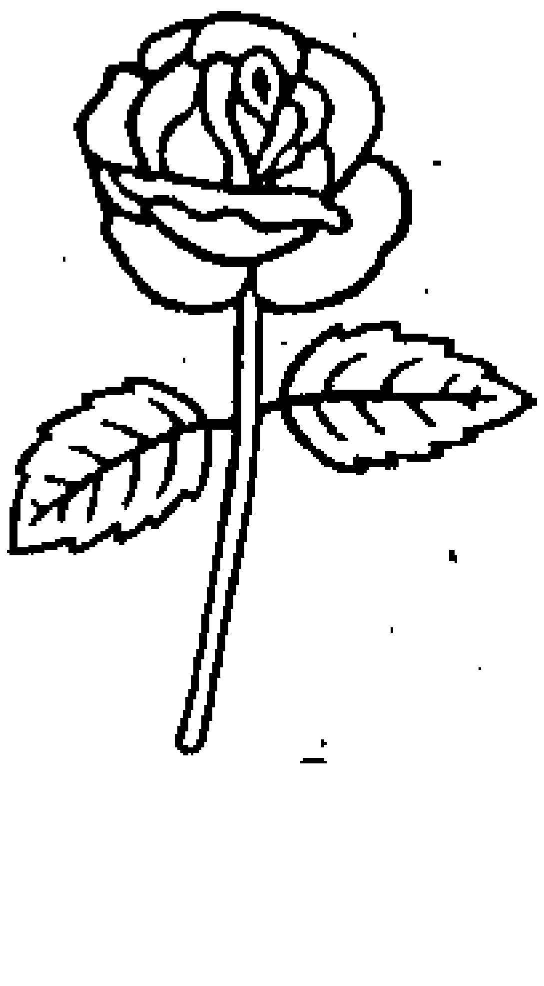

Marfat.com

مقدس تعلیمات

سلطان الہند خواجۂ خواجگان سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری قدس سرہٗ نے اپنے اخلاق واطوار، حسن کردار اور علمی وروحانی تصنیفات کے علاوہ اپنے مریدوں اور عقیدت مندوں کے ساتھ نشستوں میں شیرینیِ گفتار اور علمی دینی جواہر ریزوں کے ذریعہ جو تبلیغ دین وترویج سنت کے تعلق سے کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں وہ تاریخ کے صفحات پر چاند، سورج اور ستارے بن کر آج بھی اہل ایمان کے دلوں کو روشنی وتابناکی عطا کر رہے ہیں۔ آپ کی ایسی ہی چند تبلیغی نشستوں کی گفتگو اور کلمات خیر جنہیں عام طور پر "ملفوظات" کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپ کے عزیز ترین مرید وخلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اکٹھا کر کے "دلیل العارفین" نامی کتاب میں محفوظ کر دیا ہے۔ جس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار خواجہ نے اپنا تبلیغی واصلاحی مشن کس خوش اسلوبی کے ساتھ پورا کیا ہے۔ آپ کے مقدس لبوں اور قلم کی نوک پر ہمیشہ قرآن، حدیث اور اقوال وکردار اولیائے کرام کا ہی ذکر ہوتا اور مسائل شرعیہ سے لوگوں کو آگاہ فرماتے رہتے۔ اس کے علاوہ فضول باتوں کا آپ کے یہاں کوئی گزر نہ تھا۔ آپ کے ان ملفوظات کے مطالعہ سے آج بھی درس اصلاح لیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ان ملفوظات کے کچھ اقتباسات اردو زبان میں پیش کیے جا رہے ہیں کہ اصل کتاب تو فارسی زبان میں ہے۔

Marfat.com

پہلی مجلس

مرتب کتاب ''دلیل العارفین'' حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''پانچویں ماہ ۵۱۴ھ کو امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مسجد واقع بغداد شریف میں حضور سیدنا خواجہ غریب نواز کی قدم بوسی کا شرف اس درویش نحیف کو حاصل ہوا اور فقیر کو شرف بیعت سے مشرف فرمایا اور چہار تر کی کلاہ میرے سر پر رکھا (فالحمدلله علیٰ ذالك)

اس دن اس مجلس میں شیخ شہاب الدین محمد سہروردی، شیخ داؤد کرمانی، شیخ برہان محمد چشتی اور شیخ تاج الدین محمد صفاہانی (رحمة الله تعالیٰ علیهم) موجود تھے اور نماز سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔

نماز قرب خداوندی کا ذریعہ

آپ نے فرمایا کہ صرف نماز ہی ایسی عبادت ہے جس کے ذریعہ لوگ بارگاہ رب العزت سے قریب ہو سکتے ہیں اس لئے کہ نماز مومن کی معراج ہے جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے ''الصلوٰة معراج المؤمن'' ہر مقام میں نماز ہی سے نور حاصل ہوتا ہے اور نماز ہی بندے کو خدا سے ملاتی ہے۔ نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے خالق و مالک سے کہتا ہے وہی قرب الٰہی پا سکتا ہے جو اس راز کو راز رکھنے کے لائق ہو اور یہ راز بھی نماز کے سوا کسی اور طریقے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا حدیث شریف میں آیا ہے کہ "المصلی یناجی ربه" یعنی نماز ادا کرنے والا اپنے رب سے راز بیان کرتا ہے۔

Marfat.com

پیر کی خدمت واطاعت کی برکتیں

بعدازاں مجھ سے مخاطب ہوکرفرمایا کہ ”جب میں شیخ الاسلام سلطان المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نوراللہ مرقدہ کا مرید ہوا تو مسلسل آٹھ برس تک ان کی خدمت میں لگا رہا ایک لمحہ کو بھی آرام نہیں کیا نہ دن دیکھا نہ رات۔ حضرت کہیں سفر پر جاتے تو بھی میں ہمراہ ہوتا اور آپ کا بستر اور دیگر سامان سر پر اٹھا کر چلتا اور آپ کا ہر حکم بصد شوق بجالاتا۔ حضرت نے میری خدمت واطاعت سے خوش ہوکر مجھے وہ نعمتیں عطا فرمائیں جو حد بیان سے باہر ہیں غرض۔ ع

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

مرید کو چاہیئے کہ مرشد کے احکام کی پوری پوری تعمیل کرے۔ جن اعمال ووظائف کی اسے تعلیم دی جائے ان کو حرز جاں بنالے تبھی وہ منزل مقصود تک پہونچ سکے گا۔ کیونکہ پیر کامل مرید کو جو تلقین کرتا ہے وہ مرید کے فائدے ہی کے لئے ہوتی ہے۔ میرے بھائی شیخ شہاب الدین محمد سہروردی بھی اسی طریقہ پر عمل پیرا ہوئے اور دس برس تک اپنے مرشد کی خدمت میں دن رات لگے رہے سفر میں ان کا سامان اپنے سر پر اٹھائے پھرتے اور پھر سفر حج سے واپسی پر اسی خدمت کی بدولت مرتبۂ کمال تک پہونچے اور دیگر نعمتوں سے بہرہ ور ہوئے۔

دو فرشتوں کا نزول

امام خواجہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو فقہ میں امام وقت تھے اپنی تفسیر کی کتاب ”تنبیہ“ میں لکھتے ہیں کہ ”ہر روز دو فرشتے آسمان سے زمین پر اترتے ہیں ایک کعبے کی چھت پر کھڑا ہوکر پکارتا ہے:

”اے جنو اور انسانو! سن لو کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے
عائد کردہ فرائض سے غفلت برتتا ہے وہ اس کی حمایت وپناہ سے
محروم ہوجاتا ہے“۔

اور دوسرا فرشتہ رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ اطہر کی چھت پر (یعنی مسجد نبوی کی

Marfat.com

چھت پر) کھڑا ہو کر پکارتا ہے کہ:

''اے لوگو! سن لو کہ جو شخص رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتیں ادا نہ کرے اس کو آپ کی شفاعت نصیب نہ ہو گی''۔

انگلیوں کا خلال

پھر ارشاد فرمایا کہ:

''ایک روز میں مسجد کیکری میں اولیائے بغداد کے پاس موجود تھا وہاں وضو کرتے وقت انگلیوں میں خلال کرنے کا ذکر آیا۔ فرمایا کہ وضو کرتے وقت انگلیوں کا خلال کرنا سنت ہے اسلئے کہ حدیث پاک میں آیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو انگلیوں میں خلال کرنے کی ترغیب دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ تمہاری انگلیوں کو شفاعت سے محروم نہیں کرے گا''۔

پھر فرمایا کہ:

''میں اور خواجۂ اجل شیرازی ایک جگہ بیٹھے تھے کہ مغرب کی نماز کا وقت آ گیا۔ خواجۂ اجل شیرازی نے تازہ وضو کیا لیکن انگلیوں میں خلال کرنا بھول گئے یکایک غیب سے آواز آئی ''اے خواجۂ اجل! تم تو ہمارے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دوستی کا دعویٰ کرتے ہو اور ان کی سنت کو ترک کرتے ہو''۔ خواجۂ اجل نے یہ آواز سن کر قسم کھالی کہ انشاء اللہ مرتے دم تک میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کوئی سنت ترک نہیں کروں گا''۔

چنانچہ خواجۂ اجل فرائض کے علاوہ سنتوں کی پابندی کا خاص التزام فرماتے تھے اور پھر جب بھی انہیں ایک بار کا سہو یاد آ جاتا تو پریشان ہو جاتے۔ ایک دن اسی حالت میں آپ نے مجھ سے فرمایا کہ ''جس روز انگلیوں کا خلال مجھ سے فوت ہوا مجھے یہی خیال ستاتا ہے کہ قیامت کے دن میں اپنے آقا و مولا کو کیا منہ دکھاؤں گا۔

Marfat.com

اعضاءِ وضو کا تین بار دھونا

پھر ارشاد فرمایا کہ ''کتاب'' صلوٰۃ مسعودی ''میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی یہ حدیث درج ہے کہ نبیِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''وضو میں ہر عضو کا تین بار دھونا میری اور اگلے پیغمبروں کی سنت ہے اس تعداد سے زیادہ کرنا ستم ہے''۔

ایک بار حضرت خواجہ فضیل ابن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وضو کے وقت تین بار ہاتھ دھونا بھول گئے اور دو بار ہی دھو کر وضو سے فارغ ہو گئے اور نماز بھی ادا کر لی۔ رات کو خواب میں رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ فرما رہے تھے ''فضیل! حیرت کی بات ہے کہ تم نے ناقص وضو کیا''۔

حضرت خواجہ فضیل لرزتے کانپتے خواب سے بیدار ہوئے فوراً تازہ وضو کیا اور نماز ادا کی نیز اپنے سہو کے کفارہ میں ایک برس تک پانچ سو رکعت روزانہ ادا کرتے رہے۔

باوضو سونے کے فوائد

آپ نے فرمایا کہ ''جو شخص رات کو باوضو سوتا ہے تو فرشتوں کو حکم ہوتا ہے کہ جب تک وہ بیدار نہ ہو اس کے سرہانے کھڑے ہو کر اس کے حق میں دعا کرتے رہیں کہ ''اے پروردگار! اپنے اس بندے پر اپنی رحمت نازل فرما کہ یہ نیکی اور طہارت کے ساتھ سویا ہے''۔

پھر اسی محفل میں ارشاد فرمایا کہ ''اللہ کا کوئی نیک بندہ اگر باوضو سو جائے تو فرشتے اس کی روح کو عرش کے نیچے لے جاتے ہیں جہاں اسے بارگاہ الٰہی سے خلعت فاخرہ عطا ہوتا ہے اور فرشتے اسے واپس لے آتے ہیں۔ اور جو شخص بے طہارت سوتا ہے اس کی روح کو پہلے آسمان سے ہی واپس بھیج دیا جاتا ہے''۔

دائیں اور بائیں ہاتھ کے کام

پھر ایک حدیث پاک بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ''حضورنبیِ کریم صلی اللہ

Marfat.com

تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے الیمین للوجہ والیسار للمقعد یعنی داہنا ہاتھ منہ دھونے اور کھانا کھانے کے لئے ہے اور بایاں ہاتھ استنجاء کرنے کے لئے ہے۔

مسجد میں بَیل

پھر زبان فیض ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ "آدمی جب مسجد میں داخل ہو تو پہلے اپنا داہنا پاؤں مسجد کے اندر رکھے اور مسجد سے باہر نکلتے وقت بایاں پاؤں پہلے باہر نکالے یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں آئے اور بھول کر پہلے بایاں پاؤں مسجد میں رکھ دیا اسی وقت غیب سے آواز آئی "ثور" (یعنی بَیل) خانۂ خدا میں اس طرح بے ادبی سے گھس آتا ہے۔ اسی روز سے لوگ آپ کو سفیان ثوری کہنے لگے۔

عارف باللہ

پھر عارفوں سے متعلق گفتگو شروع ہوئی آپ نے فرمایا کہ "عارف اس شخص کو کہتے ہیں جو تمام جہان کو جانتا ہو اور اپنی عقل سے کسی چیز کے لاکھوں معنی بیان کر سکتا ہو، محبت کی تمام باریکیوں کا جواب دے سکتا ہو، ہر وقت وہ بحر محبت میں ڈوبتا اور ابھرتا رہے تاکہ اسرار الٰہی وانوار خداوندی کے موتی نکال کر دیدہ ور جوہریوں کو پیش کرتا رہے ایسا شخص بے شک عارف باللہ ہے"۔

پھر فرمایا "عارف وہ ہے جو ہر وقت عشق الٰہی میں مست رہے اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر وقت اپنے پروردگار کا ذکر کرتا رہے لمحہ بھر بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہو ہر لمحہ خالق ومالک کے حجاب عظمت کے گرد طواف کرتا رہے"۔

نماز فجر کے بعد مصلے پر بیٹھا رہنا

پھر فرمایا کہ "اہل عشق ومعرفت فجر کی نماز ادا کر کے آفتاب طلوع ہونے تک اپنی جائے نماز پر ہی بیٹھ کر ذکر حق کرتا رہے تاکہ اسے خدا کی بارگاہ میں قرب ومقبولیت حاصل

Marfat.com

ہو اور انوار الٰہی کی تجلی ان پر لحہ لحہ برستی رہے۔ ایسے شخص کے لئے ایک فرشتے کو حکم ہوتا ہے کہ وہ جب تک مصلے پر سے نہ اٹھے اس کے پاس کھڑا رہ کر اس کے حق میں خدا سے مغفرت کی دعا کرتا رہے"۔

ابلیس لعین کو مایوسی

مزید ارشاد فرمایا کہ "حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب "عمدہ" میں تحریر فرمایا ہے کہ ایک روز رسول کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابلیس لعین کو بہت مایوس اور غمگین دیکھا تو آپ نے اس سے اس کا سبب دریافت فرمایا تو کہنے لگا کہ میری مایوسی اور رنج وغم کا سبب آپ کی امت کے چار اعمال ہیں:

(۱) پہلا یہ کہ جو لوگ اذان سن کر اس کا جواب دینے میں مشغول ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دیتا ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ جو لوگ راہِ حق میں نعرۂ تکبیر لگا کر میدانِ جہاد میں کود پڑتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان غازیوں کو بلکہ ان کے گھوڑوں تک کو بخش دیتا ہے۔

(۳) تیسرا یہ کہ جو لوگ رزق حلال پر قناعت کرتے ہیں اسی سے خود کھاتے ہیں اوروں کو بھی کھلاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

(۴) چوتھا یہ کہ جو اشخاص نماز فجر ادا کرنے کے بعد اپنی جائے نماز پر بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور سورج نکلنے پر نماز اشراق پڑھ کر اپنی جگہ سے ہٹتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے رشتہ داروں کو بخش دیتا ہے۔

حکایت

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ "میں نے "فقہ اکبر" میں لکھا دیکھا ہے کہ امام المتقین امام اعظم حضرت ابوحنیفہ کوفی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) روایت نقل فرماتے ہیں کہ ایک کفن چور چالیس برس تک مُردوں کے کفن چراتا رہا جب وہ مرا تو لوگوں نے اسے خواب میں جنت میں ٹہلتے دیکھا۔ اس سے پوچھا کہ تیری اس خوش بختی کا کیا سبب ہے۔؟ اس نے

Marfat.com

جواب دیا کہ حق تعالیٰ کو میرا ایک عمل پسند آ گیا وہ یہ کہ فجر کی نماز کے بعد میں اپنی جائے نماز پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں سے معافی مانگتا رہتا پھر سورج نکلنے پر نماز اشراق ادا کرتا اور اپنے کام میں مشغول ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ چونکہ ''اندک پذیر و بسیار بخش'' ہے اس لئے اس نے اپنے بے پایاں لطف و کرم سے میرے مذکورہ عمل کی بدولت میرے گناہ بخش کر مجھے اس مرتبے پر پہونچا دیا۔

عارف کی منزل

اسی موقع پر سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے عارفانِ الٰہی سے متعلق ارشاد فرمایا کہ ''عارف ایک قدم میں عرش سے گزر کر حجاب عظمت سے ہوتے ہوئے حجاب کبریا تک پہونچ جاتے ہیں اور دوسرے ہی قدم وہاں سے واپس آ جاتے ہیں پھر خواجہ صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ عارف کا سب سے کمتر درجہ یہ ہے لیکن مردانِ کامل کا درجہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کہاں تک پہونچتے ہیں اور کب واپس آتے ہیں''۔ مز

دوسری مجلس

غسلِ جنابت

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ جمعرات کے دن سیدنا سرکار خواجہ غریب نواز کی قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی۔ اس وقت جنابت (وہ ناپاکی جس سے غسل واجب ہوتا ہے) سے متعلق گفتگو ہو رہی تھی مولانا بہاء الدین بخاری اور مولانا شہاب الدین محمد بغدادی (قدس سرہما) حاضر خدمت تھے (حضرت خواجہ غریب نواز نے) زبان مبارک سے فرمایا کہ انسان کے ہر بال کے نیچے جنابت ہے

Marfat.com

لہذا غسل جنابت تب ہی مکمل ہوسکتا ہے جب بدن کے ہر بال کی جڑ میں پانی پہونچ جائے اگر ایک بال بھی خشک رہ گیا تو قیامت کے دن وہ بال اس سے جھگڑے گا۔

جُنُبی کا منہ اور پسینہ پاک ہے

پھر فرمایا "فتاوی ظھیریہ" میں لکھا ہوا ہے کہ آدمی کا منہ پاک رہتا ہے چنانچہ جُنُبی (جو شخص حالت جنابت میں ہو) جس برتن سے پانی پیئے وہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اسی طرح جنبی مرد یا حائضہ عورت کا منہ ناپاک نہیں ہوتا"۔

پھر فرمایا "ایک مرتبہ رسول کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ایک صحابی نے سوال کیا "یارسول اللہ! اگر کسی شخص کو ناپاکی کی حالت میں (بوجہ گرمی) پسینہ آجائے اور اس سے اس کے کپڑے تر ہوجائیں تو کیا وہ کپڑے ناپاک ہوجائیں گے"۔؟

حضور نے ارشاد فرمایا "نہیں۔........سرکار خواجہ نے آگے ارشاد فرمایا کہ انسان کا تھوک بھی پاک ہے اگر کسی کے بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوتا۔"

حلال غسل کا اجر

اس کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے فرمایا کہ میں نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے سنا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے دنیا میں آئے اور پہلی بار غسل جنابت کی حاجت ہوئی تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر خدمت ہوکر عرض کی کہ اٹھ کر غسل کیجئے۔ جب آپ نے غسل فرمایا تو بہت فرحت وسرور کا احساس ہوا پھر آپ نے جبرئیل امین سے پوچھا کہ اس غسل کا کچھ اجر بھی ہے۔؟

جواب ملا کہ اس غسل کے عوض آپ کے جسم کے ہر بال کے لئے آپ کو ایک سال کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور آپ کے بدن سے گرنے والے پانی کے ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا فرمائے گا جو روز قیامت تک عبادت الٰہی بجالاتا رہے گا اور ان تمام عبادتوں کا ثواب آپ کو عطا کیا جائے گا۔ اسی طرح اس غسل کا ثواب آپ کی اولاد کے لئے بھی ہے بشرطیکہ وہ مومن ہوں اور ان کا غسل حلال صحبت کے بعد ہو۔

Marfat.com

حرام غسل کا وبال

جب سرکار خواجہ نے یہ بات کی تو آبدیدہ ہو گئے اور فرمایا کہ جو شخص صحبت حرام (زنا) کے بعد غسل کرے گا تو اس کے بدن کے ہر بال کے بدلے ایک سال کے گناہ اس کے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں گے اور اس کے بدن سے ٹپکنے والے پانی کے ہر قطرے سے اللہ تعالیٰ ایک شیطان پیدا فرمائے گا اور جو بدیاں اس شیطان سے سرزد ہوں گی وہ اس شخص کے نامۂ اعمال میں لکھے جائیں گے۔

راہ شریعت پر چلنے والوں کی ابتداء و انتہا

پھر فرمایا کہ جو شخص شریعت کے احکام کی پوری پابندی کرتا ہے وہ طریقت کی منزل پر پہونچ جاتا ہے اور اگر وہ طریقت کے تمام شرائط بھی پوری کر لیتا ہے تو معرفت کی منزل میں پہونچ جاتا ہے اگر معرفت کی راہ پر ثابت قدمی سے چلتا ہے تو مرتبۂ حقیقت تک پہونچ جاتا ہے پھر اس کی ہر آرزو پوری ہو جاتی ہے۔

نماز ایک امانت ہے

سرکار خواجہ غریب نواز نے اچانک اپنا موضوع سخن نماز کی طرف پھیر دیا اور فرمایا کہ نماز ایک امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے سپرد فرمائی ہے۔ تو بندوں پر واجب ہے کہ امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں۔

پھر ارشاد فرمایا کہ انسان جب نماز ادا کرے تو تعدیل ارکان میں کمی نہ کرے یعنی رکوع، سجود اور ہر رکن کماحقہٗ بجالائے اور صحیح طریقے سے نماز ادا کرے۔

حقوق نماز کی ادائیگی

پھر سرکار خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ کتاب ''صلوٰۃ مسعودی'' میں لکھا ہے کہ ''جو شخص نماز کا پوری طرح حق ادا کرتا ہے (یعنی وقت کی پابندی کے ساتھ خشوع، خضوع

Marfat.com

اور صحیح طریقے سے نماز ادا کرتا ہے) تو فرشتے اس کی نماز کو آسمان کی بلندیوں پر لے جاتے ہیں۔ اس نماز سے ایک خاص قسم کا نور پیدا ہوتا ہے، اس کے لئے افلاک کے سو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں پھر وہاں سے اس نماز کو عرش کے قریب لے جاتے ہیں وہاں وہ بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہوتی ہے اور اپنے ادا کرنے والے کے حق میں دعائے بخشش کرتی ہے۔ اس کے برعکس جو شخص نماز بے توجہی سے ادا کرتا ہے اس کی نماز اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ تو نے سب کچھ ضائع کر دیا"۔

اس کے بعد آپ نے ایک حدیث بیان فرمائی کہ "سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اس طرح نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ رکوع وسجود صحیح طریقے سے نہیں ادا کر رہا تھا جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا "اے شخص! تو کب سے اس طرح نماز پڑھ رہا ہے"۔؟

اس نے جواب دیا "یا رسول اللہ شروع سے (یعنی جب سے نماز شروع کی ہے اسی طرح نماز پڑھتا ہوں)"۔

رحمتِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھیں پرنم ہوگئیں اور آپ نے ارشاد فرمایا "افسوس۔ تو نے آج تک کچھ نہیں کیا اور اگر تو اسی حالت میں مرجائے تو میری سنت پر نہیں مرے گا"۔

اس کے بعد سرکار خواجہ نے فرمایا کہ "میں نے خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا ہے کہ قیامت کے دن جو مسلمان نماز کی ذمہ داری سے چھوٹ گیا وہی بارگاہ الٰہی میں سرخرو ہوگا ورنہ جہنم کا ایندھن بنے گا"۔

حکایت

پھر سرکار خواجہ نے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ میں شام کے قریب ایک شہر میں مقیم تھا اس شہر سے باہر ایک غار تھا جس میں ایک بزرگ شیخ اوحد محمد عبدالواحد غزنوی رہتے تھے ان کے جسم کی لاغری کا یہ عالم تھا کہ بدن کی ایک ایک ہڈی شمار کی جا سکتی تھی یعنی

Marfat.com

صرف چمڑا تھا گوشت کا نام ونشان نہیں تھا میں ملاقات کی غرض سے ان کے پاس گیا تو دیکھا کہ جائے نماز پر بیٹھے ہیں اور دو شیر ان کے سامنے کھڑے ہیں۔ میں شیروں کے خوف سے ٹھٹک کر باہر ہی کھڑا رہ گیا۔ شیخ غزنوی کی نظر جب مجھ پر پڑی تو فرمایا ''اندر آجاؤ ڈرو مت'' میں غار کے اندر داخل ہوا اور شیخ کو سلام کر کے ادب سے بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا اگر تم کسی کو اذیت یا نقصان پہنچانے کا ارادہ نہ کرو تو تمہیں بھی کوئی چیز تکلیف یا نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے شیر کیا چیز ہے۔ پھر مجھ سے فرمایا ''کہاں سے آئے ہو'' میں نے کہا، بغداد سے، فرمایا تمہارا آنا مبارک ہو درویشوں کی خدمت کیا کرو تمہیں اس کا اچھا پھل ملے گا۔ اور میری سنو، میں کئی سال سے ترک دنیا کر کے اس غار میں گوشہ گیر ہوں اور تیس سال سے ایک چیز کے خوف سے ہمیشہ روتا رہتا ہوں''۔

میں نے پوچھا ''وہ کیا چیز ہے''۔؟

شیخ غزنوی نے فرمایا ''وہ نماز ہے۔ ہر وقت مجھے یہی خوف دامنگیر رہتا ہے کہ نماز کی کوئی شرط فوت نہ ہو جائے کیونکہ اس کے نتیجے میں ساری اطاعت الٰہی میرے منہ پر ماردی جاسکتی ہے۔ اے درویش! اگر تم نے نماز کا پورا حق ادا کر لیا تو واقعی بڑا کام کر لیا ورنہ یہ سمجھ لو کہ ساری عمر تم نے غفلت میں ضائع کر دی۔ خدا کے نزدیک ترک نماز سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں اور تارک نماز سے بڑھ کر خدا کا کوئی دشمن نہیں۔ دوزخ کا پیٹ وہی لوگ بھریں گے جو نماز پورے شرائط کے ساتھ ادا نہیں کرتے اور وقت بے وقت نماز پڑھتے ہیں۔ مجھے تم جو ہڈیوں کا ڈھانچہ دیکھ رہے ہو اس کا سبب یہی ہے کہ میں ہر وقت اس بات سے خوف زدہ رہتا ہوں کہ میں نماز کا حق ادا کر پایا ہوں یا نہیں''۔

اس کے بعد شیخ غزنوی نے مجھے ایک سیب عطا فرماتے ہوئے نماز کا حق ادا کرنے کی مزید تاکید فرمائی۔

دین کا ستون

یہ حکایت بیان فرماتے ہوئے سرکار خواجہ غریب نواز کی آنکھیں پرنم ہو گئیں اور پھر

Marfat.com

آپ نے فرمایا ''دوستو! نماز دین کا ستون ہے اور ارکان نماز، نماز کے ستون ہیں۔ ستون کھڑا رہے تو گھر سلامت رہتا ہے اور اگر ستون گر پڑے تو گھر بھی منہدم ہو جاتا ہے۔ چونکہ نماز دین کا ستون ہے اس لئے جس شخص کی نماز کے فرائض، سنن اور واجبات میں خلل پڑا گویا اس کے دین میں فرق پڑا''۔

قیامت کے دن حساب کے پچاس مقامات

سیدی سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے اس سلسلہ بیان میں آگے ارشاد فرمایا کہ ''صلوٰۃ مسعودی'' کی شرح ''واسطہ'' میں امام زاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے نماز سے زیادہ کسی اور عبادت کی تاکید نہیں فرمائی اور سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ ''قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جابجا نصیحتیں فرمائی ہیں اور ان کے لئے ہر جگہ منفرد پیرایۂ بیان اختیار کیا ہے لیکن اکثر و بیشتر نماز کی تاکید بھی ساتھ میں موجود ہے اور حضرت سیدنا معروف کرخی قدس سرہٗ کی تفسیر کے مطابق قیامت کے دن بندوں کا حساب پچاس مقامات پر ہوگا اور پچاس مختلف چیزوں سے متعلق حساب ہوگا جو بندہ جس منزل پر فیل ہوگا وہیں سے دوزخ کی طرف بھیج دیا جائے گا اور تمام مقامات پر پاس ہو جانے والا بندہ ہی جنت کا مستحق ہوگا۔ ان میں پہلی منزل میں ایمان سے متعلق سوال ہوگا اگر اس کا صحیح جواب دے دیا تو دوسری منزل پر نماز اور اس کے ارکان و حقوق کے بارے میں سوال کیا جائے گا اگر بندہ اس میں بھی پورا اتر گیا تو تیسری منزل پر رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کے بارے میں پوچھا جائے گا اگر بندہ ادائے سنن کے حساب سے عہدہ برآ ہو گیا تو سبحان اللہ ورنہ موکلوں کے ساتھ حضور آقائے کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روبرو پیش کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ یہ شخص آپ کی امت سے ہے لیکن اس نے آپ کی سنتوں کے ادا کرنے میں کوتاہی برتی ہے''۔

اس کے بعد سرکار خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ ''افسوس اس شخص پر جو قیامت کے دن رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے شرمندہ ہوگا پھر ایسے شخص کا ٹھکانہ کہاں ہوگا''۔

Marfat.com

تیسری مجلس

سرکار خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ''بدھ کے دن سرکار خواجہ غریب نواز کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اس مجلس میں میرے علاوہ مولانا بہاء الدین بخاری، خواجہ اوحد الدین کرمانی اور سمرقند کے چھ درویش بھی حاضر خدمت تھے گفتگو کا آغاز اوقات نماز کی پابندی کے موضوع پر ہوا۔

نماز کی ادائیگی میں تاخیر پر افسوس

سرکار خواجہ غریب نواز سے سوال کیا گیا کہ ''ایسے شخص سے متعلق کیا حکم ہے جو جان بوجھ کر فرض نماز کی ادائیگی میں اتنی تاخیر کردے کہ وقت گزر جائے اور پھر قضا ادا کرے''؟

آپ نے ارشاد فرمایا ''وہ کیسا مسلمان ہے جو نماز وقت پر ادا نہیں کرتا ایسے لوگوں کے مسلمان ہونے پر صد ہزار افسوس جو اللہ تعالیٰ کی بندگی میں کوتاہی کریں''۔

پھر فرمایا کہ ''میرا گزر ایک ایسے شہر سے ہوا جہاں نماز کا وقت آنے سے پہلے ہی لوگ نماز کے لئے مستعد ہو کر کھڑے ہو جاتے۔ میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو بتایا کہ ''ہماری آرزو ہوتی ہے کہ نماز کا وقت آتے ہی فوراً ادا کرلیں اگر ہماری سستی سے نماز کا وقت نکل گیا تو قیامت کے دن اپنے آقا و مولا رسول دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے شرمسار ہوں گے کیونکہ حضور کا ارشاد گرامی ہے: عَجِّلُوا بِالتَّوْبَةِ قَبْلَ الْمَوْتِ وَعَجِّلُوْا بِالصَّلٰوةِ قَبْلَ الْفَوْتِ یعنی موت کے آنے سے پہلے توبہ کرنے میں جلدی کرو اور وقت گزر جانے سے پہلے نماز کے لئے جلدی کرو۔

Marfat.com

پھر ارشاد فرمایا کہ "میں نے کتاب "واسعہ" میں دیکھا ہے نیز اپنے استاذ گرامی مولانا حسام محمد بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یہ حدیث مبارک سنی ہے مِنْ اَکْبَرِ الْکَبَائِرِ یُجْمَعُ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ یعنی کبیرہ گناہوں میں بڑا گناہ یہ ہے کہ (نماز کا وقت گزر جانے پر) دو نمازیں ملا کر پڑھی جائیں"۔

نماز کے لئے مسنون اوقات

سرکار خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ "میں نے اپنے پیرومرشد حضرت سیدنا عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث پاک سنی ہے۔ آپ نے فرمایا ہے کہ: میں تمہیں منافقین کی نماز کا حال بتاؤں کہ کیسی ہوتی ہے"۔؟

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا "ہاں یارسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان ضرور بتائیے"۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جو شخص عصر کی نماز میں (جان بوجھ کر) اتنی تاخیر کرے کہ سورج کی روشنی دھیمی پڑ جائے تو وہ شخص گنہگار ہے"۔

صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اس کا وقت بھی معین فرما دیجئے۔

حضور نے فرمایا "نماز عصر کا وقت اسی وقت تک ہے جب تک سورج خوب روشن رہے اور اس کا رنگ زرد نہ ہو جائے۔ یہ حکم گرمی سردی دونوں موسموں کے لئے ہے۔

اس کے بعد سرکار خواجہ نے فرمایا کہ "میں نے فقہ کی کتاب "ہدایہ" میں شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھ کی تحریر کردہ یہ حدیث پاک دیکھی ہے اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ لِاَنَّہٗ اَعْظَمُ بِالْاَجْر یعنی صبح کی نماز سفیدی میں ادا کرو اس لئے کہ اس میں بہت زیادہ اجر ہے"۔

ظہر کی نماز میں سنت یہ ہے کہ موسم سرما میں جس وقت سائے ڈھلیں اسی وقت ادا کر لی جائے اور موسم گرما میں دوپہر کے بعد جب ہوا میں خنکی پیدا ہو جائے اس وقت پڑھے حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ "موسم گرما میں نماز ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو کیونکہ

Marfat.com

گرمی کی شدت جہنم کی سانس ہے"۔

حکایت

اس کے بعد سرکار خواجہ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ "ایک بار حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے صبح کی نماز قضا ہوگئی تو اس کے غم میں آپ اتنا روئے اور اتنی آہ وزاری کی کہ بیان سے باہر ہے۔ غیب سے آواز آئی "اے بایزید! تو اس قدر آہ وزاری کیوں کر رہا ہے اگر صبح کی ایک نماز فوت ہوگئی تو ہم نے تیرے نامۂ اعمال میں ہزار نمازوں کا ثواب لکھ دیا ہے"۔

جس کی نماز نہیں اس کا ایمان نہیں

پھر ارشاد فرمایا کہ "میں نے "تفسیر محبوب قریشی" میں پڑھا ہے کہ جو شخص نماز پنج گانہ ہمیشہ وقت پر ادا کرے گا تو قیامت کے دن اس کی نمازیں اس کی رہنمائی کریں گی اور جو شخص نماز نہیں پڑھتا وہ بے ایمان ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لا ایمان لمن لا صلوٰۃ لہ یعنی جس کی نماز نہیں اس کا ایمان نہیں"۔

اور میں نے مرشدی حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے سنا ہے کہ "تفسیر امام زاہد" میں آیت مبارکہ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ (یعنی ویل ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں) کی تفسیر میں لکھا ہے کہ "ویل" جہنم کا ایک کنواں (یا دوزخ کا ایک جنگل) ہے جس میں ہولناک عذاب رکھا گیا ہے۔ یہ نماز میں سستی کرنے والوں کے لئے مخصوص ہے۔

پھر فرمایا کہ "ایک مرتبہ خلیفۂ دوم حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مغرب کی نماز ادا کرنے میں اتنی تاخیر ہوگئی کہ آسمان پر ستارے نظر آنے لگے۔ آپ سخت پشیمان اور غمناک ہوئے اور اسی وقت اس تاخیر کے کفارے میں ایک غلام آزاد کر دیا۔ کیونکہ حکم شرع یہ ہے کہ سورج ڈوبتے ہی فوراً مغرب کی نماز پڑھ لی جائے اس کے برخلاف

Marfat.com

تاخیر کرنا سخت گناہ کا باعث ہے۔

صدقہ کے فوائد

اس کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز نے صدقہ کے موضوع پر گفتگو شروع کردی۔ آپ نے فرمایا ''جو شخص کسی بھوکے کو کھانا کھلائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص اور دوزخ کے درمیان سات پردے حائل کردے گا۔ جن میں سے ہر پردے کی موٹائی پانچ سو برس کی راہ کے برابر ہوگی۔

جھوٹی قسم کھانے کا وبال

پھر کچھ دیر کے بعد جھوٹی قسم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی آپ نے فرمایا ''جو شخص جھوٹی قسم کھاتا ہے اس کے گھر سے برکت اٹھ جاتی ہے اور جھوٹی قسم کھا کر وہ اپنا گھر بار تباہ و برباد کرلیتا ہے''۔

حکایت

پھر بغداد کی جامع مسجد میں مولانا عماد الدین بخاری سے سنی ہوئی ایک حکایت بیان فرمائی کہ ''ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا کہ اے موسیٰ! میں نے ساتواں دوزخ ''ہاویہ'' بنایا ہے یہ سب سے زیادہ خوفناک اور اس کی آگ نہایت سیاہ اور تیز ہے اس میں سانپ بچھو بھی بکثرت ہیں وہ گندھک کے پتھروں سے روزانہ تپایا جاتا ہے اگر اس گندھک کا ایک قطرہ بھی دنیا میں آکر پڑ جائے تو تمام پانی خشک ہو جائے، سب پہاڑ جل جائیں اور اس کی گرمی سے زمین پھٹ جائے اے موسیٰ ایسا عذاب دو شخصوں کے لئے تیار کیا گیا ہے ایک وہ جو نماز نہیں ادا کرتا اور دوسرے وہ جو جھوٹی قسم کھاتا ہے''۔

حکایت

پھر فرمایا کہ ''اہل حق تو سچی قسم کھانے سے بھی ڈرتے ہیں اور اسی ضمن میں ایک

Marfat.com

حکایت بیان فرمائی کہ: ایک مرتبہ خواجہ محمد اسلم طوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو ایک پاک باطن بزرگ تھے حالت سکر میں سچی قسم کھالی۔ جب حالت سکر دور ہوئی اور ہوش میں آئے تو لوگوں سے پوچھا کہ کیا آج میں نے قسم کھائی ہے۔؟ لوگوں نے اثبات میں جواب دیا۔ آپ نے فرمایا: آج میرا نفس مجھ پر ایسا غالب آگیا کہ میں نے سچی قسم کھالی اس کا مطلب یہ ہے کہ کل میں اور قسمیں بھی کھا سکتا ہوں کیونکہ میرا نفس اس کا عادی ہوگیا۔ میں آج کے بعد ہمیشہ خاموش رہوں گا اور کسی سے کوئی کلام نہیں کروں گا۔

اس واقعہ کے بعد خواجہ محمد اسلم طوسی چالیس برس تک زندہ رہے لیکن انہوں نے کسی شخص سے مطلق کوئی بات نہیں کی۔ یہ سب کچھ انہوں نے ایک سچی قسم کھانے کے کفارے میں کیا"۔

چوتھی مجلس

دوشنبہ مبارکہ کو سرکار خواجہ غریب نواز کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اس مجلس میں خواجہ کاکی کے علاوہ شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ سیف الدین باخرزی اور خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بھی موجود تھے۔ محبت میں صداقت کے موضوع پر گفتگو شروع ہوئی۔

محبّ صادق

محبت میں صادق وہ ہے جو دوست کی طرف سے پہونچنے والے خوشی وغم اور راحت ومصیبت دونوں خندہ پیشانی سے قبول کرلے خواہ دوست کی طرف سے اس پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑیں وہ زبان سے اُف تک نہ کہے اور خوشی سے یہ تکلیفیں برداشت کرلے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ "محبت میں صادق وہ

Marfat.com

شخص ہے کہ اس کے سر پر ہزاروں تلواریں ماری جائیں مگر عالم شوق واشتیاق میں اسے خبر تک نہ ہو''۔

پھر خواجہ اجل شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ ''مولیٰ کی دوستی میں وہ شخص صادق ہوتا ہے کہ اگر اس کے جسم کا ریزہ ریزہ کردیا جائے یا آگ میں جلا کر خاکستر کردیا جائے تب بھی دم نہ مارے''۔

اس کے بعد حضرت شیخ سیف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''محبت میں وہ شخص صادق ہوتا ہے کہ جسے ہمیشہ چوٹ لگے مگر مشاہدۂ دوست میں اس چوٹ کو بھول جائے اور اس پر کوئی اثر نہ ہو''۔

شیخ الاسلام حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ ''یہ بات حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی میں پائی جاتی ہے۔ اس لئے کہ میں نے ''اسرار الاولیاء'' میں پڑھا ہے کہ:

محبت صادق پر مکالمہ

ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصری، حضرت خواجہ حسن بصری، حضرت مالک بن دینار اور حضرت خواجہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم بصرہ میں ایک مجلس میں محو گفتگو تھے اور موضوع عشق ومحبت تھا۔

حضرت خواجہ حسن بصری نے فرمایا ''مولیٰ کی دوستی میں وہ شخص صادق ہے جو رنج وغم اور دردو مصیبت پر خوشی سے صبر کرے''۔

حضرت رابعہ بصری نے فرمایا ''خواجہ! اس سے تو خودی کی بو آتی ہے''۔

پھر حضرت مالک بن دینار نے فرمایا کہ ''مولیٰ کی دوستی میں صادق وہ ہے جو دوست کی طرف سے ہر بلا ومصیبت پر اسی کی رضا جوئی کرے اور اس پر بھی راضی رہے''۔

حضرت رابعہ بصری نے فرمایا ''عاشق صادق کو اس سے بھی بہتر ہونا چاہیئے''۔

اس کے بعد حضرت خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا کہ ''مولیٰ کی دوستی میں صادق وہ ہے

Marfat.com

کہ اگر اس کا ذرہ ذرہ کر دیا جائے تو بھی اُف نہ کرے''۔

حضرت رابعہ بصری نے فرمایا ''میرے نزدیک عشق صادق یہ ہے کہ عاشق کو چاہئے جس قدر رنج والم پہونچیں وہ مشاہدۂ حق میں سب بھول جائے مگر اس سے کبھی غافل نہ ہو''۔

پھر سرکار خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ ''ہم بھی اس بات کا اقرار کرتے ہیں اور شیخ سعید الدین نے فرمایا کہ ''صدق محبت اسی کا نام ہے''۔

قبرستان میں قہقہہ

پھر ہنسی اور قہقہہ سے متعلق گفتگو شروع ہوگئی سرکار خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ ''کھلکھلا کر ہنسنا گناہ ہے اہل سلوک تو مسکرانے سے بھی پرہیز کرتے ہیں اور قبرستان میں تو بالکل ہی منع ہے کیونکہ وہ مقام عبرت ہے۔حدیث پاک میں آیا ہے کہ ''جب کوئی شخص قبرستان سے گزرتا ہے تو مردے کہتے ہیں کہ اے اللہ کے بندے اگر تجھے قبر کے اندر کا حال معلوم ہو جائے تو تو سرد ہو جائے اور تیرا گوشت پوست خوف ودہشت کے مارے پانی ہوکر بہہ جائے پھر آپ نے درج ذیل حکایات بیان فرمائیں:

حکایت

ایک مرتبہ میں اور شیخ اوحد الدین کرمانی دوران سفر کرمان پہونچے وہاں ہماری ملاقات ایک ضعیف العمر بزرگ سے ہوئی وہ محض ہڈیوں کا ایک ڈھانچہ تھے اور صرف سانس کی آمدوشد سے ان کی زندگی کا پتہ چلتا تھا وہ ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے اور کسی سے بات چیت بھی بہت کم کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں قوت کشف عطا فرمائی تھی ہمارے حاضر ہونے پر فرمایا:

''اے درویشو! تم مجھ سے میری حالت کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہو تو سنو۔ایک دن یہ عاجز ایک دوست کے ساتھ قبرستان گیا ہم وہاں ایک قبر کے سرہانے بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔اپنے دوست کی ایک بات پر مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔یکایک اسی قبر سے آواز آئی ''اے غافل! ایک دن فرشتۂ اجل تجھے بھی دبوچ لے گا اور تو حشرات الارض کی

Marfat.com

خوراک بن جائے گا بھلا تجھ کو ہنسی سے کیا کام"۔؟

یہ عاجز اسی وقت اپنے دوست سے رخصت ہوا اور اس جگہ آکر بیٹھ گیا آج چالیس برس ہونے کو آئے ہیں سوائے رونے اور ذکر الٰہی کے میرا کچھ کام نہیں ہے۔اس واقعہ کے بعد شرم کے مارے چالیس سال سے میں نے آسمان کی طرف نگاہ نہیں اٹھائی اور ہر وقت اس خوف سے میں گھلتا رہتا ہوں کہ قیامت کے دن خدا کو کیا منہ دکھاؤں گا"۔

حکایت

ایک مرتبہ بغداد میں دریا کے کنارے ایک جھونپڑی میں ایک بزرگ رہتے تھے میں نے وہاں پہونچ کر سلام کیا انہوں نے اشارے سے جواب دے کر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔کچھ دیر کے بعد مخاطب ہوئے اور کہا"اے درویش! میں نے تقریباً پچاس سال سے یہ گوشۂ تنہائی اپنا رکھا ہے۔تمہاری طرح میں نے بھی بہت سفر کئے ہیں۔ایک سفر میں میں نے ایک دنیادار بزرگ کو دیکھا جو خلق خدا کو ستاتے تھے میں نے ان دیکھی کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا اور وہاں سے چلا آیا۔غیب سے آواز آئی اے درویش! اگر اس ظالم کو اللہ سے ڈرا کر اسے اس ظلم سے باز رکھنے کی کوشش کرتا تو شاید اس کی اصلاح ہو جاتی اور وہ اس گناہ سے بچ جاتا مگر تو نے اس خیال سے کچھ نہ کہا کہ وہ تجھ پر مہربانی کرتا تھا اور کچھ کہہ دینے پر شاید وہ ایسا نہ کرتا اس لئے تو نے اپنی ذاتی مصلحت کے لئے اسے گناہ میں مبتلا چھوڑ دیا۔

جب سے میں نے یہ غیبی آواز سنی ہے مارے شرم کے کئی سال سے اس کٹیا سے باہر نہیں نکلا ہوں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر قیامت میں مجھ سے اس معاملے میں سوال ہوا تو میں کیا جواب دوں گا"۔

اس کے بعد جب شام کا وقت ہوا تو دو روٹیاں اور پانی کا ایک کوزہ اور پیالہ اترا میں اور اس فقیر نے ایک ساتھ افطار کیا۔جب میں وہاں سے روانہ ہوا تو انہوں نے مصلے کے نیچے سے دو سیب نکال کر مجھے دیئے میں آداب بجالا کر واپس چلا آیا۔

حکایت

حضرت خواجہ فتح موصلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک صاحب طریقت بزرگ تھے آٹھ

Marfat.com

سال تک خوف آخرت سے اس قدر روئے کہ رخساروں کا گوشت گل گیا۔ان کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کو خواب میں دیکھا تو ان کا حال پوچھا۔خواجہ فتح موصلی نے بتایا کہ جب مجھے بارگاہ الٰہی میں پیش کیا گیا تو مجھ سے پوچھا گیا ''اے فتح! تو اس قدر کیوں رویا تجھے ہمارے غفار ہونے میں شک تھا''۔؟

میں نے جواب دیا ''مولائے کریم! تیرے غفار ہونے پر میرا ایمان تھا لیکن میں روز حساب کی دہشت، دم نزع کی سختی اور قبر کی تنگی وتاریکی کے خوف سے رویا کرتا تھا''۔

رحمت الٰہی جوش میں آگئی اور حکم ہوا جا تجھے ہم نے اس خوف سے نجات دی اور بخش دیا۔

حکایت

حضرت خواجہ عطا سلمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک خدارسیدہ بزرگ تھے وہ چالیس برس تک روتے رہے اس دوران آسمان کی طرف کبھی نگاہ بھی نہیں اٹھائی لوگوں نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا ''کچھ اپنے گناہوں کی شرم ہے اور کچھ اس وجہ سے کہ کئی مجلسوں میں میں ہنسی ٹھٹھا کرتا رہا ہوں آسمان کی طرف نگاہ کرنے کی اپنے آپ میں ہمت نہیں پاتا ہوں اور میرا رونا روز حشر اور قبر کی دہشت کی وجہ سے ہے۔

حکایت

میں اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے ہمراہ سفر کے دوران ایک مرتبہ سیوستان پہونچا وہاں ایک درویش حضرت صدرالدین محمد احمد سیوستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت سے مشرف ہوکر ان کی خدمت میں چندروز رہا۔وہ ایک صاحب کرامت بزرگ تھے۔تمام دنیا سے الگ تھلگ ایک صومعہ میں تنہا یاد الٰہی میں مشغول رہتے تھے جو شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوتا عالم غیب سے کوئی نہ کوئی چیز اسے لاکر دیتے اور فرماتے اس عاجز کو دعائے خیر سے یاد رکھنا کہ قبر تک اپنا ایمان سلامت لے جائے۔'' جب ان کے سامنے موت اور قبر کا ذکر کیا جاتا تو ان کے جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا اور وہ بے اختیار

Marfat.com

رونا شروع کر دیتے ان کی گریہ وزاری مسلسل سات سات دنوں تک جاری رہتی حتیٰ کہ آنکھوں سے خون بہنے لگتا۔ ان کا رونا دیکھ کر مجھے بھی رونا آتا تھا۔ جب اس حالت سے ہوش میں آتے تو فرماتے ''عزیزو! جسے عالم نزع، فرشتۂ موت اور روز قیامت یاد ہو وہ بھلا ہنسنے، سونے اور کسی دوسرے کام سے کیسے رغبت رکھ سکتا ہے۔ اے عزیزو تمہیں قبر میں سوئے ہوئے لوگوں کا ذرہ برابر حال معلوم ہو جائے تو کھڑے کھڑے اس طرح پگھل جاؤ جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔

حکایت

حضرت صدر الدین محمد احمد سیوستانی نے بھی ایک حکایت یوں بیان فرمائی کہ ایک دفعہ میں بصرہ میں ایک خدا رسیدہ بزرگ کے ہمراہ وہاں کے قبرستان میں گیا وہاں ہم ایک قبر کے سرہانے بیٹھ گئے۔ اس قبر کے مردے پر عذاب ہو رہا تھا۔ ان بزرگ نے اپنی قوت کشف سے جونہی اس عذاب کی کیفیت دیکھی فوراً گر پڑے اور ان کی روح آناً فاناً قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور چند لمحوں میں ان کا جسم پانی ہو کر بہہ گیا۔ وہ دن اور آج کا دن میں عذاب قبر کے خوف سے رو رہا ہوں۔

اے عزیزو! دنیا میں مشغول رہنے کی بجائے اپنے خالق حقیقی کے ذکر میں مشغول رہو اور سامان آخرت کی فکر کرو۔ یہ فرما کر دو کھجوریں مجھے عنایت فرمائیں اور پھر رونے دھونے میں مصروف ہو گئے۔

حضرت سرکار خواجہ غریب نواز نے مذکورہ بالا حکایات بیان فرما کر ہائے ہائے کا نعرہ مارا اور بے اختیار نہایت درد بھرے انداز میں رونے لگے۔ پھر فرمایا اے درویش! قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ جس دن سے شیخ صدر الدین محمد احمد سیوستانی کی کیفیت دیکھی ہے ہر وقت خوف آخرت اور قبر کی ہیبت سے گھلتا رہتا ہوں کیونکہ کچھ زادِ راہ اپنے پاس نہیں پاتا جس سے دل کو قرار ہو۔

Marfat.com

قبرستان میں کھانے پینے والا ملعون ہے

پھر سرکار خواجہ نے فرمایا کہ "قبرستان میں (مجبوری کے سوا) کھانا پینا بہت بڑا گناہ ہے اور کھانے پینے والا خوف خدا سے عاری۔ امام مکی زندوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضے میں یہ حدیث پاک میں نے لکھی ہوئی دیکھی ہے "مَنْ اَکَلَ فِی الْمَقَابِرِ طَعَامًا اَوْ شَرَابًا فَهُوَ مَلْعُوْنٌ وَمُنَافِقٌ" یعنی جس شخص نے قبرستان میں کھانا کھایا یا پانی پیا وہ ملعون اور منافق ہے۔

حکایت

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا گزر ایک قبرستان سے ہوا وہاں کچھ لوگ کھانے پینے میں مشغول تھے خواجہ حسن بصری نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا؛

"دوستو! تم منافق ہو یا مسلمان کہ اس طرح قبرستان میں بے محابا کھا پی رہے ہو۔"

ان لوگوں کو خواجہ کی یہ بات بری لگی اور ان کو ایذا پہونچانا چاہا حضرت خواجہ حسن نے فرمایا؛

"دوستو! جو کچھ میں نے کہا ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کے مطابق کہا ہے کہ قبرستان میں کھانے پینے والا منافق ہوتا ہے یہ عبرت کی جگہ ہے یہاں تم سے بہتر لوگ پیوند زمین ہیں اور ان کا گوشت پوست حشرات الارض کی خوراک بن گیا ہے یہاں تمہارا جی کھانے پینے کو کیسے چاہتا ہے۔"

خواجہ بصری کے ارشادات سن کر وہ لوگ بہت نادم ہوئے اور اپنی غلطی اور گستاخی کے لئے معافی کے طلب گار ہوئے۔

Marfat.com

حکایت

پھر سرکار خواجہ نے یہ حکایت بیان فرمائی ''ریاحین'' کے حوالے سے آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایسی جگہ سے گزرے جہاں کچھ لوگ ہنسی مذاق اور کھیل کود کر رہے تھے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھتے ہی وہ لوگ ادب و تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔

سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ''بھائیو! تم موت، عذاب، پل صراط اور آخرت سے بے خبر معلوم ہوتے ہو جو غافلوں کی طرح ہنسی مذاق اور کھیل کود میں مست ہو''۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک نے ان لوگوں کے دلوں کی میل دھو ڈالی پھر وہ اللہ کی طرف ایسے مائل ہوئے کہ پھر ان لوگوں کو کبھی کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔

مسلمانوں پر ظلم نہیں کرنا چاہیئے

کسی مسلمان کو بلا وجہ ستانا اور ان پر ظلم کرنا اہل سلوک کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ایسا کرنا اللہ و رسول کی ناراضگی کا سبب ہے۔ پھر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ نے ظلم پر کمر باندھ لی اور بلا وجہ بندگان خدا کو ہلاک کرنا اور ستانا شروع کر دیا لوگ اس کے جور و ستم سے سخت پریشان اور نالاں تھے۔ یکایک اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور وہ ظالم بادشاہ آشوب روزگار کی وجہ سے تاج و تخت سے محروم ہو گیا یہاں تک کہ لوگوں نے اسے اس حالت میں دیکھا کہ بغداد کی مسجد کیکری کے دروازے پر نہایت خستہ اور پریشان حال کھڑا تھا۔ ایک شخص نے اسے پہچان کر اس حالت میں پہنچنے کا سبب پوچھا۔ اس بد نصیب نے نہایت ندامت کے ساتھ کہا ''بھائی! میں بلا وجہ لوگوں کو ستایا کرتا تھا اللہ تعالیٰ نے مجھے اسی ظلم و جور کی سزا دی ہے جو تم مجھے اس حال میں دیکھ رہے

Marfat.com

ہو۔

ذکر الٰہی کا اثر دل پر

فرمایا کہ سلوک کا چوتھا مرتبہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام یا کلام سنے تو اس کا دل نرم ہو اور ہیبت الٰہی سے اس کا ایمان و اعتقاد مضبوط ہو یعنی کلام اللہ کی تلاوت ایمان میں زیادتی اور استحکام کا باعث ہونی چاہیئے۔ اور اگر ایسے اوقات میں بھی ہنسی مذاق اور لہو و لعب میں مشغول رہے تو یہ گناہ کبیرہ ہے جیسا کہ خود اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ یعنی مومن کامل وہ ہے کہ جس کے آگے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے قلوب جگمگا اٹھیں اور جب ان کے سامنے کلام الٰہی کی آیات پڑھی جائیں تو ان کے ایمان میں اضافہ ہو جائے اور وہ اپنے رب پر ہی توکل کریں۔"

امام زاہد نے اس ارشاد الٰہی کی تفسیر اس طرح کی ہے کہ جو لوگ خدا کا ذکر سن کر اپنا ایمان محکم کرلیں وہی مومن ہیں اور جو لوگ کلام الٰہی پڑھتے یا سنتے وقت بے توجہی کرتے ہیں وہ منافق ہیں۔

منافقوں کا تیسرا گروہ

آگے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ ذکر خدا بھی کر رہے ہیں اور ہنسی مذاق کھیل کود بھی۔ یعنی ذکر خدا سے ان کے دل نرم نہیں ہو رہے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے قریب کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا "یہ منافقوں کا تیسرا گروہ ہے جن کا دل اللہ کے ذکر سے بھی کوئی اثر قبول نہیں کرتا اور نرم نہیں ہوتا۔

حکایت

ایک مرتبہ حضرت ابراہیم خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی جگہ سے گزر رہے تھے کہ

Marfat.com

انہوں نے کچھ لوگوں کو ذکر خدا کرتے سنا۔ حضرت خواجہ ابراہیم خواص اولیاء کبار میں سے تھے اور اللہ نے انہیں قلب گداز عطا فرمایا تھا۔ ذکر خدا سن کر وجد میں آ گئے اور فرط ذوق وشوق میں رقص کرنے لگے۔ تن بدن کا کچھ ہوش نہ رہا۔ سات دن اور رات ان پر یہی کیفیت طاری رہی جب ہوش آتا اللہ کا نام لیتے اور پھر تڑپنے پھڑکنے لگتے ساتویں روز جب ہوش میں آئے تو وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے جب سر سجدے میں رکھا اور سبحان ربی الاعلیٰ کہا تو روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی سجدے سے سر اٹھانے کی مہلت ہی نہ ملی۔ یہ حکایت بیان فرماتے ہوئے سرکار خواجہ کی آنکھیں اشک آلود ہو گئیں اور آپ نے یہ شعر پڑھے:

عاشق بہوائے دوست بے ہوش بود
وز یاد محبت خویش بہ ہوش بود
فردا کہ بحشر خلق حیراں باشند
نامِ تو درون سینہ وگوش بود

حکایت

اس کے بعد فرمایا کہ ایک دفعہ یہ عاجز کچھ صاحب حال درویشوں کے ہمراہ حضرت خواجہ یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں موجود تھا وہاں مجلس سماع منعقد ہوئی تو قوالوں نے یہی شعر پڑھے انہیں سن کر عاجز اور وہ درویش ایسے متاثر ہوئے کہ کچھ ہوش نہ رہا۔ سات رات دن ہم سب تڑپتے پھڑکتے رہے۔ قوال کچھ اور پڑھنا چاہتے مگر ہم ان سے بار بار انہیں اشعار کی تکرار کرواتے اسی حالت میں درویش ہماری مجلس سے اچانک غائب ہو گئے اور ان کا خرقہ وہیں پڑا رہا اللہ ہی کو ان کے حال کی خبر ہے۔

یہ حکایت بیان فرما کر سرکار خواجہ تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہو گئے اور حاضرین مجلس رخصت ہو گئے۔

Marfat.com

پانچویں مجلس

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مجلس میں اس حقیر کے علاوہ حضرت شیخ جلال الدین، حضرت شیخ علی سنجری، حضرت شیخ محمد اوحد چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اور کچھ دوسرے بزرگ بھی موجود تھے۔

پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ اہل سلوک کے نزدیک پانچ چیزوں کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ (۱) اولاد کو ماں باپ کا منہ دیکھنا (۲) قرآن پاک دیکھنا (۳) علماء کی طرف دیکھنا (۴) خانۂ کعبہ کی طرف دیکھنا (۵) اپنے مرشد کو دیکھنا۔

والدین کا چہرہ دیکھنا

اولاد کو اپنے ماں باپ کا چہرہ دیکھنا عبادت ہے حدیث پاک میں آیا ہے کہ جو اولاد خلوص اور محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی کے لئے اپنے ماں باپ کی زیارت کرتی ہے اسے ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے اور جو فرزند اپنے والدین کے پاؤں چومتا ہے تو حق تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں ہزار سال کی عبادت کا ثواب لکھ دیتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے۔

حکایت

پھر سرکار خواجہ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک شخص بڑے کاموں کی وجہ سے

Marfat.com

بہت بدنام تھا اس کے انتقال کے بعد لوگوں نے خواب میں اسے جنت میں حاجیوں کے گروہ میں ٹہلتے ہوئے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تجھے یہ مرتبہ کیونکر مل گیا حالانکہ دنیا میں تو ہمیشہ برے کاموں میں مشغول رہا۔ اس نے جواب دیا ”بے شک میں بہت بدکار تھا لیکن اپنی بوڑھی ماں کا میں بہت احترام کرتا تھا۔ جب میں گھر سے نکلتا اس کے قدموں پر سر رکھ دیتا اس وقت میری ماں مجھے بہت دعائیں دیتیں کہ اللہ تعالیٰ تجھے بخشے اور تجھے حج کا ثواب عطا فرمائے۔ رب کریم نے میری ماں کی دعاء قبول کرلی میرے گناہ بخش دیئے اور مجھے جنت میں حاجیوں کے گروہ میں جگہ دی۔

حکایت

اسی سلسلۂ بیان میں سرکار خواجہ نے ایک دوسری حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ آپ کو حقائق و معارف کا عظیم خزانہ کس طرح میسر ہوا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بچپن میں میں قرآن کریم کی تعلیم حاصل کرنے مسجد جاتا تھا۔ ایک دن جب میرے استاذ نے آیت وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا (یعنی ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیئے۔) کے معنی بیان کیئے تو مجھ پر بہت اثر ہوا۔ گھر پہونچ کر میں نے اپنی والدۂ محترمہ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور ان سے عرض کی کہ میرے حق میں دعاء کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ کی کماحقہٗ خدمت کرنے کی توفیق دے۔ انہوں نے رحم کھا کر دوگانہ ادا کرنے کے بعد میرے ہاتھ پکڑ کر قبلہ رو ہو کر نہایت خشوع و خضوع سے میرے حق میں دعاء کی اسی دعاء کی بدولت مجھے یہ سعادت میسر ہوئی۔

اسی طرح ایک دفعہ سخت سردی کے موسم میں آدھی رات کے وقت میری والدہ نے پانی طلب کیا میں فوراً پانی کا پیالہ بھر کر ان کے پاس گیا تو ان کی آنکھ لگ گئی تھی میں نے جگانا مناسب نہیں سمجھا اور پانی کا پیالہ ہاتھ میں لیئے ان کے سرہانے کھڑا رہا۔ رات کے آخری حصے میں جب وہ بیدار ہوئیں تو مجھے اس حال میں کھڑا دیکھ کر حیران رہ گئیں۔ یخ بستہ پانی کی وجہ سے میرا ہاتھ بھی پیالے سے چپک گیا تھا جب انہوں نے پیالہ میرے ہاتھ سے

Marfat.com

لیا تو بے اختیار مجھے گود میں لے لیا، پیار کیا اور کہا اے جان مادر! تو نے میرے لیئے بڑی تکلیف اٹھائی یہ کہہ کر میرے حق میں دعاء کی کہ اللہ تعالیٰ تجھے بلند مرتبہ عطا کرے، اپنا مقرب بنائے اور بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے میری والدۂ محترمہ کی دعاء قبول فرمالی اور مجھے اپنی بے حد وحساب رحمتوں سے نوازا۔

قرآن پاک کی طرف دیکھنا

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ ''شرح اولیاء'' میں ہے کہ جو شخص قرآن پاک کی طرف دیکھتا ہے یا دیکھ کر پڑھتا ہے اسے دوہرا ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ ایک قرآن شریف پڑھنے کا، دوسرا قرآن پاک دیکھنے کا اور ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور دس بدیاں اس کے نامۂ اعمال سے مٹادی جاتی ہیں۔

اس موقع پر حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پوچھا ''حضور! قرآن کریم سفر میں ہمراہ لے جانا جائز ہے یا نہیں''۔؟

آپ نے فرمایا ''ابتداء اسلام میں سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن پاک سفر میں ساتھ نہیں لے جاتے تھے کہ کہیں کافروں کے ہاتھ نہ لگ جائے اور اس کی بے ادبی نہ ہو۔ مگر بعد میں جب اسلام پھیل گیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قرآن کریم سفر میں ساتھ لے جانے میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔

حکایت

پھر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ سلطان محمود غزنوی قرآن پاک کا بہت احترام کرتا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ تو جواب دیا کہ ایک دفعہ میں کسی کے گھر مہمان تھا رات کو جس کمرے میں مجھے آرام کرنا تھا وہاں ایک طاق میں قرآن پاک رکھا ہوا تھا میں نے دل میں سوچا کہ یہاں قرآن شریف ہے میں کس طرح سوؤں گا۔ پھر خیال آیا کہ قرآن پاک کسی اور کمرے

Marfat.com

میں رکھ دیا جائے مگر پھر سوچا کہ اپنے آرام کی خاطر میں کیوں اسے باہر کروں میں قرآن کریم کے احترام میں ساری رات بیٹھا رہا ایک پل بھی نہ سویا۔ اللہ تعالیٰ کو میرا یہ عمل پسند آ گیا اور قرآن کریم کے احترام کے صدقے میں اس نے مجھے بخش دیا۔

قرآن پاک دیکھنے سے بینائی بڑھتی ہے

پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن پاک دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کی آنکھوں کی روشنی بڑھتی ہے اور اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھتیں۔ اس سلسلے میں مزید فرمایا کہ ایک دفعہ ایک بزرگ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے ایک نابینا ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنکھوں کی بصارت کے لیئے ان سے دعاء کی درخواست کی۔ ان بزرگ نے قبلہ رو ہو کر فاتحہ پڑھی اور قرآن شریف اٹھا کر اس شخص کی آنکھوں سے لگایا جس کی برکت سے اس کی آنکھیں اسی وقت روشن ہو گئیں۔

حکایت

سرکار خواجہ نے فرمایا کہ میں نے "جامع الحکایات" میں پڑھا ہے کہ ایک فاسق نوجوان کے انتقال کے بعد لوگوں نے خواب میں اسے جنت میں دیکھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ تیری مغفرت کا کیا سبب ہے۔ اس نے کہا بے شک میں بہت بدکار تھا لیکن قرآن کریم کا غایت درجہ احترام کرتا تھا۔ جہاں کہیں قرآن مجید دیکھتا احترام سے کھڑا ہو جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے احترام قرآن کی بدولت بخش دیا اور یہ مرتبہ عنایت فرمایا بے شک وہ غفور و رحیم ہے۔

علماء کرام کی زیارت کرنا

آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی عالم دین کی طرف محبت سے دیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک اس کے لیئے بخشش کی دعائیں مانگتا رہتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ علماء کی طرف دیکھنا اور ان کا احترام کرنا بھی ایک عبادت ہے

Marfat.com

جس شخص کے دل میں علماء ومشائخ کی محبت ہوتی ہے اسے ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب ملتا ہے۔ اگر اسی حالت میں فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں علماء کا درجہ عطا فرماتا ہے جس کا نام علیین ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی علماء سے محبت اور ان کی خدمت کا بڑا ثواب بیان فرمایا ہے۔ فتاویٰ ظہیریہ میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص علماء کے پاس آمد ورفت رکھے اور (کم سے کم) سات دن ان کی خدمت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے سارے گناہ بخش دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکیاں اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتا ہے۔

حکایت

پھر یہ حکایت بیان فرمائی کہ پہلے زمانے میں ایک شخص علماء ومشائخ سے بہت حسد اور نفرت کرتا تھا اور انہیں دیکھ کر منہ دوسری طرف پھیر لیتا تھا۔ مرنے کے بعد اسے قبر میں اتارا گیا تو اس کا منہ قبلہ سے پھر کر دوسری طرف ہو گیا لوگوں نے ہر چند اس کا منہ قبلہ کی طرف پھیرنے کی کوشش کی لیکن ہر بار اس کا منہ دوسری طرف پھر جاتا تھا۔ اچانک غیب سے آواز آئی مسلمانو! اس کا منہ ہرگز قبلہ کی سمت نہ ہوگا کیونکہ یہ شخص اپنی زندگی میں علماء ومشائخ کو دیکھ کر ان کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیتا تھا۔ جو شخص علماء ومشائخ سے منہ موڑتا ہے ہم اس سے اپنی رحمت اور بخشش پھیر لیتے ہیں وہ راندۂ درگاہ ہو جاتا ہے اور وہ قیامت کے دن ریچھ کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔

خانۂ کعبہ کو دیکھنا

سرکار خواجہ نے حدیث پاک کی روشنی میں ارشاد فرمایا کہ خانۂ کعبہ کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اس کا ثواب بیان فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں کہ جو شخص دلی خلوص اور احترام کے ساتھ خانۂ کعبہ کی زیارت کرے گا وہ عبادت میں داخل ہوگا۔ اس کی اس زیارت کے عوض ایک ہزار سال کی عبادت اور حج مقبول کا ثواب اس

Marfat.com

کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا اور اسے اولیاء کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

پیرو مرشد کی زیارت

پھر سرکار خواجہ نے فرمایا کہ پیرو مرشد کی زیارت کرنا اور ان کی خدمت بجالانا بھی ایک بہت بڑی عبادت ہے۔ میں نے "معرفۃ المریدین" میں پڑھا ہے کہ حضرت خواجہ شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جو شخص اپنے پیر کی خدمت دل و جان سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بغیر حساب کے جنت میں داخل کرے گا اور اس کو موتیوں کے ہزار محل عطا کرے گا، ہزار سال کی عبادت کا ثواب اسے عطا کرے گا اور ہزار حوریں اس کی خدمت پر مامور کی جائیں گی۔

پھر آپ نے حاضرین مجلس کو تلقین فرمائی کہ پیر کے ارشادات کو نہایت دھیان سے سننا چاہیئے اور ان پر عمل کرنا چاہیئے نماز، روزہ اور اوراد و وظائف جو وہ بتائے ان کی پابندی کرنا لازم ہے اور پیرو مرشد کی خدمت میں متواتر حاضر ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

حکایت

پھر سلسلۂ بیان کی مناسبت سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک زاہد سو برس تک خدا کی عبادت کرتے رہے۔ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو نوافل پڑھتے اور ہر آنے جانے والے کو عبادت الٰہی بجالانے کی تلقین و تاکید فرماتے۔ ان کے وصال کے بعد خواب میں لوگوں نے ان کو جنت میں دیکھ کر ان کا حال پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ میری رات دن کی عبادت جنت میں داخلہ کا باعث نہیں ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے پیر کی خدمت کی بدولت بخشا ہے۔

فائدہ

اتنا بیان کر کے سرکار خواجہ رونے لگے اور فرمایا کہ قیامت کے دن اولیاء، صدیقین اور مشائخ طریقت کو قبروں سے اٹھایا جائے گا تو ان کے کندھوں پر کملیاں پڑی ہوں گی ہر

Marfat.com

کملی کے ساتھ ہزاروں ریشے لٹکتے ہوں گے۔ان بزرگوں کے مرید اور عقیدت مندان ریشوں کو پکڑ کر لٹک جائیں گے اور ان کے ساتھ پل صراط عبور کر کے بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔اس کے بعد سرکار خواجہ تلاوت کلام پاک میں مشغول ہو گئے اور مجلس برخاست ہو گئی۔

چھٹی مجلس

جمعرات کے دن قدم بوسی کی دولت نصیب ہوئی اس مجلس میں خواجہ قطب کے علاوہ حضرت شیخ محمد اصفہانی، حضرت شیخ برہان الدین چشتی علیہما الرحمۃ اور کچھ دیگر درویش حاضر تھے۔بغداد کی جامع مسجد میں سرکار خواجہ غریب نواز نے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کے بارے میں گفتگو شروع کی۔

قدرت خداوندی کے عجائب

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے کچھ چیزیں ایسی پیدا کی ہیں کہ اگر انسان ان کی حقیقت پر غور کرے تو اس کی عقل جواب دے جائے اور وہ دیوانہ ہو جائے۔میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس جہان کے علاوہ بیسیوں جہان اور پیدا کیئے ہیں جو ہماری نظروں سے اوجھل ہیں ان جہانوں میں بے شمار فرشتے ہر وقت کلمۂ طیبہ لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کی تسبیح پڑھتے رہتے ہیں۔

اصحاب کہف کو دعوت ایمان

اس کے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی

Marfat.com

میں اصحاب کہف کو دیکھنے کی خواہش ظاہر فرمائی۔ جواب آیا کہ تو دنیا میں انہیں نہیں دیکھ سکے گا البتہ آخرت میں دکھادوں گا ہاں اگر انہیں اپنے دین میں لانا چاہتا ہے تو میں لادوں گا۔

پھر فرمایا کہ اپنے احباب کو ایک گدڑی پر بٹھاؤ۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور وہ گدڑی احباب کو لے کر اصحاب کہف کے غار کے دروازے پر پہونچی۔ احباب نے اصحاب کہف کو سلام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر احباب نے ان کے سامنے دین اسلام پیش کیا جو انہوں نے قبول کرلیا۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کو بھی امت محمدی میں سے ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

تیس سال سے غائب لڑکا واپس آ گیا

پھر سرکار خواجہ نے فرمایا کہ کون سی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں۔ مرد کو چاہیئے کہ اس کے احکام بجالانے میں کمی نہ کرے جو کچھ چاہے گا مل جائے گا۔ ایک مرتبہ میں اپنے شیخ خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا وہاں کچھ اور درویش بھی بیٹھے تھے کہ ایک نحیف ونزار بوڑھا شخص اپنے ہاتھ میں عصا لئے ہوئے آیا اور سلام کیا۔ شیخ عثمان ہارونی نے خندہ پیشانی سے اٹھ کر اسے اپنے پاس جگہ دی اس نے روتے ہوئے عرض کی کہ میرا فرزند تیس سال سے غائب ہے اس کی جدائی میں میں دن رات گھل رہا ہوں نہ اس کے مرنے کی خبر ہے اور نہ جینے کی۔ للہ دعاء فرمایئے کہ میرا فرزند گم گشتہ مجھے مل جائے۔ شیخ صاحب نے مراقبہ کیا پھر سر اٹھا کر حاضرین سے فرمایا دعا کرو کہ ان کا لڑکا صحیح سلامت گھر آجائے۔ دعا ختم کرنے کے بعد فرمایا "اے ضعیف! جاؤ تمہارا گم شدہ فرزند تمہیں مل جائے گا اسے لے کر پھر ہمارے پاس آنا۔"

ضعیف آداب بجالا کر واپس ہو گیا راستے میں مبارک باد ملی کہ تمہارا لڑکا آ گیا ہے۔ وہ خوشی خوشی گھر پہونچا تو دیکھا کہ اس کا وہ فرزند گھر میں بیٹھا ہے۔ بوڑھے کی کمزور آنکھیں لڑکے کو دیکھ کر فرط مسرت سے روشن ہو گئیں اور وہ بیخود ہو گیا۔ الٹے پاؤں لڑکے کو لے کر وہ خواجہ صاحب کی خدمت میں واپس آیا اور خواجہ صاحب کی قدم بوسی کی اور اپنے لڑکے سے

Marfat.com

بھی قدم بوسی کرائی۔ حضرت نے لڑکے سے پوچھا "کہ تم کہاں تھے اور گھر کیسے واپس آئے"۔

لڑکے نے کہا کہ میں سمندر کے بیچ دیووں کی قید میں تھا کہ ایک درویش نے جو آپ کا ہم شکل تھا آ کر میری زنجیریں کاٹ ڈالیں اور میری گردن مضبوط پکڑ کر کہا کہ میرے پاؤں پر پاؤں رکھ اور آنکھیں بند کر میں نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر فرمایا کہ آنکھیں کھول۔ جب میں نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو اپنے گھر کے دروازے پر پایا۔ یہ کہہ کر کچھ اور کہنا چاہا تو خواجہ صاحب نے روک دیا۔ اس بوڑھے نے خواجہ صاحب کے قدموں پر سر رکھ دیا۔ خواجہ غریب نواز نے فرمایا "دیکھو! مردان خدا اتنی قدرت رکھنے کے باوجود اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔

اندھیرے اور اجالے کا فرشتہ

سرکار خواجہ غریب نواز نے عجائب قدرت کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک ایسا فرشتہ پیدا کیا ہے جس کی بزرگی اور ہیبت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس کا نام ہابیل ہے۔ اس فرشتے نے دونوں ہاتھ پھیلا رکھے ہیں ایک مشرق میں اور دوسرا مغرب میں اور کلمۂ طیب کی تسبیح پڑھتا رہتا ہے مشرق والے ہاتھ سے وہ روشنی دیتا ہے اور مغرب والے ہاتھ سے اندھیرا۔ اگر روشنی کو ہاتھ سے چھوڑ دے تو سارا جہاں تاریک ہو جائے اور کبھی دن نہ آئے۔ ایک تختی لٹکی ہوئی ہے جس پر سیاہ وسفید لکیریں کھنچی ہوئی ہیں انہیں کبھی زیادہ کرتا ہے کبھی کم۔ جب زیادہ کرتا ہے تو روشنی ہو جاتی ہے اور جب کم کرتا ہے تو تاریکی چھا جاتی ہے اسی وجہ سے کبھی دن بڑے ہو جاتے ہیں اور کبھی راتیں۔

ہوا اور پانی کا فرشتہ

اس کے بعد اسی موقع پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ اس قدر ہیبت والا بنایا ہے کہ اس

Marfat.com

کا ایک ہاتھ آسمان میں ہے اور دوسرا زمین میں۔ آسمان والے ہاتھ سے ہوا پر قابو رکھتا ہے اور زمین والے ہاتھ سے پانی پر۔ اگر پانی کو ہاتھ سے چھوڑ دے تو سارا جہاں غرق ہو جائے اور اگر ہوا کو چھوڑ دے تو طوفان باد سے تمام عالم تہ و بالا ہو جائے۔

کوہ قاف کا فرشتہ

پھر اسی سلسلۂ بیان میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوہ قاف پیدا فرمایا جو اتنا بڑا ہے کہ پوری دنیا کے گرد پھیلا ہوا ہے اور دنیا و مافیہا اس کے اندر ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک آیت کی تفسیر میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا فرمایا ہے جو اس پہاڑ پر بیٹھا ہوا ہے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس کی تسبیح ہے اس کا نام قرتائیل ہے اور وہ اس پہاڑ کا موکل ہے کبھی وہ ہاتھ بند کرتا ہے کبھی کھولتا ہے زمین کی رگیں اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ میں دے رکھی ہیں جب اللہ تعالیٰ زمین کو تنگ کرنا چاہتا ہے تو فرشتے کو رگیں کھینچنے کا حکم دیتا ہے جس سے تمام چشمے خشک ہو جاتے ہیں اور شادابیاں ختم ہو جاتی ہیں پیڑ پودے اگنا بند ہو جاتے ہیں۔ اور جب فراخ سالی کرنا چاہتا ہے تو رگیں ڈھیلی کرنے کا حکم دیتا ہے اور جب خلقت کو ڈرانا چاہتا ہے تو رگوں کو ہلانے کا حکم دیتا ہے جس سے زلزلہ آجاتا ہے اور زمین تہس نہس ہو جاتی ہے۔

کوہ قاف اور اس کے پیچھے

اسی بیان کے تسلسل میں ارشاد فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی اور شیخ سیف الدین باخرزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کی زبانی سنا ہے کہ ''اسرار العارفین'' میں لکھا ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو دنیا سے کئی گنا بڑا بنایا ہے چنانچہ اس پہاڑ کے پیچھے چوالیس جہان اور آباد ہیں۔ ہر جہان میں اس کے چار سو حصے ہیں ہر ایک حصہ اس دنیا سے چار گنا ہے۔ اس پہاڑ کے پیچھے کوئی تاریکی نہیں اجالا ہی اجالا ہے اور نہ ہی وہاں رات ہوتی ہے وہاں کی زمین سونے کی ہے اور وہاں کے رہنے والے فرشتے ہیں نہ شیطان، نہ بہشت نہ

Marfat.com

دوزخ۔ جس روز سے اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا کیا ہے سارے فرشتے کلمۂ طیبہ لاالہ الااللہ محمدرسول اللہ کاورد کررہے ہیں ان چوالیس جہانوں کے پیچھے حجاب ہیں اوران کے پیچھے پھرحجاب ہیں جن کی بڑائی اور کثرت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔

گائے کے سرپر پہاڑ

پھر فرمایا کہ وہ پہاڑ ایک گائے کے سرپر رکھا ہے جس کی لمبائی تیس ہزار سال کی راہ کے برابر ہے۔ گائے کھڑی ہوئی اللہ تعالیٰ کی حمدوثنا کررہی ہے اس کا سر مشرق میں اوردم مغرب میں ہے۔

حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قسم کھائی کہ جس روز میں نے یہ حکایت شیخ مودود چشتی سے سنی تو آپ نے مراقبہ کیا وہ اور ایک درویش جو حاضر خدمت تھے دونوں غائب ہوگئے تھوڑی دیر کے بعد پھر حاضر ہوگئے اس درویش نے قسم کھا کر کہا کہ میں اور مودود چشتی دونوں اس پہاڑ کے پاس سے ہوکر آرہے ہیں۔ اور چوالیس جہان جو خواجہ صاحب نے بیان کئے ہیں واقعی ان میں ذرہ برابر فرق نہیں۔ ٹھیک اسی طرح ہیں جیسا کہ آپ نے بیان فرمایا۔ اس مکاشفہ کا سبب یہ تھا کہ مجھے خود شک ہوا اور آپ نے کشف سے میرا شک بھانپ لیا تھا۔

سرکار خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ درویش میں اتنی قوت باطنی تو ہونی ہی چاہیئے کہ اگر سننے والا حکایت اولیاء میں شک کرے تو اسے اس کا مشاہدہ کرادیں اور کرامت کی قوت سے اسے قائل کرلیں۔

خانۂ کعبہ دکھادیا

بطور تحدیث نعمت سرکار خواجہ غریب نواز نے خود اپنا ایک واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ میں سفر کرتے ہوئے سمرقند پہونچا حضرت امام بوالیث سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان کے قریب ایک بزرگ ایک مسجد تعمیر کروارہے تھے۔ ایک دانش مند کھڑا کہہ رہا تھا کہ

Marfat.com

محراب اس طرف رکھو کیونکہ کعبہ اسی طرف ہے۔ میں نے کہا کہ اس طرف نہیں اسی طرف ہے جس رخ کی مسجد تعمیر ہو رہی ہے۔ وہ اپنی بات پر اڑا رہا اور کسی طرح میری بات تسلیم ہی نہیں کر رہا تھا۔ میں نے اس کی گردن پکڑ کر کہا کہ دیکھو کعبہ کس طرف ہے جدھر تم کہہ رہے ہو ادھر یا جدھر میں کہہ رہا ہوں ادھر۔ وہ بیک آواز چلا اٹھا کہ آپ صحیح کہہ رہے تھے۔ کیونکہ اس نے اپنی آنکھوں سے خانہ کعبہ دیکھ لیا تھا۔

ساتویں مجلس

بدھ کے دن ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اس مجلس میں خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ کچھ حجاج بھی سرکار خواجہ غریب نواز کی خدمت میں حاضر تھے۔ گفتگو سورۂ فاتحہ کے فضائل و برکات سے متعلق شروع ہوئی۔

سورۂ فاتحہ کے فضائل

آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے ایک جگہ پڑھا ہے کہ حاجت پوری کرنے کے لئے سورۂ فاتحہ کثرت سے پڑھنی چاہئے حدیث شریف میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسے کوئی مشکل درپیش ہو وہ حسب ذیل طریقے پر سورۂ فاتحہ پڑھے۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی الرحیم کی میم کو الحمد کے لام سے ملا کر پڑھے اور آخر میں ہر بار تین مرتبہ آمین کہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی ہر مشکل کو حل فرما دے گا۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے درمیان جلوہ فرما تھے آپ نے صحابۂ کرام کو بتایا کہ ایک دن جبرئیل امین

Marfat.com

علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ! خداوند کریم فرماتا ہے کہ میں نے ایک سورہ آپ پر ایسی نازل کی ہے کہ اگر وہ توریت میں ہوتی تو بنی اسرائیل میں سے کوئی یہودی نہ ہوتا، اگر زبور میں ہوتی تو حضرت داؤد علیہ السلام کی امت میں سے کوئی مغنی (گانے والا) نہ بنتا اور اگر انجیل میں ہوتی تو عیسیٰ (علیہ السلام) کی امت میں سے کوئی شخص عیسائی نہ ہوتا۔ یہ سورہ قرآن مجید میں اس لئے نازل کی گئی ہے کہ اس کی برکت سے تمہاری امت قیامت کے دن خدائے تعالیٰ کے سامنے سرخرو ہو۔ اس سورۃ کی عظمت اور خصوصیت یہ ہے کہ اگر تمام روئے زمین کے دریاؤں کا پانی روشنائی بن جائے اور روئے زمین کے تمام درختوں کے قلم بنا دئے جائیں تو بھی اس سورۃ کے فضائل و برکات نہیں لکھے جا سکتے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پوچھا ''وہ کون سی سورۃ ہے'' عرض کی وہ سورۂ فاتحہ ہے۔

پھر سرکار خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ تمام امراض کی دوا ہے جو شخص کسی لاعلاج مرض میں مبتلا ہو تو سنت اور فرض نمازوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دیا جائے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی شفاء عطا فرما دے گا۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے ''الفاتحة شفاء من کل داء'' یعنی سورۂ فاتحہ ہر مرض کی دوا اور شفاء ہے۔

حکایت

ایک مرتبہ بغداد کا مشہور خلیفہ ہارون الرشید کسی لاعلاج بیماری میں مبتلا ہو گیا۔

بہتیرے علاج کے باوجود اسے شفاء نہیں مل رہی تھی اسی پریشانی اور تکلیف میں دو سال گزر گئے بالآخر اپنے ایک وزیر کو حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں بھیج کر کہلایا کہ میں اس موذی بیماری سے تنگ آ گیا ہوں کوئی علاج کارگر نہیں ہو رہا ہے آپ دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس مرض سے شفاء عطا فرمائے۔ حضرت خواجہ فضیل کو خلیفہ کے حال پر رحم آ گیا اور آپ چل کر خود خلیفہ کے پاس تشریف لائے اور اپنا دست مبارک اس کے جسم پر رکھ کر اکتالیس مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھی اور اس کے چہرے پر دم کر دیا۔ اسی وقت خلیفہ

Marfat.com

کو آرام مل گیا اور پوری طرح صحت مند ہو گیا۔

بداعتقادی کا نتیجہ

اس کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ "بداعتقادی اور بے یقینی سے ہر حال میں پرہیز کرنا چاہئے ہر کام میں اخلاص اور عقیدہ کی درستگی ضروری ہے۔ایک مرتبہ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے ایک مریض پر سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو اسے شفا ہوگئی۔اس کا ایک جاننے والا اس کی عیادت کے لئے آیا اور اسے صحت مند دیکھ کر پوچھا کہ تم اتنی جلدی کیسے شفایاب ہو گئے۔اس شخص نے جواب دیا کہ حضرت علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر مجھ پر دم کیا تو اللہ تعالیٰ نے فوراً مجھے شفا عطا فرمادی۔عیادت کے لئے آنے والے کو یقین نہ آیا اور اس کے دل میں بدعقیدگی پیدا ہوگئی۔اللہ کی قدرت سے اسے فوراً وہی بیماری لاحق ہوگئی جو اس کے دوست کو تھی چنانچہ وہ اپنی بدعقیدگی کی وجہ سے اسی بیماری میں مر گیا۔

قرآن پر اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر ہر مسلمان کو یقین واعتماد اور اعتقاد رکھنا چاہئے وہ تو قرآن اور سورۂ فاتحہ کی بات ہے اللہ تعالیٰ نے بعض حضرات کی زبان اور ہاتھوں میں وہ تاثیر عطا فرمائی ہے کہ وہ بغیر کچھ پڑھے دم کر دیں یا صرف اپنا ہاتھ پھیر دیں تب بھی تمام بیماریوں سے نجات مل جاتی ہے۔

سورۂ فاتحہ کے سات نام

اس کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی اور سورتوں کا تو ایک ایک ہی نام رکھا ہے مگر سورۂ فاتحہ کے سات نام رکھے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

(۱)فاتحۃ الکتاب (۲)سبع المثانی (۳)ام الکتاب (۴)ام القرآن (۵)سورۂ مغفرت (۶)سورۂ رحمت (۷)اور سورۃ الثانیہ یا سورۃ الکنز۔

Marfat.com

سات حروف سے خالی

اس سورہ میں درج ذیل سات حروف نہیں آئے ہیں ث، ج، ز، ش، ظ، ف اور خ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ

۱۔ ث: ''ثبور'' کا پہلا حرف ہے جس کے معنی ہلاکت کے ہیں۔ یعنی اس سورۃ کا پڑھنے والا ثبور (ہلاکت) سے محفوظ رہے گا۔

۲۔ ج: ''جہنم'' کا پہلا حرف ہے۔ اس سورہ کا پڑھنے والا جہنم اور اس کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

۳۔ ز: ''زقوم'' کا پہلا حرف ہے۔ یعنی اس سورۃ کی تلاوت کرنے والا زقوم تھوہر (جو جہنمیوں کی خوراک ہوگی) سے دور رہے گا۔

۴۔ ش: ''شقاوت'' کا پہلا حرف ہے۔ اس سورۃ کا پڑھنے والا شقاوت سے پاک رہے گا۔

۵۔ ظ: ''ظلمت'' کا پہلا حرف ہے۔ اس سورہ کا پڑھنے والا ظلمت میں نہیں پڑے گا۔

۶۔ ف: ''فراق'' کا پہلا حرف ہے۔ اس سورہ کی تلاوت کرنے والا فراق کی مصیبت سے محفوظ رہے گا۔

۷۔ خ: ''خوف'' کا پہلا حرف ہے اس سورہ کا ورد کرنے والا کسی طرح کے خوف میں مبتلا نہیں ہوگا۔

سات آیتوں کی حکمت

امام ناصر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اس سورہ میں سات آیتیں ہیں اور انسان کے جسم میں بڑے اعضاء بھی سات عدد اور دوزخ کے طبقات بھی سات ہیں لہٰذا اس سورہ کی بکثرت تلاوت کرنے والے کے ساتوں اعضاء جہنم کے ساتوں طبقات کے عذاب سے محفوظ رہیں گے۔

پھر فرمایا کہ مشائخ کبار اور اہل سلوک تحریر فرماتے ہیں کہ اس سورہ میں ایک

Marfat.com

سو چوبیس حروف ہیں اور انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ گویا ہر حرف کے بدلے ایک ہزار پیغمبروں کا ثواب اس کے پڑھنے والے کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔

حروف کی تعداد کے رموز

پھر فرمایا کہ ''الحمد'' میں پانچ حروف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض فرمائی ہیں تو جو بندہ ان پانچ حروف کو پڑھتا ہے اس کی برکت سے پانچ نمازوں میں اگر کوئی کمی رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ یوں ہی ''للہ'' میں تین حروف ہیں تین کو پانچ میں ملا دیں تو آٹھ ہوتے ہیں اس کے پڑھنے والے کے لئے بہشت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کہ جس دروازے سے چاہے اس میں داخل ہو جائے۔ اور ''رب العلمین'' میں دس حروف ہیں ان میں آٹھ ملا دیں تو اٹھارہ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار عالم پیدا کئے ہیں ان کی تلاوت کرنے والا اٹھارہ ہزار عالموں کا ثواب پاتا ہے۔ ''الرحمٰن'' میں چھ حروف ہیں مندرجہ بالا اٹھارہ میں چھ ملانے سے چوبیس ہوتے ہیں۔ رات دن کے چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں۔ ان حرفوں کی تلاوت کرنے والا گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے ابھی ابھی شکم مادر سے پیدا ہوا ہو۔ ''الرحیم'' کے چھ حروف ہیں چوبیس میں چھ ملائیں تو تیس ہوتے ہیں۔ پل صراط کی مسافت تیس ہزار برس کی ہے۔ اور ان حروف کا پڑھنے والا پل صراط برق رفتاری سے طے کر لے جائے گا۔ ''مالك یوم الدین'' میں بارہ حروف ہیں۔ تیس میں بارہ ملانے سے بیالیس بنتے ہیں اور سال کے بارہ مہینے اور ہر ماہ کے تیس دن ہوتے ہیں اس کے پڑھنے سے بارہ مہینوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ ''ایاك نعبد'' میں آٹھ حروف ہیں۔ اگر بیالیس میں آٹھ جمع کئے جائیں تو پچاس ہو جائیں گے۔ قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہو گا۔ ان حروف کی تلاوت کرنے والے کے ساتھ قیامت کے دن صدیقوں سا معاملہ کیا جائے گا۔ ''وایاك نستعین'' میں گیارہ حروف ہیں گیارہ کو پچاس میں ملائیں تو اکسٹھ ہوتے ہیں۔ جو شخص ان کو پڑھے گا تو زمین اور آسمان کے اکسٹھ دریاؤں کے قطروں جتنا ثواب ملے

Marfat.com

گا۔اوراسی قدرقطرات کے برابراس کے نامۂ اعمال سے گناہ دھل جائیں گے۔ ''اھدنا الصراط المستقیم ''میں انیس حروف ہیں۔انیس اوراکٹھ اسی ہوتے ہیں اور شراب پینے والے کی سزا اسی دُرّے مقرر ہے لہٰذا ان حروف کا پڑھنے والا اس سزا سے محفوظ رہے گا کہ اللہ تعالیٰ اسے ہر حال میں شراب نوشی سے بچائے گا۔''صراط الذین انعمت علیھم غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین ''میں چوالیس حروف ہیں اسی اور چوالیس مل کر ایک سو چوبیس ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر بھیجے ہیں۔پس ان حروف کی تلاوت کرنے والا ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا ثواب پائے گا اور اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا۔

دریا پار کر گئے

اس کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میں اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ شیخ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کے ہمراہ سفر کر رہا تھا۔راستے میں ایک دریا ملا جہاں اس وقت کوئی کشتی نہ تھی اور ہمیں دریا کے اس پار جانا تھا۔میں سوچ رہا تھا کہ آگے کا سفر کس طرح طے ہوگا کہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے مجھے حکم دیا کہ اپنی آنکھیں بند کرو۔میں نے حکم کی تعمیل کی۔تھوڑی دیر بعد فرمایا کہ آنکھیں کھول دو۔میں نے اپنی آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو مرشد کے ہمراہ دریا کے پار کھڑا پایا۔میں نے تعجب خیز انداز میں حضرت سے دریافت کیا کہ ''حضور! ہم دریا کے اس پار کیسے آگئے''

آپ نے فرمایا''ہم نے پانچ بار سورۂ الحمد شریف پڑھ کر دریا میں قدم رکھ دیا اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے ہمیں بغیر کشتی کے دریا کے اس پار لا کھڑا کیا''۔

پس جو شخص (پورے شرائط وآداب کے ساتھ) سورۂ فاتحہ صدق دل سے پڑھے اور اس کی حاجت پوری نہ ہو تو قیامت کے دن وہ میرا دامن پکڑے''۔

اتنا فرمانے کے بعد آپ عبادت ووظائف میں مشغول ہوگئے اور حاضرین مجلس اپنے اپنے مقامات کو روانہ ہوگئے۔

Marfat.com

آٹھویں مجلس

اس مجلس میں سرکار خواجہ غریب نواز نے اپنے خصوصی اوراد وظائف اپنے عزیز ترین مرید و خلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تعلیم فرمائے۔

نماز قضائے حاجات

ارشاد فرمایا کہ جو شخص سورۂ "وَالنّٰزِعٰتِ" کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اسے قبر میں تنہائی کے عذاب سے بچائے گا۔ اس کے بعد قضائے حاجات کی نماز مندرجہ ذیل طریقے پر پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ فرمایا کہ "مغرب کی نماز کے فوراً بعد دو رکعت نماز حفظ ایمان اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص تین مرتبہ اور سورۃ الفلق ایک مرتبہ پڑھے اور نماز پوری کرنے کے بعد سر سجدے میں رکھ کر یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ثَبِّتْنِیْ عَلَی الْاِیْمَانِ "پڑھے پھر نماز اوابین ادا کرے جو تین سلام سے چھ رکعتیں پڑھی جاتی ہیں وہ اس طرح پڑھے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ، دوسری رکعت میں اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ، تیسری رکعت میں سورۂ واقعہ۔ اسی طرح پھر تین رکعتوں میں پڑھے۔ پھر عشاء تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے۔ عشاء کی نماز سے پہلے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ پھر عشاء کی چار رکعت اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیۃ الکرسی اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص، سورۂ فلق اور سورۂ ناس (یعنی تینوں سورتیں) پڑھے انشاء اللہ تعالیٰ تمام حاجتیں پوری ہوں گی۔ پھر چار رکعت نماز "صلوٰۃ السعادۃ" ادا کرے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ اِنَّا اَنْزَلْنَا اور پندرہ مرتبہ

Marfat.com

سورۂ اخلاص پڑھے۔ پھر نماز سے فارغ ہو کر سر سجدے میں رکھے اور تین مرتبہ یہ کہے یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ثَبِّتْنَاعَلَی الْاِیْمَانِ۔ پھر جب بیٹھے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بَرَكَةً فِی الْعُمُرِ وَصِحَّةً فِی الْمَعِیْشَةِ وَوُسْعَةً فِی الرِّزْقِ وَزِیَادَةً فِی الْعِلْمِ وَثَبِّتْنَاعَلَی الْاِیْمَانِ۔

اس کے بعد رات کے تین حصے کر کے پہلے حصے میں نماز ادا کرے دوسرے میں تہجد پھر تھوڑی دیر سو جائے پھر اٹھ کر تازہ وضو کرے اور صبح کاذب تک تسبیح و تہلیل میں مشغول رہے۔

پھر خواجہ غریب نواز نے اپنے عزیز ترین مرید و خلیفہ کو اجازت مرحمت فرماتے ہوئے تاکید فرمائی کہ ''جو اوراد ہمارے خواجگان سے منقول ہیں ہم انہیں پڑھا کرتے ہیں تم بھی پڑھا کرو''۔

نوٹ: یہ اوراد پورے دن اور رات پر حاوی ہیں جنہیں وہی شخص اپنا معمول بنا سکتا ہے جو دنیاوی معاملات سے قطع تعلق کر لے اور اپنے آپ کو صرف عبادت و ریاضت کے لئے وقف کر دے ۔دوسرے ان طویل اوراد و وظائف کے پڑھنے کی عملی تربیت ،تلقین اور اجازت کسی مرشد کامل اور مرد حق آگاہ سے ہی حاصل ہو سکتی ہے اور کسی کامل رہنما کی اجازت و رہنمائی کے بغیر محض کتابوں سے اعمال طریقت کا فائدہ کماحقہ نہیں اٹھایا جا سکتا بلکہ اکثر و بیشتر نقصانات کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے اس لئے ان اورادو وظائف اور اعمال کا یہاں ذکر قارئین کے لئے فائدہ مند نہیں ''دلیل العارفین ''میں پوری تفصیل موجود ہے اہل ذوق و شوق اس کا مطالعہ کر کے فیضیاب ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

نویں مجلس

اس مجلس میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی، حضرت شیخ واحد برہان غزنوی، خواجہ سلیمان عبدالرحمن اور چند دیگر درویش بھی حاضر خدمت تھے۔

منازل سلوک

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ بعض بزرگوں کے قول کے مطابق راہ سلوک پر چلنے والوں کے لئے سو درجات کا طے کرنا ضروری ہے۔ ان میں ستر درجے کشف و کرامات کے ہیں۔ اس راہ پر چلنے والوں کو چاہئے کہ جب تک ستر درجے طے نہ کرلیں کشف و کرامات کے اظہار سے بچیں بلکہ بہتر تو یہ ہے کہ مکمل سو درجات طے کر لینے کے بعد ہی کشف و کرامات کا اظہار کریں۔ اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو ستر درجے طے کرنے کے بعد صرف ضرورت کے وقت ہی کشف یا کرامت ظاہر کریں اور یہی اہل ظرف ہونے کا ثبوت ہے۔

حکایت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ سے پوچھا گیا کہ آپ دیدار کیوں نہیں چاہتے اگر چاہیں تو اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی خواہش پوری کردے گا۔ آپ نے فرمایا "میں وہ چیز نہیں مانگتا جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مانگی اور عطا نہ ہوئی لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بے مانگے مل گئی۔ پس بندے کو خواہش سے کیا واسطہ اگر وہ اس کے لائق ہوگا تو خود بخود حجاب اٹھ جائیں گے اور دیدار ہو جائے گا پھر ہمیں خواہش کرنے کی کیا ضرورت۔

Marfat.com

منزل عشق

پھر عشق سے متعلق گفتگو شروع ہوئی اور فرمایا کہ عاشق کا دل محبت کا آتشکدہ ہوتا ہے جو چیز اس میں جاتی ہے وہ اسے جلا کر ناچیز کر دیتا ہے کیوں کہ عشق کی آگ سے بڑھ کر دنیا کی کوئی آگ تیز نہیں ہوتی۔

حکایت

اسی بیان سے متصل فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی قدس سرہٗ مقام قرب میں پہونچے تو غیب سے آواز آئی کہ اے بایزید! آج تیری درخواست اور ہماری بخشش کا دن ہے جو چاہے مانگ لے ہم دیں گے۔ خواجہ صاحب نے سر بسجود ہو کر عرض کیا کہ بندے کو خواہش سے کیا واسطہ جو کچھ بادشاہ مطلق سے عطا ہو جائے بندہ اسی پر راضی ہے۔

آواز آئی: "اے بایزید! ہم نے تجھے آخرت دی"

عرض کی: "الٰہی اگر تیری یہی مرضی ہے تو یہی سہی مگر یہ تو دوستوں کے لئے قید خانہ ہے۔

پھر آواز آئی "اے بایزید! بہشت، دوزخ، عرش، کرسی اور جو ہماری ملکیت ہے سب کچھ ہم نے تجھے (تیرے تصرف میں) دیا۔

عرض کی: "مولا! جو تیری مرضی۔

آواز آئی: پھر تیرا کیا مطلب ہے

عرض کی: پروردگار تجھے خود معلوم ہے۔

آواز آئی اے بایزید! کیا تو ہمیں طلب کرتا ہے اگر میں تیری طلب کروں تو تو کیا کرے گا۔ یہ آواز سنتے ہی عرض کی "مجھے تیری قسم اگر تو مجھے طلب کرے تو قیامت کے دن دوزخ کے پاس کھڑے ہو کر ایک ہی آہ میں اس آگ کو نابود کر دوں کیونکہ محبت کی آگ کے مقابلے میں دوزخ کی آگ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

Marfat.com

آواز آئی: "اے بایزید! جو کچھ تو چاہتا ہے وہ تجھے مل گیا۔

حکایت

پھر اسی موقع کی مناسبت سے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضرت رابعہ بصریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عشق کے شوق و اشتیاق میں ڈوب کر "الحریق، الحریق" کی صدا بلند کر رہی تھیں اہل بصرہ یہ فریاد سن کر اپنے گھروں سے باہر نکل آئے اور آگ بجھانے کی تدبیر سوچنے لگے، ان میں سے ایک شخص واصل الٰہی تھا اس نے کہا کیسے بے وقوف لوگ ہیں جو رابعہ کی آگ بجھانے کی سوچ رہے ہیں اس کے سینے میں تو عشق کی آگ بھڑک رہی ہے جسے وصال دوست کے سوا کوئی نہیں بجھا سکتا۔

عشق کا درجۂ کمال

ایک مرتبہ کسی نے حضرت منصور حلاج سے پوچھا کہ دوست کے عشق میں کمالیت کس چیز کا نام ہے"۔؟

آپ نے جواب دیا" کہ دوست جو چاہے کرے عاشق کو ہر حال میں برضا و خوشی تسلیم کر لینا چاہئے، چاہے عاشق کا سر ہی کیوں نہ کاٹنا چاہے۔ دکھ سکھ، برا بھلا جو کچھ بھی ہو اسے دوست کی طرف سے سمجھ کر بخوشی قبول کرے، کمر ہمت باندھے اور احکام الٰہی کی تعمیل کرتا رہے، مشاہدۂ حق میں ایسا ڈوبا ہوا رہے کہ کسی چیز کی سدھ بدھ نہ رہے اور یہی عاشق کے لئے عشق کا درجۂ کمال ہے۔ پھر حضرت خواجہ غریب نواز نے آبدیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا:

خوب رویاں چو پردہ می گیرند
عاشقاں پیش شاں چنیں میرند

حکایت

اس کے بعد فرمایا کہ میں نے ایک عاشق کو بغداد کے ایک قصبے میں دیکھا اس

Marfat.com

پہ ہزار کوڑے برسائے گئے مگر اسے کچھ بھی پتہ نہ چلا، کسی واصل حق نے اس سے پوچھا کہ کیا بات ہے تو نے اف تک نہیں کی۔ اس نے جواب دیا کہ میرا معشوق میرے سامنے تھا اور میں مشاہدۂ حق میں مستغرق تھا جب دوست سامنے ہو تو اپنے تن بدن کا ہوش کسے رہتا ہے اس وقت اگر کوئی جسم کی بوٹی بوٹی کردے تو بھی کوئی تکلیف ہونا تو در کنار ذرہ برابر احساس تک نہیں ہوگا۔

حکایت

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ بغداد کے بازار میں کسی عیار کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے مگر وہ کسی تکلیف کا اظہار کرنے کی بجائے ہنس رہا تھا، کسی نے اس سے پوچھا کہ اس شدید تکلیف دہ موقع پر تیرا ہنسنا کچھ عجیب سا لگتا ہے آخر اس کا سبب کیا ہے۔ اس نے کہا کہ میرا محبوب میری آنکھوں کے سامنے تھا میں اس کے دیدار میں ایسا محو ہو گیا کہ مجھے اپنے ہاتھ پاؤں کاٹے جانے کی تکلیف کا کچھ احساس ہی نہیں ہوا"۔

کرامات کا مظاہرہ

پھر سرکار خواجہ غریب نواز نے اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ کی ایک مجلس کا ذکر فرمایا جس میں حضرت خواجہ غریب نواز کے علاوہ حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما اور دو دیگر درویش بھی موجود تھے۔ آپس میں یہ طے پایا ہے کہ جتنے لوگ اس مجلس میں ہیں یکے بعد دیگرے ہر ایک درویش اپنی کوئی کرامت دکھائے۔ سب سے پہلے حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے مصلے کے نیچے ہاتھ ڈال کر مٹھی بھر اشرفیاں نکالیں اور سامنے موجود ایک درویش کو دے کر فرمایا کہ جاؤ درویشوں کے لئے حلوہ لے آؤ۔

حضرت شیخ اوحدالدین کرمانی نے یہ دیکھ کر پاس پڑی ہوئی ایک لکڑی پر ہاتھ مارا تو حکم الٰہی سے وہ لکڑی سونا بن گئی۔

Marfat.com

سرکار خواجہ غریب نواز فرماتے ہیں کہ پیچھے رہ گیا میں۔ میں اپنے پیرومرشد کے احترام میں کچھ کرنے سے معذور تھا۔ پھر مرشد کریم نے میری طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم کیوں نہیں کچھ کرتے۔ وہاں ایک بھوکا درویش تھا جو شرم کے مارے کسی سے کچھ مانگ نہیں پا رہا تھا۔ میں نے اپنی گدڑی میں سے جو کی چار روٹیاں نکال کر اسے دے دیں۔ اس درویش اور خواجہ محمد عارف نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ درویش میں اگر اتنی بھی قوت نہ ہو تو اسے درویش نہیں کہا جا سکتا۔

جنت یا خالق جنت

فرمایا کہ قیامت کے دن باری تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنی بارگاہ کے مقرب لوگوں کو مخاطب کر کے فرمائے گا کہ تم سب جنت میں داخل ہو جاؤ۔ تو عاشقان الٰہی عرض کریں گے کہ الٰہی ہمارا مقصد اصلی اور مطلوب حقیقی تو تیری ہی ذات ہے تجھے پالیا تو سب کچھ مل گیا، جنت تو انہیں عطا ہو جنہوں نے اس کی چاہ میں تجھے خدا جانا اور تیری عبادت کی۔ پھر سرکار غریب نواز نے اس کی مزید وضاحت اس طرح فرمائی کہ جو لوگ اپنی مرضی اللہ تعالیٰ کے سپرد کر چکے ہیں انہیں بہشت اور اس کی نعمتوں سے کیا تعلق ان کا مطلوب حقیقی تو رب غفار ہی ہوتا ہے۔

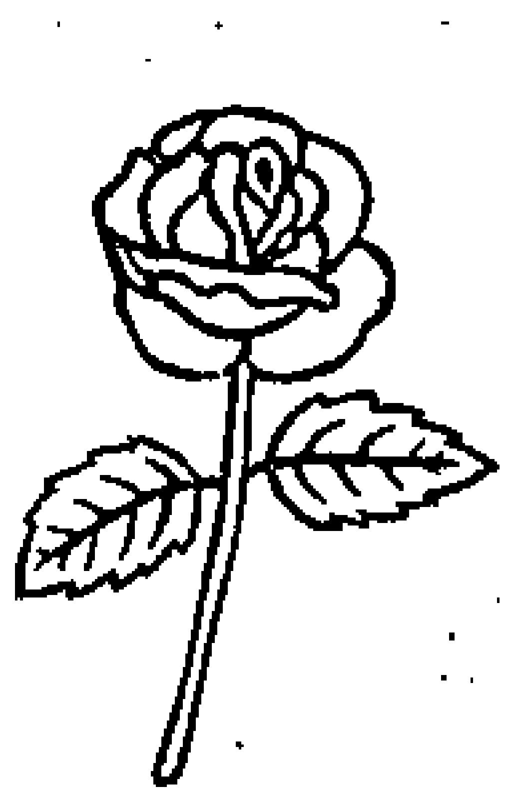

Marfat.com

دسویں مجلس

اس مجلس میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے علاوہ اور بھی بہت سے درویش حاضر تھے سرکار خواجہ غریب نواز نے سلسلۂ گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا:

صحبت کی تاثیر

آپ نے فرمایا کہ "الصحبة توثر" یعنی فرمان رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے کہ صحبت کا اثر ضرور ہوتا ہے۔ اگر کوئی برا شخص نیکوں کی صحبت اختیار کرے تو اس کے نیک ہوجانے کی امید ہے اور اگر کوئی نیک شخص بروں کی صحبت میں بیٹھنے لگے تو وہ بھی برا ہوجائے گا۔ کیوں کہ جس کو بھی کچھ حاصل ہوا ہے وہ صحبت سے ہی ملا ہے اور جو نعمت ملی وہ نیک لوگوں ہی کے ذریعہ میسر آئی۔ پھر فرمایا کہ اہل سلوک کے نزدیک نیک لوگوں کی صحبت نیک کام سے بہتر ہے اور بروں کی صحبت برے کام سے بری۔

حکایت

پھر فرمایا کہ خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں عراق کا بادشاہ ایک جنگ میں گرفتار ہوکر آیا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہوجائے تو عراق کی بادشاہت پھر تجھے سونپ دی جائے گی۔ اس نے انکار کر دیا۔ پھر فرمایا "اِمَّا اَنَّ الْاِسْلَامَ اِمَّا اَنَّ السَّیْفَ" یعنی اسلام قبول کرو یا قتل ہونے کے لئے تیار ہوجاؤ۔ اس نے پھر بھی اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ فرمایا تلوار لاؤ۔ وہ بادشاہ نہایت عقلمند تھا۔ آپ سے

Marfat.com

مخاطب ہو کر اس نے کہا" میں پیاسا ہوں مجھے پانی پلادو۔ حکم ہوا کہ شیشے کے برتن میں اسے پانی پلایا جائے۔ اس نے کہا میں اس برتن میں نہیں پیوں گا۔ فرمایا چونکہ یہ بادشاہ ہے اس لئے اس کے لئے سونے یا چاندی کے برتن لاؤ۔ اس نے کہا میں مٹی کے برتن میں پیوں گا۔ جب پانی منگوا کر اسے دیا گیا تو اس نے کہا کہ مجھ سے عہد کرو کہ میں جب تک یہ پانی نہ پی لوں مجھے قتل نہ کرو گے۔ آپ نے فرمایا اچھا میں نے وعدہ کیا کہ جب تک تو یہ پانی نہیں پی لے گا میں تجھے قتل نہ کروں گا۔ بادشاہ نے فوراً کوزہ زمین پر دے مارا۔ کوزہ ٹوٹ گیا اور پانی زمین میں جذب ہو گیا۔ پھر کہا آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جب تک میں یہ پانی نہ پی لوں گا قتل نہ کیا جاؤں گا۔ آپ اس کی دانائی سے حیرت زدہ ہو گئے اور فرمایا جاؤ تجھے معاف کیا۔ پھر اسے ایک صالح اور زاہد شخص کے سپرد کر دیا۔ جب وہ اس صالح شخص کی صحبت میں کچھ دنوں رہا تو اس کی اچھی صحبت نے اس میں اثر کرنا شروع کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے امیر المؤمنین کی طرف خود پیغام بھیجا کہ میں اسلام قبول کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے اسلام قبول کرنے کے بعد حضرت فاروق اعظم نے فرمایا کہ اب ہم تجھے عراق کی حکومت دیتے ہیں۔ مگر اس نے جواب دیا" مجھے ملک اور سلطنت نہیں چاہئے بلکہ عراق کا کوئی ویران گاؤں مجھے دے دیا جائے جہاں میں گزر بسر کر سکوں۔ آپ نے منظور فرما کر اپنے آدمیوں کو عراق بھیجا، کافی تلاش و جستجو کے بعد بھی کوئی ویران گاؤں نظر نہ آیا۔ جب بادشاہ کو بتایا گیا تو اس نے کہا کہ میرا یہی مقصد تھا کہ میں نے ملک عراق ایسی حالت میں مسلمانوں کے حوالے کیا ہے کہ اس میں کوئی گاؤں ویران اور غیر آباد نہیں ہے۔ اب آپ کے زیر اقتدار ہے تو کوشش کیجئے کہ اس سے زیادہ ترقی کرے اور کوئی گاؤں ویران نہ ہو جائے۔ اگر ایسا ہوا تو اس کا جواب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دینا ہوگا۔ پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ وہ بادشاہ کس قدر عقلمند اور دانا تھا۔

عارف باللہ

پھر فرمایا کہ عارف حق ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کچھ نہیں لیتے پھر فرمایا جس

Marfat.com

عارف میں تقویٰ ہے وہ گداگری کر کے محض حرام کھاتا ہے۔ پھر فرمایا کہ حضرت خواجہ جنید بغدادی سے پوچھا گیا کہ محبت کا ثمرہ کیا ہے۔؟ آپ نے فرمایا کہ محبت کا ثمرہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ سے اس قدر سرور و اشتیاق ظاہر کرے جتنا اسے اپنے سے روا رکھے لیکن جسے اللہ تعالیٰ خود دوست رکھتا ہے بہشت میں اس کے لقاء کا منتظر ہوتا ہے۔

حکایت

فرمایا ''میں نے اپنے استاذ مکرم حضرت مولانا شرف الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاتھوں کی لکھی ہوئی ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا گیا کہ اتنی عبادت، ریاضت اور تقویٰ و طہارت کے بعد بھی آپ اس قدر کیوں ڈرتے ہیں''۔؟

فرمایا'' دو چیزوں کے سبب، اول تو یہ کہ وہ کہیں یہ نہ کہہ دے کہ تو میرے لائق نہیں اور اپنے پاس سے دور نہ کر دے۔ دوسرے یہ کہ اگر موت کے وقت ایمان سلامت لے گیا تو سمجھوں گا کہ میں نے کوئی کام کیا ورنہ سمجھوں گا کہ سارے اعمال اور طاعت کو ضائع کر دیا۔

حضرت ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بعد ازاں سرکار خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ ابو بکر شبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کسی نے سوال کیا کہ بدبختی کی کیا علامت ہے۔؟

آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ بدبختی یہ ہے کہ نافرمانی کرنے کے بعد قبولیت کی امید رکھے۔

پھر پوچھا کہ عارفوں میں اصل بات کون سی ہوتی ہے۔؟

فرمایا'' ہمیشہ خاموش رہنا اور رنج و غم میں مبتلا رہنا کہ اسی سے عارفوں کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے۔

Marfat.com

پھر فرمایا کہ دنیا میں سب سے عزیز ترین تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اول عالم جو اپنے علم سے بات کہے۔ دوسرا غیر طامع شخص جس کو کوئی لالچ نہ ہو اور تیسرا وہ عارف جو ہمیشہ دوست کی تعریف کرے۔

حکایت

پھر فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی آنکھیں بند کیے ہوئے اپنے حجرے سے باہر تشریف لائے ایک درویش جو وہاں موجود تھا اس نے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے جواب دیا کہ پینتالیس سال سے میں نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو نہ دیکھوں اس لئے کہ محبت اور دوستی کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ میں دوستی کروں اللہ تعالیٰ سے اور دیکھوں غیر کی طرف۔

حکایت

ایک مرتبہ سفر کے دوران میں بخارا پہونچا۔ میں نے وہاں ایک نابینا عاشق کو دیکھا جو تن من سے یاد الٰہی میں مشغول تھا۔ میں نے پوچھا کہ آپ کب سے نابینا ہیں۔ فرمایا کہ جب میرا کام کمالیت کو پہونچ گیا اور وحدانیت اور عظمت وجلال خداوندی پر نگاہ پڑنے لگی تو ایک روز میری نگاہ ایک غیر پر جا پڑی۔ غیب سے آواز آئی "اے مدعی! دعویٰ تو ہم سے محبت کا کرتا ہے اور نگاہ غیر کی طرف اٹھاتا ہے۔ اس آواز کو سن کر میں سخت نادم وشرمندہ ہوا۔ میں نے بارگاہ الٰہی میں دعا کی کہ جو آنکھیں دوست کے سوا کسی غیر کو دیکھیں وہ اندھی ہوجائیں۔ ابھی دعا ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ میری بینائی جاتی رہی۔ بس اس دن سے اطمینان قلب کے ساتھ میں یاد الٰہی میں مشغول ہوں۔ بظاہر نابینا ہوں مگر باطنی آنکھوں سے اس کے جلووں کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔

Marfat.com

درویشی کی تعریف

اس کے بعد درویشی سے متعلق گفتگو شروع ہوئی فرمایا کہ خدمت میں آنے والے کسی بھی شخص کو محروم نہ پھرانا درویشی ہے اگر بھوکا ہے تو کھانا کھلائے ، ننگا ہے تو نفیس کپڑا پہنائے۔ بہرحال اس کی جو ضرورت ہو پوری کرنی چاہئے اور اس کا حال پوچھ کر دل جوئی ضرور کرنی چاہئے۔

حکایت

ایک مرتبہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے ہمراہ چند درویش سفر کر رہے تھے۔ ہم نے حضرت شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی کو نہایت بزرگ مرد پایا۔ آپ کی خانقاہ میں ایک دستور تھا کہ کوئی بھی آنے والا خالی نہ جاتا اگر ننگا ہوتا تو نفیس کپڑے اسے دیئے جاتے ، دینے کے فوراً بعد اتنے ہی اور ویسے ہی آ جاتے۔ الغرض چند روز آپ کی خدمت میں گزارے۔ آپ کی پہلی نصیحت یہ تھی کہ جو کچھ ملے اسے راہ خدا میں خرچ کر دینا چاہئے ایک پیسہ بھی اپنے پاس نہیں رکھنا چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل ہو۔

حکایت

متصلاً یہ دوسری حکایت بھی بیان فرمائی۔ کہ ایک درویش نہایت فقیر تھا لیکن اس کی عادت یہ تھی کہ اگر کوئی چیز بطور تحفہ آجاتی تو فوراً اسے فقیروں میں تقسیم کر دیتا اور خود گھر میں گزارا کرتا۔ چنانچہ دو مرد درویش صاحبان ولایت اس کے پاس آئے اور اس سے پانی مانگا۔ درویش اندر سے جو کی دو روٹیاں اور پانی کا کوزہ لے کر آیا چونکہ وہ لوگ بھوکے تھے اس لئے روٹیاں بھی کھائیں اور پانی بھی پیا اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ درویش نے تو اپنا کام کر دیا اب ہمیں بھی اپنا کام کر دینا چاہئے۔ ایک نے کہا اسے دنیا دینی چاہئے دوسرے نے کہا کہ یہ دنیا کے سبب گمراہی میں نہ پڑ جائے۔ جواب دیا کہ درویش بانٹنے والے ہوتے ہیں وہ دعا کر کے چلے گئے پھر درویش ایسا کامل حال ہوا کہ ہر روز اس کے

Marfat.com

باورچی خانے میں ہزار من طعام موجود ہوتا جو خلق خدا کو کھلایا جاتا۔

حاصل عشق الٰہی

فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ جنید بغدادی قدس سرہٗ سے کسی نے پوچھا کہ اصطلاح شریعت میں محبت کسے کہتے ہیں اور اس کا حاصل کیا ہے۔؟ آپ نے جواب دیا کہ عشق الٰہی کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبّ کے دل میں اپنے دیدار کا ذوق پیدا کر دیتا ہے اور اسے سرداری عطا کرتا ہے اس سے کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوتا جس کے سبب حق سے دوری ہو جائے کیونکہ جس نے حق کو راضی کر لیا حق اس کا دوست ہے اور جنت اس کے دیدار کی مشتاق۔

پھر فرمایا حضرت خواجہ ابو سعید ابوالخیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو اپنا دوست بناتا ہے تو اس کو اپنی محبت عطا کر دیتا ہے اور وہ بندہ اپنے آپ کو اس کی رضا کے لئے ہمہ تن وقف کر دیتا ہے بالآخر حق تعالیٰ اس کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے تا کہ وہ فنا فی اللہ ہو جائے۔

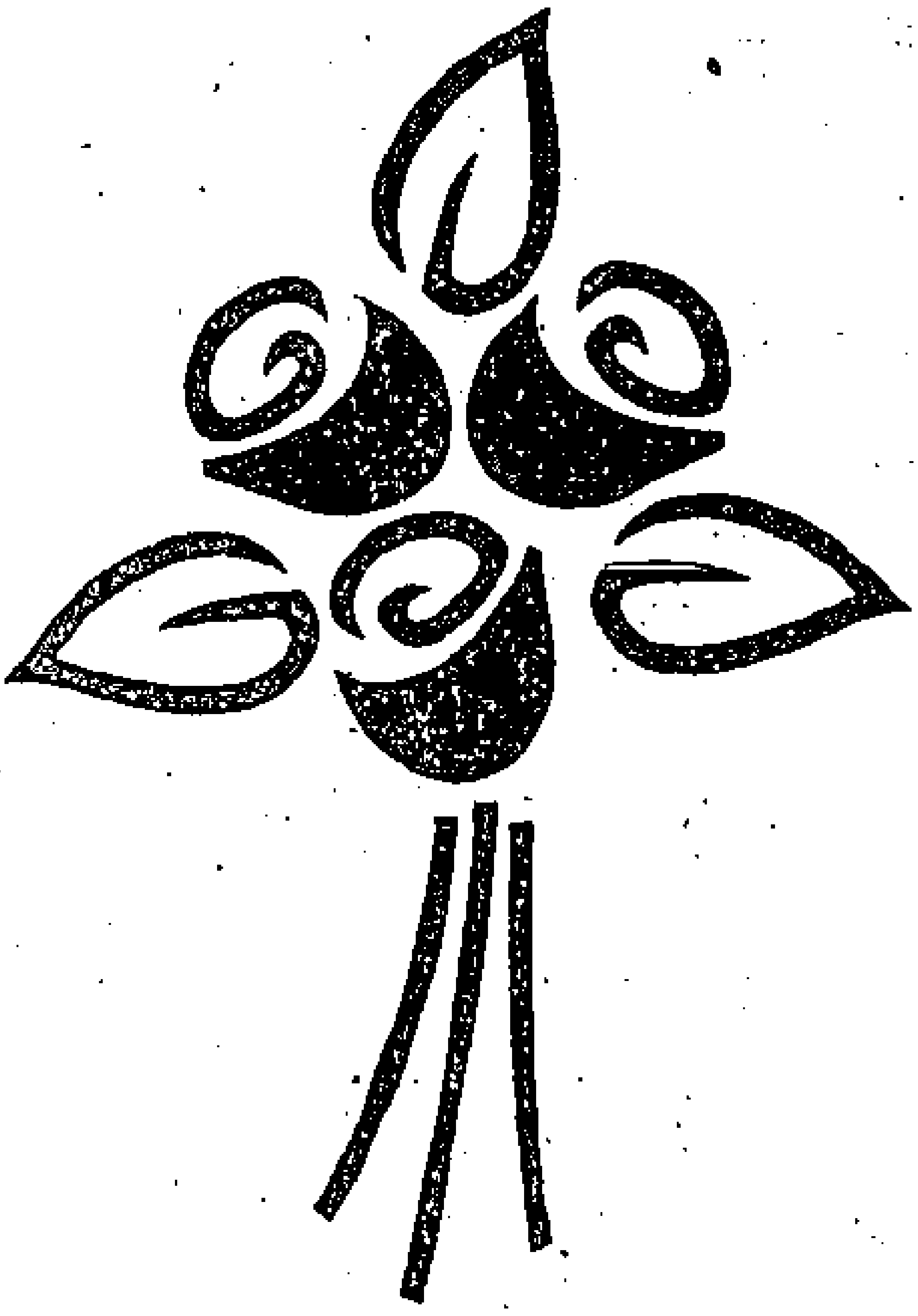

Marfat.com

گیارھویں مجلس

بدھ کے دن پا بوسی کی دولت حاصل ہوئی۔ اس مجلس میں شیخ اوحدالدین کرمانی، مولانا بہاء الدین صاحب تفسیر اور چند درویش حاضر خدمت تھے۔ بات عارفوں کے توکل کے بارے میں شروع ہوئی۔

عارف کا توکل

سرکار خواجہ غریب نواز نے فرمایا کہ عارفوں کا توکل یہ ہے کہ خدا کے سوا اور کسی پر قطعاً کوئی بھروسہ نہ ہو اور نہ کسی چیز کی طرف امید اور توجہ کی نگاہ کریں۔ پھر فرمایا "متوکل حقیقت میں وہ ہے جو خلقت کی مدد کرے اور تکلیف کی حکایت، وشکایت نہ کرے"۔

ایک دفعہ حضرت خواجہ جنید بغدادی سے پوچھا گیا کہ عارف کا توکل کیا ہے"؟۔

آپ نے فرمایا کہ عارف کا توکل یہ ہے کہ اس کا دل درج ذیل تین چیزوں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دے۔ علم، عمل اور خلوت۔

ایک اور بزرگ سے پوچھا گیا کہ عارف کی کیا پہچان ہے تو انہوں نے جواب دیا "عارف وہ ہے جو سوائے ذات الٰہی کے کسی سے محبت نہ کرے۔ اسی طرح ایک دوسرے بزرگ سے میں نے سنا ہے کہ عارف کے لئے ضروری ہے کہ وہ موت کو دوست رکھے۔ بیقراری کی حالت میں ذکر الٰہی سے راحت حاصل کرے اور دوست کی آمد کے وقت مضطرب ہو جائے۔

حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا توکل

سرکار خواجہ غریب نواز نے اس موقع پر یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ حضرت

Marfat.com

جبرئیل امین علیہ السلام نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ میں آپ کی کوئی حاجت پوری کرسکتا ہوں تو حکم فرمایئے۔ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب دیا "نہیں، تم سے حاجت روائی کے لئے نہیں کہوں گا، اللہ تعالیٰ ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے جب وہ سب کچھ جانتا ہے تو پھر میں کسی اور سے کیوں مدد مانگوں"۔

سونے چاندی کی قدر و قیمت

فرمایا جب سیدنا ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام پر عتاب ہوا تو اس غم میں کائنات کی تمام اشیاء نے رو کر اظہار ہمدردی کیا مگر سونا اور چاندی نہیں روئے۔ حق تعالیٰ نے پوچھا تم کیوں نہیں روئے۔؟

جواب دیا "جس پر تیرا عتاب ہوا اس کے لئے کیا روئیں"۔

باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اپنی جلالت کی قسم تمہاری وقعت و قیمت اولاد آدم میں بڑھا دوں گا اور تا قیامت تمہاری قدر ہوگی۔

اوصاف الٰہی سے متصف

پھر فرمایا کہ "اسرار الاولیاء" میں میں نے پڑھا ہے کہ حق تعالیٰ جب محبوبوں کو اپنے انوار سے زندہ فرمائے گا تو انہیں وہ رویت نصیب ہوگی جو سرکار رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہوئی تھی چونکہ حق تعالیٰ جسم و جان، مکان و جہت اور زبان و دہن سے پاک ہے اس واسطے رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق تعالیٰ کے اوصاف سے متصف ہوئے۔
پھر فرمایا "توبۃ النصوح" میں تین باتیں ہیں۔

اول : کم کھانا، روزے کے لئے۔ دوم کم سونا طاعت کے لئے۔ سوم کم بولنا دعا کے لئے۔ پہلے سے خوف، دوسرے اور تیسرے سے محبت پیدا ہوتی ہے۔ پس خوف کے ضمن میں گناہ کا ترک ہے تا کہ جہنم کی آگ سے نجات حاصل ہو اور رجا کے ضمن میں طاعت ہے تا کہ بہشت میں مقام اور ابدی زندگی حاصل کر سکے۔ اور محبت کے ضمن میں فکروں کا اجتہاد کرنا ہے تا کہ رضائے حق حاصل ہو۔ فرمایا محبت میں عارف وہ ہے جو ذکر کے سوا کسی کو دوست نہ

Marfat.com

رکھے۔

محبت الٰہی

فرمایا میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ سے سنا ہے کہ اہل محبت دوست کے سوا کسی اور کی محبت اپنے دل میں بسنے نہیں دیتے۔ جس نے غیر کی طرف دیکھا وہ رنج وغم اور وحشت میں مبتلا ہوا۔ جو دوست کا طلب گار نہیں وہ ہیچ در ہیچ ہے۔

مدعیان عشق

فرمایا قیامت کے دن عاشقان صادق کو بلایا جائے گا۔ اگر اس وقت کسی عاشق نے محبت کا دعویٰ کر دیا تو گویا اس کے اندر ثابت قدمی نہ رہی اس کو شرمندگی ہوگی (کیوں کہ عاشقان صادق محبت کا دعویٰ کرنے کی مجال نہیں رکھتے) اس وقت ایک آواز آئے گی کہ محبت کا دعویٰ کرنے والے عاشقان صادق نہیں ہیں ان کو ہمارے عاشقوں سے علیحدہ کر دو۔

نوٹ: جب سرکار خواجہ غریب نواز بیان فرما چکے تو آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ اب میں وہاں کا سفر کر رہا ہوں جہاں میرا مدفن ہوگا۔ یعنی اجمیر کے لئے روانہ ہو رہا ہوں۔ ان دنوں اجمیر ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا اور مسلمان وہاں نہ کے برابر تھے جب سرکار خواجہ کے مبارک قدم وہاں پہونچے تو اس قدر اسلام پھیلا جس کی کوئی حد نہیں۔ فالحمدلله علیٰ ذٰلك

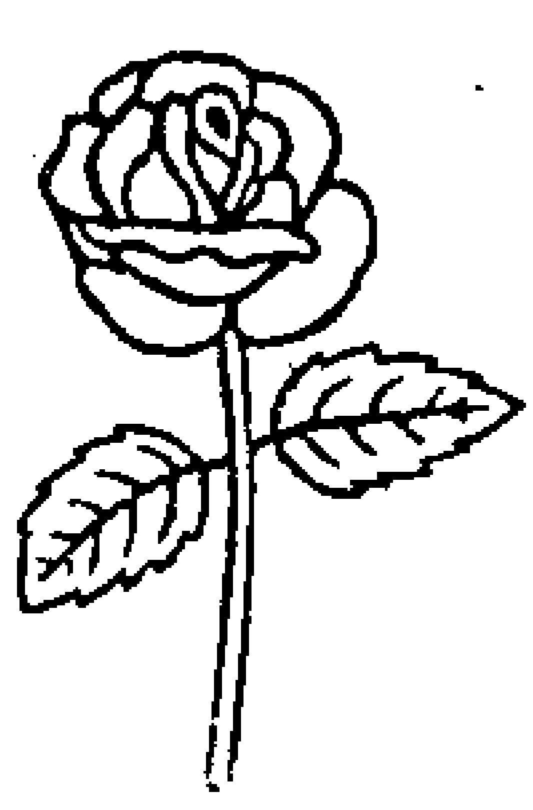

Marfat.com

بارھویں مجلس

جمعرات کے روز قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اور یہ آخری مجلس تھی جو سرکار خواجہ غریب نواز نے اجمیر کی جامع مسجد میں منعقد کی۔ اس میں بہت سے درویش، مریدان، عقیدت کیش اور عزیزان اہل وضع حاضر تھے۔ بات ملک الموت کے بارے میں شروع ہوئی۔

موت کی حقیقت

سرکار خواجہ غریب نواز نے ارشاد فرمایا کہ ملک الموت کے بغیر دنیا کی قیمت جو بھر بھی نہیں۔ پوچھا کیوں۔؟ فرمایا اس لئے کہ حدیث پاک میں ہے "اَلْمَوْتُ جِسْرٌ یُوْصَلُ الْحَبِیْبَ الی الحبیب" موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست تک پہونچا دیتا ہے۔

دل کی تخلیق کا مقصد

پھر فرمایا کہ دوست وہ ہے جو دل سے یاد کرے کیونکہ دل حقیقی دوست سے دوستی کے لئے ہی پیدا کئے گئے ہیں خاص کر اس لئے کہ عرش کے گرد طواف کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے میرے بندے۔ جب میرا ذکر تجھ پر غالب آجائے گا تو میں تیرا عاشق ہو جاؤں گا یعنی محب (مطلب یہ کہ جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے)۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو خلافت

پھر حضرت خواجہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ہمیں اس جگہ لایا گیا ہے جہاں ہمارا مدفن

Marfat.com

ہوگا ہم چند ہی دنوں میں اِس جہان سے سفر کر جائیں گے۔اس مجلس میں حضرت شیخ علی سنجری بھی حاضر تھے انہیں حکم ہوا مثال لکھو اور شیخ قطب الدین بختیار کا کی کو دو تا کہ وہ دہلی جائیں ساتھ ہی ہم انہیں خلافت دیتے ہیں اور ان کا مقام بھی متعین کرتے ہیں۔

حضرت خواجہ قطب صاحب کی دہلی روانگی

مثال مکمل ہونے کے بعد مجھے دی میں ادب بجالایا حکم ہوا قریب آؤ میں گیا تو دستار اور کلاہ میرے سر پر رکھی اور حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عصائے مبارک دیا۔زرہ پہنائی،قرآن شریف اور مصلّٰی بھی عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ہمارے خواجگان چشت کو بطور امانت ملی ہے ہم نے تمہارے سپرد کیا۔جس طرح انہوں نے ہم تک پہونچائی ہے ہم نے تم تک پہونچا دیا اور تم اسے آگے پہونچا دینا۔نیز اس کا حق ادا کرنا تا کہ قیامت کے دن ہم اپنے خواجگان کے روبرو شرمندہ نہ ہوں۔میں آداب بجالایا اور سرکار خواجہ نے دوگانہ ادا کر کے مجھے رخصت کیا اور فرمایا:

''جا!میں نے تجھے خدا کو سونپا اور تمہاری منزل تک عزت سے پہونچایا۔''

چند نصیحتیں

اس کے بعد فرمایا کہ چار چیزیں نہایت نفیس ہیں۔

اول: وہ درویشی جو تونگری معلوم ہو، **دوم:** بھوکوں کو پیٹ بھر کھانا کھلانا، **سوم:** حالت غم میں مسرور و مطمئن دکھائی دینا، **چہارم:** دشمن کی دشمنی کے جواب میں دوستی کا مظاہرہ کرنا۔

اسی موقع پر فرمایا کہ اہل محبت کا مرتبہ یہ ہے کہ اگر ان سے پوچھا جائے کہ رات کی نماز ادا کی تو کہتے ہیں کہ اتنی فراغت کہاں ہم تو ملک الموت کے ارد گرد گھومتے ہیں جہاں وہ جاتا ہے وہیں اسے پکڑتے ہیں۔

سرکار خواجہ غریب نواز بیان فرما ہی رہے تھے کہ میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اب

Marfat.com

قدم بوسی کر کے روانگی کی اجازت طلب کرلوں۔حضرت نے اپنی روشن ضمیری سے میرے دل کی بات بھانپ لی ۔فرمایا آگے آؤ میں نے آگے بڑھ کر اپنا سر حضرت کے قدموں پر رکھ دیا۔حضرت نے فاتحہ پڑھ کر فرمایا کہ غم نہ کرو اور ہمت پست نہ کرو۔پھر آداب بجالا کر روانہ ہو گیا۔جب میں دہلی پہونچا تو شہر کے تمام عوام وخواص صوفیاء اور ائمہ میرے پاس آئے اور آداب بجالائے۔

سرکار خواجہ کے وصال کی خبر

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دہلی آئے ہوئے مجھے چالیس دن گزرے تھے کہ کسی نے اطلاع دی کہ اجمیر سے میری روانگی کے بیس دنوں کے بعد سرکار خواجہ اس جہان فانی سے عالم بقاء کی طرف کوچ کر گئے اور واصل بحق ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔اسی شب مصلّٰی پر لیٹا ہوا تھا کہ نیند آگئی میں نے سرکار خواجہ کو عرش پر دیکھا میں نے سر قدموں پر رکھ دیا اور آپ کا حال دریافت کیا ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا، اپنے سایۂ رحمت میں جگہ عطا فرمائی اور فرشتوں کے درمیان میری قیام گاہ مقرر فرمائی ہے میں یہیں رہتا ہوں۔فالحمدلله علیٰ ذٰلك

Marfat.com

سرکار خواجہ غریب نواز کے جامع

ارشادات

اہل علم ودانش اور عوام وخواص سب جانتے ہیں کہ بزرگوں کے اقوال مختصر جملوں پر مشتمل ہوتے ہیں مگر وہ عمر بھر کے تجربات ومشاہدات کا خلاصہ اور نچوڑ ہوتے ہیں اور بالخصوص اولیاء اللہ کے ارشادات تو ان کی مختلف منازل طریقت کا پتہ دیتے ہیں۔ ذیل میں سرکار خواجہ غریب نواز کے وہ ارشادات درج کئے جارہے ہیں جو آپ نے مختلف اوقات میں اپنے مریدین اور معتقدین کی صلاح وفلاح کے لئے ارشاد فرمائے ہیں اور بلاشبہ اس وقت کی طرح آج بھی بے کم وکاست اتنے ہی مفید ہیں۔

۱۔ عشق کی راہ ایسی ہے کہ جو اس راہ پر پڑ جاتا ہے اس کا نام ونشان تک نہیں ملتا۔

۲۔ اہل عرفان ذکر الٰہی کے سوا اپنی زبان سے کوئی بات نکالتے ہی نہیں۔

۳۔ عارف کا ادنیٰ کمال یہ ہے کہ وہ ملک ومال سے بیزار ہو جائے۔

۴۔ دوست کی دوستی میں اگر دونوں جہاں بھی بخش دئے جائیں تو بھی کم ہے۔

۵۔ دوست کے اسرار خوبصورت ہیں اور خوبصورت عاشق کے دل میں ہی گھر کرتے ہیں۔

۶۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنی رضا دے دے تو وہ بہشت کو کیا کرے۔

۷۔ راہ سلوک میں بہت سے مرد عاجز اور عاجز مرد ہو گئے ہیں۔

Marfat.com

۸۔ گناہ اتنا نقصان نہیں پہونچاتا جتنا مسلمان بھائی کو ذلیل وخوار کرنا۔

۹۔ عارفوں میں صادق وہ ہے جس کی ملکیت میں کچھ نہ ہو نہ وہ کسی کی ملک ہو۔

۱۰۔ عارفوں کی خصلت محبت میں اخلاص ہے۔

۱۱۔ عارف وہ ہے جو راہ خدا میں خدا کے سوا کسی اور کو نہ دیکھے۔

۱۲۔ اہل محبت وہ لوگ ہیں جو صرف حق تعالیٰ کی بات سنتے ہیں۔

۱۳۔ اے غافل! اس سفر کا توشہ تیار کر جو تجھے درپیش ہے یعنی سفر آخرت کا۔

۱۴۔ جس کو خدا دوست رکھتا ہے اس پر مصیبتیں نازل کرتا ہے۔

۱۵۔ عارف آفتاب صفت ہوتے ہیں کہ ان سے تمام عالم منور ہوتا ہے۔

۱۶۔ عارف کا کم تر درجہ یہ ہے کہ صفات حق اس میں پائی جائیں۔

۱۷۔ خود پرستی اور نفس پرستی بت پرستی ہے جب تک خود پرستی نہ چھوڑے گا خدا پرستی حاصل نہ ہوگی۔

۱۸۔ جب تک مرشد کی تربیت حاصل نہ ہوگی منزل پر نہیں پہونچے گا۔

۱۹۔ دنیا فانی ہے اور کارہائے دنیا لایعنی۔

۲۰۔ عارف کا کمال یہ ہے کہ اپنے آپ کو راہ خدا میں جلا دے۔

۲۱۔ قیامت کے دن اگر بہشت میں کوئی چیز پہونچائے گی تو وہ زہد ہے نہ کہ (صرف) علم وعمل۔

۲۲۔ جس نے خدا کو پہچان لیا اگر وہ خلق سے دور نہ بھاگے تو سمجھ لو اس میں کوئی نعمت نہیں۔

۲۳۔ عاشق وہ ہے جو دونوں جہاں سے دل اٹھا لے۔

Marfat.com

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کے گراں قدر

علمی مکتوبات

کسی بھی صاحب علم ومعرفت کے لئے عام بندگان خدا کو راہ راست پر لانا اور معرفت الٰہی کے طلب گاروں کو منزل مقصود تک پہونچانا ان کی زندگی کا اہم ترین مقصد ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں جو بھی مناسب طریقہ معلوم ہوتا ہے وہ اسے اپنانے میں کوئی پس وپیش نہیں کرتے۔ عام طور پر ہدایت وارشاد اور رہبری ورہنمائی کے لئے اپنی فعلی وعملی تعلیم کے ساتھ ساتھ تقریری وتحریری طریقۂ تعلیم وتربیت اپنایا گیا ہے جس کے لئے ارشادات، ملفوظات اور تصنیفات کے علاوہ مکتوبات کا بھی سہارا لیا گیا ہے۔ چنانچہ سرکار خواجہ غریب نواز نے بھی مذکورہ تمام ذرائع اختیار فرمائے ہیں۔ تاریخ کی مستند کتابوں میں سرکار خواجہ غریب نواز کے چند مکتوبات بھی ملتے ہیں جو آپ نے بالخصوص اپنے عزیز ترین مرید وخلیفہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام تحریر فرمائے ہیں مگر وہ تا قیامت مسافران راہ حق کے لئے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں۔

''اسرار الواصلین'' کے حوالے سے ذیل میں چند مکتوبات نقل کئے جاتے ہیں جو قارئین کے لئے یقیناً مفید ثابت ہوں گے۔

Marfat.com

مکتوب اول

واقف حقائق و معارف، عاشق رب العالمین برادرم خواجہ قطب الدین کو معلوم ہو کہ لوگوں میں عاقل ترین وہ فقراء ہیں جنہوں نے درویشی اور نامرادی اختیار کرلی ہے کیوں کہ اس راہ میں مراد ہی نامرادی ہے اور نامرادی ہی مراد ہے۔ اس کے برخلاف اہل غفلت نے صحت کو زحمت اور زحمت کو صحت سمجھ رکھا ہے پس عقل مند وہی ہے جو دنیاوی مفاد ترک کر کے فقر و نامرادی اختیار کرے اور اپنی مراد چھوڑ کر نامرادی سے موافقت کرے۔

نامرادی تا نگردی بامرادی کے رسی

پس مرد کو اس پروردگار سے دل لگانا چاہئے جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اگر خدائے تعالیٰ آنکھ عطا فرمائے تو ہر جگہ اس کے علاوہ کچھ نہ دیکھے اور دونوں جہاں میں جدھر دیکھے وہی نظر آئے۔ کیونکہ ہر ذرۂ خاک جہاں نما ہے اگر دیکھا جائے، بجز شوق مواصلت ظاہری اور کیا لکھوں۔

مکتوب دوم

میرے دلی محبّ! میرے قلبی دوست برادرم خواجہ قطب الدین دہلوی اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہاں کی سعادتیں عطا فرمائے۔

بندۂ مسکین معین الدین سلام مسنونہ کے بعد اسرار الٰہی کے چند نکات لکھتا ہے۔ یہ اپنے مریدین صادق اور طالبان حق کو سمجھا دینا تاکہ وہ غلطی میں نہ پڑیں۔

عزیز من! جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ کبھی سوال یا خواہش یا آرزو نہیں کرتا۔ جس نے نہیں پہچانا ہے وہ ان کی بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ دوسرے یہ کہ حرص و ہوا کو ترک کرنا چاہئے جس نے حرص و ہوا کو ترک کیا اس نے مقصود حاصل کرلیا۔ چنانچہ ایسے شخص کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوىٰ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاوىٰ۔ جس نے اپنی خواہشات نفسانی کو روکا اس کا ٹھکانہ بہشت ہے۔

Marfat.com

جس دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے پھیر دیا ہے اسے کثرت شہوات کے کفن میں لپیٹ کر زمین ندامت میں دفن کر دیا جائے۔

ایک روز حضرت خواجہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ "ایک شب میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ مجھ سے پوچھا" بایزید کیا چاہتے ہو؟

میں نے عرض کیا جو تو چاہتا ہے۔ خطاب ہوا اچھا جس طرح تو میرا ہے اسی طرح میں تیرا ہوں۔

ہر کہ گردن نہند رضا اورا
مر مرا حق نگاہباں باشد

جو تصوف کی حقیقت سے واقف ہونا چاہے وہ اپنے اوپر آسائش کا دروازہ بند کر لے پھر زانوئے محبت کے بل بیٹھ جائے اگر یہ کام کر لیا تو سمجھو وہ اہل تصوف ہو گیا۔ طالب حق کو جان و دل سے اس امر کی تعمیل کرنی چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ وسوسۂ شیطان سے نجات پائے گا اور دونوں جہاں کی مرادیں حاصل کرے گا۔

ایک روز میرے شیخ نے فرمایا "معین الدین! کیا تجھے معلوم ہے کہ صاحب حضور کسے کہتے ہیں۔ صاحب حضور وہ ہے جو ہر وقت مقام عبودیت میں ہو اور ہر ایک واقعہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھے اور اسی پر راضی رہے بلکہ اسے رحمت ہی خیال کرے اور تمام عبادتوں کا مقصد بھی یہی ہے جسے یہ حاصل ہو وہ پوری دنیا کا بادشاہ ہے بلکہ تمام بادشاہ اس کے محتاج ہیں۔

ایک روز میرے شیخ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ بعض درویش کہتے ہیں کہ جب طالب کمال حاصل کر لیتا ہے تو اسے گھبراہٹ نہیں رہتی یہ غلط ہے۔ دوسرے جو یہ کہتے ہیں کہ عبادت کرنا بھی اس کے لئے ضروری نہیں ہوتا یہ بھی غلط ہے کیونکہ حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیشہ عبادت، بندگی اور عبودیت میں سربسجود رہے باوجود کمال بندگی کے آخر یہ فرمایا کرتے تھے ماعبدناحق عبادتك ہم نے تیری ایسی عبادت نہیں کی جیسا کہ حق تھا یعنی کماحقہٗ تیری عبادت نہیں کر سکتے۔ اور نہایت عاجزی سے ورد زبان تھا اشھد ان

Marfat.com

لا الہ الا اللہ و اشھدان محمدا عبدہٗ و رسولہٗ ۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور بھیجا ہوا ہے۔

یقین جانو کہ جب عارف کمالیت کا درجہ حاصل کر لیتا ہے تو اس وقت کمال درجہ کی ریاضت یعنی نماز نہایت صدق دل سے ادا کرتا ہے اسی سے حضوری و آگاہی زیادہ حاصل ہوتی ہے بلکہ خصوصی معراج یہی نماز ہے جب کوئی شخص یہ معلوم کر کے صدق دل سے کام لیتا ہے تو اسے اتنی پیاس محسوس ہوتی ہے گویا اس نے آگ کے کئی پیالے پی رکھے ہوں جوں جوں ایسے پیالے پیئے گا پیاس کا غلبہ بڑھتا رہے گا اس لئے کہ جمال لامتناہی کی انتہا نہیں اس وقت اس کا سکون بے قراری اور آرام بے آرامی میں بدل جاتا ہے اور یہ کیفیت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک لقائے الٰہی سے مشرف نہ ہو جائے۔ والسلام

مکتوب سوم

دردمند طالب شوق دیدار الٰہی کے آرزومند درویش جفاکش میرے بھائی خواجہ قطب الدین اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں آپ کو سعادت نصیب کرے۔

سلام مسنونہ کے بعد غرض تحریر یہ کہ ایک روز حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہٗ العزیز کی خدمت میں یہ خاکسار، خواجہ نجم الدین صغریٰ اور خواجہ محمد تارک حاضر تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے حاضر خدمت ہو کر خواجہ صاحب سے پوچھا۔ کسی شخص کو قرب الٰہی حاصل ہو گیا ہے کہ نہیں یہ کیسے معلوم کیا جا سکتا ہے۔"

خواجہ صاحب نے فرمایا "نیک عملوں کی توفیق بڑی اچھی شناخت ہے یقین جانو کہ جس شخص کو نیک کاموں کی توفیق مل گئی اس کے لئے قرب خداوندی کا دروازہ کھل گیا ہے۔

پھر آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ ایک شخص کے پاس ایک لونڈی تھی جو آدھی رات میں اٹھ کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتی اور شکر حق بجالاتی اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی کہ پروردگار میں تیرا قرب حاصل کر چکی ہوں مجھے اپنے سے اب دور نہ رکھنا۔

اس لونڈی کے آقا نے یہ ماجرا دیکھا اور سن کر اس سے پوچھا کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ

Marfat.com

تمہیں قرب الٰہی حاصل ہے۔ اس نے کہا مجھے یوں معلوم ہے کہ اس نے مجھے آدھی رات کے وقت جاگ کر دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق دے رکھی ہے اس لئے میں جانتی ہوں کہ مجھے قرب حاصل ہے۔

آقا نے کہا لونڈی جا میں نے تجھے آزاد کیا۔

پس انسان کو دن رات عبادت الٰہی میں مشغول رہنا چاہئے تا کہ اس کا نام نیک لوگوں کے دفتر میں درج ہو جائے اور نفس و شیطان کی قید سے بچ جائے۔

مکتوب چہارم

''اللہ الصمد'' کے اسرار سے واقف ''لم یلد ولم یولد'' کے انوار کے ماہر میرے بھائی قطب الدین۔ اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج کو زیادہ کرے۔ فقیر پر تقصیر معین الدین سنجری کی طرف سے مسرت وانبساط آمیز اور انس ومحبت انگیز سلام پہونچے۔ مقصود یہ ہے کہ تادم تحریر صحت ظاہری کے سبب مشکور ہوں اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب دارین عطا فرمائے۔

بھائی! میرے شیخ خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ ''سوائے اہل معرفت کے کسی اور کو عشق کے رموز سے واقف نہیں کرنا چاہئے۔ جب خواجہ شیخ سعدی نے آنجناب سے پوچھا کہ اہل معرفت کو کیوں کر پہچان سکتے ہیں۔ تو فرمایا کہ اہل معرفت کی علامت ترک ہے جس میں ترک ہے یقیناً وہ اہل معرفت ہے اور اسے خداشناسی کا درجہ حاصل ہے۔ اور جس میں ترک نہیں اس میں معرفت حق کی بو بھی نہیں۔ یہ اچھی طرح یقین کرلو کہ کلمۂ شہادت اور نفی واثبات حق تعالیٰ کی معرفت ہے۔ مال ومرتبہ بڑے بھاری بت ہیں انہوں نے بہت لوگوں کو سیدھی راہ سے گمراہ کیا اور کر رہے ہیں، یہ معبود خلائق بن رہے ہیں بہت سے لوگ جاہ ومال کی پرستش کرتے ہیں پس جس نے مال وجاہ کی محبت کو دل سے نکال دیا اس نے گویا پوری نفی کردی۔ اور جسے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوگئی اس نے پورا پورا اثبات کرلیا اور یہ بات لا الٰہ الا اللہ کہنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جس نے کلمۂ شہادت نہیں پڑھا اسے خداشناسی حاصل نہیں۔ والسلام

Marfat.com

مکتوب پنجم

واصلوں کے برگزیدہ، رب العالمین کے عاشق میرے بھائی خواجہ قطب الدین دہلوی! معبود حقیقی کی پناہ میں رہ کر شاد کام رہو۔ ایک روز یہ دعا گو حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آ کر عرض کیا "میں نے مختلف علوم حاصل کیے، بہت عبادت و ریاضت کی مگر مقصد حاصل نہیں ہوا"۔

خواجہ عثمان نے فرمایا "تمہیں صرف ایک بات پر عمل کرنا چاہئے عالم بھی ہو جاؤ گے اور زاہد بھی۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَرْكُ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدُّنْيَا رَأْسُ كُلِّ خَطِيئَةٍ "۔ دنیا کو ترک کر دینا تمام عبادتوں کی جڑ اور دنیا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔ اگر تم اس حدیث پر عمل کر لو گے تو تمہیں پھر کسی اور علم کی ضرورت نہ رہے گی۔ یعنی "اَلْعِلْمُ نُكْتَةٌ" کو علم ایک نکتہ ہے اس کا حاصل کرنا آسان ہے مگر اس پر عمل کرنا مشکل۔

یقین جانو ترک اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک محبت بدرجہ کمال نہ ہو اور محبت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ ہدایت کرے اور حق تعالیٰ کی ہدایت کے بغیر مقصود حاصل نہیں ہو سکتا مَنْ هَدَى اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہی ہدایت پا سکتا ہے۔

پس انسان کو لازم ہے کہ تقاضائے الٰہی کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنا قیمتی اور عزیز وقت دنیاوی خواہشات کی تکمیل میں ضائع نہ کرے بلکہ وقت کو غنیمت سمجھ کر فقر و فاقہ میں زندگی گزارے، عجز و انکساری سے پیش آئے، اپنے گناہوں پر احساس ندامت کے مارے سر نہ اٹھائے۔ ہر حالت میں تضرع و زاری سے پیش آئے کیونکہ بندگی اور عبادت میں سب سے اچھا کام خاکساری و انکساری ہے۔

حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و مرید تھے ایک روز شیخ نے پوچھا "کتنے عرصے سے تم میری محبت و خدمت میں مصروف ہو اور میری

Marfat.com

باتیں سن رہے ہو؟

عرض کیا تیس سال سے۔ پوچھا" پھر اس عرصے میں تمہیں کیا حاصل ہوا اور تم نے کیا فائدہ اٹھایا"۔

عرض کیا" آٹھ فائدے اٹھائے۔ پوچھا وہ کیا ہیں کیا پہلے یہ فائدے حاصل نہ تھے۔ عرض کیا نہیں۔ پھر کہا سچ تو یہ ہے کہ ان سے زیادہ کی اب مجھے ضرورت ہی نہیں۔ فرمایا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ حاتم میں نے ساری عمر تیرے کام میں صرف کردی میں بھی نہیں چاہتا کہ تو اس سے زیادہ حاصل کرے۔ عرض کیا میرے لئے اتنا ہی علم کافی ہے کیونکہ انہیں آٹھ فوائد میں دونوں جہان کی نجات پوشیدہ ہے۔ فرمایا اچھا انہیں بیان کرو۔ عرض کیا۔

پہلا فائدہ یہ ہے کہ جب میں نے خلقت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص نے کسی نہ کسی کو اپنا محبوب و معشوق قرار دے رکھا ہے۔ وہ محبوب و معشوق اس قسم کے ہیں کہ بعض مرض موت تک ان کے ساتھ رہتے ہیں، بعض مرنے تک، بعض لب گور تک اس کے بعد کوئی بھی ساتھ نہیں رہتا کوئی ایسا نہیں کہ انسان کے ساتھ قبر میں جا کر اس کا غم خوار اور اس کی قبر کا چراغ ہو سکے۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں سوچا کہ محبوب وہی اچھا ہے جو انسان کے ساتھ قبر میں جائے اور وہاں اس کی وحشت و پریشانی کو دور کردے، قیامت کی منزلیں طے کرادے۔ مجھے معلوم ہوا کہ ان صفات سے متصف محبوب صرف اعمال صالح ہیں پس میں نے انہیں اپنا محبوب بنایا اور انہیں اپنے لئے حجت کیا تا کہ قبر میں بھی میری غمخواری کریں اور ہر ایک منزل پر میرے ساتھ رہیں اور مجھے کسی منزل پر تنہا و بے سہارا نہ چھوڑیں۔ خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا حاتم! تم نے بہت اچھا کیا۔

دوسرا فائدہ یہ ہے کہ جب میں نے لوگوں کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب کے سب حرص و ہوا کے پیرو اور نفس کے غلام ہیں پھر میں نے اس آیت پر غور کیا وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى۔ جس نے اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نفس کو خواہشات سے روکا اس کا ٹھکانہ جنت ہے تو یقین ہو گیا کہ قرآن شریف سچا ہے اس لئے میں نفس کی مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا اور اسے مجاہدہ کی بھٹی میں رکھ دیا اس کی

Marfat.com

ایک آرزو بھی پوری نہ کی صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت سے مجھے آرام حاصل ہوتا رہا۔ خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے تو نے خوب کیا اور اچھا کیا۔

تیسرا فائدہ یہ ہے کہ جب میں نے لوگوں کے حالات کا بغور مشاہدہ کیا تو دیکھا کہ ہر شخص دنیا کے لئے کوشش کرتا ہے، رنج ومصیبت برداشت کرتا ہے تب کہیں دنیاوی حکام سے کچھ حاصل کر سکتا ہے اور اس پر بڑا خوش وخرم رہتا ہے بعدازاں میں نے اس آیت پر غور کیا "مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ" جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جائے گا اور جو کچھ اللہ کے یہاں ہے وہی باقی رہے گا۔ تو جو کچھ میں نے جمع کیا تھا سب راہ خدا میں صرف کر دیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تا کہ بارگاہ الٰہی میں باقی رہے اور آخرت میں میرا توشہ اور بدرقہ بنے۔ خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے تو نے بہت اچھا کیا"۔

چوتھا فائدہ یہ کہ مجھے غور وخوض کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ بہت سے لوگ قوموں کی کثرت کو انسان کی بزرگی، عزت اور شرافت سمجھ کر وہ اس پر فخر کرتے ہیں اور بعض لوگ مال اور اولاد کو عزت وعظمت کا اہم سبب مان کر ان کو سرمایۂ افتخار سمجھ بیٹھے ہیں پھر میں نے آیت قرآنی اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہی سب سے زیادہ معزز سمجھا جائے گا جو سب سے زیادہ متقی ہوگا۔ تو معلوم ہوا کہ یہی بہتر اور حق ہے اور عام لوگوں کا خیال سراسر غلط ہے۔ اس لئے میں نے تقویٰ اختیار کیا تا کہ بارگاہ الٰہی کا مکرم بن جاؤں۔ خواجہ شفیق علیہ الرحمہ نے فرمایا "تو نے بہت اچھا کیا"۔

پانچواں فائدہ یہ کہ میں نے دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے کو حسد کی وجہ سے برائی سے یاد کرتے ہیں اور مال ومرتبہ اور علم میں ایک دوسرے سے حسد کرتے ہیں تو میں نے قرآن کی آیت وَقَسَمْنَا مَعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا۔ ہم نے ان میں دنیاوی زندگی کے لئے روزی وغیرہ تقسیم کی۔ اس سے میں نے یہ سمجھا کہ جب روز ازل سے ان کے حصے میں یہ چیز آچکی ہے اور کسی کا اس میں اختیار نہیں تو پھر حسد بے فائدہ ہے تب سے میں نے حسد کرنا

Marfat.com

چھوڑ دیا اور ہر ایک سے صلح اختیار کی۔ خواجہ شفیق بلخی علیہ الرحمہ نے فرمایا "تو نے بہت اچھا کیا"۔

چھٹا فائدہ یہ کہ جب میں نے دیکھا کہ بعض لوگ آپس میں دشمنی رکھتے ہیں اور معمولی بنیادوں پر ایک دوسرے سے پرخاش رکھتے ہیں پھر میں نے اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمَا عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (بے شک شیطان تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے) پر توجہ دی تو میں نے سمجھا کہ "واقعی ہمارا دشمن اصلی تو شیطان ہے۔ اب میں شیطان کی پیروی کرتا ہوں نہ فرماں برداری بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام بجالاتا ہوں، اسی کی بندگی کرتا ہوں اور یہی ٹھیک ہے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ اے بنی آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا کہ تم شیطان کی پیروی و پرستش نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اگر تم میری پرستش کرو تو یہی سیدھا راستہ ہے۔ اس لئے میں نے شیطان سے دشمنی اور اللہ تعالیٰ سے دوستی کر لی۔ خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا "بہت خوب کیا"۔

ساتواں فائدہ یہ کہ میں نے دیکھا کہ ہر شخص اپنی روزی اور معاش کے لئے رات دن کوشش کرتا ہے یہاں تک کہ حرام و مشتبہ روزی حاصل کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ اس سلسلے میں عزت و ذلت کا بھی خیال نہیں کرتا جبکہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا (روئے زمین پر کوئی ایسا جاندار نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو) تو میں سمجھ گیا کہ اس کا فرمان حق ہے میں بھی ایک جاندار مخلوق ہوں تب سے میں نے روزی کی فکر چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں مشغول ہو گیا کیونکہ مجھے یقین ہے کہ میری روزی وہ مجھے ضرور پہونچائے گا کہ وہ اس بات کا ضامن ہے۔ خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا "تو نے بہت اچھا کیا"۔ اب آٹھواں فائدہ بیان کر۔

آٹھواں فائدہ یہ ہے کہ میں نے محسوس کیا ہے کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ ہے بعض کو سونے چاندی پر، بعض کو ملک و مال پر۔ پھر میں نے اس آیت پر غور کیا وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اس کے لئے کافی

Marfat.com

ہے پھر اس وقت سے میں نے سارے سہارے چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ پر توکل کر لیا۔ بس اب وہی میرے لئے کافی ہے اور میرا عمدہ وکیل بھی۔

خواجہ شفیق بلخی علیہ الرحمۃ نے فرمایا حاتم! اللہ تعالیٰ تمہیں ان باتوں کی توفیق دے میں نے توریت، انجیل، زبور اور قرآن کا گہرائی سے مطالعہ کیا تو ان چاروں کتابوں سے یہی آٹھ فوائد حاصل ہوئے جو ان پر عمل کرے تو گویا وہ ان چاروں کتابوں پر عامل ہے۔ اس حکایت سے تجھے معلوم ہو گیا کہ زیادہ سے زیادہ علم کی نہیں عمل کی ضرورت ہے۔ والسلام

مکتوب ششم

مخزن اسرار یزدانی، معدن فیوض سبحانی میرے بھائی خواجہ قطب الدین اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔

ایک روز میرے شیخ نے نفی و اثبات کے حکم سے متعلق کیا خوب فرمایا کہ نفی اپنے آپ کو نہ دیکھنا اور اثبات اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو دیکھنا ہے کیونکہ کوئی خود بیں خدا بیں نہیں ہو سکتا پس نفی کی نفی کرنے والا ہونا چاہئے ورنہ نفی کا کچھ فائدہ نہیں اگر یہ تصور کر لیں کہ ہستی صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے تو مطلب حاصل ہو جاتا ہے۔

واضح ہو کہ کلمہ شہادت، نماز اور روزہ وغیرہ کی ظاہری و باطنی دونوں صورتیں ہیں ان کے باطن کو چھوڑ کر صرف ظاہری صورتوں پر قناعت کر لینا فضول ہے۔ وہ شخص بڑا ہی احمق ہے جو ان کی حقیقتوں تک نہیں پہونچتا پھر فرمایا کہ ذات باری تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ سالک ابتدا میں نابینا ہوتا ہے جب حق کی طرف سے اسے بینائی حاصل ہو جاتی ہے تب اسے دیکھتا اور سنتا ہے اپنے آپ کو فراموش کر دیتا ہے جب ایسی صورت ہو جائے تو واصل بھی ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتا ہے۔ والسلام

مکتوب ہفتم

عارف معارف، حق آگاہ، عاشق اللہ بھائی خواجہ قطب الدین اوشی اللہ تعالیٰ آپ

Marfat.com

کے فقر کو زیادہ کرے دعا گو کی طرف سے محبت بھرے سلام کے بعد مکشوف رائے معرفت پیرا ہو۔

عزیز من اپنے مریدوں کو ضرور بتا دینا کہ فقیر مرشد کامل سے کیا مراد ہے، اس کی کیا علامت ہے اور اسے کیسے پہچانا جا سکتا ہے۔

مشائخ طریقت قدست اسرار ہم نے فرمایا ہے اَلْفَقْرُ مَالَا یَحْتَاجُ اِلیٰ کُلِّ شَئٍ فقیر اس شخص کو کہتے ہیں جو تمام ضروریات سے فارغ ہو اور اس کے باقی رہنے والے جمال کے سوا اور کسی چیز کا طالب نہ ہو کیونکہ تمام موجودات اس کے باقی رہنے والے جمال کا آئینہ اور مظہر ہیں اس واسطے وہ ان سب میں اپنا مقصود دیکھتا ہے۔

بعض بزرگوں نے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ ''کامل فقیر اسے کہتے ہیں کہ جس کے دل سے حق تعالیٰ کے سوا سب کچھ دور ہو اور حق تعالیٰ کے سوا اس کا کوئی مطلوب و مقصود نہ ہو جب ماسوا اللہ دل سے دور ہو جائے تو مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

پس طالب کو ہمیشہ مطلوب و مقصود کے لئے کوشاں رہنا چاہئے۔ پھر یہ معلوم کر لینا چاہئے کہ مطلوب و مقصود کیا ہے تو جان لو کہ مقصود یہی دردو سوز ہے خواہ حقیقی ہو یا مجازی۔ یہاں سوز مجازی سے ابتدائی احکام شریعت مراد ہیں۔ والسلام

مکتوب ہشتم

محب من ہمراز اہل یقین برادرم خواجہ قطب الدین دہلوی رب العالمین ہر کام میں تمہاری رہنمائی فرمائے۔ از فقیر معین الدین مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَقُوْلُ اللّٰہ وَمَنْ یَقُوْلُ اللّٰہ مَا عَرَفَ اللّٰہ یعنی جسے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے وہ اللہ اللہ نہیں کہتا پھرتا اور جو کہتا پھرتا ہے اسے ابھی معرفت ہی میسر نہیں۔ بمصداق مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ فَقَدْ کَلَّ لِسَانُهٗ وَقَطَعَ اَمْرَهٗ یعنی جس کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہو گئی وہ گونگا اور لنگڑا ہو گیا عارف کامل کی حالت مقام یاد سے بھی گزر جاتی ہے کیونکہ یاد بھی ایک قسم کی دوئی ہے اور دوئی عارفوں کے نزدیک نقص ہے ارشاد خداوندی ہے وَهُوَ مَعَكُمْ

Marfat.com

اَیْنَمَاکُنْتُمْ یعنی تم جہاں بھی ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔

عارف صحیح معنوں میں شہنشاہ ہوتا ہے اسے خدائے قادر و قیوم کے سوا نہ کسی سے امید ہوتی ہے اور نہ خوف۔ ایسے ہی لوگوں کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَـآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنی اولیاء اللہ کو نہ کسی کا خوف ہوتا ہے اور نہ کوئی غم۔ اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں ہے اور دل قالب انسان میں۔ مگر دل دو قسم کا ہے ایک مجازی دوسرا حقیقی۔

حقیقی دل وہ ہے جو نہ داہنی جانب ہے نہ بائیں جانب، نہ اوپر کی طرف ہے نہ نیچے کی طرف، نہ دور ہے نہ نزدیک خلاصہ یہ کہ اس حقیقی دل کی پہچان آسان نہیں صرف مقربان خدا اسے جانتے اور پہچانتے ہیں۔ مومن کامل کا دل درحقیقت عرش الٰہی ہوتا ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

قرب وحضوری بغیر صحبت مرشد کامل حاصل نہیں ہوسکتی عارف کامل اور طالب صادق سوال وجواب نہیں کیا کرتے بلکہ خاموش اور باادب رہتے ہیں۔ مومن کے دل میں ہر وقت ذکر خفی موجود رہتا ہے اس لئے کہ اسے حیات جاودانی حاصل ہو جاتی ہے مگر عام مسلمانوں کا دل ذکر خفی سے غافل ہوتا ہے اس لئے وہ مردہ ہوتے ہیں۔

کلمہ کی حقیقت

لوگ لَآاِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کہتے تو ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ نیست اور ہست سے کیا مراد ہے، نفی کس کی ہو اور اثبات کس کا ہو کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ ذات وحدہٗ لاشریک کے سوا دنیا میں کوئی موجود نہیں اور محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مظہر خدا ہیں۔ پس طالب کو چاہئے کہ خیال غیر نہ آنے دے اور ذات مطلق کو ہر جگہ موجود سمجھے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ جدھر دیکھو ادھر ہی ظہور ایزدی ہے۔

نماز کی حقیقت

نماز دو قسم کی ہوتی ہے ایک نماز علماء، فقہاء اور زاہدوں کی ہوتی ہے جو صرف قول

Marfat.com

وفعل تک محدود ہوتی ہے جس سے وصال الٰہی میسر نہیں ہوتا اس کی رسائی صرف عالم ملکوت نفسانی تک ہے۔ دوسری نماز انبیاء، اولیاء اور خلفاء کی ہے جو حضوری قلب سے ادا کی جاتی ہے۔ اس کا ثمرہ وصال الٰہی ہے اور اس کی رسائی عالم جبروت رحمانی تک ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے اَلْاَنْبِیَاءُ وَالْاَوْلِیَاءُ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ وَاَیْنَمَا۔ انبیاء اور اولیاء ہمیشہ حضوری قلب سے نماز ادا کرتے ہیں۔

انبیاء و اولیاء ہمیشہ ذکر خفی میں رہتے ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے ذکر اللسان تعلقه وذکر القلب وسوسه وذکر الروح مشاهده وذکر الخفی واینما۔ یعنی زبانی ذکر تعلقہ ہے، دلی ذکر ایک قسم کا وسوسہ، روحی ذکر مشاہدۂ الٰہی کا موجب ہے اور ذکر خفی ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔ ذکر خفی اور نماز حقیقی ترک وجود ہے۔

روزہ کی حقیقت

حقیقی روزہ کی تعریف یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو تمام دینی و دنیاوی خواہشات سے مبرّا رکھے یعنی جنت اور دنیاوی جاہ و مال کی خواہشوں سے الگ تھلگ رہے۔ غیر اللہ کا خیال کرنا اور بہشت کی ہوس وغیرہ حقیقی روزہ کو توڑنے والی چیزیں ہیں۔ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''رَغِبْتُ عَمَّا دُوْنَ اللّٰہِ'' یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا میں نے کسی کی خواہش نہیں کی۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ''اَصُوْمُ بِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطُرُ بِرُؤْیَتِہٖ'' یعنی حقیقی روزے کی ابتدا بھی دیدار الٰہی سے ہے اور انتہا بھی دیدار الٰہی پر ہی ہوگی۔ یعنی روزے کی ابتدا معرفت حق تعالیٰ ہے اور افطار یعنی انتہا قیامت میں دیدار الٰہی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث پاک کے مطابق روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت دوسری دیدار الٰہی کے وقت۔ عوام کے روزے میں پہلے روزہ ہے اور آخر میں افطار لیکن حقیقی روزے میں پہلے افطار ہے آخر میں روزہ۔ روزۂ حقیقی کے لئے افطار کی شرط نہیں لیکن افطار کے لئے روزہ شرط ہے۔

تمام لوگ جو روزہ رکھتے ہیں اس میں کھانے پینے وغیرہ سے اجتناب کرتے

Marfat.com

ہیں مگر یہ حقیقی روزہ نہیں بلکہ مجازی ہے اس روزے میں غیر اللہ کا ترک نہیں ہوتا اور خطرات نفسانی و انسانی حائل رہتے ہیں ایسے روزے سے یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ انسان غریبوں اور ناداروں کی بھوک پیاس کی تکلیف کا احساس کر کے ان کی امداد کر سکے۔

حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ اَوْلِیَـائِیْ تَحْتَ قَبَائِیْ لَایَعْرِفُهُمْ غَیْرِیْ یعنی میرے اولیاء میری قبائے رحمت کے سائے میں ہیں ان کے مرتبے کو میں ہی جانتا ہوں اور کوئی نہیں جانتا۔

سالکان غیر مجذوب بجز صحبت مرشد کامل معرفت الٰہی حاصل نہیں کر سکتے نہ بغیر اصلاح باطن ان کی عالم جبروت تک رسائی ہوتی ہے وہ عالم ناسوت وملکوت ہی میں بھٹکتے رہتے ہیں یہ لوگ شہوت پرست اور شہرت پسند ہوتے ہیں۔

جو علماء، فقہاء اور سالکین غیر مجذوب ہوتے ہیں اور کسی مرشد کے فیض صحبت سے مستفیض نہیں ہوتے وہ جذب اسرار الٰہی سے بے بہرہ ہوتے ہیں گو وہ جبہ و دستار اور جامۂ صوفیاء میں ملبوس ہوتے ہیں لیکن بباطن وہ حرص وہوا اور خواہشات نفسانی میں گرفتار ہوتے ہیں اس جامۂ فقیری سے ان کا مقصد خدا پرستی نہیں ہوتا بلکہ وہ سراسر طالب جاہ و مال ہوتے ہیں ان کے کلمہ، روزہ اور نماز کی کوئی حقیقت نہیں۔

جو شخص سالکوں کے زمرے میں داخل ہو جائے اس پر لازم ہے کہ اپنی ہستی اور خودی کو مٹا دے۔ جو لوگ اپنی خودی کو نہیں مٹاتے وہ خواہ صوفیانہ لباس میں ہی ملبوس کیوں نہ ہوں وہ منزل عرفان میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

زکوٰۃ کی حقیقت

از روئے شرع دوسو دینار میں سے پانچ دینار زکوٰۃ کے ادا کرنا فرض ہے مگر اہل طریقت کے نزدیک دوسو میں سے پانچ رکھنا اور بقیہ سب زکوٰۃ میں دے دینا لازم ہیں۔ زکوٰۃ آزاد پر فرض ہے غلام پر نہیں۔ جب تک بندہ نفس کی بندگی سے نجات نہ پالے اس وقت تک آزادوں کے زمرے میں شامل نہیں۔ اور جب تک آزاد نہ ہو زکوٰۃ فرض نہیں۔

Marfat.com

بندۂ نفس کو سب سے پہلے نفس کی بندگی سے آزادی حاصل کرنی چاہئے تا کہ وہ حقیقی زکوٰۃ ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔ زکوٰۃ عاقل بالغ پر فرض ہے، دیوانہ اور نابالغ پر فرض نہیں۔ پس جو شخص غفلت اور نفسانیت میں مبتلا ہو عارفوں کے نزدیک وہ عاقل و بالغ نہیں۔ پس ضروری ہے کہ پہلے اس سے نجات حاصل کرے تا کہ حقیقی زکوٰۃ ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

گنج حقیقی سرِّ ربوبیت ہے عارفوں کے دل اس کے خزانے ہوتے ہیں ان عارفوں پر لازم ہے کہ وہ گنجینۂ حقیقی میں سے اسرار الٰہی کی زکوٰۃ گمراہوں اور نادانوں کو عطا کریں۔

حج کی حقیقت

انسان کا دل خانہ کعبہ ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے قَلْبُ الْاِنْسَانِ بَیْتُ الرَّحْمٰنِ یعنی انسان کا دل خدا کا گھر ہے بلکہ دوسری جگہ ارشاد ہے قَلْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ یعنی مومنوں کا دل عرش الٰہی ہے۔

انسان کا وجود ایک چہار دیواری کی طرح ہے اگر اس میں سے شک وشبہ اور غیر اللہ کا پردہ دور کر دیا جائے تو دل کے صحن میں ذات حق تعالیٰ کا جلوہ نظر آئے گا یہی حقیقی حج کعبہ ہے۔

حقیقی حج سے مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی خودی کو اس طرح مٹا دے کہ ظاہر و باطن ایک ساتھ پاک و پاکیزہ ہو جائیں اور دل صفات الٰہی سے متصف ہو جائے۔

فنا عشق سے حاصل ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کا عاشق ہو جائے وہ فنا فی اللہ ہو جاتا ہے اور جو فنا فی اللہ ہو جاتا ہے وہ ذات حق کا مظہر ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ یعنی اے لوگو! میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے کیوں نہیں دیکھتے۔ چونکہ خدائے تعالیٰ دل میں رہتا ہے اس لئے دل عرش الٰہی اور بیت اللہ ہے۔ خاک کے پتلے میں وہی بولنے والا، سننے والا اور دیکھنے والا ہے وہی راہنما اور وہی راگیر ہے۔

پیغمبروں کی مثال اطبا جیسی ہے جو طرح طرح کے مریضوں کو مرض کے مطابق دوا

Marfat.com

دیتے ہیں اسی طرح پیغمبر بھی روحانی استعداد اور باطنی امراض کے مطابق دوا دیتے ہیں، معرفت عطا فرماتے ہیں تا کہ مریض روحانی شفائے کلی حاصل کر کے عارف خدا ہو جائے۔

عوام کے گروہ میں پہلا عالم کا گروہ ہے۔ یہ لوگ ارباب ظاہر کہلاتے ہیں اور راہ شریعت پر چلتے ہیں۔ عشق الٰہی کی چار سیڑھیوں میں سے پہلی سیڑھی پر یہ گام زن ہوتے ہیں اگر اسی حالت میں یہ مر جائیں تو ظاہر پرستی میں مریں گے۔

دوسرا گروہ خواص العوام کا ہے۔ یہ گروہ روحانیت کی طرف متوجہ تو ہوتا ہے لیکن چونکہ اس گروہ کے لوگ رموز باطنی سے نابلد ہوتے ہیں اس لئے کبھی دنیا کے طالب ہوتے ہیں اور کبھی دین کے۔ ان کی باطنی آنکھیں پورے طور پر نور باطنی سے منور نہیں ہوتیں اس گروہ کو اہل طریقت کہتے ہیں۔

تیسرا گروہ خواص کا ہے یہ اہل حقیقت کہلاتے ہیں۔

چوتھا گروہ اخص الخواص کا ہے انہیں اہل معرفت کہتے ہیں اسرار الٰہی کی نعمت عظمٰی نااہل عوام الناس کو نہیں دی جاتی۔

تمام اشیاء مظہر صفات الٰہی ہیں البتہ ظہور کی صفات مختلف ہیں جیسا کہ مطلب ایک ہوتا ہے مگر مختلف الفاظ اور جملوں سے ظاہر کیا جاتا ہے اسی طرح ذات صرف ایک ہی ہے لیکن اس کے مظہر مختلف ہیں چنانچہ ارشاد خداوندی ہے اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَئٍ مُّحِيْط یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر محیط ہے۔ لیکن انسان کو تمام مخلوقات پر شرف و بزرگی حاصل ہے اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اور فَضَّلْنَا بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ کے مطابق ان میں بھی آپس میں فرق مراتب اور امتیاز و انفراد قائم رکھا ہے۔

Marfat.com

اجمیر القدس میں درگاہ سرکار خواجہ غریب نواز کی

تاریخی عمارتیں اور آثار مبارکہ

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا آستانۂ مبارک شہر اجمیر کے جنوب مغربی گوشہ میں واقع ہے جو بلا تفریق مذہب و ملت زیارت گاہ خواص و عوام ہے۔ درگاہ شریف کے شمال میں درگاہ بازار، جنوب میں جھالرہ، مشرق میں ترپولیہ دروازہ و اندرکوٹ اور مغرب میں گلی لنگر خانہ و محلہ خادمان ہے۔ درگاہ شریف کے اکیس دروازے ہیں جو شہر کے مختلف حصوں کو درگاہ سے ملاتے ہیں۔ بعض بڑے دروازوں کے کواڑوں میں کھڑکیاں بھی ہیں جن میں سے بعض پھاٹک کے کواڑ بند ہونے کے بعد بھی آمد و رفت کے لئے کھلی رہتی ہیں۔ درگاہ شریف کی وسیع عمارات تین احاطوں پر مشتمل ہیں۔

احاطۂ اول میں نقار خانہ، عثمانی دروازہ، شاہجہانی دروازہ، بلند دروازہ اور اکبری مسجد وغیرہ ہیں۔

احاطۂ دوم میں سماع خانہ، وسیع صحن، دیگہائے کلاں و خورد، محفل خانہ، حوض شاہی، لنگر خانہ اور حجرے وغیرہ ہیں۔

احاطۂ سوم میں روضۂ منورہ، مسجد صندل خانہ، بیگمی دالان، بہشتی دروازہ، چلہ

Marfat.com

بابا فرید، اولیاء مسجد، جامع مسجد شاہجہانی، کرناٹکی دالان، قبور اور حجرے وغیرہ ہیں۔ جھالرہ اور احاطہ چار یاری کا بھی اسی احاطہ سے الحاق ہے۔

روضۂ منورہ

خواجہ حسین ناگوری نے برسوں سرکار خواجہ کے مزار اقدس کی مجاورت کی ہے یہ شیخ حمید الدین ناگوری کی اولاد میں سے ہیں ان کے زمانے میں سرکار خواجہ کا مزار اقدس خام تھا اور مزار شریف پر عمارت نہ تھی۔

سلطان غیاث الدین خواجہ حسین ناگوری کو از راہ عقیدت بلایا کرتا تھا مگر آپ شاہانہ صحبت سے گریز کرتے تھے لیکن سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی زیارت کرنے کے لئے آپ سلطان کے پاس تشریف لے گئے۔ سلطان نے تحائف پیش کئے مگر آپ نے قبول نہ کیئے۔ لیکن آپ کے صاحب زادے کے دل میں لینے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ نے اپنے صاحب زادے سے فرمایا کہ "اگر یہ لیتے ہو تو تم پر لازم ہے کہ اس مال سے سرکار خواجہ اجمیری اور اپنے جد صوفی حمید الدین ناگوری کے مزارات متبرک تعمیر کراؤ"۔ چنانچہ اس رقم سے حضرت خواجہ بزرگ کے کچے مزار پر گنبد و عمارات روضہ تعمیر کرائی گئیں۔

گنبد شریف کا اندرونی حصہ سنگ بستہ کا ہے اس میں چونے سے ریخ بندی کی گئی ہے بالائی حصہ اینٹوں سے تیار کیا گیا ہے لداؤ کی ڈاٹ پر چونے کا صندلہ ہے اس پر گھٹائی کا کام ہے گنبد پنچوانس میں ہے مگر پنچوانس میں بھی کوئی دوسرا گنبد اس ڈول کا ہندوستان میں موجود نہیں ہے۔ اس سفید گنبد پر سنہری تاجدار کلس آویزاں ہے اس لئے حضرت خواجہ کو ڈھولی گنبد اور سنہری کلس والا خواجہ بھی کہتے ہیں۔ یہ کلس نواب حیدر علی خاں برادر کلب علی خاں والئ رام پور نے نصب کرایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے عالم نام کے ایک بنجارے نے گنبد شریف پر سوا من سونے کا کلس چڑھایا تھا۔ گنبد شریف کی دیواروں پر سنہری کلیاں ہیں۔ گنبد کے اندرونی حصے میں سنہری لاجوردی کام ہے یہ نواب مشتاق علی خاں والئ رام پور نے

Marfat.com

کرایا تھا چھت میں کاشانی مخمل کی زریں چھت گیری لگی ہوئی ہے اس میں طلائی زنجیروں میں سنہری گوٹے لٹک رہے ہیں اس میں لگا ہوا سونا شاہجہاں کے زمانے کا بہترین سونا بتایا جاتا ہے۔

طلائی نقش ونگار، دراور قبہ شریف کی دیواریں خواجہ حسین ناگوری کی عقیدت کا نتیجہ ہیں مزار شریف پر سیپ کے کام کا چھپر کھٹ صندلی بنا ہوا تھا مگر کلکتہ کے متمول سوداگر سیٹھ حاجی محمد صاحب نے زر کثیر خرچ کر کے گنگا جمنی طلائی نقرئی پتر چڑھوایا ہے اس کے چاروں گوشوں پر چار برجیاں مع کلس ہیں۔ مسہری میں رنگین مخمل کی چھت گیری لگی رہتی ہے اس پر سنگ طلائی، فیروزہ، ابری، یشب اور لہسنیہ وغیرہ کی پچی کاری ہے، مزار اقدس کے تعویذ میں یاقوت رمانی جڑا ہوا ہے مزار پرانوار ہمیشہ زربفت وکمخواب وغیرہ کے قیمتی قبر پوشوں سے ڈھکا رہتا ہے قبر پوش پر پھولوں کی سیج اور بکثرت پھول رہتے ہیں، چھپر کھٹ کے بیچ میں سنہری کٹہرہ نصب تھا یہ شہنشاہ جہانگیر نے بنوا کر نذر کیا تھا، جہانگیر نے اس کے متعلق "تزک جہانگیری" میں لکھا ہے کہ "بعض مرادیں برآنے پر ۱۰۲۵ھ میں میں نے مجر طلائی جالی دار مرقد خواجہ بزرگ پر نذر کیا۔ آج سے چار سو سال پہلے یہ مجر ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی لاگت سے تیار ہوا تھا"۔ مگر اب وہ کٹہرا موجود نہیں ہے بلکہ اس کی جگہ پر دوسرا نقرئی مجر موجود ہے اس کی مرمت راجہ جے سنگھ سوائی دوبائی جے پور نے شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علی خاں متولی آستانہ کے اہتمام سے کرائی تھی اس کا وزن بیالیس ہزار نوسو اکسٹھ تولہ تین ماشہ ہے۔ یہ موجودہ کٹہرا شہزادی جہاں آرا بیگم بنت شاہجہان کے بنوائے ہوئے ہیں۔

اندرون گنبد شریف زردوزی کے شامیانے ہیں ان میں سے ایک نواب کلب علی خاں والیٔ رامپور اور دوسرا نواب ابراہیم والیٔ ریاست ٹونک کا نذر کردہ ہے۔ مزار شریف کی پچھم جانب محراب کے اندر زمانۂ قدیم کا خوشخط قلمی کلام مجید سفید نقرئی صندوق میں نقرئی چوکی کے اوپر قد آدم بلندی پر رکھا ہوا ہے زائرین اس کو بوسہ دیتے ہیں۔ عرس شریف کے ایام میں یہ یہاں سے اٹھا لیا جاتا ہے، اس کا چاندی کا صندوق اور چوکی نظام حیدر آباد کی نذر کردہ

Marfat.com

ہیں، قرآن مجید کے اوپر کعبہ شریف کا سیاہ مخملی پردہ لٹکا ہوا ہے اس پر آیات قرآنی آب زر سے لکھی ہوئی ہیں۔

مسجد صندل خانہ

یہ مسجد چار ناموں سے جانی جاتی ہے

(۱) مسجد محمودی (۲) مسجد جہانگیری (۳) مسجد صندل خانہ (۴) پھول خانہ کی مسجد۔

اس مسجد کی تعمیر ۸۵۹ھ میں سلطان محمود خلجی فرماں روائے مالوہ نے اجمیر فتح کرنے کے بعد سرکار خواجہ غریب نواز کے سرہانے کرائی تھی۔ اس وجہ سے اسے مسجد محمودی کہتے ہیں۔

بعض قول کے مطابق درگاہ شریف میں سلسلۂ تعمیرات کی ابتداء اسی مسجد سے ہوئی ہے بقیہ عمارتیں اس کے بعد معرض وجود میں آئی ہیں۔

اس مسجد کا دوسرا نام مسجد جہانگیری ہے رائے بہادر مسٹر ہربلاس ساردا نے اپنی کتاب ''تاریخ اجمیر'' میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ۱۶۱۰ء مطابق ۹۱۰ھ میں شہنشاہ جہانگیر نے یہ مسجد بنوائی تھی۔ واقعہ یہ ہے کہ مسجد محمودی عہد جہانگیری تک اپنے حال پر برقرار رہی اسی زمانے میں حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ورود اجمیر کے موقع پر اسی مسجد میں نماز پڑھی تھی۔ کتاب ''جواھر مجددیہ'' میں لکھا ہے کہ ''اس مسجد کی ایک دیوار نہایت خستہ ہو کر ٹیڑھی ہوگئی تھی لوگوں کو اندیشہ ہوگیا تھا کہ کہیں ڈھے نہ جائے۔ آپ نے (حضرت مجدد صاحب نے) فرمایا کہ مطمئن رہو ابھی نہیں گرے گی۔ جب آپ (مجدد صاحب) اجمیر شریف سے واپس ہوئے تو آپ کے شہر سے باہر ہوتے ہی گر گئی۔

اس روایت کے مطابق ممکن ہے کہ اس انہدام کے بعد جہانگیر کے حکم سے اس مسجد کی درستی یا تعمیر از سر نو عمل میں آئی ہو یا اس عہد کے کسی امیر نے اس کی تجدید کرائی ہو اس وجہ سے اس کو مسجد جہانگیری کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

اس مسجد کو صندل خانہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ سرکار خواجہ کے عرس پاک کے ایام میں یعنی یکم رجب سے نویں رجب تک ہر سال اس میں صندل سائی ہوتی ہے جو مزار شریف پر نذر کیا جاتا ہے۔

Marfat.com

اسے مسجد پھول خانہ بھی کہا جاتا ہے وہ اس لئے کہ روزانہ صبح کو ۵ بجے اور دن کو ۴ بجے مزار شریف کے پھول اتارے جاتے ہیں اور اسی مسجد کی غربی دیوار کی ایک کمان میں رکھے جاتے ہیں جو اسی غرض کے لئے ضرورت کے مطابق بنوائی گئی ہے پھر یہ جمع شدہ پھول ملوسر کے ایک کنویں میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ مسجد کے موجودہ نقش ونگار ۱۳۲۰ھ مطابق ۱۹۰۴ء میں نواب اسحٰق خاں جہانگیر آبادی نے بنوائے ہیں۔

اور کتاب "غریب نواز" کے مصنف کے مطابق پہلے اس کے تین در تھے جہانگیر بادشاہ نے اپنی تعمیر میں بڑھا کر چار در کرادیئے اس کے بعد اورنگ زیب عالمگیر نے اپنے عہد حکومت میں اس کی مرمت کی خدمت انجام دی اس لئے اس مسجد کو (سلطان محمود خلجی سمیت) تینوں بادشاہوں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔

جامع مسجد شاہجہانی

یہ مسجد روضہ منورہ کے مغرب میں واقع ہے جب شاہجہاں بعہد شہزادگی اودے پور فتح کر کے اجمیر شریف زیارت کے لئے حاضر ہوا تو اس نے ایک وسیع مسجد بنوانے کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ جب تخت نشیں ہوا تو اس مسجد کی تعمیر کا حکم صادر کیا اس وقت اس کی تعمیر میں دو لاکھ چالیس ہزار روپے صرف ہوئے تھے۔ صاحب "احسن السیر" نے بحوالہ "مراۃ الاسرار" لکھا ہے کہ "یہ مسجد چودہ سال میں تعمیر ہوئی"۔ موصوف نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے کہ "تعمیر شروع ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک کار تعمیر معرض التوا میں رہا۔ مسجد کا طول ۷۰ گز اور عرض ۲۷ گز شرعی ہے اس میں آنے جانے کے لئے پانچ دروازے ہیں۔

مسجد نفیس سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اندرون وسطی محراب میں سنہری حروف میں کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے ۱۲۶۱ھ میں جب تبرکات نبوی دہلی سے لا کر یہاں رکھے گئے اس وقت کلمہ اور اس محراب سے آب خنک رسنے لگا تھا لوگوں نے اسے تبرک لیا بعض لوگ اسے اشک افشانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ بیرونی محرابوں پر اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام تحریر ہیں۔

جب اس مسجد میں نماز جمعہ ہوتی ہے تو چار توپیں داغی جاتی ہیں، ایک سنت کی ادائیگی کے وقت، دوسری خطبہ کے وقت، تیسری اقامت کے وقت اور چوتھی سلام کے بعد۔

Marfat.com

حوض جامع مسجد

جامع مسجد سے متصل ایک خوشنما حوض ہے جو ہمیشہ پانی سے بھرا رہتا ہے نمازی اس میں سے وضو کرتے ہیں۔ اس حوض کے پانی پر سائبان نہیں ہے البتہ اس کے چاروں کناروں پر نمازیوں کے وضو کرنے کی جگہ پر سائبان ہے۔ اس حوض کے قریب بھشتی بھری مشکیں لئے موجود رہتے ہیں زائرین انہیں پیسے دے کر حوض میں پانی ڈلواتے ہیں۔

اولیاء مسجد

پہلے یہ قلندری مسجد کہلاتی تھی صوبہ بہار کے ایک عقیدت مند سیٹھ محمد بخش صاحب نے بعد میں اس پر تین درکی مرمریں بیش قیمت عمارت تیار کرانے کی سعادت حاصل کی۔ بقول ''احسن السیر'' چونکہ سرکار خواجہ غریب نواز اس مقام پر نمازیں ادا فرماتے تھے اس لئے عقیدت مند زائرین اس مسجد میں نماز پڑھنے کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

اکبری مسجد

شاہجہانی دروازے سے ذرا آگے بڑھ کر اکبری مسجد کی سیڑھیوں سے متصل ایک سہ دری میں یونانی شفا خانہ ہے اسی سے متصل ایک بلند زینے پر اکبری مسجد کا بلند و بالا دروازہ ہے اس مسجد کی تعمیر کا حکم اکبر بادشاہ نے اس وقت دیا تھا جب وہ جہانگیر کی ولادت کے چھ ماہ بعد اظہار تشکر و نیاز کے لئے شعبان ۹۷۷ھ میں حاضر دربار خواجہ ہوئے تھے۔ یہ مسجد سنگ سرخ سے تعمیر کی گئی ہے محرابوں پر سنگ مرمر کی پچی کاری ہے مسجد کا رقبہ مع متعلقہ عمارت ۱۴۰ مربع فٹ ہے۔ محراب مسجد ۵۶ فٹ بلند ہے گنبد کے گوشوں پر مرمریں مینار ہیں صحن مسجد میں ایک ہشت پہل حوض تھا جو اب مٹی سے پر کر دیا گیا ہے تقریباً ڈیڑھ دو سو سال قبل اس میں ایک کنواں بھی تھا ۱۳۲۰ھ میں مسجد کی متعلقہ عمارات کی مرمت کرانے کی سعادت نواب غفور علی خاں صاحب داناپوری نے حاصل کی۔ آج کل دارالعلوم معینیہ عثمانیہ کے پرائمری درجات اوقات درس میں یہاں لگائے جاتے ہیں اور بچے تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

Marfat.com

بلند دروازہ

یہ دروازہ سنگ سرخ سے تعمیر ہوا ہے اب چونے کی سفیدی میں اس کا اصل رنگ روپوش ہے اس کی بلندی ۸۵ فٹ ہے اس کا فرش سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا ہے محراب میں تین گولے طلائی زنجیروں میں آویزاں ہیں برجیوں پر ڈھائی فٹ لمبے سنہری کلس ہیں دروازہ میں شمال رویہ تین تین درجہ کی دو چھتریاں ہیں عقب میں دونوں جانب دو سادہ چھتریاں ہیں اوپر چڑھنے کے لئے دو طرفہ زینے ہیں چونکہ درگاہ شریف کی تمام عمارتوں میں یہ سب سے بلند ہے اس لئے اس کو بلند دروازہ کہتے ہیں۔ عرس کے ایام میں اس کے نیچے پولیس کا قیام رہتا ہے دروازہ کے صحن میں مولانا شمس الدین المعروف بہ سید احمد خلیفہ سرکار غریب نواز کا مزار ہے "گائڈ ٹو درگاہ خواجہ صاحب" کے مطابق یہ دروازہ ۸۵۹ھ میں سلطان محمود خلجی نے تعمیر کرایا تھا اور بقول "معین الاولیاء" سلطان محمود خلجی نے یہ دروازہ اس وقت بنوایا تھا جب اس نے گجادھر پر فتح حاصل کر کے اجمیر پر قبضہ کیا تھا مگر "اقتباس الانوار" کے مصنف نے اسے ملوک مالوہ میں سے کسی کا بنوایا ہوا لکھا ہے اور ہربلاس سارادا نے اپنی کتاب "اجمیر ہسٹوریکل اینڈ ڈسکریٹو" میں لکھا ہے کہ "اگرچہ اس دروازہ کے سن تعمیر کے متعلق کچھ علم نہیں تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کی تعمیر سلطان غیاث الدین کے عہد حکومت (۱۴۶۹ء تا ۱۵۰۰ء) میں ہوئی۔

عثمانی دروازہ

بیرونی زائرین عموماً اسی دروازہ سے داخل ہوتے ہیں خدام درگاہ ان کی رہنمائی کے لئے یہاں موجود رہتے ہیں اس دروازے سے متصل پھول شیرینی وغیرہ کی دوکانیں ہیں تاکہ زائرین حسب خواہش نذر عقیدت پیش کر سکیں۔

درگاہ شریف کا یہ فلک بوس شمال رویہ دروازہ درگاہ بازار کی جانب واقع ہے۔ میر عثمان علی خاں سابق والیٔ دکن نے ۱۳۳۰ھ میں اجمیر شریف حاضر ہو کر یہ شاہانہ دروازہ تعمیر

Marfat.com

کرانے کی سعادت حاصل کی۔ تقریباً تین سال تک تعمیر کا سلسلہ جاری رہا اور تقریباً پچاس ہزار روپے اس کی تعمیر میں صرف ہوئے۔ اسے نظام گیٹ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

نقار خانہ عثمانی

درگاہ شریف کے اسی دروازۂ عثمانی کے اوپر نقار خانہ عثمانی بھی ہے جس پر ایک نہایت پر تکلف اور نفیس بارہ دری میں نوبت خانہ ہے یہاں پنج وقتہ نوبت مع شہنائی بجائی جاتی ہے اور ہر گھنٹے پر گھڑیال بھی بجتا ہے۔

دروازے سے داخل ہوتے ہوئے داہنی طرف ایک چھوٹے سے کمرے میں آج کل ایک ایلوپیتھک شفاخانہ ہے۔ عثمانی دروازہ اور شاہجہانی دروازہ کے درمیان وسیع صحن ہے اس صحن کے چاروں طرف حجرے ہیں۔

نقار خانہ شاہجہانی

عثمانی دروازہ سے گزر کر تھوڑا صحن طے کرنے کے بعد ایک دروازہ اور آتا ہے اس کے اوپر بھی نقار خانہ ہے اس لئے اس کو نقار خانہ کہتے ہیں شاہجہاں بادشاہ نے ۱۰۴۷ھ میں بطور نذر عقیدت یہ دروازہ تعمیر کرایا تھا۔ اس لئے اس کو شاہجہانی دروازہ بھی کہتے ہیں محراب دروازہ کی پیشانی پر بخط جلی سنہری حرفوں میں کلمہ شریف لکھا ہوا ہے اس لئے اس کو کلمہ دروازہ بھی کہا جاتا ہے۔ دروازہ پر آب زر سے یہ شعر لکھا ہوا ہے:

بعہد شاہجہاں بادشاہ دیں پرور
زدو دظلمت کفر آفتاب دیں یکسر

اکبر بادشاہ نے رمضان ۹۸۳ھ میں بنگال فتح کرنے کے بعد دو داؤدی نقارے درگاہ شریف میں پیش کیے جو اسی دروازے پر رکھے ہوئے ہیں اور ایک بڑا نقارہ قلعۂ چتوڑ گڑھ میں تھا۔ کوسوں تک اس کی آواز پہونچتی تھی جب چتوڑ گڑھ کا راجہ سوار ہوتا تھا یا قلعہ میں داخل ہوتا تھا اس وقت یہ بجتا تھا کہ دور تک خبر ہو جائے نقارہ مذکور کو اکبر نے وہاں سے منگوا کر اجمیر

Marfat.com

کے دروازے پر رکھوادیا تھا اس کے علاوہ اور بھی نقارے یہاں موجود ہیں۔

یہ پوری عمارت سنگ سرخ کی ہے لیکن اب چونے کی سفیدی چڑھنے سے اس کا اصلی رنگ چھپ گیا ہے اس دروازے کے کواڑ لکڑی کے ہیں۔ تیس چالیس سال قبل ان کواڑوں پر بمبئی کے ایک عقیدت مند تاجر نے چاندی کے پتر چڑھوادیئے تھے اس دروازے پر بھی روزانہ پانچ وقت نوبت بجتی ہے۔

سماع خانہ

پہلے یہاں وسیع صحن تھا ایام عرس میں یہاں شامیانے استادہ کر کے محافل سماع منعقد کی جاتی تھیں بعد ازاں میر حفیظ علی صاحب سابق متولی درگاہ شریف نے چھ ہزار روپے کی لاگت سے یہاں ایک دالان بنوانے کی سعادت حاصل کی بعدۂ اس دالان کے سامنے دل بادلی شامیانے استادہ کر کے عرس شریف کی محافل سماع منعقد ہونے لگیں موجودہ شاندار اور وسیع سماع خانہ نواب بشیر الدولہ سر آسماں جاہ مدار المہام دولت آصفیہ امیر پائیگاہ نے اپنے فرزند معین الدولہ کی ولادت پر تعمیر کرایا۔ موصوف نے اپنے یہاں فرزند ہونے کی دربار غریب نواز میں دعا مانگی تھی دعا قبول ہوئی اور خدا نے انہیں اسی سال کی عمر میں بیٹا دیا۔
مراد پوری ہونے پر بطور اظہار تشکر اسی ہزار روپیہ کے صرفہ سے یہ رفیع الشان محفل خانہ تعمیر کرایا۔ اس کی تعمیر ۱۳۰۶ھ سے شروع ہو کر ۱۳۰۹ھ میں مکمل ہوئی اس میں قیمتی جھاڑ فانوس آویزاں ہیں آج کل ان میں بجائے موم بتی کے برقی قمقمے روشن ہوتے ہیں یہاں دار العلوم معینیہ عثمانیہ قائم تھا جو اپنے زمانے کی مشہور و معیاری دینی، علمی درس گاہ تھی مگر ۱۹۴۷ء کے انقلابات کے بعد سے یہ بند ہو گیا اب یہاں موجودہ سرکاری نصاب تعلیم کے مطابق تعلیم ہوتی ہے۔

خانقاہ

یہ عمارت سماع خانہ کے غرب میں واقع ہے محفل خانہ کی مغربی دیوار میں ایک دروازہ

Marfat.com

ہے اس کے ذریعہ محفل خانہ سے یہاں پہونچنا ہوتا ہے اس مقام پر سرکار خواجہ غریب نواز کو بعد وصال غسل دیا گیا تھا۔ اس کی تعمیر کے متعلق ''اکبرنامہ جلد دوم'' میں ابوالفضل نے لکھا ہے:

''عمارات عالی بنا از مسجد وخانقاہ دراں حواشی لمع انداختہ''۔

یعنی اکبر نے ایک مسجد اور اس سے متصل ایک خانقاہ تعمیر کرائی۔

خانقاہ میں رجب کی پانچ تاریخ سہ پہر کے وقت دیوان صاحب کی موجودگی میں سالانہ محفل ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہاں حضرت خواجہ کے اہل خانہ رہتے تھے۔

حوض شاہی

سماع خانہ کے سامنے گوشۂ جنوب مشرق میں ایک حوض ہے جو عام طور پر خشک رہتا ہے مگر ایام عرس میں بھرا رہتا ہے اس حوض کی چھتری ملکہ میری (جارج پنجم کی اہلیہ) کی طرف سے تعمیر ہوئی تھی ۱۹۱۱ء میں ملکہ میری نے دربار تاج پوشی سے واپسی پر درگاہ غریب نواز میں حاضری دی تھی اور پانچ سو روپے اپنی طرف سے درگاہ میں اپنی یادگار قائم کرنے کے لئے نذر کیے تھے اس رقم میں درگاہ کے خزانے سے کچھ اور رقم ملا کر اس حوض پر سائبان تعمیر کرا دیا تھا۔

صحن چراغ

بلند دروازہ سے گزر کر ایک وسیع صحن آتا ہے اس میں بلند دروازہ کے سامنے ایک گنبد نما ہشت پہل خوبصورت چھتری ہے اس میں متعدد چراغوں کا حامل ایک چراغ دان ہے اس لئے یہ صحن چراغ کہلاتا ہے۔ مشہور ہے کہ یہ چراغ دان اکبر بادشاہ نے پیش کیا تھا۔

لنگر خانہ

صحن چراغ کے مشرق میں ٹین کے سائبان کے نیچے لنگر خانہ کا پھاٹک ہے اس

Marfat.com

پھاٹک سے گزر کر ایک مختصر صحن اور دالان ہے دالان میں لوہے کا ایک بہت بڑا کڑھاؤ ایک بڑے چولہے پر رکھا ہے اس میں روزانہ جو کا دلیہ پکتا ہے اور غرباء کو تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ لنگر خانہ اکبر بادشاہ نے غرباء اور مساکین کی آسائش کے لئے تعمیر کرایا تھا۔ لنگر خانہ کے اخراجات کے لئے جاگیر بھی ہے۔ نظام حیدرآباد دکن کی طرف سے بھی ایک وقت کا دلیہ چند سال قبل تک پکتا تھا مگر اب وہاں سے اس صرفہ کی رقم نہیں آتی۔

بڑی دیگ

بلند دروازہ سے آگے بڑھ کر دو بڑی دیگیں زینہ دار بلند چولہوں پر نصب ہیں شرقی دیگ چھوٹی اور غربی بڑی ہے۔ بڑی دیگ جلال الدین محمد اکبر شہنشاہ ہند نے ۹۷۶ھ میں چتوڑ گڑھ کی فتح کی خوشی میں نذر کی تھی اس دیگ کا محیط ساڑھے تیرہ گز ہے اس میں سو من چاول بخوبی پک سکتے ہیں۔

چھوٹی دیگ

شہنشاہ ہند سلطان نورالدین جہانگیر نے یہ دیگ آگرہ میں تیار کرائی:۔ اجمیر شریف حاضر آستانہ ہو کر اس میں کھانا پکوایا اور پانچ ہزار فقراء و مساکین کو اپنے سامنے کھلوایا۔ بقول کرنل برائن یہ دیگ ۲۸ من چاول پکنے کے لئے کافی ہے مگر صاحب "احسن السیر" کہتے ہیں کہ اس میں اسی من چاول پکتے ہیں اس کا محیط ساڑھے سات گز ہے اور قطر دو گز ۲۶، انچ۔

دیگوں کی مرمت

کثرت استعمال اور مرور ایام کے سبب دونوں دیگیں پرانی ہوگئی تھیں ملا مداری مدار المہام ریاست گوالیار نے سیٹھ اکھے چند کے اہتمام سے دونوں دیگوں کی ضروری مرمت کرائی۔ ایک مدت کے بعد پھر دیگیں مرمت طلب ہوگئی تھیں چنانچہ ۱۳۰۷ھ میں اسحاق وزیر حیدرآباد دکن نے بڑی دیگ کی مرمت کرائی اور نواب دلدوز نواز جنگ امیر حیدرآباد

Marfat.com

دکن نے چھوٹی دیگ از سر نو بنوائی۔

جنتی دروازہ

اس دروازہ کو ملکی دروازہ بھی کہتے ہیں اس کے کواڑوں پر چاندی کا پتر چڑھا ہوا ہے۔روایت ہے کہ جو اس دروازے سے سات مرتبہ گزر جائے وہ جنتی ہے۔یہ دروازہ عیدین، حضرت خواجہ غریب نواز اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہما کے عرس کے موقع پر اور یوم عاشورہ کو کھلتا ہے اور لوگ جوق در جوق اس میں سے گزرتے ہیں۔

بیگمی دالان

گنبد شریف کے شرقی دروازہ کے آگے یہ دالان جہاں آرا بنت شاہجہاں نے ۱۰۵۳ھ میں تعمیر کرایا تھا۔اس کی چھت اور ستون سنگ مرمر کے ہیں اور فرش سنگ افشاں ابری وطلائی کا ہے ۱۸۸۸ء میں اس کی دیواروں اور تھاموں پر نواب مشتاق علی خاں والیٔ رامپور نے سنہری کام کرایا اور چھت میں بمبئی کے ایک مسلمان سوداگر نے نقش ونگار بنوائے مگر اب کام ماند ہو گیا ہے۔دالان کی چھت میں بلوریں جھاڑ فانوس آویزاں ہیں۔چھت کے اوپر کی جانب سنہری کلیاں ہیں کہا جاتا ہے کہ یہ مختلف اشخاص کی نذر کردہ ہیں۔۱۹۴۰ء میں چھت کی ایک لائن چیخ گئی تھی اس کے ٹوٹ کر گر جانے کا اندیشہ تھا ۱۹۴۴ء میں نواب غلام کبریا رئیس جلپائی گوڑی (بنگال) نے وہ پوری لائن بدلوادی۔

عہد جہانگیری کی تصویر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانے میں بیگمی دالان کی جگہ پر لکڑی کا کٹہرہ تھا دالان کے سامنے دور تک سنگ مرمر کے فرش کا ایک وسیع صحن ہے اور اس کے گرد سنگین کٹہرہ لگا ہوا ہے اس صحن میں بیگمی دالان کے سامنے آج بھی ایک بڑا شامیانہ تنا رہتا ہے یہاں ایک کھرنی کا پرانا درخت ہے کہا جاتا ہے کہ یہ درخت حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت نے اجمیر شریف حاضری کے دوران لگایا تھا مشہور ہے کہ سانپ کے ڈسے ہوئے کو اگر اس کی چھال پیس کر پلادیں تو زہر اتر جاتا ہے۔اس درخت کے متعلق عوام میں بہت سی غیر مستند وغیر معتبر باتیں بھی مشہور ہیں جنہیں صاحب "احسن التنبیہ"

Marfat.com

نے اپنی کتاب میں نقل کی ہیں۔

توشہ خانے

بیگمی دالان سے گنبد شریف میں داخل ہوتے ہوئے پہلے ایک خوبصورت اور شاندار دروازہ آتا ہے اس دروازے سے گزر کر دائیں اور بائیں دو حجرے ہیں ان میں روضۂ منورہ کی ضروریات کی چیزیں رکھی رہتی ہیں۔ شمالی توشہ خانے میں روزانہ کے استعمال کی چادریں، اگردانی، چوبیں اور دیگر متعلقہ سامان رہتا ہے اور جنوبی توشہ خانے میں قیمتی سامان رہتا ہے۔ شاہجہاں بادشاہ کا فرمان بھی اسی میں مقفل رہتا ہے اس میں سات قفل لگے رہتے ہیں ان ساتوں کی چابیاں سات خدام صاحبان کے پاس رہتی ہیں۔ صاحب ''احسن السّیر'' کا بیان ہے کہ ان دونوں حجروں میں خواجہ فخر الدین گردیزی خادم خاص سرکار خواجہ غریب نواز اور ان کی اہلیہ کے مزارات ہیں مگر بقول ''معین الاولیاء'' ان حجروں میں بالتحقیق حضرت خواجہ کی دونوں ازواج کے مزارات ہیں اور بروایت زبانی خواجہ فخر الدین گردیزی کا مزار ترپولیہ دروازہ سے متصل ایک تکیہ میں تھا جو کچھ مدت پہلے منہدم ہو گیا اور وہاں عمارات تعمیر ہو گئی ہیں۔

حجرۂ بی بی حافظ جمال

روضۂ منورہ کی جنوبی دیوار میں بائیں رخ تین دروازے ہیں ادھر ادھر کے دروازے بعض خاص حالات اور موقع پر کھولے جاتے ہیں درمیانی دروازہ دن بھر کھلا رہتا ہے اس دروازے کے آگے سنگ مرمر کے ستونوں پر چھتری بنی ہوئی ہے چھتری کے متصل روضۂ منورہ کی جنوبی دیوار سے ملحق حجرے میں سرکار خواجہ کی صاحبزادی حضرت بی بی حافظ جمال آسودۂ خاک ہیں۔ غالباً یہ حجرہ حضرت خواجہ کے روضہ کے ساتھ تعمیر ہوا بی بی کے سنگ مزار کے تعویذ میں سنگ ابری، طلائی، لہسنیہ اور فیروزہ وغیرہ سے پچی کاری کی گئی ہے مزار کے بیش بہا قبر پوش پر پھول رہتے ہیں اس مزار سے متصل دو چھوٹی چھوٹی قبریں اور ہیں

Marfat.com

یہ دونوں بی بی صاحبہ کے صاحبزادوں کے مزارات ہیں جن کا انتقال صغرسنی میں ہو گیا تھا۔

حجرۂ حورالنساء

یہ حجرہ روضہ شریف کے غرب میں واقع ہے۔ صاحب "احسن السیر" نے بحوالۂ تزک جہانگیری وشاہجہاں نامہ لکھا ہے کہ بروز چہارشنبہ ۲۹ رجمادی الاولیٰ ۱۰۲۵ھ کو حورالنساء بنت شاہجہاں نے وفات پائی اور روضہ شریف کی دیوار سے ملحق دفن کی گئیں۔ جہانگیر اس پوتی کو بہت عزیز رکھتا تھا۔

یہ چھوٹا سا مقبرہ بھی سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اس کے کواڑ بھی سنگ مرمر کے تھے عوام اس کے اندر پیسے کوڑیاں پھینکا کرتے تھے اس سے لوح کے ٹوٹنے کا اندیشہ تھا بایں وجہ اس کا دروازہ تیغا کر دیا گیا کہا جاتا ہے کہ تعویذ قبر پر ایک بیش بہا عقیق یمنی کی تختی آویزاں ہے۔

احاطۂ نور

قبۂ مبارک کے جنوب مغرب میں سنگ مرمر کا یہ خوشنما احاطہ ہے اس کے کچھ حصے پر چھت بھی ہے اس احاطہ سے صحن میں آنے کے لئے دو دروازے ہیں ایک قبہ شریف کے جنوب میں ہے یہ پائیں دروازہ کہلاتا ہے دوسرا متذکرہ جنتی دروازہ ہے ان دروازوں پر سنہری کلیاں ہیں اس احاطہ میں لوگ بیٹھ کر قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے ہیں۔

چار یاری

شاہجہانی مسجد کی جنوبی دیوار سے ملحق حوض کے متصل احاطہ چار یاری میں جانے کا ایک چھوٹا سا دروازہ ہے۔ اس احاطہ میں ایک وسیع قبرستان ہے۔ اس میں جلیل القدر بزرگان دین، فقراء، درویش، علماء اور حضرت خواجہ کے عقیدت مندان آرام فرما ہیں مولانا شمس الدین، مولانا محمد حسین الہ آبادی، حافظ شبیر علی بیگ اور مولوی معین الدین کے علاوہ درگاہ شریف کے خدام و دیگر حضرات کے مزارات اسی احاطہ میں ہیں۔ صاحب "احسن السیر" کا بیان ہے کہ اس احاطہ میں ان چار بزرگوں کے بھی مقبرے

Marfat.com

ہیں جو سرکار خواجہ کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے تھے۔

۱۲۶۰ھ میں خلیفہ سید محمد حنیف صاحب اور اسمٰعیل صاحب خدام درگاہ کے سندھی موکل نے سندھی صاحبان کی آسائش کے لئے پانچ ہزار روپیہ کے صرفہ سے اس میں ایک دالان تعمیر کرایا ہے۔

احاطہ چمیلی

احاطہ صحن چراغ کی جنوبی دیوار میں احاطہ درگاہ شریف میں جانے کے لئے دو دروازے ہیں ایک کی دونوں طرف چھتریاں ہیں دوسرا اسماع خانہ کی دیوار سے ملا ہوا ہے اس دروازے سے احاطہ درگاہ میں داخل ہونے کے بعد داہنی جانب سولہ کھمبہ میں جانے کا راستہ ہے اور بائیں جانب مختصر احاطہ چمیلی ہے جو سنگین جالیوں میں گھرا ہوا ہے اس میں اندر جانے کے لئے ایک چھوٹی سی کھڑکی ہے۔ احاطہ کے اندر چند مقدس مزارات ہیں۔ حال کے بعض تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ یہ مزارات خواجہ بزرگ کی ازواج کے ہیں یہ چمیلی والی بیوی کے نام سے مشہور ہیں مگر صاحب ''احسن السیر'' کے مطابق مسجد صندل خانہ کی شمالی دیوار سے متصل (احاطہ چمیلی میں) حضرت رفیع الدین بایزید خورد کا مزار ہے اور ان کی قبر کے قریب ان کی والدہ اور ان کی بیوی کے مزارات ہیں۔ ان مزارات پر چمیلی کی بیل چھائی رہتی ہے اس احاطے کی جالیوں اور چمیلی کی شاخوں میں جا بجا انگوٹھیاں اور رنگ برنگ کے ڈورے بندھے رہتے ہیں یہ زیادہ تر وہ مستورات باندھتی ہیں جو اولاد کی خواہش مند ہوتی ہیں چمیلی کی بیلوں میں لوگ بھشتیوں سے پانی ڈلواتے ہیں اور ایک چھوٹے سے کھلے ہوئے طاق میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے تبرکاً پانی لے کر پیتے ہیں۔

ارکاٹی دالان

شاہی گھاٹ سے متصل روضۂ منورہ کے پائیں جانب ارکاٹی یا کرناٹکی دالان ہے۔ اس میں روضۂ منورہ کی جانب تین در ہیں یہ سنگ سفید کی ایک خوبصورت عمارت ہے۔ یہ

Marfat.com

دالان نواب والا جاہ رئیس کرناٹک المخاطب بہ امیر الہند نے بعہد شاہ عالم تعمیر کرایا تھا۔

عبادت خانۂ مستورات

روضۂ منورہ کے پائیں دروازے کی دونوں جانب کرناٹکی دالان کے سامنے سنگ مرمر کے دو چھوٹے احاطے ہیں جو پردہ نشین خواتین کی عبادت کے لئے مخصوص تھے۔ مگر اب اس میں مزارات ہیں۔ بقول صاحب ''سیر الاولیاء'' ان میں سے جو مزار بی بی حافظ جمال کے پائینتی میں ہیں ان میں خواجہ معین الدین خورد اور خواجہ قیام الدین بابریال کے مزارات ہیں مگر صاحب احسن السیر نے ان مزارات میں شیخ بدھ مخاطب بہ سید الملک کے مزار کا اضافہ کیا ہے اور ان حضرات کو نبیرگان سرکار خواجہ میں شمار کیا ہے۔

احاطۂ کوچک سنگ سفید

مسجد صندل خانہ کے صحن سے پہلے درمیانی صحن کے بالمقابل مشرق کی طرف سنگ سفید کا ایک چھوٹا سا احاطہ ہے اس میں شیخ تاج الدین بایزید بزرگ، ان کے اقرباء اور ازواج کے مزارات ہیں مگر حال کے بعض تذکرہ نگاروں نے ان مزارات کو یادگار محمد اور ان کی زوجہ کے مزارات بتاتے ہیں۔

نظام سقہ کی قبر

بیگمی دالان اور کھڑکی دروازہ کے درمیان ایک حمید یہ دالان ہے اسی کے قریب نظام سقہ کی قبر ہے، سنگ مرمر کے چبوترے کے گرد جالی دار کٹہرا ہے اور تعویذ مزار پر گل بوٹے، بیل پتے کندہ ہیں ان میں عمدہ قسم کی پچی کاری ہے۔

شاہان مغلیہ کے زمانے میں اس مزار پر زریں شامیانہ نقرئی استادوں پر کھنچا رہتا تھا جب اورنگ زیب عالمگیر حاضر آستانہ ہوئے تو انہیں اس قبر پر خواجہ کے مزار کا دھوکہ ہوا لوگوں نے عرض کیا کہ یہ قبر تو نظام سقہ کی ہے۔ یہ سن کر عالمگیر نے کہا ''شمع پیش آفتاب پر تو

Marfat.com

نذارد' انہوں نے اس قبر کے سارے سامان آرائش وزیبائش ہٹوا دیئے اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ نظام سقہ کی قبر آگرہ میں ہے۔

جھالرہ

درگاہ شریف کے جنوب میں ایک گہرا چشمہ جھالرہ کے نام سے مشہور ہے یہ کبھی خشک نہیں ہوتا درگاہ اور شہر کے بعض محلے کے لوگ اس سے پانی لیتے ہیں درگاہ سے ایک وسیع زینہ اس میں جانے کا ہے بھشتی اس زینے سے پانی بھر کر لاتے ہیں دوسرا زینہ اس میں سولہ کھمبہ کی طرف سے بھی ہے تیسرا زینہ مقبرے کے قریب سے ہے۔

جھالرہ کی مضبوط چہار دیواری شاہجہاں بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے پہلے بارش کے زمانے میں نالہ گڑھ بیٹھلی اس طرف سے بہتا تھا اور یہی نالہ آگے بڑھ کر اب وہ ندی کہلاتا ہے، جب اکبر بادشاہ نے اجمیر کی شہر پناہ بنوائی تو اس نالے کو درگاہ بازار کی طرف کاٹ دیا اور اس کا بند بندھوا دیا۔ شاہ قلی خاں صوبہ دار اجمیر نے دوسری جانب بند کے دہانے پر اپنا ابنی حیات میں تعمیر کرایا اس تدبیر سے خلق کو آسائش ہوگئی ہزاروں آدمی اس کے پانی سے سیراب ہوتے ہیں یہ بہت زیادہ گہرا ہے، زائرین اس کا پانی تبرک سمجھ کر استعمال کرتے ہیں۔

شاہی گھاٹ

لب جھالرہ، ارکاٹی دالان اور حوض کے درمیانی صحن کا نام شاہی گھاٹ یا سایہ گھاٹ ہے اس صحن میں سنگ مرمر کی چھتری میں سرکار خواجہ غریب نواز کے صاحبزادے خواجہ ابو سعید کا مزار ہے۔ یہ چھتری سید رحمت علی صاحب خادم درگاہ کے ایک موکل نے تعمیر کرائی تھی بقول "سیر الاولیاء" اس چھتری کے پائیں میں ایک دوسری مرمریں چھتری کے اندر حضرت خواجہ کے برادر نسبتی آرام فرما ہیں مگر بقول صاحب "احسن السیر" یہ مزار سرکار خواجہ کے خلف اصغر حضرت خواجہ ابو صالح (خواجہ حسام الدین) کا ہے۔

Marfat.com

مقبرہ شاہ قلی خاں

یہ مقبرہ جھالرہ کے مشرق میں ہے سنگ مرمر کی شمال رویہ عمارت تین در کی ہے چھت لداؤ کی ہے اس میں چند قبریں ہیں ان کے تعویذ سنگ ابری وطلائی کے ہیں۔ غالباً انہیں میں اکبر کے منصب دار شہباز خاں کا مزار ہے یہاں محرم کی سات تاریخ کو تعزیہ رکھا جاتا ہے اسی لئے اسے امام باڑہ بھی کہتے ہیں۔

ڈھائی دن کا جھونپڑا

جامع التمش یا ڈھائی دن کا جھونپڑا۔ ایشوری پرشاد کی کتاب ''تاریخ ہند'' میں اس عمارت کو گوتم بدھ کے زمانے (حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پانچ سو سال پہلے) کی لکھا ہے۔ ڈھائی دن کے جھونپڑے کی ساری عمارت قبلہ رخ بنی ہوئی ہے جو مسجد کا رخ ہے نہ کہ مندروں کا۔ احمد آباد کی جامع مسجد کی عمارت بھی اسی وضع کی ہے۔ ڈھائی دن کے جھونپڑے میں مختلف قسم کے پتھر کے بت پڑے ہیں۔ ہر بلاس سارد امصنف کتاب ''اجمیر'' کے بقول اجیت نے دن کے وقت اجمیر پہونچ کر مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا اور قبضہ کر لیا مسجدوں کو مندروں میں بدل دیا چنانچہ یہ مسجد (جامع التمش) بھی مسجد سے مندر بنادی گئی اور اس کے اندر مورتیوں والے ستون نصب کر دیئے گئے۔ دولت راؤ سندھیا نے اپنے دور حکومت ۱۸۰۹ء میں اس مسجد کے دروازے پر کندہ کرا کے ایک اعلان نصب کرایا۔ اس میں ہندو اور مسلمان دونوں کو قسم دے کر لکھا گیا کہ اس عمارت کو نقصان نہ پہونچائیں یہ کتبہ اب تک نصب ہے۔ جامع التمش بہت بڑی مسجد ہے جس کے دروازوں اور محرابوں پر التمش کے دور کی عمارات (مسجد قوت الاسلام اور قطب مینار دہلی) کی طرح جابجا آیات قرآنی کندہ ہیں اور عمارت کا نمونہ بھی ہو بہو ویسا ہی ہے اگر بتوں اور مورتیوں کے ستون نکال دیئے جائیں تو مسجد سلطان التمش کے زمانے کی تعمیر شدہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ مسجد حضرت خواجہ غریب نواز کے مزار مبارک سے کچھ فاصلے پر واقع ہے۔

Marfat.com

قلعہ تاراگڑھ

آستانہ سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ سے کچھ ہی فاصلے پر ایک بلند پہاڑی پر قلعۂ تاراگڑھ واقع ہے۔ وہیں حضرت سید حسین مشہدی خنگ سوار کا مزار مبارک ہے گزشتہ صفحات میں حضرت سید حسین مشہدی کا تذکرہ مختلف عنوانات کے تحت آچکا ہے اس لئے یہاں مزید تفصیل کی ضرورت نہیں۔ اس درگاہ کے متعلق ابوالفضل "اکبر نامہ" جلد ثانی میں لکھتے ہیں:

> "دوسرے دن اجمیر کا قلعہ دیکھنے گئے یہ قلعہ پہاڑ پر واقع ہے اس کی بلند چوٹی پر سید حسین مشہدی خنگ سوار کے مزار کی زیارت سے مشرف ہوئے بقول عوام یہ امام زین العابدین کی اولاد میں سے ہیں لوگ یہاں سے تبرک لیتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ سید صاحب موصوف شہاب الدین غوری کے ملازمین میں سے تھے اور ہندوستان فتح کرنے کے وقت (۵۸۸ھ یا ۵۸۹ھ میں) تشریف لائے تھے (شہاب الدین غوری نے) انہیں اجمیر کی شقہ داری پر مقرر کردیا اور یہیں ان کا انتقال ہوا عوام میں یہ ولی مشہور ہوئے اور ان کا مزار اہل عالم کا مطاف ہوگیا"۔

۱۰۲۴ھ میں سید حسین خنگ سوار کے مزار خام پر اعتبار خاں نے (جو عہد اکبری میں منصب دو ہزاری اور عہد جہانگیری میں شش ہزاری پر فائز تھا اور ممتاز خاں کے لقب سے ملقب تھا) یہ عمارات تعمیر کرائیں گنبد کا زریں کلس ہے۔

آپ کا مزار تاش بادلے سے ڈھکا رہتا ہے مزار شریف کے سرہانے موتیوں کا سہرا پڑا رہتا ہے یہاں چاندی کا چھتر ہے سنہری فریم میں کٹہرے کے اندر آئینے جڑے ہوئے اور پھولوں کے لہرے پڑے ہوئے ہیں مزار کے مغرب میں کمانچی راؤ سندھیا نے سنگ مرمر کے سات دالان از راہ عقیدت بنوائے ہیں۔

قلعۂ دوم میں خنگ (گھوڑے) کی قبر ہے غربی قطعہ میں مسجد ہے جس کا طول

Marfat.com

تقریباً ۲۴ گز اور عرض چھ گز ہے قطعہ سوم میں بھی بڑے بڑے دالان ہیں مغرب میں ایک مسجد قدیم اور پانی کا حوض ہے شمال میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے زمانے کا بلند دروازہ مع نقار خانہ ہے جو تقریباً ۶۴ فٹ بلند اور ۱۷ فٹ چوڑا ہے۔ اسے اسمٰعیل خاں صوبیدار اجمیر نے ۹۷۶ھ میں سنگ سرخ سے بنوایا تھا دروازہ میں سنگ مرمر کا فرش ہے بلند دروازہ کے نیچے متعدد دالان اور ایک مسجد بھی ہے صحن میں شہداء کے مزارات بنے ہوئے ہیں شمالی دروازہ کے پاس دو آہنی دیگیں ہیں ایک دیگ نور الدین جہانگیر بادشاہ نے بنوائی ہے اور دوسری ملا داری نے۔

گنج شہداء

حضرت سید حسین مشہدی کی درگاہ کے جنوب میں ایک وسیع پختہ احاطہ میں گنج شہداء ہے یہاں بہت سے شہیدوں کے مزارات ہیں۔ ۱۰۶۲ھ میں وزیر کلاں (جہانگیر بادشاہ کے ایک وزیر) نے ان مزاروں کے گرد چہار دیواری بنوائی ہے مشہور ہے کہ تمام کوششوں کے باوجود آج تک ان مزارات کا صحیح شمار کوئی نہ کر سکا۔ یہیں ایک سنگ مرمر کے مقبرے میں سرکار خواجہ کے خسر سید وجیہ الدین المعروف بہ سید حسین آسودہ خاک ہیں۔

سولہ کھمبہ یا شیخ علاء الدین کا مزار

سولہ کھمبہ میں حضرت شیخ علاء الدین برادر عم زاد حضرت خواجہ حسین اجمیری نبیرہ وصاحب سجادہ سرکار خواجہ غریب نواز کا مزار ہے ان کی حیات میں یہ مقام دیوان خانہ کہلاتا تھا بعد وفات یہی ان کا مدفن ہوا یہ عمارت سنگ مرمر کی ہے چونکہ اس کے سولہ کھمبے ہیں اس لئے یہ اس نام سے مشہور ہے اس کا طول وعرض ۴۰×۲۰ فٹ ہے۔ شیخ علاء الدین کو شاہجہاں کے عہد میں مذہبی وقار حاصل تھا ان کا وصال بعمر ۷۵ سال ۱۰۱۱ھ میں ہوا۔

چلہ بابا فرید گنج شکر

اس مقام پر حضرت بابا فرید گنج شکر علیہ الرحمہ نے چلہ کشی کی تھی۔ صندلی مسجد کے

Marfat.com

عقب میں اس کا دروازہ ہے دروازے سے مقام چلہ تک زمین دوز زینے کا راستہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے حضرت خواجہ کے خام مزار کا یہی راستہ تھا مگر اب مدت دراز سے اصلی مزار اقدس تک پہونچنے کا راستہ بند کر دیا گیا ہے چلہ کا دروزہ ہمیشہ مقفل رہتا ہے مگر ماہ محرم کی پانچ تاریخ کو ہر سال کھلتا ہے اس دن لوگ جوق در جوق اس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

احمد بختیار اور سجادگان کے مزارات

شاہجہانی مسجد کی شمالی دیوار کی طرف باہر جاتے ہوئے ایک حجرے میں مغربی دروازے سے متصل حضرت احمد بختیار کا مزار ہے اس دروازے سے گزر کر ایک بڑا قبرستان ہے جس میں سجادگان درگاہ اور ان کے خاندان کے لوگوں کے مزارات ہیں یہاں فقراء پڑے رہتے ہیں۔

مقبرہ خواجہ حسین اجمیری

شاہجہانی مسجد کے عقب میں ایک قبہ کے اندر خواجہ حسین اجمیری اور ان کے خاندان کے لوگ آسودۂ خاک ہیں۔ یہ قبہ سرکار غریب نواز کے قبہ کی ساخت کا ہے اس کی تعمیر بعہد شاہجہانی ۱۰۴۷ھ میں ہوئی۔

ایک بالشت کی چھتری

یہ چھتری سولہ کھمبہ کے متصل دروازہ کے سر دل پر ہے دراصل یہ خواجہ حسین اجمیری کے احاطہ کا دروازہ ہے اس کی وسعت ایک بالشت ہے۔

تاریخی چھتری

لنگر خانہ کے صحن میں پرانے زمانے کی ایک تاریخی چھتری ہے۔ مشہور ہے کہ یہ اس

Marfat.com

واقعہ کی یادگار ہے کہ جب اکبر بادشاہ فقیر بن کر اس مقام پر لنگر لینے آیا تھا اور اس کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا تو اس کی یادگار میں یہ چھتری بنائی تھی مگر اب اس تاریخی یادگار کو ختم کر کے اس جگہ ایک حجرہ بنا دیا ہے۔

بجلی گھر

لنگر خانہ کے صحن میں دیوار سے ملحق ایک شرق رویہ دالان ہے اس میں محرم شریف کے موقع پر ملازمین درگاہ اپنی طرف سے تعزیہ رکھتے ہیں اس دالان کے شمال میں ایک مختصر احاطہ کے اندر بجلی گھر کی عمارت ہے یہاں درگاہ کی روشنی کے لئے برقی انجن ہیں۔ یہ برقی انجن بمبئی کے مشہور سیٹھ آنریبل سر کریم بھائی ابراہیم کی ارادت کا نتیجہ ہیں سیٹھ صاحب نے بتوسل مردان علی صاحب مرحوم خادم درگاہ باہتمام مسٹر آر، ایم مارشل الیکٹرک انجینئرنگ کمپنی بمبئی بماہ فروری ۱۹۲۰ء میں برقی روشنی کا اہتمام کیا گیا تھا۔

امیر تاغان وامیر ترغان

بعض لوگ انہیں امیر تقی اور امیر تقی بھی کہتے ہیں عام لوگ تاکاتو کی کہتے ہیں۔ یہ دونوں مزارات چشمۂ نور کی غربی سطح کوہ پر واقع ہیں ان کے گرد پختہ چہار دیواری ہے۔ یہاں دو دالان اور ایک گہرا حوض بھی بنا ہوا ہے چنبیلی کے درخت کثرت سے مزاروں پر چھائے ہوئے ہیں یہاں بھی گنج شہداء ہے۔

مذکورہ بالا یادگاروں کے علاوہ اجمیر شریف میں اور بھی بہت سے مزارات اور یادگاریں ہیں جن میں سے بعض تقریباً پانچ سال پہلے شکستہ اور بعض بے نشان ہو چکے ہیں۔

Marfat.com

کچھ یادگار چلے

چلہ حضرت خواجہ غریب نواز

اناساگر سے متصل سدابہار پہاڑی پر یہ چلہ واقع ہے۔اجمیر میں تشریف آوری کے بعد سب سے پہلے حضرت سلطان الہند نے اسی پہاڑی کے ایک غار میں قیام فرمایا تھا یہاں بطور یادگار پتھر کے دو تخت بھی بنادیئے گئے ہیں ۱۰۳۷ھ میں مہابت خاں صوبیدار اجمیر کے شقہ دار دولت خاں نے چلہ کے سامنے پتھر کی ایک چہاردیواری بنوادی۔اسی احاطہ کے شمالی صحن میں حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ بابا کا مقبرہ سنگ مرمر کی بارہ دری میں ہے اس صحن میں سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا فرش ہے مزار کے سرہانے ایک تین دروازوں کا کمرہ اور ایک بغلی کوٹھری ہے بائیں جانب پانچ در کا وسیع دالان ہے چلہ کے بالکل متصل معصوم بابا کا مزار ہے سامنے ایک تین در کی مسجد ہے مسجد کے کناروں میں اعتکاف کے لئے حجرے ہیں اس احاطہ کے باہر شرق وغرب میں دوسہ دریاں مع بغلی حجروں کے ہیں شرقی سہ دری کے آگے ٹین کا سائبان ہے جنوبی احاطہ میں حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ کا مزار ایک حجرے میں ہے تعویذ مزار سنگ مرمر کا ہے حجرے میں سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا فرش ہے آپ کے مزار کے مشرق میں سید احمد علی شاہ بناری کا مزار ایک ٹین کے سائبان میں ہے پائنتی کی جانب بخاری شاہ کا مزار ہے۔

چلہ سالار غازی

اسی سدابہار پہاڑی کی چوٹی پر سنگ سرخ کے گنبد کے اندر ایک مزار ہے۔اس

Marfat.com

احاطہ میں اور بھی بہت سے مزارات ہیں۔ حضرت کوثر علی شاہ، انگارہ شاہ، کلو بادشاہ مجذوب اور دیگر اہل دل حضرات کے بھی یہاں مزارات ہیں۔

محمود غزنوی نے بعد فتح سید سالار رسا ہو کو یہاں کا صوبیدار بنا دیا تھا۔ مشہور ہے کہ اس مقام پر آپ کے صاحبزادے سید سالار مسعود غازی (جن کا مزار بہرائچ شریف میں ہے) کی ولادت ہوئی تھی اس لئے یہ جگہ چلہ سالار غازی کے نام سے مشہور و متعارف ہوگئی۔

چلہ خواجہ بختیار کاکی

سدا بہار پہاڑی کے مشرقی حصے میں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چلہ ہے۔ یہاں موصوف عبادت الٰہی میں مصروف رہا کرتے تھے۔ چلہ کے بائیں صحن میں ایک تین در کی پختہ مسجد ہے۔ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی کے مرید حضرت مولانا شمس الدین نے ۱۱۹۰ھ میں یہ مسجد تعمیر کرائی تھی۔

چلہ کے نیچے صحن دوم میں ایک عالی شان پختہ احاطہ بنا ہوا ہے اس میں محمد شاہ خاں کی قبر ہے موصوف نواب امیر خاں والیِ ٹونک کے رفیقوں میں تھے۔ احاطہ کے غرب میں ایک مسجد پانچ در کی اور ایک حجرہ محمود خاں نائب محمد شاہ خاں نے ۱۳۳۹ھ میں تعمیر کرایا۔ اس صحن سے مشرق کی جانب بہت سی سیڑھیاں ہیں ان کے دونوں طرف سہ دریاں اور حجرے ہیں سیڑھیوں کے بعد صحن سوم میں متعدد حجرے اور ایک مسجد تھی سیٹھ بھاگ چند کی کوٹھی کی دیوار گر جانے سے مسجد اور حجرے منہدم ہوگئے۔ البتہ اس وسیع صحن میں ایک اور وسیع مسجد ہے۔

چلہ شادی دیو

سدا بہار پہاڑی پر چلہ سالار غازی کے نیچے غریب نواز کے چلہ سے تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر یہ مقام واقع ہے۔ یہاں شادی دیو عبادت و ریاضت کے لئے گوشہ نشین ہوگئے تھے۔ یہ وہی شادی دیو ہیں جو بقول صاحب ''سیر الاقطاب'' سرکار خواجہ

Marfat.com

غریب نواز کے ہاتھوں مسلمان ہوئے تھے جن کا ذکر گزشتہ صفحات میں آچکا ہے یہاں ایک گنبد کے اندر ایک پتھر کا چکر تر شا ہوا رکھا ہے اس سے متصل ایک دالان اور ایک حوض ہے۔

بڑے پیر صاحب کا چلہ

درگاہ سرکار غریب نواز کے جنوب میں پہاڑی پر ایک مقام ہے جو بڑے پیر صاحب کے چلہ کے نام سے مشہور ہے یہاں سونڈے شاہ درویش مدفون ہیں۔ مشہور ہے کہ سرکار خواجہ غریب نواز بغداد شریف سے سرکار غوث پاک کے یہاں کی ایک اینٹ لائے تھے اور وصیت کی تھی کہ بعد وفات اسے میرے سینے پر رکھ دینا۔ چونکہ وہ اینٹ اسی مقام پر رکھی گئی تھی اس وجہ سے یہ مقام بڑے پیر صاحب کے چلہ کے نام سے مشہور ہوگئی۔

یہاں جمشید خاں نے دالان در دالان تعمیر کرایا۔ اصغر علی صاحب متولی نے پختہ صحن اور گنبد بنوایا ایک حوض اور ایک دالان مزید تعمیر ہوا۔ حاجی وزیر علی خادم درگاہ خواجہ صاحب نے درگاہ کے رخ پر ایک بارہ دری تعمیر کرائی ان کے علاوہ مساجد وغیرہ بھی ہیں۔ ربیع الآخر کی ۹ رتاریخ سے ۱۱ رتاریخ تک یہاں غوث پاک کی فاتحہ کے مراسم ادا ہوتے ہیں جس کے مصارف کے لئے جاگیریں وقف ہیں۔

چلہ مدار صاحب

کوکلہ پہاڑی کی چوٹی پر مدار صاحب کا چلہ ہے یہاں حضرت شیخ بدیع الدین قطب المدار مکن پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چلہ کیا تھا۔ مقام چلہ پر پختہ گنبد بنا ہوا ہے اس کے سامنے ایک حوض ہے حوض کے سامنے آپ کے ایک مرید کی چھتری ہے۔ جمادی الاولیٰ کی اٹھارہویں تاریخ کو یہاں حضرت مدار صاحب کی سالانہ فاتحہ کے مراسم ادا ہوتے ہیں لوگ یہاں نذریں چڑھاتے اور منتیں مانتے ہیں۔

چلہ عبد اللہ بیابانی

اجمیر مقدس کے گوشۂ جنوب و مغرب میں موجودہ شہر سے تقریباً سات میل کے

Marfat.com

فاصلے پر عبداللہ بیابانی یا اجے پال جوگی کے چلے کے کھنڈرات ہیں۔ یہ وہی عبداللہ بیابانی ہیں جو حضرت خواجہ غریب نواز کے ہاتھوں مسلمان ہوئے اور بقول صاحب ''گلزار ابرار'' جنگلوں اور بیابانوں میں رہا کرتے ہیں اور بھٹکے ہوئے مسافروں کی رہنمائی کرتے ہیں جن کا تذکرہ گزشتہ صفحات میں تفصیل سے گزر چکا ہے۔

چلہ ناتواں شاہ

درگاہ سرکار غریب نواز کے گوشۂ جنوب و مشرق میں فصیل شہر کے اندر یہ مقام ہے۔ حضرت ناطمع شاہ المعروف بہ ناتواں شاہ سرکار خواجہ غریب نواز کے ہم عصر بزرگ ہیں۔ عہد اکبری تک حبس دم کیے ہوئے اس مقام پر موجود تھے، شہر پناہ کی دیوار کے لئے جب بنیاد کھودی گئی تو آپ کو اس مقام پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہاں شہر پناہ کی دیوار بنے گی یہاں سے تشریف لے جائیں تو آپ نے فرمایا کہ ''فقیر جہاں بیٹھ گیا بیٹھ گیا''۔ آخر مجبور ہو کر یہاں سے شہر کی فصیل ٹیڑھی کر کے نکالی گئی اور آپ کے مزار کو مسقف کر دیا گیا۔ مزار کے آگے بجانب مشرق ایک پختہ چوک بنا ہوا ہے اس میں آپ کے مریدین مدفون ہیں یہاں ایک دالان اور دو حجرے بھی ہیں۔ یہ جگہ ناتواں شاہ کا تکیہ اور صدر چوک سے بھی جانی جاتی ہے۔

چلہ بی بی حافظ جمال

یہ چلہ چشمۂ نور کے کنارے پہاڑ کے غار میں ہے اس میں ایک دروازہ آویزاں ہے مشہور ہے کہ یہاں سرکار خواجہ غریب نواز کی صاحبزادی حضرت بی بی حافظ جمال نے چلہ کیا تھا۔

چلہ بابا فریدالدین گنج شکر

اس چلہ کا ذکر عمارات درگاہ کے عنوان کے تحت گزشتہ صفحات میں گزر چکا ہے۔

Marfat.com

عثمانی چلہ

جھالرہ پر محی الاوقات معینی گدڑی شاہی انجمن (رجسٹرڈ) کے دفتر کے ایک حجرے میں سرکار خواجہ غریب نواز کے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہما کے روضۂ اقدس کا ایک پتھر اور دیگر تبرکات مکۂ معظمہ سے لا کر یہاں رکھے گئے ہیں اس لئے اس جگہ کو عثمانی چلہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

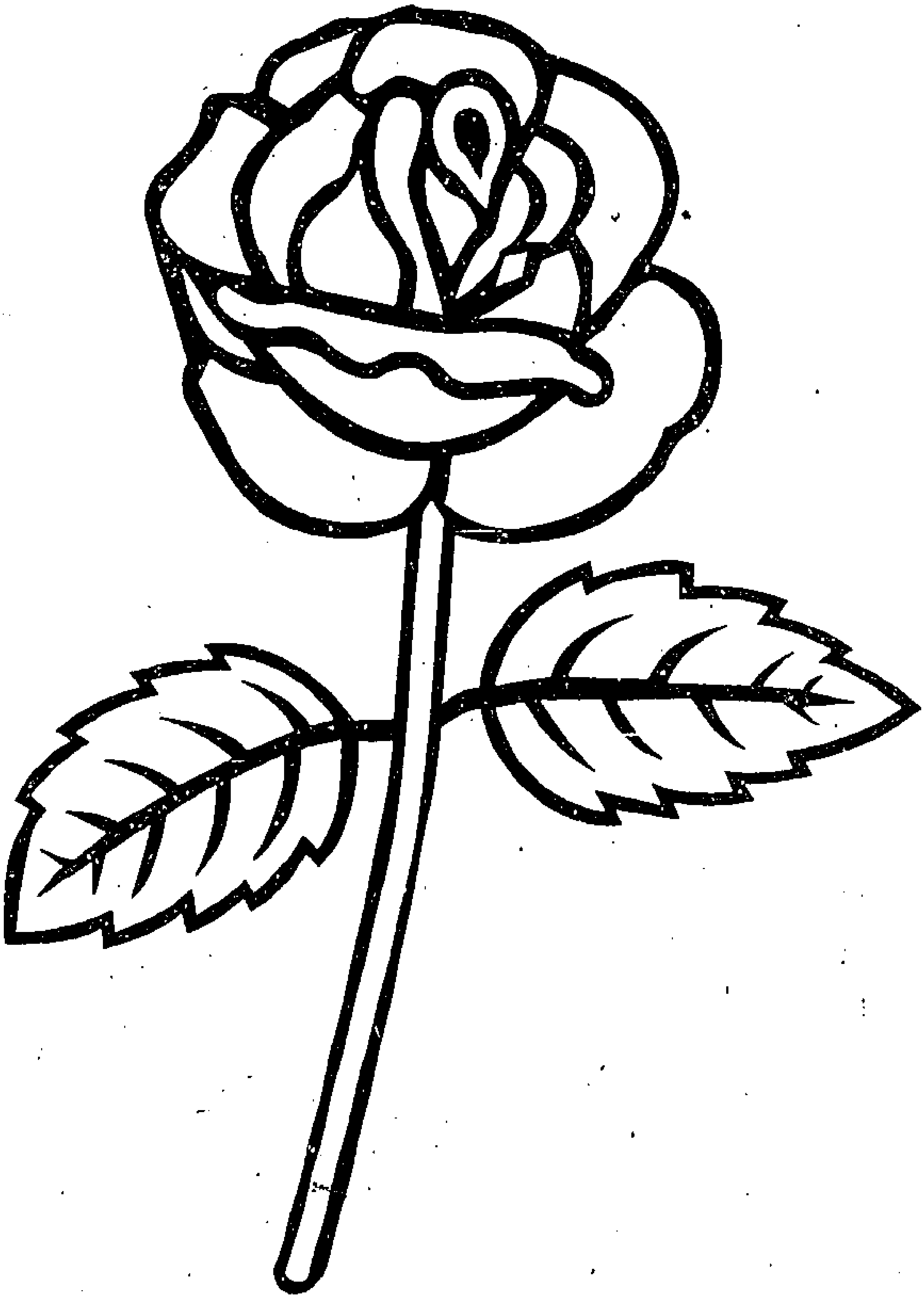

Marfat.com

سرکار خواجہ غریب نواز کے آستانہ پاک پر حاضری

بدعت یا سعادت

آج ایک طبقہ بڑی شدت کے ساتھ کہہ رہا ہے کہ مزارات اولیاء پر جانا اوران کے وسیلے سے دعائیں مانگنا شرک وبدعت ہے۔ اس قسم کی باتیں بلاشبہ الحادو بے دینی ہیں۔ انبیاء کرام اوراولیائے عظام کے مزاروں سے توسل واستعانت کا ثبوت وعمل عہد رسالت سے آج تک مسلسل اورمتوارث چلا آرہا ہے۔ تسکین خاطر کے لئے چند شواہد پیش خدمت ہیں۔

حضرت امام غزالی علیہ الرحمہ ''احیاء علوم الدین'' میں فرماتے ہیں:

وَيَدْخُلُ فِيْ جُمْلَتِهٖ زِيَارَةُ قُبُوْرِ الْاَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَزِيَارَةُ قُبُوْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَسَائِرِ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَكُلِّ مَنْ يَّتَبَرَّكُ بِمُشَاهَدَتِهٖ فِيْ حَيَاتِهٖ يَتَبَرَّكُ بِزِيَارَتِهٖ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَيَجُوْزُ شَدُّ الرِّحَالِ لِهٰذَا الْغَرَضِ

سفر کی دوسری قسم میں انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ، تابعین اور دیگر علماء واولیاء کے مزارات کی زیارت بھی داخل ہے زندگی میں جس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے وصال کے بعد بھی اس کی زیارت سے برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔ اوراس مقصد کے لئے بالارادہ سفر جائز ہے۔

امام ابن الحاج ''المدخل'' میں انبیاء اوراولیاء کی قبروں سے توسل واستعانت کے جواز کی تفصیلی بحث رقم فرما کر امام عبداللہ بن نعمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد نقل فرماتے

Marfat.com

ہیں:

تَحَقَّقَ لِذَوِی الْبَصَائِرِ وَالْاِعْتِبَارِ اَنَّ زِیَارَۃَ قُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ مَحْبُوْبَۃٌ لِاَجْلِ التَّبَرُّکِ مَعَ الْاِعْتِبَارِ فَاِنَّ بَرَکَۃَ الصَّالِحِیْنَ جَارِیَۃٌ بَعْدَ مَمَاتِہِمْ کَمَا کَانَتْ فِیْ حَیَاتِہِمْ وَالدُّعَاءَ عِنْدَ قُبُوْرِ الصَّالِحِیْنَ وَالتَّشَفُّعَ بِہِمْ مَعْمُوْلٌ بِہٖ عُلَمَائُنَا الْمُحَقِّقِیْنَ مِنْ اَئِمَّۃِ الدِّیْنِ۔

ارباب بصیرت واعتبار کے نزدیک ثابت ہے کہ اولیائے کرام کے مزارات کی زیارت کرنا اوران سے برکت حاصل کرنا محبوب ہے کیونکہ اولیائے کرام کی برکت ان کی ظاہری زندگی کی طرح بعد وصال بھی جاری ہے۔اولیائے کرام کی قبروں کے پاس دعا کرنا اوران کو وسیلہ بنانا، ہمارے علمائے محققین اور ائمۂ دین کا معمول ہے۔

حضرت سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا مزار پرانوار فیوض وبرکات کا سرچشمہ اور رشد وہدایت کا مرکز بنا ہوا ہے۔ارباب طریقت، علمائے اہل سنت، سلاطین مملکت اور غرباء ملت ہر عہد میں یہاں کی حاضری کو سرمایۂ افتخار تصور کرتے رہے ہیں۔کسی دور کے علمائے حق نے اس مرقد انور کی حاضری کو ناجائز نہیں لکھا لیکن جب انگریز سامراج نے قوم مسلم کے درمیان اختلاف وانتشار کا بیج بویا تو کچھ نام نہاد مولویوں نے اپنے انگریز آقاؤں کی شہ پر اسے ناجائز اور حرام لکھا اور کہا حالانکہ اہل حق پر مخفی نہیں کہ یہ نظریہ اسلام کے بنیادی اقدار کے مخالف اور اسلام میں بدعت سیۂ کی تخم ریزی ہے۔

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی پروفیسر جامعہ ملیہ دہلی لکھتے ہیں:

> ''حضرت خواجہ اجمیری جنہیں عوام عقیدت ومحبت سے ''غریب نواز'' اور ''سلطان الہند'' کہتے ہیں آخر عمر میں اجمیر شریف تشریف لائے تھے اور آپ جس حجرے میں رہتے تھے اسی میں دفن کیے گئے، اس وقت سے آج تک یہ متبرک مقام لاکھوں عقیدت مندوں کا قبلہ بنا ہوا ہے ایام عرس کے علاوہ بھی ہر سال لاکھوں زائرین یہاں آستاں بوسی کے لئے آتے ہیں''۔

(ماہنامہ ضیاء وجیہ رامپور جنوری، فروری ۱۹۹۳ء)

Marfat.com

اس دربار میں امیر وغریب اور شاہ وگدا سبھی حاضر ہوتے ہیں اور مقام حیرت واستعجاب یہ ہے کہ جو مزارات اولیاء پر حاضری کو شرک وبدعت اور وسیلۂ اولیاء کو ناجائز وحرام کہتے ہیں بگڑے حالات میں انہیں بھی وہاں گریہ وزاری کرتے دیکھا گیا ہے لیکن بعض بدعقیدہ لوگ وہاں صرف تماشہ گیر کی حیثیت سے جاتے ہیں اور عقیدت مندوں کے خلاف طنز وتشنیع کے جملے کستے ہیں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسی قسم کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں:

''بھاگل پور سے ایک صاحب ہر سال اجمیر شریف حاضر ہوا کرتے تھے اس کی ایک وہابی رئیس سے ملاقات تھی اس نے کہا میاں ہر سال کہاں جاتے ہو۔ بیکار اتنا روپیہ صرف کرتے ہو۔ انہوں نے کہا چلو انصاف کی آنکھ سے دیکھو پھر تم کو اختیار ہے۔

خیر ایک سال وہ ساتھ آیا۔ دیکھا کہ ایک فقیر سوٹا لئے روضہ شریف کا طواف کر رہا ہے اور یہ صدا لگا رہا ہے ''خواجہ پانچ روپیہ لوں گا، ایک گھنٹے کے اندر لوں گا اور ایک ہی شخص سے لوں گا''۔

جب اس وہابی کو خیال آیا کہ اب بہت وقت گزر گیا ایک گھنٹہ ہو گیا ہوگا اور اب تک اسے کسی نے کچھ نہ دیا۔ تو جیب سے اس نے پانچ روپئے نکال کر ان کے ہاتھ پر رکھے اور کہا لو میاں تم خواجہ سے مانگ رہے ہو بھلا خواجہ کیا دیں گے لو ہم دیتے ہیں۔

فقیر نے وہ روپئے تو جیب میں رکھے اور چکر لگا کر زور سے کہا ''خواجہ تورے بلہاری جاؤں دلوائے بھی تو کیسے خبیث منکر سے''۔ (الملفوظ مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۴۷)

لے خاک درِ خواجہ آنکھوں سے لگا بیکل
بینائی بتاتی ہے اکسیر نرالی ہے

مولیٰ تعالیٰ مسلمانوں کو منکرین عظمت انبیاء واولیاء کی فتنہ سامانیوں سے محفوظ رکھے اور سلطان الہند سرکار خواجہ غریب نواز کی تعلیمات اور فیوض وبرکات سے بہرہ ور فرمائے آمین۔

Marfat.com

تبرکات سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ

مناجات بدرگاہ رب العالمین

از سلطان الہند خواجہ خواجگان سرکار خواجہ معین الدین حسن چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چوں من پرجرم وعصیانم توئی غفار یا اللہ
خداوندا! میں سراپا معصیت ہوں جرم وعصیاں سے آلودہ ہوں
چوں من باعیب ونقصانم توئی ستار یا اللہ
اے میرے رب! مجھ میں عیب ونقصان ہیں تو ہی چھپانے والا ہے

بخواب مستی وغفلت ز سرتاپا گنہگارم
میں مستی وغفلت کی نیند میں سرشار سراپا گنہگار ہوں
بہ ذکر و طاعتِ خودکن مرا بیدار یا اللہ
اے معبود! اپنے ذکر وبندگی سے مجھے بیدار کر

چنیں کز فعل زشت من خلائق جملہ بیزارند
اے خدا! برے کاموں کی وجہ سے ساری مخلوق مجھ سے بیزار ہے
تو باما باش خوشنود و مشو بیزار یا اللہ
اے مالک! تو مجھ سے راضی رہ اور مجھ سے بیزار نہ ہو

چناں کن از کرم برمن بناءِ توبہ مستحکم
اے معبود! ازراہِ مہربانی میری توبہ کی بنیاد کو اس طرح مستحکم کردے
کہ رانم برزباں ہرلحظہ استغفار یا اللہ
کہ میں ہر لمحہ تجھ سے استغفار ہی کرتا رہوں

چناں کن از کرم در دل بحق احمد مرسل
اے میرے مالک! وقتِ نزع اپنے نبی کے صدقے میں میرے دل میں
عذابِ مرگ چوں گردد مرا دشوار یا اللہ
اس طرح ابرِ کرم کی بارش کر کہ جانکنی آسان ہوجائے

نیابد در وجود من زنیکی ہیچ کردارے
اے پروردگار! میرے پاس کوئی نیک عمل نہیں ہے
ببخشا برمنِ عاصی بدکردار یا اللہ
ازراہِ کرم مجھ خطاکار کو بخش دے

رود ہرلحظہ در طاعت دلِ من جانبِ دیگر
خداوندا! حالتِ عبادت میں ہر لمحہ میرا دل دوسری طرف متوجہ ہوجاتا ہے
چنیں وسواسِ شیطانی زمن بردار یا اللہ
اے خدا! ان شیطانی وسوسوں کو مجھ سے دور فرمادے

چوں گور تیرہ تر وحشت نماید برمنِ مجرم
جب قبر کی تاریکی سے مجھ خطاکار کے دل میں وحشت پیدا ہو
بشمعِ مغفرت گرداں پُر از انوار یا اللہ
اے میرے رب! تو میری قبر کو شمعِ مغفرت کی روشنی سے منور کردے

Marfat.com

معین الدین عاصی را کہ می نالد بصد زاری

معین الدین تیرا خطا کار بندہ ہے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں

گناہم بخش، ایماں راسلامت دار یا اللہ

اے معبود! میرے گناہوں کو معاف فرما اور ایمان کو سلامت رکھ

سرکار خواجہ کی مناجات کا اردو ترجمہ

سراپا جرم و عصیاں میں، تو ہے غفار یا اللہ
سراسر عیب و نقصاں میں، تو ہے ستار یا اللہ

میں سرتاپا گناہوں سے ہوں مستی اور غفلت میں
تو کردے ذکر و طاعت سے مجھے بیدار یا اللہ

برے کاموں سے میرے ہوگئی بیزار سب دنیا
تو راضی رہ مرے مالک نہ ہو بیزار یا اللہ

مری توبہ کی بنیادوں کو مستحکم بنادے تو
کہ میں کرتا رہوں ہر لحظہ استغفار یا اللہ

تو کر ایسا کرم مجھ پر بحق احمد مرسل
کہ مولیٰ جاں کنی مجھ پر نہ ہو دشوار یا اللہ

نہ ہو مولا عبادت میں مرا دل دوسری جانب
تو ہر وسواس شیطانی سے کردے پار یا اللہ

مجھے ہو قبر کی تاریکیوں سے جس گھڑی وحشت
تو شمعِ مغفرت سے کردے پُر انوار یا اللہ

معین الدین عاصی عرض کرتا ہے یہ رو رو کر
سلامت رکھ مرا ایماں تو ہے غفار یا اللہ

تصدق آیۂ لا تقنطوا کا، ہو کرم مولیٰ
مرے اس درد دل کا ہے تو ہی غم خوار یا اللہ

——— درد کاکوروی

Marfat.com

سرکار غوث اعظم قدس سرہٗ کی بارگاہ میں

سرکار خواجہ غریب نواز قدس سرہٗ کا نذرانۂ عقیدت

یا غوث معظم نور ہدیٰ — مختار نبی مختار خدا
اے عظمت والے غوث، اے ہدایت کی روشنی — نبی کے پسندیدہ اور خدا کے بھی پسندیدہ

سلطان دوعالم قطب علیٰ — حیراں ز جلالت ارض وسما
دونوں عالم کے بادشاہ بلند مرتبہ قطب — آپ کی بزرگی سے زمین وآسماں حیرت زدہ ہیں

گر داد مسیح بہ مردہ رواں — دادی توبہ دین محمد جاں
اگر حضرت عیسیٰ نے مردہ انسان کو روح بخشی ہے — تو آپ نے دینِ محمد کو جان عطا کی ہے

ہمہ خلق محی الدیں گویا — برحسن و جمالت گشتہ فدا
تمام مخلوق آپ کو محی الدین کہتی ہے — آپ کے حسن وجمال پر فدا ہوگئی ہے

گویم زکمالِ توچہ غوث الثقلینا — محبوب خدا ابنِ حسن آلِ حسینا
اے جن وانسان کے غوث میں آپ کا کمال کیا بیان کروں — آپ توخدا کے محبوب امام حسن وحسین کی اولاد ہیں

سر در قدمت جملہ نہادند و گفتند — تاللہ لقد آثرک اللہ علینا
تمام اولیائے کرام نے آپ کے قدموں پر سر رکھ کر عرض کیا ہے — کہ خدا کی قسم آپ کو اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر فوقیت عطا کی ہے

(شرح حدائق بخشش ص ۱۱۷)

Marfat.com

سلطان الہند عطائے رسول

خواجہ خواجگان حضرت معین الدین حسن سنجری چشتیؒ کی مکمل سوانح عمری

سیرت خواجہ غریب نواز

ساحر البیان حضرت علامہ عبدالرحیم قادری

شاکر پبلی کیشنز لاہور

Marfat.com